خطبات

سیّد محمود میاںؒ

افادات

محمود الملّۃ والدّین شیخ الحدیث

حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

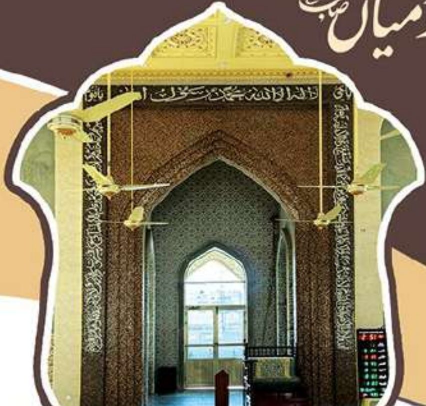

عنوانات ونظرِ ثانی

ڈاکٹر محمّد امجد

مکتبۃ الحامد

خطبات

سیّد محمود میاںؒ

افادات

محمود الملّۃ والدّین شیخ الحدیث

حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ابن و مجاز قطب الاقطاب حضرت مولانا سیّد حامد میاںؒ

رئیس جامعہ مدنیہ جدید و سجادہ نشین خانقاہِ حامدیہ

امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

عنوانات و نظرثانی

ڈاکٹر محمد امجد

مکتبۃ الحامد

کتاب کا نام	:	خطبات سیّد محمود میاںؒ
افادات	:	شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ
باہتمام	:	مولانا عکاشہ میاں صاحب، مہتمم جامعہ مدنیہ جدید
عنوانات ونظرِ ثانی	:	ڈاکٹر محمد امجد، ناظم جامعہ مدنیہ جدید
صفحات	:	360
تعداد	:	600
طبع اوّل	:	13 رجب المرجب 1447ھ / 3 جنوری 2026ء
ناشر	:	مکتبۃُ الحامد
رابطہ نمبر	:	+ 92 333 4249301 _ + 92 333 4249302
ویب سائٹ	:	https://www.jamiamadniajadeed.org
ای میل ایڈریس	:	maktabahamidiya@gmail.com
قیمت	:	700

جملہ حقوقِ طباعت بحق ''مَکتَبۃُ الحَامِد'' محفوظ ہیں

﴿ ملنے کے پتے ﴾

مَکتَبۃُ الحَامِد متصل خانقاہِ حامدیہ محمد آباد ۱۹ رکے م شارع رائیونڈ لاہور

ڈاکٹر محمد امجد صاحب، خانقاہِ حامدیہ محمد آباد ۱۹ رکے م شارع رائیونڈ لاہور

قاری تنویر احمد صاحب شریفی، مکتبہ رشیدیہ نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

مولانا محمد عابد صاحب، صفہ سکول سسٹم ۳ر محمود سٹریٹ موہنی روڈ لاہور

حافظ فہد اعوان، مَکتَبہ قاسمیۃ ۱۷ر الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
*	ابتدائیہ	۷
*	تفصیلی فہرست	۹
۱	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی	۲۵
۲	راعی اور رعایا کے حقوق	۳۳
۳	اسلام، ایمان اور ان میں فرق	۴۹
۴	ماہ صفر میں کی جانے والی رسومات کی شرعی حیثیت	۶۳
۵	عالمِ کفر کی دینی مدارس کے خلاف سازشیں اور علماء کی ذمہ داریاں	۷۵
۶	اتباعِ سنت اور فلاحی اداروں کا قیام	۱۰۰
۷	علماء اور عوام کے درمیان اتحاد کی ضرورت	۱۱۹
۸	دینِ حنیف	۱۴۱
۹	اسلام جدید ترین مذہب ہے	۱۶۵
۱۰	حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ	۱۷۸
۱۱	ایک انوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنیؒ دے گئے	۱۸۵
۱۲	''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر	۱۹۷
۱۳	نبی قائد ہوتا ہے تابع نہیں	۲۱۱
۱۴	''انسان'' کی خدمت اور ''انسانیت'' کی خدمت میں فرق ؟	۲۲۲

۱۵	صرف دین اسلام کی تعلیمات مستند ہیں	۲۲۸
۱۶	حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ کا مقصد اور مشن	۲۴۲
۱۷	اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے	۲۴۹
۱۸	حضرت شیخ الحدیثؒ سے جدی تعلقات	۲۶۶
۱۹	ربیع الاوّل اور عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے	۲۷۳
۲۰	ہر نبی کی گستاخی کی سزا موت ہے	۲۷۹
۲۱	قربِ قیامت اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول	۲۹۰
۲۲	قرآن اور ناموسِ رسالت کی اہانت کا سبب اور اس کا علاج	۲۹۹
۲۳	اجتماعی مقاصد کو پیشِ نظر رکھیں	۳۰۸
۲۴	القدس اور فلسطین کس کا ہے ؟	۳۱۱
۲۵	کیا مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے ؟	۳۱۹
۲۶	ظلم دیکھ کر خاموش رہنے والا ؟	۳۲۷
۲۷	یہودیوں کا بائیکاٹ کر کے اپنا ایمان بچائیں !	۳۳۰
۲۸	اسلام ایک مدلل دین ہے !	۳۳۷
۲۹	کسی جماعت کا امیر بننے کی خواہش رکھنا	۳۴۶
۳۰	اسلام اور سیاسی جماعتیں	۳۴۸

☆

محمود الملّة و الدین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نور اللہ مرقدہٗ

کے (آڈیو بیانات) خطباتِ جمعہ و دروسِ حدیث جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر موجود ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org

انتساب

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ

کی حیاتِ مبارکہ کے اُن تمام

لمحات کے نام

جن میں آپ علومِ نبوت حاصل کرتے رہے نیز تدریسی و خانقاہی اور سیاسی و صحافتی خدمات میں مصروفِ عمل رہے

ڈاکٹر محمد امجد

ابتدائیہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہٗ کے خلیفہ و مجاز قطب الاقطاب محدث کبیر عالم ربانی حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہٗ کے صاحبزادے مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید و سجادہ نشین خانقاہ حامدیہ حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نور اللہ مرقدہٗ ۲۵/ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ/ ۵/جولائی ۱۹۵۶ھ بروز جمعرات لاہور میں پیدا ہوئے !

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب رحمہ اللہ کا نسبی رشتہ ساداتِ رضویہ کے ساتھ ملتا ہے آپ مؤرخ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمہ اللہ (سابق ناظم جمعیۃ علماء ہند) کے پوتے تھے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے از اوّل تا آخر تعلیم جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں حاصل کی، درسِ نظامی کی تکمیل ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء میں کی، فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے والد گرامی کی زیرِ نگرانی اپنے لیے علم و عمل کا میدان بناتے ہوئے جامعہ مدنیہ ہی میں ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء سے تدریس شروع کی آپ نے ۱۹/شوال ۱۴۲۶ھ/ ۲۲/نومبر ۲۰۰۵ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز فرمایا اور تا حیات مسلسل بیس سال ''صحیح البخاری'' کی تدریس کی سعادت حاصل رہی، آپ پینتالیس سال تک درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے ! !

تزکیہ نفس کے لیے اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی ،حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بڑے انہماک اور توجہ سے شریعت اور سلوک و طریقت کے اسباق والد ماجدؒ سے حاصل کیے، حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ براہِ راست حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز تھے اور سلسلہ حدیث میں بھی براہِ راست تلمیذ و شاگرد تھے، اس طرح حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ سلسلہ حدیث اور سلسلہ تصوف دونوں میں مدنی نسبت کے حامل تھے، ساری زندگی یہ نسبت اگلی نسل کو منتقل کرتے گزار دی !

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ۷؍محرم الحرام ۱۴۴۷ھ/ ۲؍جولائی ۲۰۲۵ء بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب ساڑھے گیارہ بجے لاہور میں انتقال فرماگئے ! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کی دینی، روحانی، تعلیمی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں ،۱۹۸۲ء سے ۲۰۲۵ء تک مسلسل آپ کی ذات مرجع خلائق بنی رہی ! اس عرصہ میں ہزاروں تشنگانِ علم آپ سے فیضیاب ہوتے رہے !

''خانقاہ حامدیہ'' میں ۲۲؍ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ/ ۲۶ جنوری ۲۰۰۳ھ سے ہفتہ وار مجلسِ ذکر اور درسِ حدیث کا آغاز فرمایا نیز مسجد حامد میں ہر جمعہ بیان بھی فرماتے رہے ! عوام اور سالکین آپ کی رُشدوہدایت کی شمع سے فیضیاب ہوتے رہے، یہ دروس علم وعرفان، معرفت وحکمت اور سیاسی شعور کا ایک انتہائی مفید ذخیرہ ہیں جو اپنی افادیت کے اعتبار سے بے مثال اور لازوال ہیں ! ۲۰۱۳ء سے ان دروس وخطبات کی آڈیو ریکارڈنگ کا باقاعدہ اہتمام کیا گیا جو جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر استفادہ کے لیے موجود ہیں، ان دروس پر کمپوزنگ اور نظر ثانی کا کام جاری ہے، ماہنامہ انوار مدینہ میں تاریخ وار ترتیب کے لحاظ سے جنوری ۲۰۲۶ء سے اشاعت بھی شروع ہوگئی ہے ، فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ !

اب حضرتؒ کے بعض اہم بیانات جو ماہنامہ انوار مدینہ میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ان کا مجموعہ مکتبۃُ الحامد کے زیرِ اہتمام'' خطبات سیّد محمود میاںؒ '' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے

''خطبات سید محمود میاںؒ '' کی طباعت تک پیش آنے والے تمام مراحل میں ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے انتہائی خلوص سے راقم کے ساتھ تعاون کیا خاص طور پر راقم کے برادرِ خورد مولانا محمد عابد مدظلہم (ناظم تعلیمات و استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ) ، مفتی محمد فہیم صاحب مدظلہم (مدرس جامعہ مدنیہ جدید)، مولانا محمد صدیق بلتستانی ،مولانا محمد عامر اخلاق ! اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے اور دعا بھی کہ وہ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے سرفراز فرماکر اپنی رضا اور فضل سے نوازدیں آمین یا رب العالمین

محمد امجد غفرلہٗ

۱۱؍رجب المرجب ۱۴۴۷ھ / یکم؍جنوری ۲۰۲۶ء

تفصیلی فہرست خطباتِ سیّد محمود میاںؒ

(۱) محمد رسول اللہ ﷺ کی نجی زندگی	۲۵
اسلام میں نجی زندگی کی اہمیت	۲۵
رحمۃ للعالمین ﷺ کی نجی زندگی	۲۶
اہلِ خانہ کی تربیت	۲۶
نبی علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات	۲۷
آپ علیہ السلام کا اندازِ گفتگو	۲۷
حضور ﷺ کا ضبط اور قوتِ برداشت	۲۸
حدود اللہ کا احترام	۲۸
ازواجِ مطہراتؓ سے تعلق	۲۹
اپنی اولاد سے محبت	۳۰
گھریلو خدام سے سلوک	۳۱
(۲) راعی اور رعایا کے حقوق	۳۳
تین طبقات سے خطاب	۳۴
راعی کا مطلب	۳۴
حاکم سے پوچھا جائے گا	۳۵
حاکم کا حشر کیسا ہوگا ؟	۳۵
گھر کے سرپرست سے پوچھا جائے گا	۳۶
علم سے کیا مراد ہے ؟	۳۷
بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے	۳۸
عورت سے پوچھا جائے گا	۴۱

ایک سچا واقعہ	۴۲
نجات کا مدار دلی محبت پر ہے	۴۴
اسلام کی بنیاد پرستی کے اسباب کیا ہیں ؟	۴۴
مدارس دین کا بنیادی قلعہ ہیں	۴۶
غلام سے پوچھا جائے گا	۴۸
(۳) اسلام، ایمان اور ان میں فرق	۴۹
اسلام کیا ہے ؟	۴۹
اللہ کیا ہے ؟ واجب الوجود کا کیا مطلب ہے ؟	۵۰
اللہ کے سوا ہر چیز کا وجود عارضی ہے	۵۰
اللہ کے سوا ہر چیز کا وجود عارضی ہونے کی دلیل	۵۰
دو میں سے کسی ایک کے انکار سے کافر ہو جاتا ہے	۵۱
نماز کا حکم	۵۱
زکوٰۃ کا حکم	۵۲
روزہ کا حکم	۵۲
حج کا حکم	۵۲
ایمان کیا ہے ؟	۵۳
بظاہر مومن اللہ کے نزدیک کافر	۵۳
دنیا میں منافق کا حکم	۵۳
وحی اور کشف میں فرق	۵۴
نبی دماغی اور دل کی باطنی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے	۵۴
مرزا قادیانی اور دماغ کی بیماری	۵۴
مرزا کے پیروکار آنکھیں کھولیں	۵۵

انسان ظاہر کا مکلّف ہے یا باطن کا ؟	۵۵
فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے	۵۶
اللہ کی اتاری ہوئی سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے	۵۶
کتابوں پر ایمان کا مطلب ؟	۵۶
پوپ کی لاچاری	۵۷
علماء آپ کے ہر قولی اور فعلی عمل کو زندہ رکھے ہوئے ہیں	۵۷
تورات اور انجیل پر ایمان لانا ہے مطالعہ نہیں کرنا	۵۸
ایمان بالغیب، ایک سچا واقعہ	۵۹
آخرت کے دن پر ایمان	۶۱
تقدیر پر ایمان	۶۱
مسئلہ تقدیر ، مقامِ شکر	۶۱
(٤) ماہ صفر میں کی جانے والی رسومات کی شرعی حیثیت	۶۳
پہلی اصلاح: مرض کے متعدی ہونے کی نفی	۶۴
اس بداعتقادی کا نقصان	۶۴
اخلاقی فلسفہ اور حوصلہ میں اضافہ	۶۵
اصلاح کا اثر	۶۶
ایک اشکال اور اس کا جواب	۶۶
اشکال و اعتراض میں فرق	۶۶
اشکال کا حکیمانہ جواب	۶۷
مثال سے مزید وضاحت	۶۸
نبی علیہ السلام ... احتیاطی تدبیر بھی، توکل بھی	۶۹
دوسری اصلاح	۷۱

ستارہ اللہ کی مخلوق ہے اور بے اختیار ہے	۷۲
تیسری اصلاح	۷۳
نَھِیٌ عَنِ الْمُنْکَرْ ! نبی کی تڑپ	۷۴
(۵) عالمِ کفر کی دینی مدارس کے خلاف سازشیں	۷۵
نبی علیہ السلام کی پیروی سے امتیازی شان حاصل ہوتی ہے	۷۶
جنت کیا ہے ؟	۷۷
جہنم کیا ہے ؟	۷۷
علماء اور طلباء پر کیا لازم ہے ؟	۷۷
تفصیل سے علم سیکھنا فرضِ کفایہ ہے	۷۸
مثال سے وضاحت	۷۸
اسلام دنیاوی کاموں سے نہیں روکتا	۷۹
عالم دین کی خدمت کو نہیں چھوڑ سکتا	۷۹
فتنہ کا دور، دجال کی آمد	۷۹
پورے عالَم کے اعتبار سے صدیاں دنوں کی طرح ہوتی ہیں	۷۹
دجال کی آمد سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال پیدا ہوں گے	۸۰
دجالی قوتیں نبی علیہ السلام کی سیاسی اور اقتدار سے متعلق پیشین گوئیوں سے خوب آگاہ ہیں	۸۱
خراسان ہمارا پڑوس اور اس کی اہمیت	۸۱
''این جی اوز'' دجالی فتنہ، غریب مسلمان ان کا پہلا نشانہ	۸۱
فقر کبھی کفر کا سبب بن جاتا ہے	۸۲
اب پچھلے لوگوں جیسا ایمان مضبوط نہیں ہے	۸۳
کفر کا طریقۂ واردات	۸۳
ایمان بچانے کی ترکیب	۸۴

دجالی فتنے کا ایک واقعہ	۸۴
سندھ اور پنجاب	۸۵
غریبوں کی مدد ! نبیوں کی ترجیحات	۸۶
نبی علیہ السلام کی معاشرتی فلاحی سرگرمیاں	۸۷
آپ حضرات نبی علیہ السلام کے وارث ہیں	۸۸
عبرتناک واقعہ	۸۹
ایک اور واقعہ	۹۰
آغا خانی اور شمالی علاقہ جات	۹۱
ایک اور ناپاک مقصد	۹۱
علماء اور طلباء کے اہم اہداف	۹۲
''ذکر اللہ'' کی طرف توجہ اور اس کا فائدہ	۹۲
مثال سے وضاحت	۹۲
ایک طالب علم کا اشکال اور اس کا جواب	۹۳
حضرتؒ کی ہر طالب علم اور مرید کو نصیحت	۹۸
(٦) اتباعِ سنت اور فلاحی اداروں کا قیام	۱۰۰
مؤمن کے سوا ہر انسان خسارے میں ہے	۱۰۰
حق اور مصائب ساتھ ساتھ	۱۰۰
عملِ صالح کا مطلب	۱۰۱
مثال سے وضاحت	۱۰۱
اشکال کا رفع	۱۰۲
مثال سے وضاحت	۱۰۲
صحبت کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہے	۱۰۴

آپ مقصد کی طرف بڑھنا شروع ہوئے ہیں	۱۰۶
آپ کو اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے	۱۰۶
دینی مدارس اور برطانیہ کا وزیرِ اعظم	۱۰۷
ہوش سے کام لینا ہے، جوش سے نہیں	۱۰۹
آغا خانیوں کے ذریعہ فتنہ پھیلایا جا رہا ہے	۱۱۱
دینی مدارس ختم ہو گئے تو معتدل طبقہ کی پیداوار بند ہو جائے گی	۱۱۱
فلاح کا مطلب	۱۱۳
دو قسم کے لوگ	۱۱۴
مسلمان ہو یا کافر ہر کسی کے ساتھ خیر کرو	۱۱۵
اتباعِ سنت کو کسوٹی بنائیں	۱۱۸
(۷) علماء اور عوام کے درمیان اتحاد کی ضرورت	۱۱۹
نبی علیہ السلام کا حکیمانہ اسلوب	۱۲۰
قریبی رشتہ داروں کو پہلے ڈرانے کی حکمت	۱۲۱
بدکرداری اور بداخلاقی کی نحوست	۱۲۱
آپ انبیاء کے نائب ہیں مگر اس پر فخر نہیں کرنا	۱۲۴
اللہ تعالیٰ کی حمد کی وجہ	۱۲۴
ہم کیا ہیں ؟	۱۲۵
این جی اوز کے ذریعہ ارتدادی فتنہ	۱۲۸
علماء اور اہلِ ثروت مل کر کام کریں	۱۳۱
نبیوں کا طریقہ	۱۳۲
ایک ''روسی'' کا واقعہ	۱۳۲
لوگوں کے جائز دنیاوی کاموں میں مدد کرنا بھی غلبۂ دین کا سبب ہے	۱۳۳

غور طلب چیز	۱۳۶
باطل پر زد مکمل اسلام سے پڑتی ہے ادھورے سے نہیں	۱۳۷
کھمبے کیا لگے مصیبت بن گئی	۱۳۷
مذہب ذاتی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی ہے	۱۳۸
پھر سوچیں	۱۳۹
تنگ نظری اور تنگ دلی نہیں ہونی چاہیے	۱۳۹
(۸) دینِ حنیف	۱۴۱
حق کی تلاش	۱۴۱
''اسلام'' آخری دین ہے	۱۴۴
ایک واقعہ	۱۴۴
اسلام جدید ترین مذہب ہے	۱۴۵
بڑائی اور فخر منع ہے	۱۴۸
ایک واقعہ	۱۵۰
صرف اللہ کی رضا مقصد ہونا چاہیے	۱۵۱
اتباعِ سنت کی اہمیت	۱۵۲
کوتاہی کا تدارک کیسے کرے ؟	۱۵۴
صرف بیعت پر اکتفاء کافی نہیں	۱۵۴
اجازتِ حدیث	۱۵۵
مذہبی سیاسی قائد کی مخالفت کرنا	۱۵۶
ایک خواب اور اس کی تعبیر	۱۶۰
مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے	۱۶۱
قاتلانہ حملے	۱۶۲

امام ابو یوسفؒ سے متعلق ایک واقعہ	١٦٣
سیاست کے سینہ میں دل نہیں ہوتا	١٦٤
(٩) اسلام جدید ترین مذہب ہے	١٦٥
کفار کی فطرت	١٦٦
اپنے کو حقیر سمجھنا چاہیے	١٦٩
تربیت کا دور	١٧٠
اتباعِ سنت	١٧٢
باطنی علوم کی طرف توجہ	١٧٤
دقیانوس کا مطلب	١٧٥
(١٠) حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ	١٧٨
استغناء کی دولت	١٧٩
اپنے شیخ سے تعلق کا ایک واقعہ	١٨٢
(١١) ایک انوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنیؒ دے گئے	١٨٥
برصغیر اہلُ اللہ کی سرزمین	١٨٦
مذہب اور سیاست	١٨٦
نبی علیہ السلام اور کمانڈو ایکشن	١٨٨
دورِ رسالت کی جیل	١٨٨
نبی علیہ السلام ... میڈیا سیل ... زرد صحافت	١٨٩
تمام امور کا مرکز ... مسجد نبوی	١٩٠
حضرت ثمامہؓ کا قبولِ اسلام	١٩٢
انٹیلی جنس کا نظام	١٩٣
''ورنہ'' کی قوت	١٩٤

حضرت مدنیؒ کا سکھایا ہوا سبق	۱۹۵
(۱۲) ''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر	۱۹۷
کون سا ایمان معتبر ہے ؟	۱۹۸
کون سے اعمال معتبر ہیں ؟	۱۹۹
دینی اور دنیاوی علوم میں فرق	۲۰۰
دنیاوی علوم کو مقصودِ اصلی بنانا حرام ہے	۲۰۱
بقدرِ ضرورت علم سیکھنا واجب ہے	۲۰۱
دینی مدارس کی اہمیت	۲۰۲
اسلام کی تلوار امن کی نشانی ہے	۲۰۶
بخاری شریف کی انوکھی ترتیب	۲۰۸
(۱۳) نبی قائد ہوتا ہے تابع نہیں	۲۱۱
قائد حزبِ اقتدار	۲۱۲
نبی کی سرشت میں قیادت ہوتی ہے	۲۱۴
گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بہت خطرناک ہے	۲۱۶
بارہ صدیوں تک اسلام پوری دنیا کی سپر طاقت رہا	۲۱۶
انگریز کی پالیسی ، سیاست اور مذہب میں تفریق	۲۱۸
وزیر خارجہ کی پستی کا عالَم	۲۱۹
آپس میں اتفاق واتحاد کی ضرورت	۲۲۰
سورہ کہف کا عمل، دجال سے حفاظت	۲۲۰
''فتنہ'' کسے کہتے ہیں ؟	۲۲۱
(۱۴) ''انسان'' کی خدمت اور ''انسانیت'' کی خدمت میں فرق	۲۲۲
انسان کے خادم	۲۲۲

انسانیت کے خادم	۲۲۴
انسانیت کے خادم کا مطلب	۲۲۴
انسانیت کے خادم کون ہیں ؟	۲۲۷
(۱۵) صرف دینِ اسلام کی تعلیمات مستند ہیں	۲۲۸
مومن کی مثال	۲۲۹
منافق کی مثال	۲۲۹
مومنین اور منافقین کی معرکہ آرائی	۲۳۷
آخر میں نصیحت ..... سورۂ کہف کا عمل	۲۳۹
کسی کے بارے میں جنتی یا دوزخی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے	۲۴۰
(۱۶) حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ کا مقصد اور مشن	۲۴۲
اسلام کی شوکت ؟	۲۴۳
مقصد میں کامیابی ؟	۲۴۳
عدی ابن حاتمِ طائیؓ کا واقعہ	۲۴۴
سوچنے کی بات	۲۴۵
عدی ابن حاتمؓ کا قبول اسلام	۲۴۷
ہمارے اکابر کا مشن	۲۴۸
(۱۷) اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے	۲۴۹
انبیاء کیوں بھیجے ؟	۲۵۰
قیادتیں نبیوں کی دشمن کیوں بنیں ؟	۲۵۰
اگر انبیاء قیادت نہ کرتے ؟	۲۵۱
نبیوں کے سیاسی و عسکری معرکے	۲۵۲
نبی کے وارث کیا کریں گے ؟	۲۵۳

بارہ صدیوں اسلام سپر طاقت رہا	۲۵۸
امریکہ سپر طاقت نہیں ہے	۲۵۸
مدد کا بھکاری	۲۵۹
کفار تابع ہوں گے	۲۶۰
''حیرہ'' کی فتح بغیر خون ریزی کے	۲۶۰
سائنائٹ حضرت خالدؓ کے ہاتھ پر	۲۶۲
کافر لیڈر کے تاثرات ! حکومت کا فرض فوری انصاف و معاشی استحکام	۲۶۲
سب ڈاکٹر یا سائنسدان بن جائیں تو بحران آجائے گا	۲۶۳
مدارس کی سند	۲۶۴
علماء اور دین کی کرامت	۲۶۴
(۱۸) حضرت شیخ الحدیثؒ سے جدی تعلقات	۲۶۶
'' زُھد '' کیا ہے ؟	۲۶۷
حضرت شیخؒ کی خدمت میں خط اور اس کا جواب	۲۶۷
ایک خواب	۲۶۸
حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی آمد	۲۶۹
پہلی ملاقات	۲۷۰
جامعہ مدنیہ جدید سے تعلق	۲۷۱
خانقاہِ حامدیہ سے تعلق	۲۷۱
(۱۹) ربیع الاوّل اور عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے	۲۷۳
چالیس سال تک لاعلمی	۲۷۳
نبوت کا اعلان	۲۷۴
ہجرتِ مدینہ	۲۷۴

نبی علیہ السلام کا وصال	۲۷۵
بارہ وفات	۲۷۵
عیدیں دو ہیں	۲۷۵
ربیع الاوّل اور ہمارا ضمیر	۲۷۶
نبی علیہ السلام کی محبت ایمان کا جزو ہے	۲۷۶
نبی کی تعلیمات پر عمل ہی عشقِ رسول ہے	۲۷۷
محبت کا دعویٰ	۲۷۷
عشق کیا ہے ؟	۲۷۸
(۲۰) ہر نبی کی گستاخی کی سزا موت ہے	۲۷۹
ایک اہم اخلاقی اصول	۲۸۱
اعلیٰ تعلیم کہاں ؟	۲۸۱
ٹیچر بد اخلاق	۲۸۲
مجاہد کا عمل ..... پولیس کا ظلم	۲۸۳
ہر نبی کے گستاخ کو قتل کیا جائے گا	۲۸۴
یہ تعصب نہیں ہے	۲۸۵
''اب کیا ہوگا'' ؟ ایک نمازی کی پریشانی	۲۸۵
''گلیر قوم''اعزاز بھی گلیر کو ہی دیتی ہے	۲۸۵
یورپ میں جہاد	۲۸۶
''تہذیب''مسلمان کا خمیر	۲۸۷
کیا ہونا چاہیے ؟	۲۸۷
سردار کون ؟	۲۸۸
(۲۱) قربِ قیامت اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول	۲۹۰
ایک تلخ حقیقت	۲۹۱

سفرِ ہجرت	۲۹۲
مدینہ منورہ آمد	۲۹۲
صلحاء ، صلحاء کا کیسے استقبال کرتے ہیں	۲۹۳
ہتھیار اور مسجد	۲۹۴
سب سے پہلے مسجد کیوں	۲۹۴
جہاد اور جنگ کا فرق ؟	۲۹۵
حضرت والد ماجدؒ کا مُکاشفہ پر مشتمل ایک خط	۲۹۵
ایک خواب	۲۹۷
افریقہ کے ایک صاحب کا عجیب قصہ	۲۹۷
حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے لیے تلوار	۲۹۸
(۲۲) قرآن اور ناموسِ رسالت کی اِہانت کا سبب اور اس کا علاج	۲۹۹
سیاسی کعبے	۳۰۰
جہاد کے بغیر اتحاد ناممکن ہے	۳۰۱
یہاں قانون اسلامی نہیں کفریہ ہے	۳۰۱
عوام اور فوج کی ترجمان	۳۰۲
آج کی اصل بات	۳۰۲
دیگر سب نظام کفریہ ہیں	۳۰۴
حل اور علاج	۳۰۶
حضرتؒ کی نصیحت	۳۰۶
(۲۳) اجتماعی مقاصد کو پیش نظر رکھیں	۳۰۸
خود اِحتسابی کیسے کریں ؟	۳۰۹

بڑی قوت ؟	۳۱۰
عہد	۳۱۰
(٢٤) القدس اور فلسطین کس کا ہے ؟	۳۱۱
علم اور علماء بیزار طبقہ	۳۱۲
پہلا بڑا معرکہ	۳۱۲
سن ۱۶ ہجری، فلسطین و شام کی فتح	۳۱۳
مسلمانوں کی پسپائی	۳۱۳
صلاح الدین ایوبیؒ، قبضہ واپس	۳۱۳
زوال	۳۱۴
یہودی صفر	۳۱۴
یہودی یہاں کیسے آئے ؟	۳۱۵
یہاں کیوں آباد کیا گیا ؟	۳۱۵
مسلمان حکمران	۳۱۵
یومِ طوفانِ اقصیٰ	۳۱۵
اعلانِ جہاد	۳۱۶
یہودی عورتیں اور بچے	۳۱۶
اسرائیلی یہودی عام شہری نہیں	۳۱۷
مشورہ	۳۱۷
اپنی شناخت کا واحد راستہ	۳۱۷
قنوتِ نازلہ	۳۱۸
(٢٥) کیا مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے ؟	۳۱۹
سچے جذبات	۳۲۰

منافق حکومتیں	۳۲۱
جہاد فرض ہو چکا ہے ؟ جواب !	۳۲۱
تختہ کون اُلٹے ؟	۳۲۲
فرضِ عین کا مطلب ؟	۳۲۲
مثال سے وضاحت	۳۲۳
نفیرِ عام کی عملی شکل	۳۲۴
رجوع اِلی اللہ اور سرمایہ کی فرہمی	۳۲۵
(۲۶) ظلم دیکھ کر خاموش رہنے والا ؟	۳۲۷
خاموش ظالموں کا کیا کرنا چاہیے ؟	۳۲۸
(۲۷) یہودیوں کا بائیکاٹ کر کے اپنا ایمان بچائیں !	۳۳۰
مسلمانوں کا عمل	۳۳۱
جہاد میں حصہ کیسے ڈالیں ؟	۳۳۱
اندر کی قوت	۳۳۳
بچت والا کام کرلو	۳۳۴
قوتِ ارادی، ملائکہ اور شیاطین	۳۳۴
دھوکے سے بچنا !	۳۳۵
(۲۸) اسلام ایک مدلل دین ہے	۳۳۷
مثال سے وضاحت	۳۴۰
اسلام میں دہشت گردی کا خاتمہ	۳۴۱
مدرسہ بمقابلہ کالج	۳۴۱
گھریلو قائد	۳۴۲

فوجی لیڈر	۳۴۲
دیگر پارٹیاں	۳۴۳
مقدس سیاست اور جہاد	۳۴۳
زمینی حقائق	۳۴۴
اہلِ شام و فلسطین کا حق	۳۴۵
(۲۹) کسی جماعت کا امیر بننے کی خواہش رکھنا	۳۴۶
امیر کا مطلب	۳۴۶
(۳۰) اسلام اور سیاسی جماعتیں	۳۴۸
دین کن کے لیے نصیحت ہے ؟	۳۴۹
عقیدہ	۳۵۰
مذہب سے جڑنا	۳۵۰
دھوکے میں مت آیئے	۳۵۱
عالمِ کفر متحد ہے	۳۵۲
اسلام اور سیاست	۳۵۲
باطل قوتیں اپنے دین سے جڑی ہوتی ہیں	۳۵۳
اللہ سے ڈریں	۳۵۳
ایک درخواست	۳۵۵
کفر کا سب سے پہلا ہدف	۳۵۶
کالج اور یونیورسٹیوں کی پیداوار	۳۵۷

محمد رسول اللہ ﷺ کی نجی زندگی

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

نظرثانی و عنوانات : ڈاکٹر محمد امجد

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

انسان کی سیرت اور کردار کی تعمیر اس کے دنیا میں آتے ہی شروع ہو جاتی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں اس بات کے بھی اشارے ملتے ہیں کہ سیرت و کردار کی تعمیر جسمانی تعمیر کے ساتھ ساتھ بطنِ مادر ہی میں شروع ہو جاتی ہے طبی تحقیقات بھی اس پر کافی شاہد ہیں انسان کی سیرت اور مزاج کے ظہور کی دو جگہیں ہوتی ہیں ایک گھر کے اندر کی زندگی ، دوسری گھر سے باہر کی شہری زندگی !

عام طور پر انسان کا گھریلو مزاج وطبیعت بیرونی مزاج وطبیعت سے مختلف ہوتا ہے، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کی گھریلو زندگی اور بیرونی زندگی ایک جیسی معتدل متوازن اور اعلیٰ اخلاق کی حامل ہو البتہ انسان کے اعلیٰ اخلاق اور معتدل مزاجی کے پرکھنے کی اصل کسوٹی اس کی نجی اور گھریلو زندگی ہی ہوتی ہے جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آیا اس کی بیرونی اور شہری زندگی کے معاملات اور افعال حقیقت پر مبنی ہیں یا مصنوعی پن اور اداکاری پر مشتمل ہیں !

اسلام میں نجی زندگی کی اہمیت :

موجودہ مغرب زدہ دور میں انسان کی نجی زندگی سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ اس سے بحث کرنا ایک معاشرتی خطا اور لغزش قرار دیا جاتا ہے ! مغرب اور اکثر غیر مسلم اقوام میں یہی اصول کارفرما ہے جس نے وہاں کے عائلی اور خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے جس کے نتیجہ میں جانوروں جیسے مادر پدر آزاد معاشرے نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ! بدقسمتی سے مغرب کی نقالی کی بدولت یہی خرابیاں ہمارے معاشرے میں بھی جڑیں پکڑتی جارہی ہیں !

اسلام ہر فرد اور خاص طور پر ایسے افراد کی نجی زندگی کے گوشوں پر گہری نظر رکھتا ہے جو

معاشرے اور سوسائٹی کے اجتماعی مسائل کا بار اٹھائے ہوئے ہوں یا اس کی خواہش رکھتے ہوں کیونکہ نجی زندگی کے ابتدائی اور سخت امتحان میں کامیابی کی صورت میں ہی ان سے بیرونی امتحان و آزمائش میں کامیابی کی توقع کی جاسکتی ہے ! !

رحمۃ للعالمین ﷺ کی نجی زندگی :

اس لیے ہم محسن انسانیت رحمۃ للعالمین حضرت محمد ﷺ کی گھریلو زندگی کے چند حالات پیش کریں گے جن سے نجی زندگی میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ آپ کی بلند نظری، اعلیٰ ظرفی اور اخلاقِ عظیمہ کی شان نمایاں ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ جن نظریات و افکار کی تعلیم آپ امت کو دے رہے ہیں وہ حقیقت اور سچائی پر مبنی ہیں ! آپ سب سے پہلے خود اس تعلیم سے متاثر ہیں اور اس پر عمل کر رہے ہیں بعد میں دوسروں کو اس کی دعوت دے رہے ہیں اس بات کی شہادت اللہ کا کلام ان الفاظ میں دیتا ہے ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ [1] ''اور بلاشک وشبہ آپ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں'' خانگی زندگی میں آپ کے اپنی ازواجِ مطہرات، اولاد، عزیز و اقارب، خدام اور غلاموں سے روّیے اور حسن سلوک کے چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ [2]

''تم میں وہ شخص بہت اچھا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہو
اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہوں''

اہلِ خانہ کی تربیت :

ہمہ جہت مصروفیات کے باوجود جو آپ کو ہر وقت درپیش رہتی تھیں آپ اپنی اولاد اور اہل خانہ کی تعلیم و تربیت اور حقوق کی ادائیگی کا پوری طرح خیال رکھا کرتے تھے حدیث شریف میں آتا ہے کہ کبھی آپ اپنی ازواج کو سال بھر کا نفقہ یکبارگی عنایت فرما دیا کرتے لیکن آپ کی تربیت کا ان پر ایسا گہرا اثر تھا کہ وہ از خود اپنے نفقہ میں سے فقرا پر خرچ کرتی رہتی تھیں یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہتا !

---

[1] سورۃ القلم : ۴ [2] مشکوۃ المصابیح کتاب النکاح رقم الحدیث ۳۲۵۲

نبی علیہ السلام کی گھریلو مصروفیات :

آپ گھر کے معمولی کام اپنے دستِ مبارک سے خود انجام دیتے اور اس میں بالکل عار محسوس نہ فرماتے بخاری شریف میں ہے کہ حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی علیہ السلام کی گھر میں کیا مصروفیات ہوتی تھیں ؟ انہوں نے فرمایا :

يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ [1]

''یعنی آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ کام کاج میں لگے رہتے تھے جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک دوسری حدیث میں فرماتی ہیں :

''رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا گانٹھ لیا کرتے اور اپنا کپڑا سی لیا کرتے اور اپنے گھر کے کام اس طرح انجام دیتے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے

اور فرماتی ہیں :

آپ بشر تھے، ....، بکری کا دودھ خود نکال لیا کرتے تھے اور اپنے کام خود کر لیتے تھے '' [2]

آپ علیہ السلام کا اندازِ گفتگو :

گھر میں آپ کی گفتگو کا انداز بھی بہت اچھا ہوتا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحْدِثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ [3]

''یعنی نبی علیہ السلام تم لوگوں کی طرح تیز تیز نہیں بولا کرتے تھے بلکہ آپ کی گفتگو ایسی ٹھہر ٹھہر کر ہوتی تھی کہ اگر کوئی اس کو محفوظ کرنا چاہتا تو کر لیتا'' ! !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الاذان رقم الحدیث ٦٧٦

[2] ترمذی کذا فی المشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۵۸۲۱ ج۲ ص ۵۲۰

[3] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۱۴

حضور ﷺ کا ضبط اور قوت برداشت :

حضرت عائشہؓ آپ کے اندر انتہائی ضبط اور قوت برداشت کی شہادت دیتے ہوئے فرماتی ہیں

مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنَفْسِہٖ شَیْأً قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَأَۃً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ .[۱]

''آپ نے اپنے ہاتھ سے بیوی اور خادم میں سے کسی کو کبھی معمولی سا بھی نہیں مارا سوائے اس کے کہ آپ (مجاہد تھے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتے تھے۔ اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ کی ذات کو کسی سے تکلیف پہنچی ہو اور آپ نے تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کوئی چیز پامال کی گئی ہو تو اس کا آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے''

واقعی ایک مجاہد اور نبی کی شان ایسی ہی ہونی چاہیے کہ اس کی دوستی اور اس کا انتقام صرف اللہ کے لیے ہو اپنی ذات کے لیے نہیں ! !

حدود اللہ کا احترام :

آپ کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا اس درجہ احترام تھا کہ ایک بار چوری ثابت ہو جانے پر کسی قریشی خاتون کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ! خاتون کے خاندان والوں نے اس کے لیے سفارش کرائی آنجناب ﷺ بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ

''اگر میری بیٹی فاطمہؓ بنت محمد (ﷺ) نے بھی چوری کی ہوتی تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''

حالانکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی بہت چہیتی صاحبزادی تھیں اس ارشاد سے غیروں کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے عزیز واقارب کو بھی خبردار فرمایا کہ میری قرابت کے سبب حدود اللہ میں مجھ سے کوئی رعایت کی توقع نہ رکھے ! ! !

---

[۱] صحیح مسلم کذا فی المشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۱۷ ج۲ ص۵۱۹

ازواجِ مطہراتؓ سے تعلق :

آپ کے اپنی ازواج سے تعلقات کس قدر خوشگوار تھے اس کا اندازہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے وہ فرماتی ہیں میں ایامِ مخصوصہ میں پانی پیتی پھر پانی کا وہ برتن نبی علیہ السلام کو دے دیتی تو آپ برتن کے کنارے پر اُسی جگہ لب مبارک رکھتے جہاں میں نے رکھے ہوتے تھے ! اسی طرح میں دانتوں سے ہڈی پر سے گوشت کھا لیتی پھر وہ ہڈی نبی علیہ السلام کو دیتی آپ دندان مبارک سے اسی جگہ سے گوشت نوچتے جہاں سے میں نے نوچا ہوتا ! ۱؎

ایک اور جگہ ارشاد فرماتی ہیں کہ ایامِ مخصوصہ میں میری گود میں آپ ٹیک لگاتے پھر تلاوت قرآن پاک فرماتے ! ۲؎

اسی نوعیت کے بہت سے واقعات دیگر ازواجِ مطہراتؓ کے بھی احادیث میں منقول ہیں ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے نبوی رعب اور دبدبے کو شوہر و زَن (میاں بیوی) کی باہمی بے تکلفی میں حائل نہ ہونے دیتے اور اس قسم کے حجابات کو از خود ختم فرما دیتے تا کہ فطری جذبات کی پوری طرح تکمیل ہو !

اسی طرح افرادِ خانہ میں سے کسی سے ایسی غلطی سرزد ہو جاتی جو ان کی شان کے خلاف ہوتی تو آپ فوراً مناسب تادیبی کارروائی فرماتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ حَسْبُکَ مِنْ صَفِیَّۃَ کَذَا وَکَذَا تَعْنِیْ قَصِیْرَۃً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ کَلِمَۃً لَوْ مُزِجَ بِھَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْہُ رواہ احمد و ترمذی و ابوداؤد ۳؎

''میں نے کسی بات پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نبی علیہ السلام سے کہا کہ آپ کو تو بس صفیہ کافی ہیں ایسی ویسی ہیں ان کی مراد اُن کا چھوٹا قد تھا !

۱؎ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث ۵۴۷ ج ۱ ص ۵۶

۲؎ متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ رقم الحدیث ۵۴۸ ج ۱ ص ۵۶

۳؎ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۴۸۵۲ ج ۲ ص ۴۱۴

آپ نے فرمایا کہ تم نے ایسا خراب جملہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ملا دیا جائے تو سارا سمندر عیب دار ہو جائے''

ایک اور جگہ آپ کے گھریلو خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ہے تو وہ رو پڑیں اس دوران نبی علیہ السلام تشریف لے آئے اور دریافت فرمایا کہ تمہیں کس چیز نے رلایا ہے ؟ تو انہوں نے شکایت کی کہ مجھے حفصہؓ نے یہودی کی بیٹی کہا ہے ! نبی علیہ السلام نے تسلی دی اور فرمایا کہ تم تو نبی کی اولاد ہو (یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کی) اور تمہارے چچا بھی نبی تھے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) اور اب تم نبی کی بیوی ہو ! تو کیونکر حفصہؓ تمہارے مقابلہ میں فخر کرتی ہیں پھر آپ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا ''اے حفصہؓ تم اللہ سے ڈرو'' [۱]

اپنی اولاد سے محبت :

آپ اپنی اولاد سے بھی بہت محبت فرماتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے زیادہ اپنے عیال سے محبت کرنے والا نہیں دیکھا ! آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام عوالی مدینہ میں ایک خاتون کی سپرداری میں تھے جو دودھ پلایا کرتی تھیں آپ ہمارے ساتھ وہاں تشریف لے جاتے ان کو گود میں لیتے اور چومتے پھر واپس تشریف لے آتے [۲]

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے کاندھے پر تھے اور آپ ان کو یہ دعا دے رہے تھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ [۳] ''اے اللہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما''

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دن کے کسی حصہ میں

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب ازواج النبی ﷺ رقم الحدیث ۶۱۹۲ ج ۲ ص ۵۷۴

[۲] رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ کتاب الفضائل و الشمائل رقم الحدیث ۵۸۳۰ ص ۵۲۰ ج ۲

[۳] مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب اهل بیت النبی ﷺ رقم الحدیث ۶۱۴۲ ج ۲ ص ۵۶۸

میں نبی علیہ السلام کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کیا چھوٹو ادھر ہے ؟ کیا چھوٹو ادھر ہے ؟ آپ کا سوال حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھا، اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے آئے (جو کہ اس وقت بہت چھوٹے بچے تھے)اور ایک دوسرے کے گلے لگ گئے پھر آپ نے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ ؎۱

''اے اللہ مجھے ان سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت رکھے ان سے بھی محبت فرما''

آپ اپنی چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بہت شفقت کا معاملہ فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نبی علیہ السلام سے مشابہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا وہ بات چیت، شکل وصورت اور سیرت میں نبی علیہ السلام سے سب سے زیادہ مشابہ تھیں وہ جب آپ کے پاس آیا کرتیں تو آپ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوتے ان کا ہاتھ پکڑتے ان کو چومتے اور اپنی جگہ ان کو بٹھاتے ! اسی طرح جب آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے استقبال کے لیے کھڑی ہو جاتیں آپ کا دست مبارک پکڑتیں آپ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتیں، حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں

کَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَیْہِ قَامَ اِلَیْھَا فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَقَبَّلَھَا وَ اَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ
وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ اِلَیْہِ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَقَبَّلَتْہُ وَ اَجْلَسَتْہُ فِیْ مَجْلِسِھَا ؎۲

گھریلو خدام سے سلوک :

گھریلو خدام اور غلاموں کے ساتھ آپ کا رویہ انتہائی مشفقانہ اور خدا ترسی پر مبنی تھا حضرت زید بن حارثہؓ جو آپ کی جان نثار زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے ان کو حضرت خدیجہؓ نے بطورِ ہدیہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا، نبی علیہ السلام نے ان کو آزاد کر دیا لیکن وہ

؎۱ مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب اهل بیت النبی ﷺ رقم الحدیث ۶۱۴۳ ج ۲ ص ۵۶۸

؎۲ ابو داوٗد کذا فی المشکوٰۃ المصابیح کتاب الاداب باب القیام رقم الحدیث ۴۶۸۸ ج ۲ ص ۴۰۲

نبی علیہ السلام کی خدمت ہی میں رہے آپ نے ان کو منہ بولا بیٹا بنا لیا اور بیٹوں جیسا معاملہ ان کے ساتھ رکھا حتیٰ کہ لوگ ان کو سچ مچ نبی علیہ السلام کا بیٹا سمجھنے لگے اور زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے حضرت زید کے بھائی جبلۃ بن حارثہ کو پتہ چلا کہ ان کے بھائی مکہ مکرمہ میں ہیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ وطن واپس بھیج دیجیے آپ نے فرمایا یہ تمہارے سامنے ہیں اگر تمہارے ساتھ جانا چاہتے ہیں تو میں ان کو نہیں روکوں گا ! اس پر حضرت زیدؓ نے نبی علیہ السلام کو جواب دیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ لَا اَخْتَارُ عَلَیْکَ اَحَدًا یعنی اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم میں آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح نہیں دے سکتا (اور بھائی کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا) ان کے بھائی کہا کرتے تھے فَرَأَیْتُ رَأْیَ اَخِیْ اَفْضَلَ مِنْ رَأْیِیْ "میں دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی"[۱]

اس قسم کے دسیوں واقعات ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا اپنے ذاتی خدام سے سلوک اتنا اچھا تھا کہ وہ آپ کے جانثار ہو جاتے اور برضا ورغبت تمام زندگی آپ کی خدمت میں گزار دیتے اور آپ سے ایک لمحہ کی جدائی بھی ان کو گوارہ نہ ہوتی !

مذکورہ بالا واقعات سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ زندگی کے ہر پہلو کے اعتبار سے جس طرح سب پر ممتاز اور برتر ہیں اسی طرح نجی زندگی کے اعتبار سے بھی آپ کا ہمسر اور ہم پلہ کوئی نہیں ہوسکتا ! لہٰذا بجز اس بات کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں آنکھیں بند کر کے آپ کی پیروی کریں کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور فلاح اسی میں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ﴾ (سورۃ الاحزاب : ۲۱)

"البتہ تمہارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی بہترین نمونہ ہے"

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی شب و روز کی زندگی آپ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق گزاریں

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ اگست ۱۹۹۶ء ، نومبر ۲۰۲۵ء)

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ رقم الحدیث ۶۱۷۴ ج ۲ ص ۵۷۱

راعی اور رعایا کے حقوق

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

نظرِ ثانی و عنوانات : ڈاکٹر محمد امجد

۷؍ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ/ ۵؍ اپریل ۱۹۹۸ء میں جامعہ مدنیہ لاہور میں فاضلینِ درسِ نظامی و قراءاتِ سبعہ و عشرہ و روایتِ حفص نیز فاضل طب و تکمیل حفظ قرآن پاک کرنے والوں کی دستار بندی اور اسناد تقسیم کرنے کے لیے ایک بہت بڑی تقریب منعقد ہوئی، اس موقع پر حضرت مولانا ؒ نے مجمع عام میں خطاب فرمایا اس خطاب کی افادیت کے پیشِ نظر ''خطباتِ محمود'' میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

سب سے پہلے میں اس مجلس کے صدر حضرت مولانا سیّد رحمت اللہ الحسینی [1] خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس پیرانہ سالی میں لمبا سفر فرما کر ہماری درخواست پر ہماری حوصلہ افزائی اور عزت افزائی فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے اس کے بعد اپنے مہمانِ خصوصی حضرت مولانا اجمل خان صاحب [2] کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ بیماری اور علالت کے باوجود ہماری درخواست کو انہوں نے قبول فرمایا اور اس جلسہ کو رونق بخشی، اللہ تعالیٰ ان کا بھی سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے ! !

---

[1] تاریخ وفات : ۸؍ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ/ ۱۵؍ مارچ ۲۰۰۰ء

[2] تاریخ وفات : ۹؍ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ / ۲۱؍ مئی ۲۰۰۲ء

کچھ لمبا بیان کرنا نہیں چاہتا ایک دو چیزوں کی طرف توجہ دلانا مقصد ہے ، مجھے تو بیان نہیں کرنا آتا بس ایک جھک ہے اس بیان میں حدیث شریف بیان ہوگی اللہ کی بات بیان ہوگی تو اس کے طفیل میں ہماری جھک بھی شاید قبول ہو جائے !

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ان سے ایک حدیث شریف آتی ہے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا ہے

اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ ، وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ ، وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ ، اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ [1]

تین طبقات سے خطاب :

اس حدیث شریف میں نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے تین قسم کے طبقوں ، ایک ہائی کلاس کا طبقہ ہوتا ہے اونچی سوسائٹی جسے کہا جاتا ہے ، ایک بالکل نچلا طبقہ ہوتا ہے اور ایک درمیانہ طبقہ ہوتا ہے ، سب ہی سے خطاب فرمایا اور ہر ایک کو اس کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی !

راعی کا مطلب :

سب سے پہلے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص راعی ہے چاہے بڑا ہو چاہے چھوٹا ہو چاہے درمیانے طبقہ کا ہو اور جس قسم کا بھی انسان ہو وہ راعی ہے ! اور راعی کا مطلب ہے کہ وہ امور جن کی حفاظت نگہداشت اس کی ذمہ داری ہے کچھ نہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جو اس کے تحت آتی ہیں اور جس کا وہ ذمہ دار ہے ، جب ہر شخص ذمہ دار ہے کسی نہ کسی چیز کا تو آپ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی اپنی حد میں رہتے

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الامارت و القضاء رقم الحدیث ۳۶۸۵

ہوئے جہاں جہاں تمہاری رسائی تھی وہاں تم نے میرے احکامات کے ساتھ کیا کیا ؟ میرے دین پر کس طرح عمل کیا اور کس طرح عمل کرایا ؟

یہ آپ نے اجمالاً ایک اصول بتایا کہ یہ ہونا ہے اور فرمایا خبردار اَلَا کے لفظ سے ارشاد فرمایا کہ یہ بات کان کھول کر سن لو ایسا ہو کر رہے گا ، یہ سوال جواب ہو کر رہیں گے قیامت کے دن جب تک ان سوالوں کا جواب کوئی نہیں دے گا وہ میدانِ حشر سے قدم نہیں ہلا سکے گا !

حاکم سے پوچھا جائے گا :

اور پھر سب سے پہلے آپ نے سب سے بڑا حاکم جو ہوتا ہے حکمران اس کو خطاب فرمایا کہ وہ امام جو لوگوں پر راعی ہوتا ہے لوگوں کے معاملات کا محافظ ہوتا ہے نگران ہوتا ہے اللہ کی طرف سے وہ نائب اور خلیفہ ہوتا ہے ، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو زمین پر نافذ کرنا اس کی ذمہ داری ہوتی ہے ، عدل اور انصاف کو قائم کرنا ، مظلوم کی مدد کرنا ، ظالم کی سرکوبی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو نافذ کرنا اور اس کے احکامات پر عمل کرانا یہ اس کی ذمہ داری ہے ! فرمایا جس کو یہ منصب دیا جائے اور اللہ نے اسے یہ منصب دیا قیامت کے دن اس سے سوال کیا جائے گا کہ اس رعیت کے ساتھ جس رعیت پر میں نے تمہیں نگران مقرر کیا تھا یہ نعمت دی تھی یہ عہدہ اور منصب دیا تھا ، تم عام انسان کی طرح پیدا ہوئے تھے عام انسان کی طرح پرورش پائی تھی اس کی طرح نرم و نازک اور کمزور تھے تمہاری کوئی نگہداشت نہ کرتا تو تم برباد ہو جاتے ، میں نے تمام حوادث سے تمہیں محفوظ نکال کر پروان چڑھایا ، بڑا کیا تمہیں طاقت دی تمہیں قوت دی اور اتنی قوت دی کہ تمہاری رعیت اور حدودِ مملکت کا ہر شخص تمہارے ماتحت کر دیا ! لیکن کیونکہ وہ میری دی ہوئی طاقت تھی اس لیے اب میں سوال کرتا ہوں تم سے کہ میرے بھیجے ہوئے احکامات کے ساتھ تم نے کیا کیا ؟ یہ جواب دو یہ اس سے پوچھا جائے گا ! !

حاکم کا حشر کیسا ہوگا ؟

حدیث شریف میں آتا ہے تھوڑے سے لوگوں پر بھی جو حکمران ہوگا چاہے وہ عادل ہو چاہے وہ ظالم ہو قیامت کے دن اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے اس حالت میں میدانِ حشر

میں لایا جائے گا اس کو، اور میدان میں آنے کے بعد اگر اس نے عدل اور انصاف کیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ کھول دیں گے اور اس کو پھر نجات دے دیں گے ! وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے ہوگا !!

اور اگر ایسا نہ ہوا اس نے ظلم کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ساتھ اس کو ہلاک کر دیا جائے گا، وہ ہلاک ہو جائے، اس کا ظلم اس کا جور اس کو ہلاک کر دے گا تو وہ بھی سوال سے نہیں بچے گا ! اس سے سوال کیا جائے گا پوچھا جائے گا !

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر اس سے پوچھا جائے گا تو ماتحت کے جتنے افراد ہیں ان سے نہیں پوچھا جائے ایسا نہیں ہے، کوئی اس غلط فہمی میں مت پڑے کہ جب بادشاہ ایسا ہے وہ یوں کر رہا ہے تو ہمیں کیا پڑی ہے ؟ چھوڑو جی ہمیں تو ضرورت ہی نہیں ہے !

گھر کے سرپرست سے پوچھا جائے گا :

پھر آپ نے آگے ارشاد فرمایا وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِهٖ اور ہر شخص اپنے اہل خانہ پر جو اس کا گھر ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کا محافظ اور قیم بنا دیا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائے گا وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وہ گھر اور اس کے افراد اس کی رعیت ہیں جیسے بادشاہ کی مملکت کے لوگ رعیت ہوتے ہیں ایسے ہر گھر کے افراد اس گھر کے بڑے کی رعیت ہیں اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے بارے میں اچھا اور برا سوچے ! اور صرف یہاں تک نہیں دنیا اور آخرت دونوں امور کے معاملے میں سوچے ! تمام معاملات میں سوچنا غور کرنا یہ اس کی ذمہ داری ہے صرف اپنا فائدہ سوچے یہ بھی نہیں ! صرف بچوں کا سوچے اور اپنے کو نظر انداز کر دے، یہ بھی نہیں ! دونوں کا سوچے

قرآن پاک میں آتا ہے ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ [1] اللہ تعالیٰ اس میں دو باتوں کا حکم دے رہے ہیں، اے لوگو جو ایمان لائے اپنے آپ کو بھی جہنم سے بچاؤ اور اپنے اہل وعیال کو بھی جہنم سے بچاؤ، دونوں کا حکم دے رہے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ صرف ان کو بچاؤ یا صرف

[1] سورۃ تحریم : ٦

اپنے کو بچاؤ بلکہ دونوں کو بچانا تمہاری ذمہ داری ہے ! جو بھی ایمان لے آئے چاہے وہ مالدار ہو، چاہے غریب ہو چاہے کہیں کا رہنے والا ہو اس کے تحت ضرور کوئی نہ کوئی انسان ہوتا ہے جس کا وہ بڑا ہوتا ہے جب وہ بڑا ہے تو اس کے ذمہ اس کی تربیت ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کا جیسے دنیا کا بھلا سوچے آخرت کا بھلا بھی سوچے، اور آخرت کا بھلا زیادہ ضروری ہے ! دنیا کا بھلا اتنا نہیں ہے کیونکہ دنیا میں تو انسان کی بنیادی ضروریات جو ہیں وہ تو عادۃً خود بخود ملتی ہیں اور انسان خود ان کو حاصل کر لیتا ہے جیسے بطخ پانی میں تیرنا جانتی ہے اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کو تیرنا نہیں سکھاتی وہ خود بخود تیرتا ہے، جب پانی میں پہنچے گا اس کا بچہ تیرنے لگے گا اسے سکھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کہ یوں تیرنا ہے یوں ڈبکی مارنی ہے یوں بچنا ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے اسے سکھا رکھا ہے !

اسی طرح انسان کا رزق اور اس کے لیے جو چیز اللہ نے مقرر کر دی وہ اسے پہنچ کر رہتی ہے ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ [1] جو بھی چیز ہے زمین پر چلنے والی، چاہے انسان ہو چاہے انسان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہو اللہ کے ذمہ ہے اس کا رزق، اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا اس کا رزق، وہ اسے پہنچتا ہے تو اس کی فکر نہیں آخرت کی فکر کا فرمایا کہ ان کو آگ سے بچاؤ جہنم سے بچاؤ ! تو جہنم سے جو چیز بچائے گی اور آگ سے انہیں جو چیز بچائے گی وہ کیا چیز ہے ؟ وہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچائی جو قرآن اور حدیث کی شکل میں ہمارے اندر موجود ہے کہ وہ سیکھنا ہے اس کو سکھلانا ہے اسی کو ''علم'' کہا گیا اور وہی علم ہے۔

علم سے کیا مراد ہے ؟

آج کل سکول اور کالجوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ علم کے بارے میں لکھا ہے کہ علم طلب کرو، علم حاصل کرو ! اس علم سے یہ علم مراد نہیں ہے جس کے لیے آپ اپنے بچوں کو سکول اور کالجوں میں داخل کر دیتے ہیں، وہ مراد نہیں ہے ! علم کے دو معنی ہیں، ایک علم کے معنی ہیں لغوی یعنی جاننا ! جاننا جسے کہتے ہیں، اس اعتبار سے تو ہر چیز علم کہلائے گی چاہے وہ قرآن کا علم ہو، چاہے حدیث کا علم ہو،

[1] سورہ ھود : ٦

چاہے دنیاوی علم، چاہے سائنس ہو، چاہے تجارت ہو، چاہے کوئی اور ہنر سیکھ رہا ہو یا کوئی اور زبان سیکھ رہا ہو، یہ سب علم میں شامل ہے لیکن نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو علم دے کر بھیجا وہ یہ علم نہیں تھا وہ علم وہ ہے جس پر آپ کی اور ہماری آخرت کی نجات موقوف ہے ! اس علم پر آپ کی اور ہماری آخرت کی نجات موقوف نہیں ہے، کتنا ہی بڑا دنیا کا سائنسدان بن جائے، سیاستدان بن جائے، انجینئر بن جائے، تاجر بن جائے، ڈاکٹر بن جائے، جج بن جائے لیکن اگر اللہ اور رسول پر اس کا ایمان نہیں ہے تو اس کی نجات نہیں ہوسکتی، وہ بچ نہیں سکتا، دنیا میں چاہے اس کا کتنا اعزاز ہو، کتنا ہی اکرام کیوں نہ ہو، کتنا ہی پروٹوکول کیوں نہ اس کو حاصل ہو، کتنے ہی آگے پیچھے محافظ کیوں نہ ہوں، لیکن ان میں سے کوئی اس کے کام نہیں آسکتا ! !

بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے :

اگر اللہ اور رسول پر اس کا ایمان نہیں ہے اور اللہ کے دین پر وہ نہیں چلتا، اللہ اور رسول پر ایمان اور دین کو جاننا اس کی ضروریات کو، اس کی ضروری چیزوں کو اور بنیادی عقائد کو جاننا یہ فرض ہے ہر شخص پر ! اس خاص چیز کی طرف سب لوگ توجہ دیں بہت زیادہ ضروری اور اہم ہے جس سے ہم سب غافل ہیں، یہ سمجھ لیا کہ ایک عالم موجود ہے بس وہ کافی ہے یہ نہیں بلکہ ہر شخص پر علم فرضِ عین ہے جیسے نماز فرضِ عین ہے بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا جس سے دین کے موٹے موٹے مسائل معلوم ہو جائیں، نماز کے مسائل معلوم ہوں، زکوۃ کے مسائل معلوم ہوں، روزہ کے ہوں، حج کے ہوں، حقوق العباد سے متعلق مسائل معلوم ہوں، حلال اور حرام، نکاح اور طلاق یہ مسائل معلوم ہوں، پاکی اور ناپاکی کے مسائل معلوم ہونے ضروری ہیں، اگر یہ مسائل معلوم نہیں ہیں تو اس کا عمل بے اثر ہے !

ایک آدمی کو پتہ ہی نہیں کہ پاکی ناپاکی کیا ہوتی ہے ؟ وہ نماز پڑھ رہا ہے لیکن نماز نہیں ہورہی ناپاکی کی حالت میں، اکثر نوجوان اس وقت اس میں مبتلا ہیں انہیں مسائل معلوم ہی نہیں ہیں، انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ پاکی کسے کہتے ہیں، ناپاکی کسے ؟

عورتوں کو مسائل کا علم ہی نہیں ہے چھوٹے چھوٹے مسائل یہ نہیں جانتے، حالانکہ اللہ نے یہ فرض کیے ہیں طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ علم کا حاصل کرنا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر ! تفصیلی علم جاننا تمام قسم کے علوم پر ماہر ہونا پوری طرح فقہ پر اور حدیث پر عبور حاصل کرنا، یہ ہر ایک پر اللہ نے فرض نہیں کیا ! اس کے لیے علماء کافی ہیں جب ضرورت پڑے تو آدمی ان سے مسئلہ پوچھ لے کہیں الجھن پیش آئی ان سے حل کرا لے، لیکن جو موٹے موٹے مسائل ہیں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی بس مولانا نے سیکھ لیے بس ہماری طرف سے کافی ہیں یہ نہیں ہوگا ! !

اگر امام صاحب باوضو نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کے پیچھے آپ نے بے وضو نماز پڑھ لی، ان کی نماز ہو گی آپ کی نہیں ہو گی، یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو بس ہو گئی ! یہ نہیں ہو سکتا، یہ سیکھنا فرض ہے جیسے نماز سیکھنا فرض ہے ! اور نماز پڑھنا آپ پر فرضِ عین ہے کہ آپ کی طرف سے آپ کا بیٹا نہیں پڑھ سکتا، آپ کی طرف سے آپ کا والد نہیں پڑھ سکتا، والدہ نہیں پڑھ سکتیں خود ہی پڑھنی پڑے گی تب آپ اس ذمہ داری سے فارغ ہوں گے ! !

اسی طرح علم جو ضروری علم ہے دین کا وہ ہر شخص پر فرض ہے کوئی عمر کی قید نہیں ہے، صحابہ کرامؓ میں بچے بھی تھے جوان بھی تھے بوڑھے بھی تھے اور سب نے علم حاصل کیا، ہر عمر میں علم حاصل کیا، یہ سوچ کہ میری تو عمر اتنی ہو چکی ہے مجھے تو ضرورت نہیں ہے میں کیسے سیکھوں ؟ غلط ہے، سیکھنا پڑے گا جیسے نماز بوڑھے کو پڑھنی ہے، جوان کو بھی پڑھنی ہے، عورت اور مرد کو بھی پڑھنی ہے، اسی طرح علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے ! تو جو یہ علم حاصل کر رہے ہیں آپ طلباء اور جو والدین ان کو سکھا رہے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت بڑی نعمت ہے بڑا اعزاز ہے بڑا اللہ کا انعام ہے ان بچوں پر اور ان کے والدین پر بھی، لیکن یہ جو ضروری علم ہے اس سے فارغ نہیں ہوئے والدین، اگر وہ یہ سمجھ لیں کہ بچہ کو پڑھا دیا ہم فارغ ہو گئے، نہیں نہیں بلکہ انہیں بھی سیکھنا پڑے گا چاہے اپنے اس بچے ہی سے سیکھیں اور باقی اولاد کو بھی سکھانا پڑے گا ان کو بھی سکھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اپنے کو بھی جہنم سے بچاؤ

اور اپنے اہل کو بھی جہنم سے بچاؤ ﴿ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ دونوں کو بچاؤ تو یقیناً بہت بڑی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو علمِ دین سکھا دیں عطا فرما دیں لیکن یہ اس کے لیے ہے جس نے سیکھ لیا اور اس پر بشرطیکہ عمل بھی کیا !

اگر علم سیکھا اور خدانخواستہ اس پر عمل نہیں کیا بدعملی کی تو دوہرا گناہ ہو جائے گا وہاں ڈبل وبال ہے اس پر ! اس لیے جن والدین نے اپنی اولادوں کو قرآنِ پاک سکھلایا حافظ بنایا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے، مبارکبادی کی چیز ہے ان کے لیے، لیکن اس کے بعد اس سے بھی بڑی ذمہ داری ان پر آجاتی ہے، وہ آتی ہے کہ اس قرآنِ پاک کو جس کو اس بچہ نے حفظ کیا اس کو زندگی بھر محفوظ رکھے یاد بھی رکھے، جس کو اس نے پڑھ لیا اب اس کا مطلب بھی سمجھے اور عمل بھی کر لے، صرف حافظِ قرآن بننے سے اسے مسائل تو معلوم نہیں ہوں گے، اسے تو ایک آیت کا ترجمہ بھی نہیں آتا، یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ زیادہ بڑی ذمہ داری ہے قرآنِ پاک کو حفظ کرانا اللہ تعالیٰ نے فرض نہیں کیا واجب نہیں کیا لیکن علم سیکھنا فرض و واجب ہے لہٰذا ابھی آپ کی ذمہ داری ختم نہیں ہوئی ! !

حفظ کرانے کے بعد پہلا ذمہ یہ ہے کہ خیال رکھیں کہ یہ بھولنے نہ پائیں، دوسرا یہ کہ یہ دین سیکھیں تاکہ اس پر عمل تو کر سکیں ! ایسا نہ ہو کہ حافظ بن جائے اور خدانخواستہ بدعمل ہو اور دین کو بھی بدنام کرلے، کبھی گڈیاں اُڑا رہا ہے کبھی چھتوں پر چڑھا ہوا ہے کبھی ہوہا کر رہا ہے ایسی چیز نہ ہونی چاہیے ! اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ اکثر ایسے ہو رہا ہے کہ حفظِ قرآن کرنے کے بعد ان کو ایسا ماحول ملتا ہے اور والدین اس کا خیال نہیں کرتے کہ ان کو ایسا ماحول دیں کہ وہ ان کے قرآنِ پاک کی یاد میں مددگار ثابت ہو ! قرآنِ پاک حفظ کرنا فرض نہیں ہے لیکن جب اسے حفظ کر لیا تو یہ فرض ہو گیا کہ اسے یاد رکھے محفوظ رکھے ! اس لیے علم بھی سیکھنا ضروری اور واجب اور قرآنِ پاک کو جو حفظ کر لیا یاد رکھنا بھی فرض و واجب ! تو یہ ذمہ داری ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ اسی طرح مرد کو ذمہ دار قرار دیا !

عورت سے پوچھا جائے گا :

آگے آپ نے عورت کو بھی اسی طرح فرمایا وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا عورت جو ہے وہ اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے وَوَلَدِهٖ اور اپنے شوہر کی جو اولاد ہے اس کی بھی نگہبان ہے مُربیہ ہے وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ اور قیامت کے دن عورت سے اس کا سوال کیا جائے گا، عورت سے بھی سوال ہوگا مرد سے بھی ہوگا دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن سیکھیں اور قرآن سکھلائیں اسے یاد کریں اور یاد کرائیں ! اور یہاں (جامعہ میں) تو اللہ تعالیٰ نے سہولت کے ساتھ آپ کو مواقع فراہم کیے ہیں دین سیکھنے کے لیے اور دنیا سیکھنے کے لیے بھی !

یہاں کی حکومت آپ کو اس طرح کے مواقع فراہم نہیں کرسکی، آپ کو سکول کالج میں جانا پڑتا ہے تو فیس دینی پڑتی ہے کتابوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے، کتابوں کے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں، اتنا بوجھ ہے کہ عام آدمی پریشان ہے ! اور یہ علم تو اللہ تعالیٰ نے ایسے بکھیر دیا ہے کہ آپ جہاں چاہیں آپ کو مفت میں حاصل ہوگا، کوئی فیس نہیں ہے، کوئی پیسہ خرچ نہیں ہورہا آپ کا، مفت میں پڑھانے والے موجود ہیں، محنت سے پڑھاتے ہیں دل و جان سے پڑھاتے ہیں کوئی معاوضہ آپ سے طلب نہیں کرتے، صرف یہ ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب اور اجر انہیں ملے گا ! ایسی نعمت جو اس طرح مفت میں دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ اور یوں بکھیر دی زمین پر اللہ تعالیٰ نے، اس نعمت کے اتنے بڑے پیمانے پر بکھیرنے کے باوجود اگر اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے اور پھر دنیا کی طرف چلا جائے، فانی دنیا کی طرف تو یہ بہت بڑی محرومی ہے ! اپنی اولاد پر اس سے بڑا کوئی اور ظلم نہیں ہوسکتا لہٰذا قرآن سیکھنا، قرآن سے محبت، دین کو سمجھنا، دین سے محبت یہ علامت ہے اس بات کی کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے محبت ہے، اگر نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یہ محبت صرف زبانی ہے حقیقی نہیں ہے اور یہ محبت ہی مدار ہے نجات کا ! !

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایسی قوم بھی ہوگی کہ تم اپنے اعمال کو ان کے سامنے حقیر جانو گے

قرآن کثرت سے پڑھیں گے عبادات انتہائی خشوع وخضوع سے کریں گے لیکن قرآن ان کا حلق سے گردن سے نیچے نہیں آئے گا یعنی اس سے محبت نہیں ہوگی تو قرآن سیکھ لیا دین سیکھ لیا عالم بن گیا اور محبت نہیں ہے تو کامیاب پورا نہیں ہوگا !

محبت ہونی ضروری ہے (قرآن اور دین سے) اور محبت سے انسان کامیاب ہوجاتا ہے ایک واقعہ آتا ہے خیال آیا آپ کو سنادوں۔قرآن پاک سے تعلق اور محبت کا واقعہ ہے ہندوستان میں پیش آیا اور سچا واقعہ ہے۔

ایک سچا واقعہ :

حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب دامت برکاتہم [1] نے یہ واقعہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک آدمی کہیں سفر کر رہا تھا جا رہا تھا کسی سرکاری کام پر اپنے کاغذات لیے ہوئے تھے اس نے تو ایک بستی سے اس کا گزر ہوا، وہاں لوگوں نے اسے روک لیا پوچھا کون، کیا بات ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں ہماری کچھ مدد کردو، اس نے کہا وہ کیا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ ایک آدمی مرگیا ہے ہمارا، ہم لوگوں کو پتہ کچھ نہیں ہے بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں نہ غسل دینا آتا ہے نہ ہم اس کا جنازہ پڑھنے کا طریقہ جانتے ہیں، ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے، نہ پڑھانا نہ پڑھنا، نہ کفن نہ دفن، کچھ ہمیں پتہ نہیں کہ اب کرنا کیا ہے ؟ تمہاری مہربانی ہے اگر تمہیں پتہ ہے تو ہمارے یہ کام کردو۔

اس نے کہا کہ میں کرادیتا ہوں مجھے معلوم ہے اس نے طریقہ بتلایا ایسے غسل دو ایسے کفن دو ایسے اس کا نمازِ جنازہ ہوگا اور یوں کھڑے ہوجاؤ، کچھ نہیں آتا تو یہ الفاظ میرے پیچھے کہتے رہنا اور اس نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور پھر اس کو قبر میں دفنانے کا طریقہ بتایا قبر میں اُتارا اور اس کے بعد وہ چلا گیا، اب جب وہ چلا گیا تو کچھ دور جا کر اس نے دیکھا کہ وہ جو کاغذات تھے اس کے اہم اور ضروری وہ اس کے پاس نہیں ہیں وہ گم ہیں ! پریشان ہوا واپس بستی میں آیا کہ وہیں کہیں رہ گئے ہیں !

[1] تاریخ وفات : ۷/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ / ۶/فروری ۲۰۰۶ء

ڈھونڈا معلومات کیں، کہیں پر بھی کچھ پتا نہیں چلا، تلاش کیا مگر نا معلوم ! پھر اسے خیال آیا اس نے کہا ہو نہ ہو وہ کہیں قبر کے اندر ہی گر گئے ہیں، جب میں اس کو اتار رہا تھا تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ وہ وہاں گر گئے اور اندر رہ گئے ہیں ! اور ایسے کاغذات ہیں کہ اگر وہ نہ ملے تو میرا بہت بڑا نقصان ہوگا تمہاری مہربانی ہے کہ میرے کاغذات نکال دو، لوگوں نے کہا کہ بھائی تم نے تو ہم پر بہت بڑا احسان کیا تھا تم تو ہمارے محسن ہو تو، ہم تمہاری مدد کیوں نہ کریں ؟ جب تم پریشان ہو تو اب ہم تمہاری مدد کرتے ہیں، چلو، قبر کھودی، قبر جو کھودی تو وہ معطر تھی خوشبو سے مہک رہی تھی اور ایسے تھی جیسے کہ کوئی باغ ہو اس کی قبر ! لوگ حیران ہو گئے اور وہ شخص جو مرا تھا وہ بھی ان ہی کی طرح جاہل تھا جیسے وہ ویسا ہی وہ بھی تھا، کچھ نہیں جانتا تھا، نہ نماز نہ روزہ ! اس نے پوچھا کہ بات کیا ہے، وجہ کیا ہے ؟

اس کا یہ اعزاز و اکرام موت کے بعد یہ شرف اس کو کہاں سے مل گیا ؟ انہوں نے کہا کہ کچھ پتہ نہیں یہ تو ہماری طرح کا تھا، سمجھ میں نہیں آرہا تو انہوں نے کہا کہ گھر والوں سے پوچھو، گھر گئے گھر میں اس کی بیٹی تھی اور کوئی تھا نہیں، اس سے پوچھا اس نے کہا کچھ نہیں کرتا تھا یونہی پڑا رہتا تھا کام کیا اور آ گیا یوہی پڑا رہتا تھا بیکار، مسائل وغیرہ کچھ جانتا ہی نہیں تھا ! کوئی تو بات سوچ کر بتاؤ، ایسا نہیں ہوسکتا یہ اعزاز و اکرام فاسق و فاجر کو نہیں مل سکتا ! ایسے دل کو جو ویران ہو اللہ اعزاز نہیں دیتا ! اس نے کہا کہ مجھے تو کچھ یاد نہیں پڑتا، اتنی بات ہے کہ یہ جو کھونٹی پر کتاب لٹک رہی ہے اس کو وہ نکال لیتا تھا، روزانہ کھول لیتا تھا صبح کو اور کھول کر رکھ لیتا تھا اور مطلب تو کچھ جانتا نہیں تھا نہ پڑھتا تھا بس اس پر انگلی پھیرتا تھا ہر سطر پر اور کہتا رہتا تھا کہ یوبھی سچ کہا ! یوبھی سچ کہا ! یوبھی سچ کہا ! بس یہ کہتا رہتا تھا اسے کچھ پتا نہیں تھا بس اس کا ایمان تھا کہ اس کتاب میں جو بھی کچھ ہے وہ سچ ہے ! بس انگلی پھیرتا اور کہتا یوبھی سچ کہا ! یوبھی سچ کہا ! تو اس نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ اس کی یہ ادا ہے جو اللہ کو پسند آ گئی کہ اس کو کچھ نہیں آتا تھا لیکن اس کی دل کی گہرائی میں اللہ اور رسول اور اس کی کتاب کی محبت اتری ہوئی تھی وہ اس کے کام آ گئی جس سے اس کی نجات ہو گئی ! !

نجات کا مدار دلی محبت پر ہے :

تو نجات کا مدار جو ہے وہ دلی محبت ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ عمل کے مواقع فراہم کریں، اس کے لیے عمل کرنا ضروری ہے ! یہ تو اس کے لیے تھا کہ اس کو دین سکھانے والا اس علاقہ میں کوئی نہیں تھا، پڑھ نہیں سکا کوئی پڑھانے والا نہیں تھا﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾[1] لیکن جتنا اس کے بس میں تھا وہ اس نے کر لیا کہ مجھے ترجمہ بھی نہیں آتا، مجھے مطلب بھی نہیں آتا، مجھے تلفظ بھی نہیں آتا، مجھے کچھ نہیں آتا، تو اتنا تو میں کر سکتا ہوں کہ اسے کھول لوں اور اس پر انگلی پھیر لوں اور یہ کہہ دوں کہ ''یا اللہ ! یہ بھی سچ ہے، یہ بھی سچ کہا'' اتنا کہہ دوں تو اتنا ہی اس نے کر لیا، لیکن اس ماحول میں جس میں ہم رہتے ہیں یہاں تو علماء موجود ہیں دینی مدارس موجود ہیں اس لیے اس واقعہ کا کوئی یہ مطلب نہ لے کہ میں بھی یہی کر لوں تو کام بن جائے گا، نہیں، وہ مکلّف ہے اس چیز کا کہ دین سیکھے قرآن سیکھے اس پر عمل کرے ! تو فرمایا کہ عورت سے بھی سوال کیا جائے گا ! !

اللہ تعالیٰ نے جو انعام آپ پر اس ملک میں کر رکھا ہے اسی طرح ہندوستان میں بھی مدارس کا ایسا جال بچھا دیا ہے یہ نعمت کہیں اور نہیں ہے اس کی قدر کریں اور اس وقت دنیا بھر میں یہ سازش ہو رہی ہے کفر اس چیز سے پریشان ہے کہ یہ مدارس کا جال جو بظاہر وسائل سے خالی ہے، کوئی وسائل نہیں، کوئی پیسہ نہیں، کوئی شاندار عمارتیں نہیں ہیں، کچھ بھی نہیں ہے بس آہستہ آہستہ ایک دینی کام کرتے رہتے ہیں اور اس وجہ سے پوری دنیا میں جو اسلامی تحریک چل رہی ہے اس نے پورے مغرب کو ہلا کر رکھ دیا ہے !

اسلام کی بنیاد پرستی کے اسباب کیا ہیں ؟

ابھی کچھ دن ہو گئے، پچھلے دنوں مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے ہوئے تھے وہ یہ واقعہ سنا رہے تھے کہ

---

[1] سورة البقرة : ۲۸۶

آکسفورڈ یونیورسٹی میں دنیا بھر کے محققین آتے ہیں، یورپ کے جتنے بھی عیسائی محقق ہیں وہ جمع ہوتے ہیں اور دنیا میں سیاسی معاملات جو پیش آتے ہیں سیاسی اُتار چڑھاؤ اس پر گفتگو اور مباحثہ کرتے ہیں اس کے اسباب پر بحث کرتے ہیں اس کا حل اور نتیجہ سوچتے ہیں کہ کیا ہے ؟ تو وہاں ایک اسلامی سینٹر ہے لندن میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں کھولا گیا ہے دو تین سال پہلے جب میرا انگلینڈ جانا ہوا تو میں بھی اس سینٹر میں گیا تھا وہاں ہندوستان کے ایک صاحب ہیں جو اس کے ڈائریکٹر ہیں ان سے وہاں میری بھی ملاقات ہوئی تھی تو وہ (مولانا سید ارشد صاحب مدنی) بتلا رہے ہیں کہ وہاں ایک مکالمہ ہوا اس میں کئی دن بحث ہوتی رہی ! اسلام کی بنیاد پرستی کی جو لہر دوڑ رہی ہے اسے وہ بنیاد پرستی کہتے ہیں ! الجزائر میں اور دنیا بھر میں اس کی کیا وجہ ہے ؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں ؟

کہنے لگے کہ کئی دن بات ہوتی رہی بالآخر سب کا اس پر اتفاق تھا کہ اس کی بنیاد اور اس کی اصل جڑ ہندوستان ہے، یہ وہاں سے چلی ہے اور ہندوستان اور پاکستان میں دیکھا جائے تو یہاں نہ حکومت اسلامی ہے، اقتدار تو ہے ہی نہیں یہاں علماء کا ، اور نہ قانون اسلامی ہے نہ سزائیں اسلامی ہیں، عدل و انصاف ہے ہی نہیں، قانون بھی انگریز کا ہے یہاں وہی تعزیراتِ ہند جو انگریز نے بنائی تھیں پاکستان بننے کے بعد اس کا نام ''تعزیراتِ پاکستان'' ہوگیا وہی قوانین چل رہے ہیں، پھر کیا وجہ تھی کہ وہ اسی کو سبب قرار دے رہے ہیں کہ یہ خطہ ہے ! !

ہندوستان میں دیکھیں تو وہاں ہندوؤں کی حکومت ہے مسلمانوں کی نہیں، صرف ایک وجہ ہے کہ دو قوتیں یہاں موجود ہیں اس خطہ میں جن کا مرکز ہندوستان اور پاکستان ہے، وہ مدارس اور تبلیغی جماعتیں ہیں ! بس یہ دو قوتیں ہیں کہ ساری دنیا میں ان کے اثرات جارہے ہیں، ان سے نکل کر علماء دنیا بھر میں پھیل رہے ہیں اور تبلیغی جماعت دنیا بھر میں پھیل چکی ہے اور اس کی وجہ سے بہت فائدہ ہوا ہے، یہ وجہ ہے اس کی ، اب دنیا بھر میں باقاعدہ منصوبہ بندی کی جارہی ہے کہ کسی طرح ان مدارس کو نقصان پہنچایا جائے اور ان کے جو اثرات ہیں ان کو ختم کیا جائے ! !

چنانچہ آپ چند سالوں سے دیکھیں کہ ہمارے ملک میں باقاعدہ اخبارات اور ٹی وی پر اس

قسم کا پروپیگنڈہ ہو رہا ہے کہ اس میں ذمہ دار علماء کو قرار دیا جارہا ہے ! اور یہ قرار دیا جاتا ہے کہ جو دہشت گرد ہیں وہ یہاں سے پیدا ہو رہے ہیں ! حالانکہ یہاں سے دہشت گرد پیدا نہیں ہو رہے اگر یہاں سے دہشت گرد پیدا ہوتے تو سب سے زیادہ یورپ کے محقق اس پر خوش ہوتے اور بغلیں بجاتے وہ فکر مند نہ ہوتے وہ پریشان نہ ہوتے ! حالانکہ وہ پریشان ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کے ذمہ دار وہ ہیں ،ان کا یہ کہنا یہ اتنی بڑی سند ہے مدارس کے حق میں کہ اس سے بڑی کوئی سند نہیں ! سب سے بڑی سند اُن کا یہ کہہ دینا ہے کہ ہندوستان سے یہ لہر چلی ہے ! یہ تو وہ خود مان رہے ہیں، ان کا یہ کہنا ہمارے لیے اعزاز اور فخر ہے، ہم تو اس پر جتنا خدا کا شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مدارس اس ملک میں اس علاقہ میں ہمارے ہاں پیدا فرما دیے ہیں اور یہ نعمت ہمیں عطا فرما دی !

تو یہ موقع ہے کہ ہم دین کی اور مدارس کی خدمت کریں، علم دین حاصل کریں، علم دین حاصل نہیں کر سکتے تو جتنی مدد بھی جس انداز میں کر سکتے ہیں وہ کریں ، مال سے کر سکیں زبان سے کر سکیں جیسے کر سکیں ، یہ آپ کا اور میرا ہر ایک کا فرض ہے ! اگر یہ نہ کیا اور اس میں کوتاہی ہوگئی اور خدانخواستہ مدارس پر زد آ گئی تو یاد رکھیے کہ دین اس خطے سے ختم ہو جائے گا !

مدارس دین کا بنیادی قلعہ ہیں :

بنیاد اور بنیادی قلعہ دین کا اگر کوئی ہے تو وہ مدارس ہیں ! ان کی حفاظت اس وقت تمام بڑے بڑے فرائض سے بڑی ہے ! ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دینی مراکز کی، علماءِ حق کے مراکز کی، ان کی خانقاہوں کی، ان کی مساجد کی، ان کے مدارس کی حفاظت کرے جس طرح بھی اس کے بس میں ہو، یہ فرائض میں سے ہے یہ کسی پر احسان نہیں ہوگا بلکہ اپنے پر احسان ہوگا ! !

خدانخواستہ اگر اس میں کوتاہی ہوگئی تو کل قیامت کے دن اس کا سوال اللہ تعالیٰ کریں گے کہ میں نے تمہیں یہ نعمت دی تھی تم نے اس کی کیا قدر کی ؟ اور آپ میں سے ہر شخص کو جواب دینا پڑے گا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ان دینی مراکز کی حفاظت کریں، کچھ نہیں کر سکتے تو دعا کرتے رہیں اللہ تعالیٰ سے کہ اے اللہ ! ان کی حفاظت فرما ان کو ترقی عطا فرما، یہاں سے رجالِ کار پیدا فرما ! !

آپ سوچیں کیا دینی طلباء سکول و کالج میں نہیں پڑھ سکتے ؟ کیا یہاں کے طالب علم ذہین نہیں ہیں ؟ کیا ان میں ذہانت نہیں ہے ؟ کیا یہ کمپیوٹر ٹریننگ حاصل نہیں کر سکتے ؟ کیوں نہیں کر سکتے، ہمارے طلبہ کر رہے ہیں یہاں کے پڑھنے والے کمپیوٹر ٹریننگ بھی حاصل کرتے ہیں ! !

ہمارے یہاں جو مدرس اور اساتذہ ہیں ان میں پانچ چھ اساتذہ ایسے ہیں جو کاروباری طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، مدرسہ سے تنخواہ بھی نہیں لیتے، شروع سے آخر تک یہیں پڑھا ہے اور یہیں پر کام کر رہے ہیں، دین کی خدمت کر رہے ہیں اور تجارت بھی کر رہے ہیں تو کیا یہ آپ نہیں کر سکتے ؟ !

یہ سب کا فرض ہے ہمارے نائب مفتی ہیں وہ ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں ! پریکٹس کرتے ہیں اور یہاں پر مفتی ہیں، ہمارے یہاں فتویٰ دیتے ہیں[۱] تو آپ ایسا کیوں نہیں کر سکتے ؟ آپ اپنے ہر بچے کو عالم بنائیں اور یہ آپ پر ضروری ہے، عالم بنانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ اس سے کوئی کام نہ لیں، اس سے کام لیں، آپ اگر تاجر ہیں تو اسے تجارت میں لگائیں، آپ ملازم ہیں تو اسے ملازمت میں لگائیں، آپ افسر ہیں تو اسے افسر بنائیں، ججوں سے تعلق ہے تو اسے جج بنائیں، اس سے ہم منع نہیں کرتے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اسے بتلاؤ کہ تمہاری کامیابی کس میں ہے ؟ یہ جان جائے پھر جو چاہے کرے پھر جہاں بھی جائے گا جس میدان میں بھی جائے گا ایک مثال ہوگا، نمونہ ہوگا ! یہ اگر سیاستدان بنے گا تو مثالی سیاستدان بنے گا، سائنسدان بنے گا تو مثالی سائنسدان بنے گا، تاجر بنے گا تو مثالی تاجر بنے گا، نمونہ ہوگا اس کا ایک اخلاق ہوگا جو اسے سب میں ممتاز اور نمایاں کر دے گا ! !

تو یہ فرض ہے اور ایک نعمت ہے جو مفت میں مل رہی ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم یہ علم دین حاصل کریں لہٰذا والدین پر عورتوں پر جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو جہنم سے بچائیں اگر قرآنِ پاک اور دین سکھا رہے ہیں تو ان کو ایسا ماحول بھی دیں کہ وہ اس پر قائم رہ سکیں، ماحول ایسا نہ دیں کہ انہیں پھر اس پر شرم آئے ان کی حوصلہ افزائی کریں ان کی ہمت افزائی کریں

[۱] حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحبؒ تاریخ وفات : ۱۸ر شوال المکرم ۱۴۴۰ھ/۲۲رجون ۲۰۱۹ء
حضرتؒ جامعہ مدنیہ میں تاحیات بحیثیت صدر مفتی خدمات انجام دیتے رہے۔

غلام سے پوچھا جائے گا :

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو غلام ہے وہ بھی راعی ہے کسی آدمی کا، جو غلام ہے وہ اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اس سے اس مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس مال کی تم نے کیسے حفاظت کی ؟ اللہ تعالیٰ اس سے یہ سوال کریں گے تو غلام سب سے نچلے طبقہ کی چیز ہوتی ہے سب سے نچلے طبقہ کے آدمی کو بھی نبی علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ وہ بھی کسی نہ کسی چیز کا ذمہ دار ہے تو اونچے طبقہ کا انسان ہو، درمیانے طبقہ کا انسان ہو، نچلے طبقہ کا انسان ہو، ہر شخص سے اللہ تعالیٰ سوال کریں گے لہٰذا ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دین کو سمجھیں، سیکھیں اسے حاصل کریں اس پر عمل کریں اور جو کررہے ہیں ان کے ساتھ تعاون اور مدد کریں ! ان مدارس کی حفاظت کریں ! ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا گو رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سب کو اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے استقامت عطا فرمائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے !

میں آخر میں پھر آپ حضرات کا اور جتنے مہمان ہیں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اپنی طرف سے بھی اور اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا سیّد رشید میاں صاحب مدظلہم العالی کی طرف بھی، اگرچہ وہ موجود نہیں ہیں سفر پر گئے ہوئے ہیں امریکہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے !

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ جون، جولائی ۱۹۹۸ء)

اسلام، ایمان اوران میں فرق

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

سید علی ہجویری یونیورسٹی گلبرگ لاہور کی انتظامیہ اور ہجویری اسلامک سوسائٹی کے زیرِ اہتمام ۲۱رفروری ۲۰۰۱ء کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ کو اسلام، ایمان اوراعمالِ صالحہ پر بیان کی دعوت دی گئی تھی جس میں طلبہ وطالبات کی بڑی تعداد نے شرکت کی، درسِ قرآن کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پرکشش تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آج کے بیان کے لیے جو موضوع ہمیں دیا گیا ہے وہ ہے ''اسلام، ایمان اور اعمالِ صالحہ'' یہ ایک نشست کے لیے موضوع دیا گیا ہے حالانکہ ان میں سے ہر چیز ایسی ہے کہ جو تین نشستوں میں بیان ہوسکتی ہے، بہرحال کوشش کریں گے کہ اس مختصر سی نشست میں ان تینوں چیزوں پر کچھ بیان ہوجائے

اسلام کیا ہے ؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام سے ایک بار سوال کیا گیا اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَام کہ مجھے اسلام کے بارے میں بتایئے ؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اسلام میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ تم شہادت دو

اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ! اس میں سب سے پہلی بات یہ آتی ہے کہ اللہ کے بارے میں شہادت دی جائے !

اللہ کیا ہے ؟ واجب الوجود کا کیا مطلب ہے ؟

لیکن خود اللہ اور لفظ اللہ کیا ہے ؟ اللہ کے بارے میں جو لکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اَللّٰہُ عَلَمٌ لِذَاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ الْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِیْعِ الصِّفَاتِ الْکَمَالِ لفظ ''اللہ'' نام ہے ایسی ذات کا جس کا وجود واجب ہے جو واجب الوجود ہے۔ واجب الوجود کا مطلب ہے کہ جس کا وجود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے ! !

اللہ کے سوا ہر چیز کا وجود عارضی ہے :

اس کے علاوہ کسی بھی چیز کا وجود اس نوعیت کا وجود نہیں ہے، اللہ کی ذات کے علاوہ کائنات کی جو بھی چیز ہے چھوٹی ہو یا بڑی اس کا وجود تو ہے لیکن اس نوعیت کا نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے بلکہ وہ عارضی ہے چاہے وہ آسمان ہو، چاہے وہ زمین ہو، اور چاہے آسمان اور زمین پر بسنے والی چھوٹی یا بڑی مخلوق ہو سب کا یہی حال ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے عطا کیے ہوئے عارضی وجود کی وجہ سے زندہ اور باقی ہے، اس کا اپنا وجود نہیں ہے ! تو جس ذات کا وجود اپنا اور ذاتی ہے وہ صرف اللہ ہے باقی جتنی چیزیں اللہ کے علاوہ ہیں ان کا وجود عارضی ہے نہ ہمیشہ سے تھا اور نہ ہمیشہ کے لیے ہے ! !

اللہ کے سوا ہر چیز کا وجود عارضی ہونے کی دلیل :

بلکہ خود اس وجود والی چیز کو اپنے وجود پر بھی اختیار نہیں ہے یہ سب سے بڑی نشانی ہے اس کے عارضی ہونے کی کہ انسان جس کا اپنا ایک وجود ہے اور اس وجود کے لیے اس کے کچھ حقوق ہیں جو اللہ نے رکھے ہیں ان سب حقوق کے باوجود اپنے اس وجود پر خود اس انسان کو بھی اختیار نہیں وہ بے بس ہوتا ہے ! تو یہ سب سے بڑی نشانی ہے اس بات کی کہ وجود ہمارا اپنا نہیں ہے یہ عارضی طور پر ملا ہوا ہے، کسی اور جگہ سے ہمیں دیا گیا ہے، وہ کون ہے ؟ وہ اللہ کی ذات ہے تو اللہ کی تعریف یہ ہوئی کہ

اس کا وجود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے ! اور آگے ہے اَلْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِیْعِ الصِّفَاتِ الْکَمَالِ جتنے کمالات جتنی اچھی صفات ہو سکتی ہیں ان تمام کو وہ گھیرے ہوئے ہے وہ سب اس میں موجود ہیں بس یہ ہے اللہ ! تو ایسی ذات جس میں وجود بھی ذاتی اور تمام خوبیاں بھی اس کے اندر موجود اور عیب کی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ پاک اور منزہ ہے تو ظاہر ہے کہ وہی اس بات کے لائق ہے کہ شہادت دی جائے کہ وہ عبادت کے لائق ہے ! !

تو سب سے پہلی بات یہ فرمائی کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ! اور دوسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ اس بات کی بھی شہادت دو کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے بندے اور رسول ہیں ! تو اسلام میں ان دونوں چیزوں کی شہادت سب سے پہلے بتلائی گئی ! دو میں سے کسی ایک کے انکار سے کافر ہو جاتا ہے :

اگر ایک چیز کو مانتا ہے اور ایک چیز کو نہیں مانتا تو وہ اسلام میں داخل نہیں ہوگا، اگر اللہ کے وجود کو مانتا ہے تسلیم کرتا ہے اس کی عبادت بھی کرتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے، ساری چیزیں کرتا ہے لیکن اس کے دوسرے جز کو نہیں مانتا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول ہیں اور ہمیشہ کے لیے ہیں اور آخری رسول ہیں یہ ایمان لانا بھی ضروری ہے اگر اس سے انکار کر دیا تو بھی اسلام سے نکل جائے گا اور اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام کرتا ہے تعظیم کرتا ہے بڑا آدمی مانتا ہے لیکن اللہ کے بارے میں کہتا ہے کہ مجھے تو پتہ نہیں کہ اللہ ہے بھی یا نہیں ہے، مجھے تو سمجھ میں ہی نہیں آتا تو بھی وہ اسلام سے نکل جائے گا لہٰذا ان دونوں چیزوں کی شہادت دینا ضروری ہوا ! !

نماز کا حکم :

اس کے بعد فرمایا، نماز پڑھے ! پانچوں وقت کی نماز پڑھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے احادیث میں اس کی تفسیر کی گئی ہے کہ پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتا ہو تو یہ دوسری چیز فرمائی اسلام کے لیے

زکوٰۃ کا حکم :

اس کے بعد فرمایا کہ زکوٰۃ دیتا ہو ! اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا اور اتنا مال دیا کہ وہ صاحبِ نصاب ہو گیا، صاحبِ نصاب ہونے کا مطلب ہے کہ اگر صرف سونا ہے تو ساڑھے سات تولے، اور اگر صرف چاندی ہے تو ساڑھے باون تولے یا اگر اتنا مال اس کے پاس سونے یا چاندی کی شکل میں یا روپے پیسوں کی شکل میں موجود ہے تو وہ نصاب والا ہو گیا اب اس پر مال کا چالیسواں حصہ سال میں دینا فرض ہو گیا !

روزہ کا حکم :

نیز فرمایا وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ سال میں ایک مہینہ آتا ہے جسے ہم رمضان المبارک کہتے ہیں اس کے روزے رکھے ! یہ بھی ہر مسلمان پر فرض ہیں، چاہے وہ بوڑھا ہو، چاہے جوان ہو، جب وہ بالغ ہو گیا چاہے عورت ہو یا مرد، اب اس پر یہ روزے فرض ہو گئے اِلا یہ کہ کوئی شرعی عذر پیش آ جائے تو اس کی تفصیل موجود ہے یہاں اس کے بیان کی گنجائش نہیں ہے !

اسلام یہ ہے کہ شہادت دے کہ اللہ عبادت کے لائق ہے ، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں شہادت دے کہ وہ اس کے بندے اور رسول ہیں اور آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی رسول کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا کسی بھی درجہ میں، اس بات کی شہادت دے ! نماز پڑھتا ہو، حج کرے، زکوٰۃ دے اور روزے رکھے ! !

حج کا حکم :

نیز ارشاد فرمایا کہ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً کہ پھر حج بھی کرے اگر اللہ نے اتنا مال دے دیا ہے کہ آمد و رفت کے اخراجات اور وہاں کے اخراجات اور اس عرصہ میں اپنے گھر والوں کے اخراجات پورے کر سکتا ہے تو پھر اللہ نے اس پر حج فرض کر دیا لٰہذا وہ حج کرے ! !

ایمان کیا ہے ؟

تو سائل نے پھر سوال کیا فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ یارسول اللہ مجھے ایمان کے بارے میں بتلایئے ایمان کیا چیز ہے ؟ تو آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے !

اسلام کے بارے میں فرمایا تھا کہ اللہ کے بارے میں تو شہادت دے زبان سے، ایمان یہ ہے کہ یہ جو زبان سے بات کہہ رہے اس کو تہہ دل سے کہو یعنی دل اور زبان اس معاملہ میں ایک ہوں تو پھر یہ ایمان ہے !

بظاہر مومن اللہ کے نزدیک کافر :

اگر ایک آدمی زبان سے تو کلمہ گو ہے لیکن دل میں اس کے تصدیق نہیں ہے، دل میں وہ اللہ کو معبود نہیں مانتا تو بظاہر تو ہم اسے مسلمان ہی سمجھیں گے کیونکہ ہم کو غیب کا علم نہیں ہے ہم دل کے اندر کسی کے جھانک نہیں سکتے، غیب کی چیزیں اللہ کے علم میں ہیں تو بظاہر وہ مسلمان سمجھا جائے گا لیکن اللہ کے ہاں وہ مومن نہیں ہے ! جیسے منافقین تھے نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانے میں (اور بعد میں بھی ایسے لوگ قیامت تک رہیں گے) کہ بظاہر وہ مسلمانوں کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمان سمجھے جاتے تھے نماز پڑھتے تھے اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے تھے، اور اتنے بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے تھے کہ ہمارے ہاں کے بڑے بڑے پختہ ایمان والے بعض اوقات وہ کام نہیں کر سکتے یعنی بعض دفعہ لڑائی میں جانا، جہاد میں شریک ہوجانا[1] اور یہاں تک ہوا کہ اس میں لڑتے جان بھی دے دینا

دنیا میں منافق کا حکم :

کیونکہ وہ غیب کی باتیں ہیں ہمیں پتا نہیں ہیں ہم اسے شہید کہیں گے، ہم اس کا نمازِ جنازہ بھی پڑھیں گے اس کو شہیدوں والے اعزاز کے ساتھ دفنائیں گے بھی لیکن چونکہ اس وقت تک نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا وجود مسعود تھا، وحی کا سلسلہ قائم تھا اللہ کی طرف سے غیب کی چیز پر آگاہ کر دیا جاتا تھا اس لیے پتا چل جاتا تھا کہ یہ منافق ہے اور یہ مسلمان ! !

---

[1] مشکوۃ المصابیح ج ۲ ص ۵۳٤ رقم الحدیث ۵۸۹۲ بحوالہ صحیح البخاری ۳۰٦۲

وحی اور کشف میں فرق :

لیکن آپ کی وفات کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو گیا اب غیب پر اطلاع کی کوئی صورت نہیں ہے اگر غیب کا کسی درجہ میں کوئی کہتا ہے مجھے علم ہو گیا، کشف ہو گیا، فلاں ہو گیا تو ٹھیک ہے ہوا ہو گا اس کا انکار نہیں لیکن وہ بہر حال ظنی علم ہے حتمی نہیں ہے، حتمی علم وحی ہے حتمی بات وہ ہے جو نبی کی زبان سے نکل جائے باقی بات حتمی نہیں ہے ظنی ہے، ہو سکتا ہے وہم ہی ہوا ہو، ہو سکتا ہے خیال آیا ہو، ہو سکتا ہے شیطان نے کوئی بات کر دی ہو اس کے کان میں، شیطان نے یہ بات کہی ہے یہ اسے سمجھ رہا ہے کہ کشف ہو گیا ! چونکہ احتمالات موجود ہیں ان احتمالات کی وجہ سے اس کی حیثیت مشکوک ہو گئی ! ممکن ہے یہ دماغی مریض ہو، دماغی مریضوں کی بعض اوقات ایسی نوعیت ہو جاتی ہے کہ دماغ کو عام حالات میں جو کام کرنا چاہیے اس سے زیادہ رفتار میں کام شروع کر دیتا ہے اور ایک درجہ میں کم و بیش چھٹی حس ہر انسان میں موجود ہوتی ہے بعضوں کی چھٹی حس بہت تیز ہو جاتی ہے لیکن وہ کہلائے گا مریض اسے ایک نارمل انسان نہیں کہا جائے گا تو اس کی بات کو وزن ہی نہیں مل سکتا ! !

نبی دماغی اور دل کی باطنی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے :

صرف نبی ہی ایسی ہستی ہوتی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ دماغی اور دل کے جو باطنی امراض ہیں ان سے محفوظ رکھتا ہے ! ! !

مرزا قادیانی اور دماغ کی بیماری :

یہ مرزا غلام احمد قادیانی جو تھا مدعی نبوت جس نے انگریز کے کہنے پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا یہ مُراق ایک بیماری ہے دماغ کی اس میں مبتلا تھا اور اس کے حالات میں لکھا ہے [1] کہ اس کو میٹھا بہت پسند تھا لہٰذا جیب میں گڑ رکھا کرتا تھا اور مٹی کے ڈھیلے بھی جیب میں رکھتا تھا استنجے وغیرہ کے لیے اور یہ بات مشہور ہے کہ وہ گُڑ کی جگہ ڈھیلا استعمال کر لیتا تھا اور ڈھیلے کی جگہ گُڑ استعمال کر لیا کرتا تھا ! کوئی احمق بھی ایسے آدمی کو اپنا امام بنانا پسند نہیں کر سکتا چہ جائیکہ نبوت کا منصب العیاذ باللہ .

---

[1] تتمہ براہین احمدیہ ج ۱ ص ۶۷ بحوالہ قادیانیت گُش ص ۱۳۱

مرزا کے پیروکار آنکھیں کھولیں :

قرآن پاک میں آگیا ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾[1] جب مہر لگ جائے دل پر اللہ کی طرف سے پھر وہ جس کو چاہے نبی بنالے، وہ تو پھر پتھر کو بھی سجدہ کرنے والے اس دنیا میں موجود ہیں، کتنے بڑے بڑے سائنسدان ہیں کتنے بڑے بڑے سیاستدان ہیں کہ ان کو سیاستدان تسلیم کیا گیا ہے، نہرو کو تسلیم کیا گیا، گاندھی کو تسلیم کیا گیا، اندرا گاندھی کو تسلیم کیا گیا، اب بھی ہندو موجود ہیں جنہیں بین الاقوامی سطح پر سیاستدان مانا جاتا ہے لیکن دین کے معاملہ میں جب مُہر لگ گئی تو وہی سمجھدار اور عقلمند انسان پتھر کے سامنے سر جھکا رہا ہے، ایک مورتی کو سجدہ کرتا ہے تو یہ تو عقل پر پردہ پڑ گیا اس کے ! تو جب ایسا پردہ پڑ جائے تو کوئی اس کو ہٹا نہیں سکتا ! !

تو فرمایا کہ تم ایمان لاؤ دل سے اس بات کی تصدیق کرو پھر صحیح مومن ہو گے ! آخرت میں نجات کے لیے بہت ضروری ہے کہ دنیا میں جو معاملات ہیں ہم دوسرے کو مسلمان سمجھیں اور دوسرا ہمیں مسلمان سمجھے وہ تو آپ ﷺ نے اسلام کے جواب میں چیزیں ارشاد فرمادی تھیں وہ تمام چیزیں ظاہری تھیں جو آدمی یہ چیزیں کرے گا شہادت دے گا، روزہ رکھے گا، نماز پڑھے گا، حج کرے گا ہم اسے مسلمان ہی کہیں گے ان چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کردے گا تو کافر کہلائے گا ! اور اگر کہتا ہے کہ میں نے جھوٹ موٹ کہا تھا تو اب اس کا کیا علاج ہے ؟ تو اس کی یہ بات نہیں مانی جائے گی اگر توبہ کرے تو ٹھیک ہے لیکن توبہ بھی نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ یہ میں مذاق کیا کرتا ہوں، جھوٹ موٹ کہا کرتا ہوں، تو یا پاگل کہلائے گا یا کافر ہی سمجھا جائے گا بس اور کچھ نہیں ! ہم تو ظاہر کا اعتبار کریں گے ! !

انسان ظاہر کا مکلّف ہے یا باطن کا ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم ظاہر کے مکلّف ہیں، باطن اللہ کے سپرد ہے وہاں فیصلہ ہوگا ! اللہ تعالیٰ نے آسان نظام بھیج کر انسان کے لیے آسانی کردی ہے کہ تمہاری رسائی ظاہر تک ہے تو میں نے تمہیں دوسرے کے معاملہ میں صرف ظاہر ہی کا مکلّف بنادیا مگر اپنے معاملے میں

[1] سورۃ البقرۃ : ۷

انسان ظاہر اور باطن دونوں کا مکلّف ہے کہ ظاہراً بھی یہ شہادت دے اور دل میں بھی اس کا یقین ہو، تو اپنی ذات کے بارے میں دونوں چیزوں کا مکلّف ہے، غیر کے معاملہ میں صرف ظاہر کا مکلّف ہے باطن اللہ کے سپرد تو ہم ظاہر کا اعتبار کریں گے ! ! تو ایمان کا جو تعلق ہے انسان کے باطن اور قلب کے ساتھ ہے ! !

فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے :

پھر فرمایا وَمَلٰئِکَتِہٖ اور فرشتوں پر ایمان لاؤ کہ اللہ کے فرشتے ہیں وہ بھی اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق ہے اور وہ گناہوں سے پاک مخلوق ہے گناہ نہیں کرتے گناہ کا مادہ ہی نہیں ان میں ! تو اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے ہر مسلمان کے لیے ! !

اللہ کی اتاری ہوئی سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے :

وَ کُتُبِہٖ اللہ کی جو کتابیں ہیں جو اس نے نازل کی ہیں نبیوں پر جن کا ہمیں علم ہے اور جن کا علم نہیں ہے سب پر ایمان لانا کہ یا اللہ جو بھی تو نے اتاری ہے ہمارا اس پر ایمان ہے کہ وہ صحیح اور سچ تھی یہ بھی ضروری ہے اگر ایمان نہیں لائے گا اوپر سے کہتا ہے کہ اللہ کی کتابیں مانتا ہوں، ڈر کے مارے کہتا ہوگا یا کسی مصلحت کی وجہ سے لیکن دل میں اس کا اقرار نہیں کرتا تصدیق نہیں کرتا تو وہ اللہ کے ہاں مومن نہیں ہے ! گو ظاہراً ہم اسے مسلمان ہی سمجھیں گے لیکن اللہ کے ہاں نجات نہیں ہوگی اس کی وہ کافر ہے ! تو تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس پر کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کتاب نازل ہوئی وہ حتمی اور آخری ہے ! !

کتابوں پر ایمان کا مطلب ؟

کتابوں پر ایمان کا کیا مطلب ہے ؟ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب ہم تورات کی تلاوت شروع کر دیں، انجیل کی تلاوت شروع کر دیں، اس کے احکامات لیں یہ نہیں کیونکہ وہ کتابیں تو اپنی اصل شکل میں موجود ہی نہیں ہیں دنیا میں کہیں، کسی بڑے سے بڑے پادری کے پاس چلے جائیں

اس کے پاس بھی موجود نہیں ہے جبکہ ہمارا مذہب جو ہے وہ ایسا عجیب ہے کہ قرآن تو خیر ہے ہی قرآن پاک نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی زبانِ مبارک سے جو بات نکلی ہے اور زندگی کے جس پہلو پر بھی نکلی ہے آج تک حدیثوں میں محفوظ ہے ! !

پوپ کی لاچاری :

چند ماہ قبل موجودہ وفاقی وزیر ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب[1] کا وہاڑی میں بیان سن رہا تھا انہوں نے کہا کہ میں روم میں پوپ کے پاس گیا اس سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کی کسی معاملے سے متعلق (سند کے ساتھ) مجھے حدیث شریف سنا سکتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہ فرمایا فلاں چیز کے معاملہ میں تو کہنے لگے کہ وہ سوچ میں پڑ گیا اور سر جھکائے بیٹھا رہا پھر اس نے کہا کہ آپ اپنا سوال پھر دوہرائیں، کہنے لگے کہ میں نے پھر دوہرایا کہ عیسیٰ علیہ الصلٰوۃ والسلام کا کوئی ایک جملہ جو ان کی زبان مبارک سے نکلا ہو کسی بھی معاملہ میں وہ جملہ آپ مجھے سنا دیجیے ! تو کہنے لگے کہ وہ پھر سوچنے لگا اور تھوڑی دیر بعد اس نے کہا کہ ''ایسا کوئی جملہ موجود نہیں ہے'' ہمارا جو مذہب ہے اس میں تو اللہ کی کتاب پوری طرح چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی محفوظ ہے نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اقوال چودہ سو سال گزرنے کے بعد حدیث کی شکل میں موجود ہیں اور محدثین نے اس کے باب باندھ دیے، ہزاروں ابواب باندھ رکھے ہیں چیپٹر (Chapter) کہہ لیں، فصل کہہ لیں، باب کہہ لیجیے جو باندھ رکھے ہیں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ! !

علماء آپ کے ہر قولی اور فعلی عمل کو زندہ رکھے ہوئے ہیں :

حتیٰ کہ ایک حدیث شریف آتی ہے جس میں یہ بیان ہوتا ہے کہ جب نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے کوئی بات بتلائی اور اس کے بات بتلانے کے دوران آپ نے سر مبارک اوپر کیا تو راوی جو صحابی نقل کر رہے تھے انہوں نے اتنا اونچا سر کیا کہ ان کی ٹوپی سر سے گر گئی جو سر پر ٹوپی تھی تو اب بھی

---

[1] صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ، تاریخ وفات : ۲۶/ستمبر ۲۰۱۰ء

جو استاذ حدیث پڑھاتا ہے شاگردوں کو، اس استاد کی کوشش ہوتی ہے کہ جس وقت یہ حدیث سنا رہا ہو طالب علموں کو، نقل کررہا ہوں تو وہ خود بھی کوشش کرتا ہے کہ سراتنا اونچا اٹھائے بیان کرنے کے دوران کہ اس کی ٹوپی گرجائے چنانچہ بعض محدثین اور علماء اپنی ٹوپی کو قصداً گراتے ہیں تاکہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی یہ ''فعلی سنت'' فعلی شکل میں زندہ رہے ! تو ہمارے ہاں تو نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یہ عمل بیان کے اعتبار سے بھی محفوظ اور عمل کے اعتبار سے بھی محفوظ چلا آرہا ہے پھر جتنے طالب علم سنتے ہیں ان میں جن کو توفیق آئندہ پڑھانے کی ہوتی ہے وہ پھر اسی عمل کو زندہ کرتے ہیں تو ہمارا دین تو مکمل محفوظ ہے ! کیونکہ اللہ نے وعدہ کرلیا ہے کہ یہ محفوظ رہے گا جب اللہ نے کہہ دیا اور اپنے ذمہ لے لیا تو اب یہ محفوظ رہے گا، دنیا کی کوئی طاقت اس کو نہیں مٹا سکتی ! ! جو آیا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے تو یہ خصوصیت ہے اس دین کی ! !

تورات اور انجیل پر ایمان لانا ہے مطالعہ نہیں کرنا :

اب اگر کوئی شخص تورات اور انجیل وغیرہ کا مطالعہ شروع کردے کہ چونکہ میں نے حدیث میں پڑھا ہے یا تقریر میں سنا ہے کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس لیے میں تورات کا مطالعہ کرتا ہوں تو یہ غلط ہے مطالعہ نہیں کرنا بس ایمان لانا ہے کہ جیسی تھی جس طرح اتاری تھی اللہ بہتر جانتا ہے اس پر میرا ایمان ہے کہ وہ صحیح تھی بس یہ کافی ہے باقی قرآن کا مطالعہ کرنا ہے ! !

ایک دفعہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات لے کر بیٹھ گئے پڑھنے کے لیے، آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا ان کی چہرہ پر نظر نہیں پڑی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چہرہ کو دیکھ رہے تھے تو انہوں نے توجہ دلائی کہ تم یہ کیا حرکت کررہے ہو ذرا چہرہ انور تو دیکھو آپ ناراض ہورہے ہیں ! تو انہوں نے فوراً بند کردی اور فرمایا رَضِینَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا[1] کہ میں اللہ سے رب کے طور پر راضی ہوا اور محمد ﷺ کو نبی کے طور پر تسلیم کرتا ہوں ! انہوں نے فوراً جملے کہے اور تلافی کرنی چاہی ! تو مطالعہ نہیں کرنا ایمان لانا ہے، ایمان ضروری ہے !

---

[1] مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۳۲ رقم الحدیث ۱۹۴ بحوالہ دارمی

ایمان بالغیب، ایک سچا واقعہ :

ایک واقعہ ہے میں اس کو قرآنی مجالس میں سنایا کرتا ہوں اور یہ سچا واقعہ اور عجیب وغریب واقعہ ہے، ہندوستان میں کوئی دیہاتی آدمی تھا اس کی وفات ہوگئی تو اس دیہات کے لوگ بالکل جاہل اور اُجڈ تھے، مذہب کے بارے میں انہیں معلومات بھی نہیں تھیں انہیں یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اسے دفنانا کیسے ہے اور اسے نہلانا کیسے ہے ؟ کچھ معلوم نہیں تھا تو ایک صاحب وہاں سے گزر رہے تھے ان کو انہوں نے روکا اور کہا کہ یہ باباجی مر گئے ہیں تو اگر تم اس کو غسل وغیرہ دے دو اور تجہیز و تکفین میں ہماری مدد کرو تو تمہارا بڑا احسان ہوگا مدد کر دو ہماری ! تو وہ مسافر جو تھا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بھئی اس میں کیا حرج ہے ؟ مسلمان کے لیے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے وہ رک گئے اور جتنا انہیں معلوم تھا اس کے مطابق وہ انہیں بتاتے رہے ایسے غسل دو ایسے یہ کرو یہ کرو اور اسے دفنایا اس کے بعد وہ چلے گئے اب جب وہ گئے تو راستے میں انہیں خیال آیا کہ میرے جو کاغذات تھے ضروری جس کے لیے جا رہے تھے وہ نہیں ہیں ! واپس ہوگئے کہ وہ گاؤں میں ہوں گے، ڈھونڈا کہیں نہیں ملے بہت پریشان ہوئے ! اور ان کا سارا کام ہی ان پر موقوف تھا دفتری کاغذات ہوں گے یا کیا ہوگا تو انہوں نے کہا کہ بھئی دیکھو ایک ہی شکل ہے کہ میں قبر میں اُترا تھا تو مجھے یہی شک ہے کہ وہ وہاں گر گئے تو تم مہربانی کرو اس کی قبر کھودو تاکہ میرے کاغذات نکلیں، میرا تو کام ہی نہیں ہوگا بڑا نقصان ہو جائے گا !

تو ان لوگوں نے کہا کہ بھئی تم نے ہماری مدد کی تھی ہم تمہاری مدد کریں گے چلو ! تو قبر جب کھودی گئی تو قبر میں تو بہت غیر معمولی چیز دیکھنے میں آئی، اس میں مہک تھی اور خوشبو تھی ! اور ایسی خوشبو تھی کہ پورا علاقہ مہک اٹھا اس سے اور وہ کاغذات بھی اندر سے نکل آئے ان صاحب کے ! اب سب لوگ حیران کہ بات کیا ہے ؟ وہ خود حیران کہ اُجڈ لوگ جاہل لوگ دین کا پتہ نہیں مذہب کا پتہ نہیں ایسے ہی ان باباجی کا بھی حال تھا تو کیا ایسی بات تھی کہ اللہ نے ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ؟ ! اب تحقیق کرتے رہے لوگوں نے کہا کہ کچھ پتہ نہیں ہماری ہی طرح کا تھا کوئی خاص بات

بظاہر تو تھی نہیں اس میں ایسی، گھر میں جا کر جب عورت سے پوچھا تو اس کی بیٹی کہنے لگی کہ کرتا تو یہ کچھ نہیں تھا نہ اسے نماز آتی تھی، ہماری ہی طرح تھا بس یہ جو ایک کتاب لٹک رہی ہے دیوار پر، یہ جو کیل پر کتاب لٹک رہی ہے اس کو یہ کھولا کرتا تھا روزانہ اور کھول کر اس کی جو لائنیں ہیں ان پر انگلی پھیرتا رہتا تھا اور کہتا رہتا تھا کہ یو بھی سچ کہا، یو بھی سچ کہا، یو بھی سچ کہا ! بس صرف یہ کہتا رہتا تھا اور بند کر کے رکھ دیتا تھا، روز کا یہ معمول تھا اس کا کہ یہ بھی سچ کہا، یہ بھی سچ کہا، یہ بھی سچ کہا ! تو وہ کہنے لگے کہ بس سمجھ میں آ گئی کہ یہ اس کی ادا اللہ کو پسند آ گئی کہ اس کا آنکھیں بند کر کے اللہ کی ذات پر اور اس کی کتاب پر ایمان تھا، یہی تو مدار ہے نجات کا، اللہ کو اس کا یہ عمل پسند آ گیا ! !

اب اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کو قرآن نہیں آتا وہ بھی ایسا ہی کرنے لگے اور کہے کہ بس یوں انگلی رکھ کر میں بھی ایسے ہی کرلوں گا جیسے بابا جی نے کیا تھا کہ یہ بھی سچ کہا، یہ بھی سچ کہا، یہ نہیں ہے، یہ اس بابا کے لیے ہے کہ جس کو پڑھنے کے لیے کوئی پڑھانے والا نہیں ملا، دین حاصل کرنے کے وسائل نہیں تھے تو جتنا بس میں تھا اتنا اس نے کرلیا کیونکہ بس سے زیادہ کا انسان مکلّف نہیں ہے لیکن ہمارے ہاں تو قرآن بھی موجود، پڑھنے پڑھانے والے بھی موجود، سکھانے والے بھی موجود، مکمل دین بتلانے والے بھی موجود ہیں، یہاں پر انسان مکلّف ہے ہر چیز سیکھنے کا، یہاں بابا جی والا معاملہ نہیں ہوگا ! اس قصہ سے کوئی یہ مطلب اخذ نہ کرلے تو جتنا انسان کرسکتا ہے اس کا مکلّف بنا دیا گیا کہ وہ کرے، جو نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾[1] جب انسان کے بس میں کھڑے ہو کر نماز نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پڑھو، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا لیٹا ہے مریض ہے تو لیٹ کر پڑھ لو، اشارے سے پڑھو جب تک ہوش میں ہو پڑھتے رہو، جہاد میں ہو میدانِ جنگ میں ہو اور رک نہیں سکتے لڑائی جاری ہے وہاں تو نہیں کہہ سکتے دشمن سے کہ ہم نے نماز پڑھنی ہے رک جاؤ وہ تو لڑ رہا ہے تو جدھر رخ ہے ادھر پڑھ لو ! اسی طرف اشارے کر کے نماز پڑھ لو چاہے قبلہ کی طرف رخ ہے، چاہے مغرب کی طرف، چاہے مشرق کی طرف، چاہے شمال کی طرف

[1] سورۃ البقرۃ : ٢٨٦

چاہے جنوب کی طرف، نماز پڑھی جائے گی کیونکہ اس وقت اتنا ہی بس میں ہے ہمارے، اس سے زیادہ بس میں نہیں ہے تو یہ جو دین اللہ نے بھیجا ہے آسانی والا دین بھیجا ہے سہولت والا دین بھیجا ہے اب پھر بھی اگر ہم اس پر عمل نہ کریں تو یہ تو پھر ہماری محرومی اور بدقسمتی ہے ! !

آخرت کے دن پر ایمان :

اور فرمایا وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے کہ اس دنیا کے بعد ایک اور عالَم موجود ہے جس میں ہمیں جانا ہے اور ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے ! !

فرمایا یہ بھی چیز ہے جس پر ایمان لاؤ یعنی قلب کا فعل ہے زبان سے تصدیق کرنی ہے زبان سے شہادت دینی ہے اور دل سے اس کی تصدیق کرنی ہے دونوں چیزیں جب ملتی ہیں تو انسان کامل مسلمان یا کامل مومن بنتا ہے ورنہ ناقص رہے گا ! !

تقدیر پر ایمان :

اور آخر میں فرمایا وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ کہ تم ایمان لاؤ تقدیر پر اچھی ہو یا بری ! یہ اللہ کی طرف سے ہے ! اور تقدیر کیا چیز ہے ؟ تقدیر عجیب چیز ہے اور تقدیر پر بیان کا اس وقت موقع بھی نہیں ہے کیونکہ وقت بھی تھوڑا ہے ساری بات بیان نہیں ہوسکتی ! تقدیر پر ایمان لاؤ بس، اچھی ہو یا بری ! تقدیر کے مسئلہ میں بہت سے لوگوں کو شیطان مغالطے ڈالتا ہے بہت وسوسے آتے ہیں بہت سے بہک جاتے ہیں لیکن مختصراً نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہ بتلایا کہ بس ایمان لے آؤ ! !

مسئلہ تقدیر ، مقامِ شکر :

میں تو کہا کرتا ہوں کہ شکر کرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقدیر پر ایمان لے آؤ بس بخشش کے لیے کافی ہے، اگر یہ فرما دیتے کہ تقدیر کا مسئلہ موت سے پہلے حل کر کے میرے پاس آنا ہے تو ایک بھی مسلمان کی بخشش نہ ہوتی کیونکہ مسئلہ تقدیر کوئی حل نہیں کرسکتا یہ تو اللہ کی مہربانی ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی ہم پر رحمت ہے، اس پر تو شکر کرنا چاہیے چہ جائیکہ اس پر ہم سوچ و بچار شروع کریں ! !

جس مسئلے کا خطرہ ہے کہ اللہ کے ہاں ہم سے سوال ہوگا اور پوچھ ہو سکتی ہے اس کی تو ہم پروا ہی نہیں کرتے اور جس مسئلے کے بارے میں اطمینان ہے کہ اس پر پوچھ ہی نہیں ہوگی ہم سے اور کچھ سوال نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ بخش دیں گے ان میں ہم بحث میں پڑ جاتے ہیں تو یہ اصل میں شیطان کا دھوکا ہے یہ شیطان اصل جگہ سے ہٹا کر اس طرف لگا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بھی تو ایمان ہی کی چیز ہے اس سے ایمان میں مزید اضافہ ہوگا، یہ ہوگا وہ ہوگا، تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ جو اصل دین کی ضروریات ہیں اس سے ہٹ کر جب ہم ادھر لگ گئے تو یہ ایمان کی بات نہیں رہی بلکہ یہ شیطان کی طرف سے ایک مغالطہ ہے جو وہ ڈالتا ہے، بس اس پر ایمان لاؤ کافی ہے، باقی تقدیر کے مسئلہ پر مزید چیزیں ان شاء اللہ زندگی رہی تو پھر کبھی بیان کریں گے ! !

آج کے بیان میں دو چیزیں تو ہو گئیں ایک اسلام کے بارے میں سوال ہوا تھا تو اس کا جواب آپ ﷺ نے ارشاد فرما دیا ! دوسرا ایمان کے بارے میں سوال ہوا وہ بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو مختصر یہ کہ اسلام کا تعلق ہمارے ظاہری افعال و اعمال سے ہے اور ایمان کا تعلق ہمارے قلبی افعال سے ہے، ہمارے دل کی حالت سے ہے ! دونوں چیزیں جب مکمل ہوتی ہیں تو کامل مومن بنتا ہے اور اگر ان میں قصور رہ جائے اور خدانخواستہ تصدیق کے معاملہ میں رہ جائے تو وہ مسلمان ہی نہیں اور اگر ظاہری افعال میں کوتاہی ہے تو وہ تو ہر انسان گناہگار ہے اپنی سی کوشش کرے کہ نیک اعمال کرتا رہے برائیوں سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ باقیوں سے ان شاء اللہ معاف کر دیں گے، باقی رہا ''اعمالِ صالحہ'' تو اس پر بھی ان شاء اللہ پھر بیان کریں گے چونکہ اب وقت بھی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے ! ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اپریل ۲۰۱۱ء و دسمبر ۲۰۲۵ء)

ماہ صفر میں کی جانے والی رسومات کی شرعی حیثیت

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے ۱۹/اپریل ۲۰۰۲ء کو جامع مسجد للہ ضلع جہلم میں جمعہ کے موقع پر خطاب فرمایا اس خطاب میں آپ نے حدیث شریف کی روشنی میں ماہ صفر میں کی جانے والی رسومات اور خلاف شرع باتوں کا خوبصورت انداز میں تجزیہ کیا اور عوام الناس کو ان چیزوں سے بچنے اور شریعت پر چلنے کی تلقین فرمائی اس کی افادیت کے پیش نظر اسے شائع کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ساری چیزیں سکھلائی ہیں چاہے اس کا تعلق کسی کے بھی ساتھ ہو مردوں کے ساتھ ہو عورتوں کے ساتھ ہو شہری طبقہ ہو یا دیہاتی طبقہ ہو آپ کی تعلیمات اور آپ کی ہدایات سب کے لیے ہیں آپ کا دین پورے جہان کے لیے ہے ! جہان کے کسی کونے کا اس میں استثناء نہیں ہے کہ فلاں علاقہ ، فلاں ملک ، فلاں صوبہ، فلاں گاؤں وہ اس سے مستثناء ہے ایسا نہیں ہے۔ ہر ایک کے لیے آپ کا دین مکمل ہے اور ہر ایک کو آخرت کی نجات کے لیے اس کو اپنانا ضروری ہے ! اگر کوئی اس کو نہیں اپنائے گا تو آخرت میں اسے نجات نہیں مل سکتی آخرت کی جو کامیابی ہے وہ اسے ہرگز نہیں مل سکتی !

چنانچہ آپ کی فرمودہ ہدایات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا بغیر لیت و لعل کے، بس اسی میں ہر ایک کی خیر ہے ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کچھ چیزیں ایسی تھیں جن پر لوگ اعتقاد رکھتے تھے

اور ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے آج بھی لوگ ایسی چیزوں پر اعتقادات رکھتے ہیں جسے بد اعتقادی کہا جائے دین سے ناواقفیت کہا جائے جو بھی نام لے لیا جائے ان کی آپ نے اصلاح فرمائی، ان میں جو چیزیں ارشاد فرمائیں ان میں ایک چیز سب سے پہلے یہ فرمائی

پہلی اصلاح ، مرض کے متعدی ہونے کی نفی :

لَا عَدْوٰی یہ جو ہم کہتے ہیں اچھوت کی بیماریاں متعدی بیماریاں کہ فلاں چیز متعدی ہوتی ہے اگر کسی کو ہوگئی تو پھر دوسرے کو بھی وہ چیز ضرور ہو جائے گی ۔ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حدیث شریف میں اس اعتقاد کی نفی فرمائی کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ اچھوت کی بیماری اس دوسرے آدمی کو بھی ضرور ہو جائے گی، یہ غلط ہے۔

اس بد اعتقادی کا نقصان :

اور یہ اعتقاد رکھنے کا نقصان بھی بہت ہے۔آپ دیکھیں جب کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے تو ایک تو وہ بیماری سے پریشان ہوتا ہے اپنے کام کاج نہیں کرسکتا ذہنی طور پر بھی فکرمند ہوتا ہے جسمانی بیماری تو اسے لگی ہوئی ہے جیسے ٹی بی لگ گئی یا کوئی اور بیماری لگ گئی کہ اس کا دوسرے پر اثر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اسی طرح یرقان جو سخت قسم کا ہوتا ہے جسے پیلیا کہتے ہیں اس میں بھی بعض دفعہ امکانات ہوتے ہیں دوسرے کو لگنے کے، تو اگر یہ صحیح ہو کہ لازمی وہ تکلیف ہوا کرتی ہے تو دوسرا آدمی پھر اس سے بچے گا تو جب اس سے بچیں گے تو پھر اس کی خدمت کیسے کریں گے ؟ اسے تو ضرورت ہے کہ اس کی خدمت کی جائے اس کا دل بہلایا جائے اس کی وحشت کم کی جائے، پہلے ہی وہ بیماری سے وحشت زدہ ہے اسے سکون واطمینان دلایا جائے اور وہ تب ہی ہوگا جب کوئی اس کے پاس آ کر بیٹھے گا اس سے محبت کی پیار کی بات کرے گا تسلی کی بات کرے گا اس کو وقت پر دوا دے گا اس کو پرہیزی کھانا وقت پر دے گا اس کو دبائے گا اس کو اٹھنے کی بیٹھنے کی ضرورت پڑے گی تو سہارا دے گا، اگر یہ بات صحیح ہوا کرتی کہ ایسا ہے یا نبی علیہ السلام یہ ارشاد نہ فرماتے اور لوگوں کی اصلاح نہ فرماتے تو پھر لوگ بیماری میں یہی

کیا کرتے کہ بالکل اس سے الگ تھلگ ہوتے منہ پر کپڑا باندھتے ، ناک پر کپڑا رکھتے ، اس کے پاس نہ آتے ، اگر آتے بھی تو پرے سے آتے !

اب انسان خود سوچے کہ میرے ساتھ اگر کوئی اس طرح سے کرے تو میرے دل پر کیا گزرے گی ، تکلیف ہوگی یا نہیں ہوگی ؟ بہت سخت تکلیف ہوگی کہ میں کوئی ناپاک چیز بن گیا ہوں میں ان ہی میں رہتا تھا ، میں ان ہی میں بڑا ہوا ہوں ، ان ہی میں میرا وقت گزرتا تھا یہی میرے ساتھ مذاق کرتے تھے میرے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے اب یہ لوگ میری چار پائی پر بھی نہیں بیٹھتے تو اس کی بیماری کم ہونے کے بجائے اور بڑھے گی ! اور ایک بیماری سے بڑھ کر دو بیماریاں ہو جائیں گی ، ایک بیماری تو اسے جسمانی ہے ، دوسری بیماری آپ کے اس عمل سے ذہنی بیماری ہو جائے گی ! ذہنی طور پر اسے جو سکون ملنا چاہیے تھا اور اطمینان ملنا چاہیے تھا وہ لوگوں کے رویے نے چھین لیا !

اخلاقی فلسفہ اور حوصلہ میں اضافہ :

نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہ جملہ ارشاد فرما کر تیمارداروں کو اہلِ خانہ کو حوصلہ دے دیا اس میں مت پڑو گھبرا مت جب تک اللہ کا حکم نہیں ہوگا کسی کی بیماری کسی کو نہیں لگ سکتی ! اللہ کی مشیت ہو جائے پھر ٹھیک ہے پھر لگتی ہے پھر کوئی بچا بھی نہیں سکتا تو اس لیے یہ بات سمجھنا کہ اچھوت ضرور ہو جاتا ہے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کا روّیوں پر اخلاقی اعتبار سے برا اثر پڑے گا ، کوئی مریض کی تیمار داری نہیں کرے گا ، اگر کریں گے تو بڑے برے انداز میں بھونڈے انداز میں کریں گے اس سے اسے اذیت پہنچے گی اس سے فائدہ ہونے کے بجائے اس کی تکلیف مزید بڑھتی چلی جائے گی وہ ٹھیک ہی نہیں ہوگا ڈاکٹر بھی حیران رہیں گے کہ ہم دوا بھی دے رہے ہیں علاج بھی کر رہے ہیں اس میں فرق آنا چاہیے تھا فرق کیوں نہیں آ رہا ؟ بہر حال آپ نے فرمایا لَا عَدْوٰی تعدی نہیں ہے اچھوت نہیں ہے یہ غلط اعتقاد ہے تم لوگوں کا ، اصلاح فرما دی !

اصلاح کا اثر :

اب جب کوئی بیمار ہوگا آپ بے دھڑک اس کے پاس جائیں گے اس کو وقت پر دوا دیں گے اس کا پرہیزی کھانا ہوگا اس کی خدمت کریں گے بستر صاف کریں گے اس کے کپڑے بھی دھویں گے اس کو وقت پر صاف کپڑے بھی دیں گے اسے پہلے سے زیادہ پیار دیں گے جو پہلے ملتا تھا اس سے زیادہ پیار اس سے زیادہ اس سے شفقت کا معاملہ، تو یہ چیزیں اس کی ذہنی اذیت دور کریں گی اسے ذہنی طور پر سکون ہوگا قلبی راحت ہوگی اس کا اس کے جسم پر اچھا اثر پڑے گا اس کی بیماری ختم ہونے کی رفتار بڑھ جائے گی تو وہ جلد از جلد صحت کی طرف آئے گا۔

اس برے رویے سے بیماری کم تھی تو زیادہ ہوگئی تھی اور اس اچھے رویے سے بیماری زیادہ بھی تھی تو کم ہونا شروع ہو جائے گی، اتنا بڑا فرق ہوگیا نبی علیہ السلام کی اس ہدایت اور ارشاد کی برکت سے کہ لوگوں کے روّیوں پر اثر پڑا اور اس روّیے کا مریض پر یہ اثر پڑا کہ اس کا مرض تیزی سے ٹھیک ہونے کی طرف آنے لگا ! اسے شفقت مل رہی ہے اسے پیار مل رہا ہے اسے گود میں لے کر بیٹھ رہے ہیں اسے سہارا دے رہے ہیں کوئی اس کا سر ران پر رکھ رہا ہے، کوئی دوا دیتا ہے گویا ہر طرح کی شفقت تو وہ سکون محسوس کرے گا اور زیادہ خوش ہوگا !

ایک اشکال اور اس کا جواب :

یہ جو بعض اوقات بیماریاں ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں اور ایسا ہوتے آپ نے دیکھا بھی ہوگا چنانچہ ایک دیہاتی نے آپ ﷺ پر اپنا ایک اشکال پیش کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ارشاد فرمارہے ہیں کہ لَاعَدْوٰی تعدی نہیں ہوتی لیکن ہم جانوروں میں دیکھتے ہیں کہ ایک بیماری دوسروں کو لگ جاتی ہے ! !

اشکال واعتراض میں فرق :

اشکال پیش کیا دیہاتی صحابی نے، آپ کی بات پر اعتراض نہیں کیا، اعتراض کرنا اور ہے اشکال کرنا اور ہے ! اعتراض کرنے والا تو کافر ہو جاتا ہے اگر آپ ﷺ کی بات پر اعتراض کے

طور پر کوئی کہہ دے تو وہ یا تو کافر کہے گا تو وہ تو ہے ہی کافر ! اور اگر مسلمان ایسی حرکت کر بیٹھے تو وہ کافر ہو جائے گا اسلام سے نکل جائے گا ! اپنے ذہن میں پیش آنے والا اشکال حل کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں پیش کرنا ادب کے خلاف نہیں ہے یہ تو علم کی طلب اور تحصیل ہے اس میں کوئی حرج نہیں

اسی طرح اگر آپ کسی عالم دین سے دین کے کسی مسئلے پر اشکال ذہن میں آنے پر مسئلہ دوبارہ پوچھتے ہیں اشکال دور کرنے کے لیے سوال کر لیتے ہیں اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ ثواب ہے کیونکہ علم میں اضافہ ہوگا، اشکال دور ہوگا لیکن اگر اعتراض کی نیت سے کریں گے تو نبی سے کریں گے تو کافر ہو جائے گا اور عالم سے کریں گے تو کم از کم گناہ ملے گا گناہ سے خالی نہیں ہوگا کیونکہ عالم کی توہین کرنا بھی ایسے ہے جیسے نبی کی توہین کر دی کیونکہ وہ وارث ہے بشرطیکہ عالم باعمل ہو اللہ والا ہو متقی ہو دنیا دار نہ ہو لالچی پیسہ پرست دنیا کا طالب نہ ہو ! اس پر اعتراض کریں گے تو بھی گناہ ملے گا تو ایک دیہاتی نے ایک اشکال پیش کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم دیکھتے ہیں اونٹوں کو، اونٹ چونکہ وہاں پالتے تھے اس لیے انہوں نے اونٹ کی بات کرنی تھی کہ ایک خارش زدہ اونٹ آ جاتا ہے اس کی وجہ سے باقی اونٹ جو ہوتے ہیں ان کو بھی خارش ہو جاتی ہے اور یہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ایسے ہوتا ہے آج تک ہوتا ہے تو آپ اس کو الگ کرتے ہیں جدا جدا کرتے ہیں ! !

اشکال کا حکیمانہ جواب :

نبی علیہ السلام نے اس کی بات کو سنا اور اس کی بات رد نہیں فرمائی بلکہ اصلاح فرما دی کہ یہ ٹھیک ہے ایک حد تک تمہاری بات درست ہے کہ ایسا ہوتا ہے لیکن یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے، یہ بھی درست نہیں ہے۔ نبی علیہ السلام اصلاح فرما رہے ہیں یہ ہے لیکن ایسا ضرور ہو، یہ نہیں ہوا کرتا ! ! اس لیے آپ نے اسے تسلی بخش جواب دینے کے لیے جواب میں اونٹ ہی کی مثال دی، اونٹ والے کو سمجھانے کے لیے اگر آپ گاڑی کا پرزہ کھول دیں گے تو اسے کیا سمجھ میں آئے گا ! سوال دیہاتی آدمی کر رہا ہے اس کی سمجھ کے مطابق ہی جواب دینا ہوگا !

یہ کمال تھا نبی علیہ السلام کا، نبی کا یہ کمال ہوتا ہے کہ جواب سائل کی سمجھ کے مطابق دیتا ہے،

اس انداز میں دیتا ہے کہ عام آدمی سمجھ لے جیسا بھی آدمی ہو، علمی آدمی ہے تو علمی انداز میں جواب، عام آدمی ہے ان پڑھ ہے تو عام انداز میں جواب دے گا کیونکہ نبی سب کے لیے ہے، وہ پڑھے لکھے کے لیے بھی نبی ہے اور جاہل کے لیے بھی نبی ہے اس لیے اس نے اس کی بھی تسلی کرنی ہے تو نبی علیہ السلام نے اس سے ہی سوال کیا کہ سب سے پہلے اونٹ کو جو خارش ہوئی تھی وہ اس کو کس سے لگی تھی ؟ اس کا جواب تھا ہی نہیں ،اسے تو کسی اونٹ سے بیماری نہیں لگی اس میں کہاں سے آئی بیماری ؟ تو وہ بات سمجھ گئے، وہ بالکل دیہاتی تھا اس کو آپ نے اسی انداز میں بات کر کے سمجھا دیا اشکال رفع ہو گیا اطمینان ہو گیا، کہاں سے آئی ؟ اللہ کی مشیت سے ! اگر تعدی ہی ہوا کرتی تو پھر تو جب اونٹ سارے صحیح ہیں تو پھر بیماری بھی نہیں ہونی چاہیے !

اس کا مطلب ہے کہ بیماری اللہ کی مشیت کے طابع ہے، یہ نہیں ہے کہ اگر لگ گئی تو اب دوسرے کو ضرور لگے گی، ہاں لگ سکتی ہے امکان ہے لیکن لازمی نہیں ہے ! یہ ہے اس حدیث کا مطلب اگر مقدر میں ہے تمہارے تو تم اس سے دور ہو کر دوسرے کمرے میں بیٹھ جاؤ پھر بھی بیماری آ کر لگ جائے گی اور اگر نہیں ہے تو اس کی خدمت کرتے رہیں نہیں لگے گی ! !

مثال سے مزید وضاحت :

آپ دیکھیں ٹی بی کے مریض ہیں یا نہیں ؟ کتنے ہیں ٹی بی کے ہسپتال بنے ہوئے ! کیا اس کا عملہ ٹی بی کے مرض میں مرتا ہے کیا ٹی بی ہسپتال کے سب ڈاکٹر ٹی بی کی بیماری میں مرتے ہیں کیا وہاں کی نرسیں ٹی بی کی بیماری میں مرتی ہیں ؟ شاید کوئی کوئی مرتا ہوگا ٹی بی میں، اکثر تو کسی اور ہی بیماری میں تکلیف میں مرتے ہیں ! کسی کو ہارٹ اٹیک ہوتا ہوگا، کسی کا ایکسیڈنٹ ہوتا ہوگا جیسے عام طور پر طبعی موتیں ہو رہی ہیں وہی عمل ان کے ساتھ ہو رہا ہے تو اگر تعدی ہوتی تو پھر ٹی بی ہسپتال کے سارے ڈاکٹر وغیرہ اس بیماری میں مرا کرتے ، بلکہ ڈر کے مارے ٹی بی کے ڈاکٹر ہی آنا بند ہو جاتے کہتے کہ ہم نہیں بنتے ٹی بی کے ڈاکٹر، ہم اس مصیبت میں نہیں پڑتے لیکن ایسا نہیں ہے تو یہ نبی علیہ السلام

نے اصلاح فرمادی۔ایک بات ارشاد فرمائی اس پر اشکال پیدا ہوا، اشکال والے کا اشکال سن کر اس کی اسی انداز اسی زبان اس سطح پر اصلاح کردی ! !

یہ ہے شانِ نبوت یہی عالم کا بھی حال ہونا چاہیے کہ جب وہ کہیں بات کرے تو پھر مخالف کی سطح دیکھے کہ کس سطح کے لوگ ہیں ان سے اس طرح کی بات کرے تب تو فائدہ ہوگا ورنہ فائدہ ہی نہیں ہوگا دعوت کا عمل مکمل نہیں ہوگا ! تبلیغ نہیں ہوگی تو ایک تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں میں اس عقیدے کی اصلاح فرمائی کہ یہ نہیں ہے اس کی وجہ سے تم اپنے بیماروں اور مریضوں کو اذیت میں ڈال دو، ہندوؤں کی طرح انہیں اچھوت سمجھ لو اس طرح ہندو کرتے ہیں یہ تو اہم پرستی اور وہم یہ ہندوانی چیزیں ہیں، اسلام اور مسلمان میں نہیں ہیں مسلمان کو تو اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ اور توکل ہوتا ہے !

نبی علیہ السلام ... احتیاطی تدبیر بھی ،توکل بھی :

نبی علیہ السلام نے امت کو دونوں طرح کے عمل کر کے بھی دکھا دیے۔احتیاط کا عمل بھی دکھا دیا کہ احتیاط بھی کرو بے احتیاطی بھی مت کرو لیکن احتیاط کے ساتھ ساتھ یہ اعتقاد رکھو کہ اللہ چاہیں گے تو یہ تکلیف ہوگی ورنہ نہیں ہوگی بے احتیاطی بھی نہیں کرنی ! چنانچہ آپ نے امت کی تعلیم کے لیے دونوں عمل کر کے دکھائے۔توکل کی مثال بھی دے کر دکھائی اپنے عمل سے اور آپ نے اپنے عمل سے امت کے کمزور لوگوں کے لیے احتیاط والا عمل بھی کر کے دکھا دیا کہ ہر ایک کا اتنا توکل نہیں ہوتا ہر ایک توکل میں اتنا مضبوط نہیں ہوتا، کمزور بھی ہوتے ہیں بے چارے وہ بھی اس دنیا میں ہیں، آپ نے اپنے عمل سے ان کے لیے بھی ایک مثال قائم کردی تا کہ ان کو بھی حوصلہ رہے کہ ہم جو کر رہے ہیں وہ وہی عمل کر رہے ہیں جو نبی علیہ السلام نے بتایا ہے ! وہ کیا ہے ؟ کہ اگر مریض ایسا ہے کہ اسے متعدی تکلیف ہے تو اس مرض سے احتیاط کرے احتیاط میں حرج نہیں ہے چنانچہ یہ جو تکلیف ہوتی ہے جسے ہم کوڑھ (جذام) کہتے ہیں بڑی ہی خطرناک بیماری ہوتی ہے۔

ایک صاحب بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے، اندر پیغام بھجوایا کہ ایک آدمی

بیعت ہونے کے لیے آیا ہے اسے کوڑھ کی تکلیف ہے اب اس سے حفاظت بھی ہے حدیث میں آتا ہے کوڑھ والے سے ایسے بھاگو ایسے ڈرو جیسے شیر سے ڈرتے ہو ۱؎ یعنی یہ خطرناک چیز ہے اس کے اثرات ہو سکتے ہیں ! اب حدیث میں یہ ارشاد فرمایا تو اس ارشاد کے مطابق آپ نے عمل بھی کیا کہ اس سے کہہ دیا کہ اس سے کہہ دو کہ میں نے تمہیں بیعت کر لیا چلے جاؤ واپس ۲؎ اور غائبانہ بیعت فرمالی، احتیاط پر عمل کیا ! اس وقت ملنا پسند نہیں فرمایا لیکن اس کی دل شکنی بھی نہیں کی ایسا جملہ بھی نہیں فرمایا کہ دل شکنی ہو یہ بھی نہیں فرمایا کہ بیعت نہیں کروں گا ! مقصد تو تھا ایمان اور بیعت ہونا وہ تو حاصل ہو گیا تو اب تم چلے جاؤ چنانچہ اسے غائبانہ بیعت فرمالیا اور وہ رخصت ہو گیا اس انداز میں احتیاط کر لی ترکیب سے اور خوبصورتی کے ساتھ کہ اس کی دل شکنی نہ ہو، یہ احتیاط کرنے والوں کے لیے ایک طریقہ سمجھا دیا ! !

لیکن دوسری طرف ایک اور رخ بھی ہے بہت ہی عجیب وغریب نبی علیہ السلام کے عمل کا کہ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک اور کوڑھ کا مریض آ گیا اس وقت کھانا کھایا جا رہا تھا وہ آپ کے قریب بیٹھا آپ نے کھانا شروع فرمایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی پلیٹ میں ڈالا اور فرمایا کُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ ۳؎ کہا اس پلیٹ میں میرے ساتھ کھا اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ! یہ آپ نے توکل کی اعلیٰ مثال قائم کر کے دکھائی کیونکہ امت میں ہر طرح کے لوگ ہیں مضبوط بھی ہیں توکل کے اعتبار سے اور کمزور بھی ہیں، کمزوروں کے لیے وہ عمل کر کے دکھایا لیکن اس انداز میں کہ مریض کی دل شکنی نہ ہو اور جو متوکل ہیں ان کے لیے آپ نے توکل کی اعلیٰ مثال قائم کر کے دکھائی کہ اپنے قریب بٹھانا پھر ساتھ کھانا کھلانا پھر ساتھ کھانا کھلانے میں بھی اپنی ہی پلیٹ میں کھلانا کتنی بڑی چیز ہے !

انسان کے تو وہم کے مارے بھوک ہی مٹ جاتی ہے چہ جائیکہ اپنے ساتھ کھانا کھلانا لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اپنی پلیٹ میں کھانا کھلا رہے ہیں کہ یہاں اس میں کھانا کھاؤ میرے ساتھ

۱؎ مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۲ رقم الحدیث ۴۵۷۷ ۲؎ ایضًا ص ۳۹۲ رقم الحدیث ۴۵۸۱
۳؎ ایضًا ص ۳۹۲ کتاب الطب و الرقی رقم الحدیث ۴۵۸۵

تو دونوں طرح کے عمل کر کے دکھائے ! یہ ہے اسلام کا ایمان کا اعجاز، اسلام کا معجزہ، اسلام کی کرامت ہر ہر طرح کی تعلیم اس میں دی گئی ہے یہ آپ کو کسی اور مذہب میں مکمل اور اتنی تفصیل کے ساتھ نہیں مل سکتی ! ہندو مذہب میں نہیں ملے گی وہ تو ویسے بھی ساری قوم ہی تواہم پرست ہے ہندو تو ہیں ہی تواہم پرست، ہر چیز سے تو ان کو ڈر لگتا ہے، گائے سے انہیں ڈر لگتا ہے تو اسے خدا بنا لیا، بندر سے انہیں ڈر لگتا ہے تو اسے خدا بنا لیا، سانپ سے انہیں ڈر لگتا ہے تو اسے خدا مان لیا تو جس سے ڈر لگا بس اسے خدا مان کر سر نیچے کر لیا تو وہ تو کوئی مذہب ہی نہیں ہے ! !

عیسائیت میں دیکھیں گے تو یہ تفصیلات نہیں ہیں، یہودی مذہب میں نہیں ہیں، سکھوں میں نہیں ہیں، بدھ مت میں نہیں ہیں، کمیونزم اور سوشلزم میں کہیں نہیں ہیں۔ یہ صرف اسلام میں ملے گی مشکل یہ ہے کہ ہم نے اس پر عمل چھوڑ دیا ہے اس لیے ہم بدنام ہو رہے ہیں اس لیے ہم خراب سمجھے جاتے ہیں، عزت کی بجائے ذلت کا شکار ہو گئے، دین سے واقف ہی نہیں ہیں خود سیکھتے ہیں نہ اپنی اولادوں کو سکھاتے ہیں، اگر سیکھیں اور سکھائیں تو باعزت بن کر رہیں گے اپنے اچھے اور برے کا پتا ہوگا تو ایک تو یہ چیز نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمائی !

دوسری اصلاح :

اور دوسری چیز آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ وَلَا نَوْءَ ! نَوْءَ بھی نہیں ہے یہ بھی چھوڑ دو ! وہ کیا ہوتا ہے وہ نجومیوں کی چیزیں ہوتی ہیں جیسے چاند کے مقامات ہیں چاند کی منزلیں ہیں وہ ان میں سفر کرتا ہے تو وہ بنا رکھی ہیں انہوں نے کہ اس مہینے میں یہاں ہوگا، اس مہینے میں فلاں دن یہاں ہوگا جب اس منزل میں آئے گا تو فلاں ستارہ طلوع کرے گا فلاں ستارہ غروب کرے گا تو یہ ساعت انہوں نے مقرر کی ہوئی ہیں لہٰذا یہ جو بارش ہوتی ہے اس کے بارے میں یہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ فلاں ستارہ جو طلوع ہو رہا ہے اس کی وجہ سے یہ بارش ہو رہی ہے اور فلاں ستارہ جو غروب ہو رہا ہے اس کی وجہ سے یہ ہوگا یہ انہوں نے ایسی چیزیں بنا رکھی تھیں ! آپ علیہ السلام نے مکمل تردید کر دی کہ ایسا ہرگز نہیں ہے

کسی ستارے کے طلوع اور غروب کے ساتھ بارش کے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی تعلق نہیں ہے ! !

ستارہ اللہ کی مخلوق ہے اور بے اختیار ہے :

ستارہ کی کیا حیثیت ہے وہ تو بادل کے پانی اور بادل کی مانند جیسے یہ اللہ کی مخلوق ہے ویسے ہی ستارہ خود اللہ کی مخلوق ہے جیسے بادل کو آنے اور جانے میں اپنے اوپر اختیار نہیں ہے ایسے ہی خود ستارہ کو بھی طلوع اور غروب پر اختیار نہیں ہے ! !

ستارہ اپنی مرضی سے نہ طلوع ہو رہا ہے نہ غروب ہو رہا ہے اگر وہ ستارہ چاہے کہ اس ساعت کی بجائے میں فلاں ساعت میں طلوع کروں گا میں تو اس وقت نہیں کرتا ، کیا ایسا کر سکتا ہے وہ ستارہ ؟ تو جس ستارہ کو اپنے اوپر قدرت نہیں اپنے ہی معاملہ میں تصرف کا اختیار نہیں ہے ، وہ ہزاروں کروڑوں میل دور جو اس زمین پر بادل آجاتا ہے اور برستا ہے اس پر اسے کیسے اختیار ہو سکتا ہے ! یہ تو عقل ہی نہیں مانتی ، یہ بات تو عقل ہی کے خلاف ہے ! اس بچارے کو طلوع و غروب پر اختیار نہیں ہے اس کی منزلیں جو اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں کروڑوں سال ہو گئے اس پر سفر کرتا ہے اس کے علاوہ ذرا نہیں ہل سکتا ! سورج نہیں ہل سکتا ! آج صبح سورج جہاں سے طلوع ہوا ہے جس جگہ سے آج اپریل کی جو بھی تاریخ ہے آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے دس ہزار سال پہلے بھی اپریل کی اس تاریخ کو اسی جگہ سے طلوع ہوا تھا ، ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتا اور آج سے پانچ ہزار سال بعد بھی اپریل کی اس تاریخ میں اسی جگہ سے طلوع ہوگا جہاں سے آج طلوع ہوا ہے۔ اتنا بڑا سورج اللہ کی قدرت کے آگے اتنا بے بس کہ وہ اپنا طلوع کا نقطہ نہیں بدل سکتا ، وہ آج ادھر سے طلوع ہوا ہے لیکن اگلے سال اپریل کا مہینہ جو آئے گا وہ یہاں سے طلوع ہو کر دکھا دے ایسا نہیں ہو سکتا ، ممکن نہیں ! تو جس کو اپنے آپ پر اختیار نہیں اپنے راستے پر اختیار نہیں جس ڈگر پر اس کو چلا دیا بس اس ڈگر پر چل رہا ہے وہ کسی کے ہاں بارش اُتارنے اور چڑھانے کا اختیار کیسے رکھ سکتا ہے ؟ ؟

آپ نے فرمایا ایسا اعتقاد چھوڑ دو یہ بالکل غلط گناہ اور حرام ہے یہ شرک ہے ! یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے کہ کب بارش ہونی ہے کب نہیں ہونی ، کہاں ہونی ہے اور کہاں نہیں ہونی ﴿ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ

عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ﴾ [۱] اللہ کے پاس علم ہے قیامت کا کہ کب آئے گی اس ساعت کا کسی کو علم نہیں ہے، بس اس (قیامت) کی کچھ نشانیاں علامات ہیں ان کی وجہ سے کچھ اندازے اور تخمینے تو ہیں حتمی علم کسی کے پاس نہیں ہے، اور اس طرح ﴿ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ﴾ بادل کے اترنے کا بارش کے برسنے کا علم اللہ کے پاس ہے کسی کو نہیں پتا ! ! بادل آجاتا ہے گہرا بادل آتا ہے، ٹھنڈی ہوا آتی ہے گرجتا ہے چمکتا ہے لیکن اگر اس کا ارادہ نہ ہو تو ایک بوند نیچے نہیں اترتی اور بادل آکر چلا جاتا ہے ! ہوتا ہے یا نہیں ایسا ؟ دو دو دن بادل رہتا ہے کسان ترس رہا ہے دیکھتا ہے، کوئی ایک قطرہ اوپر سے نیچے اتارے، طاقت نہیں ہے کسی کی ممکن ہی نہیں ! یہ اس کے اختیار میں ہے اس کا کسی طلوع اور غروب سے تعلق نہیں ہے پس اللہ کی مشیت اور اس کے ارادے کے ہر چیز تابع ہے تو فرمایا لَا نَوْءَ یہ بھی نہیں ہے

تیسری اصلاح :

ایک اور چیز بھی ارشاد فرمائی لَا صَفَرَ [۲] صفر نہیں ہے ! یہ جو آج کل اسلامی مہینہ چل رہا ہے اس کو صفر کہتے ہیں محرم کا مہینہ ختم ہو گیا اور صفر کا مہینہ شروع ہو گیا، اس زمانے میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ صفر کا مہینہ جو ہے یہ منحوس ہے اسے منحوس سمجھتے تھے، آج بھی بعض لوگوں کا ایسا ہی اعتقاد ہے کہ صفر کا مہینہ آتا ہے تو اسے منحوس سمجھتے ہیں، تیرہ تیزی اور کیا کیا اور پھر دسیوں رسمیں ہیں، عورتیں بھی کرتی ہیں اور مرد بھی ان کے ساتھ مل کر بیوقوف بنتے ہیں اور کرتے ہیں ! جب تیرہ تاریخ آتی ہے تو اس میں شاید پھلکیاں وغیرہ بنا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس وجہ سے اس مہینہ کی نحوست چلی جائے گی ! یہ ان کا اعتقاد ہے حالانکہ کوئی چیز منحوس نہیں وہ تو اللہ کا ارادہ ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر خرابی اور نقصان دہ چیز صفر کے مہینے میں ہی ہوا کرتی اور خیر کی کوئی چیز صفر کے مہینے میں نہ ہوا کرتی حالانکہ دسیوں خیر کی چیزیں آپ دیکھیں گے کہ صفر کے مہینے میں ہو رہی ہیں اور دسیوں خرابیاں آپ دیکھیں گے کہ صفر کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ہو رہی ہیں ! تو اگر غور کریں تو اس تردید کی بھی ضرورت نہیں تھی انسانی عقل خود فیصلہ دے دے گی کہ یہ بات ہی غلط ہے ! !

---

[۱] سورۃ لقمان : ۳۴ [۲] مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۹۲ کتاب الطب و الرقی رقم الحدیث ۴۵۷۹

نَهِيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ ! نبی کی تڑپ :

وہ تو نبی کی ایک تڑپ ہوتی ہے کہ جس سے وہ رک نہیں سکتا کوئی غلط چیز ہوتا دیکھ کر وہ رک نہیں سکتا اس کے بس میں نہیں ہوتا رکنا وہ فوراً بول اٹھتا ہے کہ یہ تم نہ کرو تمہارے لیے نقصان دہ ہے تمہاری آخرت کے لیے نقصان دہ ہے اس لیے وہ بے اختیار بولتا ہے بتلاتا ہے سمجھاتا ہے وہ تو مبلغ ہے، اللہ کا پیغامبر ہے مخلوق کے لیے، وہ فریضہ رسالت میں کوتاہی نہیں کر سکتا، وہ تو دوسروں کا غم اپنا غم سمجھتا ہے، دوسروں کی تکلیف اس کی اپنی تکلیف ہوتی ہے خود دوسروں کو اس کی تکلیف اتنی نہیں ہوتی جتنی خود نبی کو ہو رہی ہوتی ہے ! اللہ نے اس کا مزاج اس طرح کا بنایا ہوا ہوتا ہے تو آپ نے جب یہ دیکھا کہ یہ چیزیں ان لوگوں میں ہیں تو تردید فرمادی اصلاح فرمادی کہ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی مشیت اور اس کے حکم کے تابع ہے ! اور بھی چیزیں ارشاد فرمائیں حدیث شریف میں جن کا ذکر آ رہا ہے لیکن وقت چونکہ ہو چکا تو تین چیزیں اس میں سے ہم نے ذکر کر دیں، ان میں سب سے پہلی چیز تعدی کہ متعدی نہیں ہوتی چیز بیماریاں متعدی ہوں اچھوت ہو ایسا نہیں ہے، اسی طرح فرمایا کہ بارش اس طرح سے ہوگی، اسی طرح صفر کے مہینہ کے بارے میں اصلاح فرمادی۔

یہ تمام تعلیمات ایسی ہیں کہ جو اسلام ہی کا خاصہ ہے اسلام کا ہی اعجاز ہے کسی اور مذہب میں اتنی تفصیل کے ساتھ ہر ہر چیز دیہاتی کے لیے اور شہری کے لیے بڑے کے لیے اور چھوٹے کے لیے، مرد و عورت ہر ایک کے لیے ہر چیز موجود ہو ہدایات موجود ہوں، کسی مذہب میں ایسا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دین کو سمجھنے کی اور اس سے سچی محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ جون ۲۰۰۲ء)

عالمِ کفر کی دینی مدارس کے خلاف سازشیں
اور علماء کرام کی ذمہ داریاں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۵ رشعبان المعظم ۱۴۲۴ھ/ ۲۱ راکتوبر ۲۰۰۳ء کو صبح گیارہ بجے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے دورۂ صرف ونحو کے تقریباً ۵۰۰ طلباء سے الوداعی خطاب فرمایا ، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَھُمْ عَذَابُ جَھَنَّمَ وَلَھُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ . اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْکَبِیْرُ ﴾ (سورۃ البروج : ۱۰، ۱۱)

''بے شک جو دین سے پھسلائے ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کے لیے عذاب ہے جلنے کا ، بے شک جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ، یہ بڑی کامیابی ہے''

علماءِ کرام اور میرے عزیز طلباء کرام ! کل جمعرات کو آپ کا جامعہ مدنیہ جدید میں دورہ صَرف ونحو کا اختتامی دن ہے ، شعبان کے مہینے میں آپ حضرات نے تعلیم میں مشغول رہ کر گزارا اور بہت سے طلباء کی طرح یہ وقت سیر وتفریح اور کھیل کود میں بھی آپ گزار سکتے تھے لیکن یہ اللہ کی توفیق سمجھنی چاہیے

اوراس کا خصوصی انعام سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پڑھانے والوں کو پڑھانے کی اور پڑھنے والوں کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے ! !

آپ حضرات کا دینی تعلیم حاصل کرنا اوراس کے لیے گھر بار کو چھوڑ نا یہ بہت بڑی سعادت ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکرادا کیا جائے کم ہے، سای ترقی اور سارے زمین کے اور فضاء کے وسائل اوراسباب حاصل ہونے کے باوجود اگر اسلام اور مذہب کی رہنمائی کی روشنی میں انسان عمل نہ کرے تو اس میں اور جانوروں میں فرق نہیں ہوتا ! !

نبی علیہ السلام کی پیروی سے امتیازی شان حاصل ہوتی ہے :

امتیازی شان ،مرتبہ کی بلندی، دنیا اور آخرت کی فلاح اور اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی پیروی کے علاوہ کسی صورت میں نہیں مل سکتا ! کتنے با کمال اور بااختیار اور با اقتدار ہم ہو جائیں اگر اس کی رہنمائی اور روشنی نہ ہو تو سب بیکار ہے اور ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن نے اعلان کیا ﴿ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ﴾ [1] ''یہ لوگ جانوروں چوپایوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں'' کیونکہ چوپائے اور جانور چرند اور پرند کی اللہ نے جو ایک فطری عادت بنا رکھی ہے اس سے ہٹ کر کام نہیں کرتے اسی کے مطابق لگے ہوئے ہیں اور انسان کے لیے جو مشن دیا اور جو مقصد رکھا یہ چونکہ اس سے ہٹ گیا تو یہ اس سے بھی گیا گزرا ہو گیا ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ [2] میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا کہ یہ میری عبادت کریں اور جب سارے کام مذہب کی رہنمائی میں ہوں گے تو وہ سارے ہی کام عبادت بن جائیں گے ۔آپ کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا ہر چیز عبادت بن جاتا ہے اگر یہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی سنت کی پیروی میں ہو اس کی نقل ہو تو ایسے ہے جیسے نماز پڑھ رہے ہیں ہر وقت ! اور جانوروں کے بارہ میں پرند کے بارہ میں سب کے بارہ میں ہے ﴿ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَ تَسْبِيْحَهٗ ﴾ [3] ہر ایک کو ہم نے اس کی صلوۃ اور اس کی تسبیح سکھائی ہے جانتا ہے ہر ایک، اپنی تسبیح اور صلوۃ کو ہر چیز جانتی ہے

[1] سورۃ الاعراف : ۱۷۹ [2] سورۃ الذاریات : ۵۶ [3] سورۃ النور : ۴۱

ہے، مگر انسان فراموش کر جاتا ہے اس لیے انسان اگر بھٹک جائے تو ان سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے کیونکہ وہ فراموش نہیں کرتے اور انسان فراموش کرتا ہے ﴿ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴾ [1] ہم نے اس (انسان) کو دونوں راستے سکھلا دیے بتا دیے، ہدایت کا راستہ بھی اور گمراہی کا راستہ بھی اس (ہدایت کے راستہ) پر جاؤ گے تو جنت میں چلے جاؤ گے ! !

جنت کیا ہے ؟

جنت کیا چیز ہے ؟ ویسے تو اردو میں اس کا ترجمہ باغ ہے جس میں درخت ہوں پھول ہوں گھاس ہو خوشنما مناظر ہوں یہ باغ ہے تو یہ تو حاصل ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے یہ تو موجود ہیں ہمارے دائیں بائیں بے شمار دنیا میں بڑے بڑے خوبصورت باغ موجود ہیں پھر کیا مطلب، کیا خصوصیت ہے اس جنت کے لفظ کی ؟

اس کو ذکر کرنے کی خصوصیت یہ ہے کہ جنت ایسی جگہ کا نام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی کامل رضا کا اعلان کر دیں گے کہ آج میں تم سے راضی ہوں اور ہمیشہ کے لیے ہوں یہ ان کو نوید سنائی جائے گی یہ ہے جنت ! اس لیے یہ اہم ہوگئی اور اس کی طلب مقصود بن گئی کہ چونکہ یہ ایسی جگہ کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مظہر اتم ہے یعنی اس میں اس کی رضا بڑھتی چلی جائے گی، ہر لمحے رضا میں اضافہ ہوگا ہر لمحے اس کا قرب بڑھے گا تو ایسی جگہ کا نام ہے جنت ! !

جہنم کیا ہے ؟

اور جہنم والعیاذ باللہ ایسی جگہ کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ظاہر ہوگا وہ اس کے غصہ اور غضب کا مظہر اتم ہوگا ! !

علماء اور طلباء پر کیا لازم ہے ؟

اچھے لوگ جنت میں جائیں گے، جن سے اللہ ناراض ہوگا وہ جہنم میں چلے جائیں گے ! اس لیے آپ حضرات جو معاشرہ کا جوہر ہیں نچوڑ ہیں علماء اور دینی طلباء، مستقبل کے رہنما، مستقبل کے معمار،

[1] سورۃ البلد : ۱۰

بڑا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہیں ان کے لیے جہاں خود کو جہنم سے بچانا اور جنت کے راستہ پر لگنا ہے ایسے ہی یہ بھی لازم ہے کہ دوسروں کو بھی بچاؤ اور جنت کی طرف لاؤ ! کیونکہ جب آپ عالمِ دین بن جائیں گے اور اس راستے پر آپ لگ جائیں گے تو گویا آپ نے نبیوں کے راستے کو اختیار کر لیا اور نبیوں کا مقصد یہی ہے کہ اپنی ذات سے باہر پورے عالم اور کائنات کی فلاح کی فکر کرنا، ان کو جہنم سے بچانا اور جنت کے راستہ پر لے آنا یہ مقصد ہے ! صرف یہ مقصد نہیں کہ آپ پڑھ لیں سن لیں سمجھ لیں وقتی طور پر متاثر بھی ہو جائیں اور اس کے بعد پھر دنیاوی رسموں اور کاروبار اور ضرورتوں میں لگ جائیں اور سب پڑھے پڑھائے اور محنت کو فراموش کر دیں یہ نہیں ہے ! یہ (دینی) مشن آپ کو لازمی اختیار کرنا پڑے گا اس پر لگے رہنا پڑے گا ! !

تفصیل سے علم سیکھنا فرضِ کفایہ ہے :

یہ سمجھنا چاہیے کہ امت میں سے چند لوگوں کے لیے تفصیلاً علمِ دین حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے اگر کوئی بھی حاصل نہیں کرے گا معاشرہ میں سے تو سب گناہگار ہوں گے اور اتنا بڑا گناہ ہوگا جیسے فرض کو چھوڑنے کا ہوتا ہے ! اور اگر ایک مخصوص جماعت تیار ہو جاتی ہے تو باقی لوگوں سے تفصیلی علم حاصل کرنے کی ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ان کی رہنمائی کرنے والے موجود ہیں ! !

مثال سے وضاحت :

تو اسی طرح جب علم سیکھ لیا جس نے تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے نفل نماز کی نیت باندھ لی، اب نیت باندھ کر اگر وہ اس کو توڑتا ہے تو اس پر زندگی میں جب تک زندہ ہے یہ فرض لازم رہے گا کہ اس کا اعادہ کرے وہ نفل ادا کرے جب تک نیت نہیں باندھی تھی لازم نہیں تھا، باندھ لی تو ضروری ہو گیا اس لیے جو اس راستہ میں آ گیا داخل ہوگا جس نہج پر اس نے یہ کام شروع کر دیا اب ایک درجہ میں اس پر یہ فرض ہو گیا کہ وہ اس راستہ میں کچھ نہ کچھ خدمت ضرور انجام دے ! !

اسلام دنیاوی کاموں سے نہیں روکتا :

یہ نہیں کہ کاروبار نہ کرے یہ اسلام نہیں کہتا، عالم کو مفتی کو فقیہ کو محدث کو اس سے نہیں روکتا، بڑے بڑے ہمارے فقہاء محدثین آپ دیکھیں گے پڑھیں گے بڑے بڑے تاجر تھے زمینیں تھیں مال تھا سب کرتے تھے لیکن اس کام کو نہیں چھوڑا، اس (دنیوی) کام کو اگر چھوڑنا پڑا تو چھوڑ دیا اس کو نہیں چھوڑ سکتے آپ، کیونکہ رزق تو اللہ نے دینا ہے وہ تو اس کا وعدہ ہے وہ تو ملے گا آپ کو، کبھی زیادہ کبھی کم، لیکن ملے گا ان شاء اللہ ﴿ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ﴾ [1] وہ اللہ نے دینا ہے !

عالم دین کی خدمت کو نہیں چھوڑ سکتا :

تو آپ دین کو رزق کے حصول کی خاطر نہیں چھوڑ سکتے ! دین کے راستہ پر آپ کو جمے رہنا پڑے گا، یہ فرضوں میں سے ایک فرض ہو گیا آپ پر ! شروع کرنے کے بعد اب آپ اسے نہیں چھوڑ سکتے لہٰذا یہ آپ کا مرتے وقت تک ایک مشن ہے، کوئی بہانہ اس سے نکلنے کا اب نہیں چل سکتا ! یہ کرنا پڑے گا ! !

فتنہ کا دور، دجال کی آمد :

اور یہ جو دور چل رہا ہے اس وقت، یہ ہے بہت فتنے کا دور اور یہ دور ایسا چل رہا ہے کہ دجال کے آنے کی جو نشانیاں حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں اس سے لگتا ہے کہ وہ وقت قریب آ رہا ہے، پتا نہیں پچاس سال ہیں معلوم نہیں سو سال ہیں ڈیڑھ سو سال ہیں دو سو سال ہیں ! !

پورے عالَم کے اعتبار سے صدیاں دنوں کی طرح ہوتی ہیں :

دو سو تین سو سال کی پورے عالم کے اعتبار سے کوئی لمبی حیثیت نہیں ہوتی، دنوں کی حیثیت رکھتا ہے سن کر تو یوں لگتا ہے کہ اچھا دو سو سال ہیں لیکن دو سو سال ہماری محدود اپنی زندگی میں سوچیں تو ہمیں بڑے لگتے ہیں، اس پورے عالم کے اعتبار سے سوچیں گے تو دو سو تین سو سال کی کوئی حیثیت نہیں

---

[1] سورۃ ھود : ٦

اس لیے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ قیامت ایسے ہے اتنا قریب جیسے یہ میرا ہاتھ سر کے قریب ہے تمہارے ! تو چودہ سو سال تو گزر گئے اس کو قریب فرمارہے ہیں نبی علیہ السلام، کیونکہ وہ پورے عالم کے لیے پیغمبر تھے کسی گلی محلّہ کے لیے نہیں تھے، دوچار آدمیوں کے لیے نہیں تھے، دوچار آدمیوں کے لیے گلی محلے کے لیے تو انسان کی حد دس سال بیس سال تیس سال پچاس سال تک جاتی ہے اسی کی منصوبہ بندی کرتا ہے اسی کے بارے میں ہدایات دیتا ہے اس سے آگے سوچنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی لیکن جب پورے عالم کا مقصد پیشِ نظر ہوتو پھر اسی اعتبار سے دیگر چیزوں کا حجم بڑھتا چلا جاتا ہے ! !

دجال کی آمد سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال پیدا ہوں گے :

تو یہ دور ہے فتنے کا، دجال کی آمد سے پہلے دجال کے چھوٹے چھوٹے فتنوں کا ظہور شروع ہوجائے گا چھوٹے چھوٹے دجال پیدا ہونے شروع ہوجائیں گے جیسے جب آگ کہیں جلتی ہے تو آگ میں آپ جائیں یا نہ جائیں اس کے قریب جائیں گے سینک لگنا شروع ہوجاتا ہے جتنا قریب جائیں گے سینک بڑھتا چلا جائے گا بڑھتا چلا جائے گا حتی کہ اس میں کوئی چلا جائے گا تو جل ہی جائے گا بھسم ہوجائے گا ! اسی طرح بارش ہونے کی صورت میں پہلے بادل آتا ہے ابھی بارش ہوئی نہیں لیکن اس کے اثرات ٹھنڈی ہوائیں آنی شروع ہوجاتی ہیں اندازہ کرتے ہیں کہ بارش ہورہی ہے کہیں، خوش ہونے لگتے ہیں تو یہ اس کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوگئے ! تو یہ جو ہے دور یہ بہت بڑے فتنے کا دور ہے اس میں آپ کے چاروں طرف فتنے ہیں اور ان فتنوں سے نمٹنا ہے آپ نے ،اس کی پہلی اور اوّلیں ذمہ داری آپ پر آتی ہے، عیسائیت زوروں پر ہے، یہودیت زوروں پر ہے اور یہودی تو دجال کی خصوصی فوج ہوگی اور یہ قدرتی طور پر منظّم ہورہے ہیں گویا دجال کے لیے ایک میدان ہموار ہورہا ہے اس کی آمد کا انتظام ہورہا ہے ! تو اس کی آمد سے پہلے دنیا میں فتنے پھیل رہے ہیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ خاص طور پر ہمارا ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش بھی دجالی قوتوں کے نشانے بنے ہوئے ہیں ! !

دجالی قوتیں نبی علیہ السلام کی سیاسی اور اقتدار سے متعلق پیشین گوئیوں سے خوب آگاہ ہیں :

اس لیے کہ دجالی قوتیں مذہب سے واقفیت رکھتی ہیں یہ بات یاد رکھیں وہ اگر پتلون میں ٹائی میں نظر آتے ہیں تو وہ بات اور ہے، کافر ہیں پہنتے ہیں لیکن انہیں مذہب کی معلومات اور نبی علیہ السلام کی ان پیشین گوئیوں پر پورا عبور ہے جن کا تعلق سیاسی قوت سے ہے سیاسی اتار چڑھاؤ سے ہے اور اقتدار کے ساتھ ہے اس کی معلومات پورے یہودی علماء رکھتے ہیں عیسائی علماء رکھتے اور ان کی سیاسی قوت اس سلسلہ میں ان سے رہنمائی لیتی ہے اس کی روشنی میں کام کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ جب دجال کا فتنہ ہوگا اور آخری دور آئے گا تو فتنوں کا بڑا مرکز اور ان کا نشانہ وہ مشرقِ وسطیٰ ہوگا حرمین شریفین کی وجہ سے

خراسان ہمارا پڑوس اور اس کی اہمیت :

حدیث میں آتا ہے کہ ان کی مدد باہر سے ہوگی جیسے خراسان کا آتا ہے، خراسان کے لوگ جو ہیں وہ لشکر ترتیب دیں گے خراسان ہمارا پڑوس ہے افغانستان اور ایران میں پھیلا ہوا ہے قدیم خراسان جو ہے وہ بہت بڑا تھا اب تقسیم ہو کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہوگیا اس کے بعض ٹکڑوں کا نام اب خراسان نہیں ہے چھوٹے سے ٹکڑے کا نام خراسان رہ گیا لیکن خراسان بڑا خطہ ہے تو یہاں سے بڑی عظیم فوج جس کا اللہ کے یہاں بڑا مرتبہ ہوگا حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے وہ جائے گی پھر عراقیوں کا ذکر آتا ہے کہ عراق کے جو زعماء ہیں وہ آئیں گے حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو یہ کیونکہ بین الاقوامی مسئلہ ہوگا اور سب طرف اس کے اثرات ہوں گے !

''این جی اوز'' دجالی فتنہ، غریب مسلمان ان کا پہلا نشانہ :

اس لیے وہ ابھی سے اپنی کوششیں کر رہے ہیں پیش بندی کے طور پر اور اس پیش بندی کے لیے وہ جو قوت استعمال کر رہے ہیں اور جس منصوبے پر وہ عمل کر رہے ہیں اس پر ''این جی اوز'' کا لیبل لگا ہوا ہے عرفِ عام میں ''این جی اوز'' کا مطلب ہے فلاحی ادارے [1] امریکہ اور یورپ کے نا روے،

---

[1] ''این۔جی۔او'' مخفف ہے ''نان گورنمنٹ آرگنائزیشن'' کا، اس کا ترجمہ ہے ''غیر سرکاری تنظیم'' یہ فلاحی خدمات کے نام پر در پردہ یہودیت، عیسائیت، قادیانیت، آغا خانیت کا پرچار کر رہی ہیں۔ (مولانا سید محمود میاںؒ)

سویڈن وغیرہ یہ ممالک ان کی سرپرستی کرتے ہیں ان کو مال فراہم کرتے ہیں ان کا نشانہ سب سے زیادہ غریب علاقے ہیں وہ پاکستان کے ہوں، ہندوستان کے ہوں، بنگلہ دیش کے ہوں، افغانستان کے ہوں جہاں کے بھی ہوں یا افریقہ کے ہوں جہاں پر غربت بہت زیادہ ہے اس پر وہ سب سے پہلے محنت کرتے ہیں اور وہاں جا کر کام شروع کرتے ہیں کیونکہ یہ قدرتی بات ہے کہ جب انسان بھوکا ہوگا اور اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہوگا اس کے بیوی بچے بھوک سے بلک رہے ہوں گے تو اس سے اگر آپ کہیں گے کہ آؤ وضو کر لیں نماز پڑھ لیں اور روزہ رکھ لیں وہ کہے گا میرا تو پہلے ہی مہینہ بھر سے روزہ چل رہا ہے تم مجھے روزہ رکھوا کر کیا کرو گے ! !

فقر کبھی کفر کا سبب بن جاتا ہے :

حدیث میں آتا ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا [1] کہ فقر بعض اوقات کفر تک لے جاتا ہے انسان کو العیاذ باللّٰہ یہ حالات وہ جانتے ہیں یہ چیزیں وہ سمجھتے ہیں کیونکہ نبی علیہ السلام کی پیشین گوئیاں اور چیزیں وہ معقولی ہیں ،معقولات سے ان کا تعلق بھی ہے ،ورائے عقل ہوں تو وہ اور بات ہے لیکن عقل کے خلاف کوئی چیز نہیں ہے کافر کی عقل بھی اسے مانے گی ،مسلمان کی عقل بھی اسے مانے گی ! قرآن پاک میں آتا ہے جانتے ہیں مانتے نہیں ہیں، وہ بھی جانتے تھے سب کہ یہ حق ہے لیکن اصل تو ماننے سے ہوتا ہے مانتے نہیں تھے ! آج بھی یہی ہے تو وہ غریب علاقوں میں آتے ہیں اور ان کی جو مالی ضرورتیں ہیں ان کو پورا کرتے ہیں دودھ راشن کے طور پر دینا شروع کر دیں گے چینی دینا شروع کر دیں گے، بیماروں کے لیے دوائیں دینا شروع کر دیں گے اور پھر اس طرح کرتے کرتے اس کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ کریں گے ! اب اگر ان کے اس طریقہ کے خلاف آپ نے جا کر کام نہ کیا اور آپ نے صرف دعوت پر اکتفا کر لیا اور اس سے کہا کہ تیرا عقیدہ یہ ہے وغیرہ وغیرہ مگر اسے تو سننے کی فرصت نہیں ہے وہ تو تکلیف اور صبح شام کی بھوک میں ایسا پریشان ہے کہ وہ آپ کی یہ بات نہیں سنے گا آپ کو اس کی بھوک کا پہلے علاج کرنا پڑے گا ! !

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۰۵۱

اب پچھلے لوگوں جیسا ایمان مضبوط نہیں ہے :

کیونکہ ایمان اس زمانے کی طرح اب مضبوط تو نہیں ایمان تو کمزور ہیں ہمارے بھی کمزور ہیں جب ہمارے کمزور ہیں جو اس وقت مسلم اور اسلامی معاشرہ کی کریم ہے جسے کہا جائے علماء اور طلباء کا طبقہ، ہم بھی دعوی نہیں کر سکتے کہ ہمارے ایمان جیسے پہلے لوگوں کے مضبوط تھے ویسے ہیں تو ان بے چاروں کی بات تو اور نیچے کی ہو جاتی ہے، تو ایسا ایمان تو ہے نہیں، لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ان کے ایمان کی حفاظت کریں کیونکہ کفر کی یلغار مالی تعاون کی شکل میں ان کی ہمدرد بن کر آرہی ہے لیکن مقصد ان کا یہ ہے کہ ان کو اسلام سے نکال دیا جائے اور کافر بنا دیا جائے ! چنانچہ بنگلہ دیش میں بہت بڑی تعداد ایسی ہے لاکھوں کی بلکہ لاکھوں سے بڑھ رہی ہے جو عیسائی ہو چکی ہے العیاذ باللّٰہ ! بنگلہ دیش میں کیونکہ غربت ہے تو وہاں وہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں ! !

کفر کا طریقۂ واردات :

اور امداد دینے کے بعد جب وہ دیکھتے ہیں کہ کچھ دن دس دن پندرہ دن بیس دن امداد لے لی تو پھر بند کر دیں گے پھر وہ جاتا ہے اور خوشامد کرتا ہے جب وہ خوشامد کرتا ہے تو پھر دے دیں گے کچھ، اور وہاں پر کمانے کے وسائل پیدا نہیں ہونے دیتے، پلانٹ لگانے نہیں دیں گے، کارخانے اور فیکٹریاں لگانے نہیں دیں گے، زرعی ترقی نہیں ہونے دیں گے کیونکہ اگر یہ ترقی شروع ہوگئی تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کمانا خود شروع کر دیں گے محنت مزدوری کرنی شروع کر دیں گے جب محنت مزدوری خود کریں گے تو ہم پر سے ان کا انحصار ختم ہو جائے گا پھر یہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے ! لہٰذا وہاں پر مصنوعی قحط پیدا کرتے ہیں وہاں پر حالات ایسے پیدا کرتے ہیں کہ قحط کی شکل ہو جائے، پانی کی قلت ہو جائے، زرعی آلات کی کمی ہو جائے اور جو اس قسم کے دسیوں حیلے بہانے اور ان کے بہت بہت طریقے ہیں وہ سارے استعمال کرتے ہیں تاکہ ہم پر ان کا انحصار رہے ! !

ایمان بچانے کی ترکیب :

تو اب اس میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی جو مادی اور بنیادی ضرورت ہے جس کو اسلام نے بھی ضروری قرار دیا ہے روٹی ہے کپڑا ہے رہائش ہے یہ بنیادی چیزیں ہیں پہلے ان کو یہ فراہم کی جائیں ! یہ جو بھٹو نے نعرہ لگایا تھا یہ اس نے اسلام ہی کی چیز لی تھی اور چالاک انسان تھا ہوشیار تھا، اس نے کہا ''روٹی کپڑا اور مکان'' ساری قوم بے وقوف بن گئی پیچھے لگ گئی انہوں نے کہا بس یہ سچا (ہمدرد) آ گیا ہمارا، لیکن اس نے دیا کچھ بھی نہیں کسی کو ! تو یہ جو ضرورتیں ہیں یہ بنیادی ہیں چنانچہ اس کے لیے بھی آپ کو اپنے اپنے علاقے میں محنت کرنی پڑے گی !

یہ باتیں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ آپ لوگوں کا تعلق چاروں صوبوں سے ہے آپ ملک کے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کا تعلق پسماندہ علاقوں سے ہے غریب علاقوں سے ہے گاؤں دیہاتوں سے ہے وہاں یہ چیزیں آپ کے سامنے آئیں گی مسائل سنیں گے آپ، تو سننے کے بعد اس کا حل کیا ہے ؟

حل یہ ہے کہ آپ ان کے پاس جا کر ان لوگوں کو تسلی دیں تشفی دیں اور ان کی مدد کا انتظام کرائیں وہاں پر ! وہاں کے مسلمانوں کو آس پاس کے متمول لوگوں کو توجہ دلائیں اور اپنی این جی اوز قائم کریں ان کے مقابلے میں ! آپ ان سے کہیں ہم تمہاری ضرورت پوری کرتے ہیں تمہیں دوا چاہیے ہم دیں گے، تمہیں کھانا چاہیے ہم دیں گے، آپ اس کے منہ میں نوالہ دیں پھر آپ جو بات کہیں گے وہ سنے گا آپ کی بات، آپ اسے دوا فراہم کریں پھر آپ جو بات اسے کہیں گے وہ آپ کی بات سنے گا، اس کے بغیر اگر کریں گے تو ہم وہاں فیل ہو جائیں گے اور وہ کافروں کی جو این جی اوز ہیں وہ آگے بڑھ جائیں گی، وہ جگہ لے لیں گی ! !

دجالی فتنے کا ایک واقعہ :

ایک دفعہ بنگلہ دیش میں اسی طرح ہوا کہ ایک آدمی کو مدد دی انہوں نے اور اس سے کلماتِ کفر کہلائے، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں اور نبی علیہ السلام کے بارے میں !

بہت سے واقعات حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی دامت برکاتہم [۱] تشریف لائے تھے تو انہوں نے سنائے تھے، وہی سنے ہوئے میں آپ کو بتا رہا ہوں تو اس نے یہ کیا کہ زبان سے کہہ دیتا تھا مگر دل میں ایمان تھا اور جا کر لے آتا تھا اور بالکل چھپ کر نماز اور عبادت کرتا تھا تاکہ پتا نہ چلے ! ورنہ تو راشن بند ہو جائے گا اور کوئی ہے نہیں مدد کرنے والا ! کھانا تو کھانا ہے اور انسان خود تکلیف اٹھا لیتا ہے مگر اپنے بچوں کو تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتا، بیوی کو نہیں دیکھ سکتا، بہنیں ہیں ماں ہے ان کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے بلک رہے ہیں خود پتھر باندھ لے گا انہیں کیسے پتھر باندھے گا ؟ تو اس کی کسی نے رپورٹ دے دی این جی اوز والوں کو کہ یہ اوپر اوپر سے ایسا کافر بنا ہوا ہے یہ ہے مسلمان پیسے لینے اور امداد کے لیے آتا ہے ! انہوں کہا اچھا، تو پھر جب وہ آیا تو اس کو انہوں نے کہا تو تو ہم سے جھوٹ بولتا ہے اور تو ایسے ہی عیسائی بنا ہوا ہے تو تو مسلمان ہے، اس نے پھر کہا اور یقین دلایا سب کچھ کیا انہوں نے کہا نہیں ہم تب مانیں گے کہ یہ قرآن زمین پر رکھ کر اس پر تو کھڑا ہو تو اس کو جب انہوں نے اس طرح کرایا تو پھر اسے آگے کچھ دیا ورنہ نہیں دیا ! تو مسلمانوں کے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے اس وقت !

سندھ اور پنجاب :

سندھ میں یہ کچھ ہو رہا ہے پنجاب کے جو پسماندہ علاقے ہیں ان میں بھی ہو رہا ہے ! پنجاب کے پسماندہ علاقوں میں انہوں نے کیمپ لگائے ہیں اور ان میں وہ نوجوانوں کو بلانے کے لیے شراب کی، ڈانس کی مجلسیں کرتے ہیں اور نوجوان شوق سے جاتے ہیں ! اور یہ ایسا فتنہ ہے کہ اس میں بھوکا کیا کھاتا پیتا بھی جاتا ہے سارے جا رہے ہیں اس میں، بھوکے بھی جا رہے ہیں کہ کھانے کو مل جائے گا، پیٹ بھرا ہوا بھی جا رہا ہے کہ عیاشی کو مل رہا ہے سارا کچھ، تو سارے جا رہے ہیں اس میں، ان میں وہیں کی لڑکیاں ہوتی ہیں ان ہی کو وہ ٹرینڈ کرتے ہیں ان ہی سے وہ ڈانس کراتے ہیں اور شراب پیتے پلاتے ہیں اور پھر تمام رات سب کچھ ہوتا ہے تو یہ این جی اوز اس طرح کرتی ہیں ! جہاں جیسا موقع ہو اس طرح وہ وارداتیں اور اپنی کارروائیاں کر رہی ہیں ! !

[۱] امیر الہند، خلیفہ و ابن حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ، تاریخ وفات : ۷ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ / ۶ فروری ۲۰۰۶ء

غریبوں کی مدد ! نبیوں کی ترجیحات :

اور یہ فلاحی کام اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا یہ کوئی غیر ضروری چیز نہیں ہے، یہ اہم چیزوں میں شامل ہے، یہ ایسی چیزوں میں سے ہے کہ جن پر نبیوں نے اولاً زور دیا۔

آپ دیکھیں حدیث شریف میں واقعہ آتا ہے کہ جب نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام پر پہلی دفعہ وحی آئی اور اس کا تحمل آپ پر بہت دشوار ہوا اور تکلیف ہوئی تو گھر میں تشریف لائے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور لوگ بھی ہوں گے زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے اوڑھا دو، مجھے اوڑھا دو ! کیفیت ایسی ہو رہی تھی کہ کوئی چیز اوڑھنے کو دل چاہ رہا ہوگا کہ اوڑھائیں، مجھے سکون ہو اور فرمایا لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ او کما قال علیہ السلام اس قسم کے کلمات فرمائے کہ جس کا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ مجھے تو اپنی جان کا خدشہ ہوگیا یعنی ایسا کہ کہیں میرا ذہنی توازن نہ بگڑ جائے یا کوئی اور ایسی ویسی چیز نہ ہو جائے، مجھے یہ اندیشہ ہے اپنے پر ! تو حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا جو اس وقت آپ کی سب سے پہلی اور بہت وفادار جانثار بیوی تھیں انہوں نے عجیب وغریب کلمات کہے، انہوں نے فرمایا کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا یہ فرمایا حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کو تسلی دینے کے لیے یہ ارشاد فرمایا !

اس وقت تک نبی تو نہیں بنے تھے، ظہور اب ہونے لگا تھا لیکن آپ کی عزت بہت تھی آپ کے صالح ہونے کی وجہ سے اور آپ کے اچھے کاموں کی وجہ سے ہر ایک آپ کا معتقد اور گرویدہ تھا ! تو وہ نبی نہیں تھے اس وقت تک لیکن انہوں نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رُسوا نہیں کریں گے، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ آپ کو رُسوا کریں ! اور پھر انہوں نے وجہ بتائی چیزیں گنوائیں ان چیزوں میں یہ نہیں ملے گا کہ (حضرت خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ عنہا نے یہ فرمایا ہو کہ) آپ ساری رات عبادت کرتے ہیں حالانکہ آپ عبادت کرتے تھے اس دور میں، وحی سے پہلے عبادت میں گزرتی تھی ساری ساری رات، کئی کئی دن چلہ کشی کرتے تھے اور غار میں تشریف لے جاتے تھے عبادت میں

وقت گزرتا تھا مگر اس کا ذکر نہیں فرمار ہیں کہ آپ روزے رکھتے ہیں آپ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں بیشمار خوبیاں تھیں جو آپ کی شخصی خوبیاں تھیں اور جو آپ کی (صرف) ذات کے لیے تھیں مگر وہ نہیں گنوائیں

نبی علیہ السلام کی معاشرتی فلاحی سرگرمیاں :

بلکہ معاشرتی سرگرمیاں جسے آج کی زبان میں این جی اوز کی سرگرمیاں کہا جاتا ہے وہ گنوائیں سب سے پہلے فرمایا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ اللہ آپ کو رُسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلح رحمی کرتے ہیں ! جو آپ کے قرابت دار رشتہ دار ہیں آپ سے وہ برائی کرتے ہیں مگر آپ جواب میں ان کے ساتھ اچھائی کرتے ہیں، ان کی خبر گیری کرتے ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہیں اچھی طرح بات کرتے ہیں پیار محبت سے پیش آتے ہیں۔

اور فرمایا وَتَحْمِلُ الْکَلَّ جو لاچار ہو، کما نہیں سکتا، کھا نہیں سکتا، پی نہیں سکتا، کسی بھی وجہ سے جسمانی لاغر ہے یا حالات نے اسے ایسا کر دیا ہے، کوئی قدرت کی طرف سے گردش میں آیا ہوا ہے آپ اس کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں کہ میں کھلاؤں گا تجھے میرے ساتھ صبح شام کھانا کھایا کر، میں تجھے کپڑا دیا کروں گا، لے میں تجھے یہ پیسے دیتا ہوں تو جا کاروبار کر لے، تو لاچاروں کا بوجھ اٹھا لیتے ہیں ! ! ہمارا کیا ہے ؟ لاچاروں کو سر سے اتارتے ہیں کہ بابا اس مصیبت سے جان چھڑاؤ ! نہیں، آپ بوجھ اٹھا لیتے ہیں !

اور فرمایا وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ جس کے پاس کچھ نہیں اس کے لیے کماتے ہیں، آپ کما کر اس کو دیتے ہیں کہ لو میں تمہارے لیے محنت کروں گا ! اب بھلا کوئی کسی کے لیے محنت کرتا ہے مگر فرمایا میں کروں گا میں تمہارے لیے محنت کروں گا اور تمہیں میں کھلاؤں گا، تمہاری ضرورت پوری کروں گا !

دیکھ لیں ساری چیزیں وہ ہیں جن کا لوگوں سے اور اللہ کی مخلوق سے تعلق ہے وہ گنوا رہی ہیں !

اور پھر فرماتی ہیں وَتَقْرِیُ الضَّیْفَ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں ! یہ بھی آپ میں خوبی ہے عام طور پر انسان کی کمزوری ہے کہ کوئی مالدار یا اچھا مہمان آ جائے تو اس کی تواضع تو ذرا گرم جوشی سے

کر لیتا ہے اور غریب جو آئے تو اس کو کہتا ہے کہ چلو مونگ پھلی ہی دے دو چلو گزارا ہو جائے گا ! مگر مالدار آئے تو کہتے ہیں دنبہ ذبح کرو لیکن نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی جو زندگی تھی وہ اس طرح گزر رہی تھی کہ آپ کے آس پاس اپنی ضرورتوں کے لیے اپنے مسائل کے لیے غریب اور گرے پڑے لوگ ہوتے تھے، تو اس صورت میں مہمان بھی آتے ہیں مہمان کا ایسا ہوتا ہے کہ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا، مہمان صبح کو بھی آجاتا ہے، دن میں بھی آجاتا ہے، کھانے کے وقت پر بھی آجاتا ہے، بے وقت بھی آجاتا ہے اور آدھی رات کو بھی آجاتا ہے، اور اس زمانے میں اگر آدھی رات کو مہمان آپ کے دروازے پر آگیا تو آپ کو سوائے اس کے کہ اپنے گھر میں رکھیں کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا تھا ! آج کل تو یہ ہے کہ نہیں رکھا تو وہ کہیں ہوٹل میں رہ لے گا کسی سرائے میں اور جگہ چلا جائے گا، بہت ذریعے ہیں اور اس دور میں مہمان داری کا ایسا رواج تھا کہ نہ کرو تو پھر رسوائی ہوتی تھی !

اور فرمایا وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ [1] آپ سچ بات کرتے ہیں جھوٹی بات نہیں کبھی سنی ! جانتے ہی نہیں تھے آپ جھوٹ ! تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ، نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی جو خدمات تھیں معاشرہ کے لیے وہ گنوا رہی ہیں ! !

آپ حضرات نبی علیہ السلام کے وارث ہیں :

آپ حضرات نبی علیہ السلام کے وارث ہیں ! یہ چیزیں جو حدیث میں آرہی ہیں، یہ چیز آپ کے اوّلیں مشن میں سے ہے، یہ نہیں کہ بس صرف پڑھنا پڑھانا کرنا ہے وہ بھی کرنا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کرنا ہے، اگر آپ نے یہ نہ کیا تو اس دور میں جو لوگ ہماری غفلت کی وجہ سے کفر کے گھڑے میں جائیں گے اور عیسائیت اور یہودیت کی بھینٹ چڑھ جائیں گے قیامت کے دن العیاذ باللہ ہم سے اس کا جواب طلب ہو سکتا ہے اور کوئی جواب پھر نہیں دے سکے گا ہم میں سے، کیونکہ وہاں اگر کسی سے سوال ہو جائے تو حدیث میں آتا ہے فَقَدْ هَلَكَ تو وہ ہلاک ہو گیا ! اگر سوال ہو گیا کہ کیوں ایسا نہیں کیا تھا یا کیوں ایسا کیا تھا، تو اس دربار میں جواب ہی نہیں ہے یہاں تو ہم اِدھر اُدھر

[1] صحیح البخاری کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۳

سے جواب سچے جھوٹے گڑھ لیتے ہیں لیکن وہاں کوئی جواب نہیں بن سکتا ! !

لہٰذا ہماری ذمہ داری بنتی ہے شرعی اعتبار سے بھی اخلاقی اعتبار سے بھی انسانیت کے اعتبار سے بھی کہ ہم ایسے لوگوں کی مدد کریں اور کفر کی جو مہمیں ہیں ان کا مقابلہ کرنے کی تیاری کریں اور تدبیر کریں، تعلیم و تعلّم کے ساتھ ساتھ ان کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے خود بھوکا رہیں اور ان کو کھلا دیں، خود گھٹیا پہن لیں ان کو کپڑا پہنا دیں، دو جوڑوں میں سے ایک جوڑا ان کو دے دیں، کچھ بھی نہیں ہے تو ایک کو شلوار دے دیں ایک کو کُرتہ دے دیں ایک کو بنیان دے دیں کچھ تو تن ڈھک جائے گا اس کا ! یہ جذبہ پیدا کرنا پڑے گا تب آپ اس یلغار کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے اس لیے کہ ان (کفار) کے پاس تو پیسہ بے انتہا ہے وسائل بے انتہا ہیں وہ تو خود بھی پیٹ بھرتے ہیں اور جو بھوکے ہیں ان کے بھی پیٹ بھر رہے ہیں لیکن آپ کو اپنا پیٹ خالی کر کے ان کا پیٹ بھرنا پڑے گا کیونکہ آپ کے پاس ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں، محدود بہت محدود وسائل ہیں اس لیے ان کے مقابلے کے لیے ہمیں خود کو مصیبت میں ڈالنا پڑے گا تب آپ ان کو اپنی بات سنا سکیں گے تب آپ اس کو اپنے دین پر مضبوط کر سکیں گے ! !

عبرتناک واقعہ :

یہ واقعہ بھی انہوں نے سنایا کہ ایک آدمی جا رہا تھا سودا لے کر تو ایک لڑکا ملا نوجوان اس نے کہا کہ چچا جان یہ مجھے دے دیجیے میں آپ کا سامان چھوڑ آؤں گا، ہونا بھی چاہیے کوئی بڑا بوڑھا کوئی بھی جا رہا ہو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اس کی مدد کریں یہ اچھی بات ہے ! اب اس نوجوان نے لے لیا اب وہ ساتھ ساتھ چلتا رہا ان کے گھر تک، جب گھر کا دروازہ آیا ان کو سودا پکڑا کر چلا گیا اس کے بعد شاید پھر ایک آدھ دفعہ ایسے ہی ہوا اس نے پھر یوں ہی کہا، وہ بابا جی جو تھے وہ متاثر ہوئے کہ ایسا نوجوان بچہ اور اس طرح کا سعادت مند ! پوچھا کہ تم کون ہو کہاں رہتے ہو کہاں پڑھتے ہو اور یہ جو تم کر رہے ہو یہ تمہیں کس نے سکھایا ؟

تو اس نے کہا کہ یہ تو مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم ہے ! یہ اس لیے میں کر رہا ہوں ! ! پوچھا جب اس نے تو وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ اس علاقے کا بچہ ہے اور مسلمان گھر کا بچہ ہے تو وہ حیران رہ گیا کہ یہ مسلمان گھر کا بچہ ہے لیکن جس سکول میں پڑھ رہا ہے وہ مشنری سکول ہے وہ وہاں پر ان کو عیسائیت کی تعلیم دیتے ہیں، اس اس طرح کی چیزیں دکھاتے ہیں سکھاتے ہیں وہ کہتے ہیں یوں کہنا ہے تم نے ! ! اب وہ بچہ عیسائی بن رہا ہے مسلمان ماں باپ ہیں مسلمان ماں باپ اس کی فیسیں بھر رہے ہیں اس کا خرچہ دے رہے ہیں اور وہ پڑھ رہا ہے اور پڑھنے کے نتیجے میں ایک عیسائی نوجوان تیار ہو رہا ہے ! ! !

ایک اور واقعہ :

اور اس طرح بھی کرتے ہیں کہ جب ان کے ہسپتال میں جائیں گے علاج کے لیے تو ڈاکٹر پوچھے گا کہ تمہیں کیا تکلیف ہے ؟ تو وہ کہے گا کہ مجھے یہ تکلیف ہے اور وہ نسخہ لکھ دے گا لیکن دوا صحیح نہیں دے گا ! اب وہ دوا لے جائے گا، اب وہ دوسرے دن آئے گا کہے گا ڈاکٹر صاحب ! مجھے تو کوئی فائدہ نہیں ہوا میں تو ویسے ہی ہوں ! وہ پھر ایک دن کی دوائی لکھ دے گا غلط دے گا صحیح نہیں دے گا، ایسی کہ نقصان بھی نہ دے فائدہ بھی نہ دے ایسی دوا لکھ دے گا اور اس کو کہتا ہے کہ تم بس یہ کھا لینا بسم اللہ پڑھ کر ! بلکہ اس سے پوچھتا ہے کہ کیسے کھاتے ہو ؟ وہ کہتی ہے کہ میں تو اللہ کا نام لے کر کھاتی ہوں ! پھر دو تین دفعہ کے بعد وہ اس کو صحیح دوا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اچھا تم یہ نام لے کر کھاتی ہو آئندہ تم یہ نام لینا کہ ''اے مسیح مجھے شفا دے دے'' اور اسے دوا صحیح لکھ دیتا ہے ! نزلہ کی زکام کی پیٹ کی جو بھی تھی وہ پھر اس موقع پر صحیح دوا دیتا ہے اب جب وہ جاتی ہے یا جاتا ہے جو بھی ہو جن کو دے رہا ہے جب یہی کہہ کر دوا کھاتے ہیں تو دوا نے تو فائدہ کرنا ہے اب وہ پھر آتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب فائدہ ہوا ہے پھر یہ کہتا ہے جب بھی کوئی کام کرو تو یہ نام پہلے لیا کرو تو یہ ان کے طریقۂ واردات ہیں ! ! !

آغا خانی اور شمالی علاقہ جات :

اور اب یہ جو ہمارے شمالی علاقے ہیں سکردو، بلتستان، گلگت، چترال یہ غریب علاقے ہیں یہاں ساری این جی اوز کی سرپرستی آغا خانی کر رہے ہیں جتنے آغا خان شیعہ ہیں بہت مالدار ہیں ان کا لیڈر آغا خان پیرس میں بیٹھا ہوا ہے ان کی یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی ہے، قادیانیوں مرزائیوں سے ان کے تعلقات ہیں یہ بھائی بھائی ہیں آپس میں ! اب آغا خانیت کو آپ چاہے مرزائیت کا نام دے لیں چاہے مرزائیت کو آغا خانیت کا نام دے لیں ایک ہی چیز ہے ! ان کے مقاصد ایک ہیں اسلام کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں، وہاں وہ دودھ فری دیتے ہیں اور انہیں آغا خانی بناتے ہیں ! یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ جس پر فکر کی ضرورت ہے ! !

ایک اور ناپاک مقصد :

اور یہ بات یاد رکھیں کہ در پردہ این جی اوز کا اصل مقصد یہ ہے کہ طبقہ علماء کو ختم کر کے رکھ دیں کیونکہ یہ قوم العیاذ باللّٰہ اگر کافر بن گئی عیسائی بن گئی اور ان کی دنیاوی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں تو یہی ہماری آپ کی کمر میں آ کر خنجر گھونپیں گی اور مسلمانوں کا قتلِ عام ہوگا ! ان کے مقاصد ہی یہی ہیں کہ قتلِ عام خانہ جنگی کی صورت میں کروا دو کیونکہ خانہ جنگی میں راتوں رات لاکھوں لوگ مرجاتے ہیں اور جنگ میں دو دو سال بمباری کرو تو اتنے نہیں مرتے جتنے خانہ جنگی میں مرجاتے ہیں ! ایک مہینہ کی خانہ جنگی بھرپور ہو جائے تو وہاں صفایا ہو جاتا ہے اور کسی پر الزام بھی نہیں آتا امریکہ بھی کہے گا کہ ہم بھی مدد کے لیے جہاز بھیج رہے ہیں اور وہ (یورپ) بھی کہے گا کہ ہم بھی مدد کے لیے بھیج رہے ہیں حالانکہ سب فساد اندر سے وہی کروا رہے ہوتے ہیں اور بظاہر مسیحا بن جاتے ہیں ! یہ کھیل ہو رہا ہے اور اس کھیل کے لیے میدان تیار کیا جا رہا ہے اور ہم اور آپ غفلت میں بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا آپ کی اور ہماری جو ذمہ داریاں ہیں وہ بہت بڑی بڑی ہم پر آنے والی ہیں اور آنے والی نہیں بلکہ آ گئی ہیں ! ان کی فکر کرنی چاہیے تعلیم و تعلّم میں بھی مشغول رہیں اپنے علاقے کے لوگوں کو اپنے خاندان اور اپنے

قبیلے والوں کو ان حالات سے بھی آگاہ کریں اور ان کاموں کے لیے انہیں مستعد کریں آپ خود نہیں کر سکتے تو جس میں یہ صلاحیت ہے اس کو کہیں اس کو آگے کریں ! !

یہ دینی مدارس جو مراکز اور قلعے ہیں اسلام کے ان کے خلاف کفر سازش کر رہا ہے ! یہ ساری منصوبہ بندیاں اس لیے ہیں کہ جتنے دینی مراکز ہیں ان کو ختم کر دیا جائے لہٰذا اس کی فکر کرنی چاہیے اور اس میں بہت بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری اپنی مسلمان تنظیمیں ان کے آلہ کار بنی ہوئی ہیں اسی طرح دنیاوی تعلیم یافتہ فوج ہے جو ایچی سن کالج کی تعلیم یافتہ ہے اور فلاں کی تعلیم یافتہ ہے یہ ان کے آلہ کار بنتے ہیں، ان سے متاثر ہوتے ہیں، ان کی وجہ سے بھی حالات بہت خراب ہو جاتے ہیں اس لیے بہت زیادہ فکر آپ کو اور ہمیں کرنی ہے !

علماء اور طلباء کے اہم اہداف :

اب آپ کا جو مقصد ہونا چاہیے وہ تعلیم و تعلّم اور اس کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت ہے اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں سب سے اچھی اور افضل مخلوق انسان ہے اور انسان کی خدمت سب سے بڑی یہ ہے کہ کفر سے بچا کر اس کو فلاح کی طرف لے آئیں باقی خدمتیں بعد کی ہیں تو تعلیم و تعلّم اور کفر سے بچا کر مخلوق کو فلاح کی طرف لانا اور اس ساری چیز سے مقصد صرف اللہ کی رضا ہو اور کچھ نہ ہو ! !

''ذکر اللہ'' کی طرف توجہ اور اس کا فائدہ :

اس کے لیے میں نے پہلے بھی ذکر کیا کہ علماء کو خاص طور پر جو ذکر ہے اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے ''ذکر اللہ'' جو ہے یہ ایسی چیز ہے کہ اس کی برکت سے جو دین آپ پڑھ رہے ہیں اس سے آپ خود متاثر ہونا شروع ہو جائیں گے اس کے بغیر عموماً انسان اپنی تعلیم سے جو اس نے پڑھی ہے متاثر نہیں ہوتا جب خود کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتا تو دوسرے کو بھی متاثر نہیں کر سکتا ! !

مثال سے وضاحت :

آپ دیکھتے ہیں کہیں موت ہو جاتی ہے آپ اس جگہ جاتے ہیں اس کے باپ سے ملتے ہیں

جس کی موت ہوئی ہے اس سے مل کر آپ کی طبیعت پر اور طرح کا اثر پڑ رہا ہے حالانکہ وہ آدمی آپ کو زبان سے کچھ بھی نہیں کہہ رہا مگر کیونکہ وہ اس صدمہ سے خود سچ مچ متاثر ہے اس لیے آپ کو متاثر کر رہا ہے ! آپ جب اس کے ماموں سے ملتے ہیں تو اس کی طبیعت دیکھ کر بھی آپ متاثر ہو رہے ہیں لیکن اس میں کم متاثر ہوئے ، باپ سے جب ملے تھے تو زیادہ متاثر ہوئے تھے اس کی کیا وجہ ہے ؟ وہ بھی دو ہاتھ پاؤں والا انسان ہے اسی طرح آنکھ ناک کان اس کے بھی ہیں ، فرق یہ ہے کہ اس صدمہ سے وہ زیادہ متاثر تھا اس لیے آپ کو اس نے زیادہ متاثر کیا ، وہ کم متاثر تھا اس نے آپ کو کم متاثر کیا ! زبان سے کچھ بھی نہیں کہہ رہا ، چہرے کے اُتار چڑھاؤ اور وضع قطع وہ متاثر کرتے ہیں تو جب آپ اپنے دین سے اور جو چیز پڑھ رہے ہیں اس سے جب خود متاثر ہو جائیں گے تو پھر قدرتی طور پر آپ کے اثرات دوسروں پر پڑنے شروع ہو جائیں گے ! اور جب تک آپ متاثر خود نہیں ہوں گے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ اداکاری تو ہوگی ، دکھاوے کی ایک ظاہری دعوت اور تبلیغ تو ہوگی جس کو اداکاری کا نام دیا جائے گا ، اداکاری کرنے والا خود متاثر نہیں ہوتا ایک جھوٹا تاثر چھوڑتا ہے اداکاری کر کے ، جو بے اثر ہوتا ہے اس لیے ان چیزوں کا خیال رکھیے کہ تعلیم و تعلّم میں مشغول رہیے مخلوقِ خدا کی فکر کریں جیسے جہاں حالات ہوں وہاں اس طرح انتظام کرنے کی فکر کریں ، خود نہیں کر سکتے تو جو اس کی صلاحیت رکھتے ہیں ان سے کروائیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھیں ! !

ایک طالب علم کا اشکال اور اس کا جواب :

اس کے ساتھ ہی ایک چیز کا مجھے اور خیال آیا کہ یہاں ہفتہ وار جو درس ہوتا ہے اس میں ایک واقعہ آیا تھا تو اس پر کسی طالب علم نے حضرت شیخ العرب والعجم سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک سوال کیا تھا ، مجھے خیال آیا کہ اب ضمناً وہ بات بھی ہو جائے کیونکہ شاید اب آپ سے ملاقات نہ ہو تو اس نے مجھے اخبار کا ایک حوالہ بھیجا تھا جو کہ حضرت مدنیؒ کے بارے میں ہے اور اس کی وضاحت مانگی تھی تو میں نے سوچا وہ تراشہ میں سب کو سنا دوں پہلے وہ سن لیں جو اس طالب علم نے لکھا تھا اور پھر اس کا جواب بھی ہو جائے گا وہ یہ تھا کہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب استاد صاحب.............السلام علیکم

سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ جنگ اخبار میں ایک کالم نگار نے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ لگایا ہے ! (۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخابات کے ضمن میں کانگریس کے لیے ووٹ مانگنے کی غرض سے بنگال کا دورہ کررہے تھے اس انتخابی مہم کے دوران ایک دن انہوں نے نمازِ فجر کی امامت کے بعد اپنے محدود حلقے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ آج رات مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کہ پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو چکا ہے، جب مولانا مدنیؒ یہ کہہ چکے تو ایک مرید اٹھا اور اس نے کہا کہ حضرت چلیے اور مسلم لیگ کا ساتھ دیجیے اب اس کے بعد کانگریس کے لیے انتخابی مہم چلانے کا کوئی جواز نہیں ! اس کے جواب میں مولانا مدنیؒ نے کہا کہ دینی معاملات میں حضور ﷺ کی پیروی فرض ہے لیکن تکوینی وسیاسی معاملات میں نہیں) کیا یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں ! اس واقعہ کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالیں عین نوازش ہوگی

العارض بندہ عبدالغفور

کالم نگار کا نام ہے ڈاکٹر صفدر محمود

یہ کالم جنگ اخبار میں لکھا تھا کب لکھا تھا یہ تو اس میں نہیں ہے باقی یہ ہمیں معلوم ہے کہ اس قسم کے کالم آتے رہتے ہیں تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ یہ واقعہ ہی بالکل غلط ہے جو صحیح واقعہ ہے بس وہ آپ سن لیں تو خود بخود جواب مل جائے گا اس کے لیے میں نے یہ کتاب بھی منگا لی تھی تاکہ صحیح واقعہ بھی سنا دیا جائے ! یہ کتاب ہے ''شیخ الاسلامؒ کے حیرت انگیز واقعات'' جس میں بہت سی ان کی کرامات اور بہت سی خدمات اور بہت بڑے بڑے لوگوں کی ان کے بارے میں آراء جمع کی گئی ہیں بہت اچھی کتاب ہے اس میں ''تقسیم ہند کی حتمی پیشین گوئی'' کے تحت لکھتے ہیں اور یہ واقعہ لکھنے والے ہیں

مولانا رشید احمد صاحب صدیقی کلکتہ جنہوں نے خود دیکھا اور سنا ہوگا ان کے حوالہ سے لکھا گیا ہے کہ

اوائل ۱۹۴۶ء میں جنرل الیکشن کی ہنگامہ خیزیوں کا زمانہ تھا، حضرت شیخ الاسلام مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لیے تمام ہندوستان کا طوفانی دورہ فرمارہے تھے، صوبۂ بنگال میں تمام صوبوں کے بعد الیکشن ہوا تھا اس لیے حضرت شیخ الاسلامؒ اواخر فروری میں نواکھالی تشریف لے گئے، مختلف مقامات پر حضرت کی تقریروں کا پروگرام بنا، آپ کے سفر سے متعلقہ انتظامات راقم الحروف سے متعلق تھے۔

بہر حال ہمارا قافلہ ۳ / مارچ کی شام گوپال پور تھانہ بیگم گنج پہنچا، مولانا عبدالحکیم صدیقی، مولانا نافع گل [1] اور دیگر چار پشاوری طالب علم ہمراہ تھے، چودھری رزاق، الحیدر چیئر مین ڈسٹرکٹ بورڈ نواکھالی کے دولت کدہ پر قیام ہوا، دوسرے دن ایک عظیم الشان جلسہ میں انتخابی تقریر کرنی تھی، نماز عشاء کے بعد گیارہ بجے طعام تناول کیا اور تقریباً بارہ بجے سونے کی غرض سے آرام فرمانے لگے، راقم الحروف پاؤں دباتا رہا کچھ دیر کے بعد آپ کو نیند آ گئی اور ہم لوگ دوسرے کمرے میں بعض ضروری کاموں کی تکمیل میں مصروف ہو گئے، تقریباً دو بجے شب کو راقم الحروف اور چودھری محمد مصطفیٰ (ریٹائرڈ) انسپکٹر مدراس کو طلب فرمایا، ہم دونوں فوراً حاضرِ خدمت ہوئے، ارشاد فرمایا کہ

---

[1] حضرت مولانا سیّد نافع گل صاحب کاکا خیل رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مشہور عالم ہیں دارالعلوم دیوبند کے بڑے نامور مدرس ہیں ان کے بڑے بھائی مولانا عزیر گل صاحب کاکا خیلؒ اسیرِ مالٹا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قید بھی رہے اور تحریک کے بڑے لوگوں میں تھے ان کا مزار سخاکوٹ مردان مالاکنڈ ایجنسی میں ہے، حضرت مولانا عزیر گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نافع گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں بڑے لوگ ہیں اور وہاں حضرتؒ کے پاس رہتے تھے یہ ان کے بارے میں لکھا ہے۔ (مولانا سید محمود میاںؒ)

لو بھئی ! اصحابِ باطن ۱؎ نے ہندوستان کی تقسیم کا فیصلہ کر دیا
اور ہندوستان کی تقسیم کے ساتھ بنگال و پنجاب کو بھی تقسیم کر دیا''

یہ سن کر راقم الحروف نے عرض کیا کہ اب ہم لوگ جو تقسیم کے مخالف ہیں، کیا کریں گے ؟

آپ نے جواب دیا کہ ''ہم لوگ ظاہر کے پابند ہیں اور جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس کی تبلیغ پوری قوت کے ساتھ جاری رکھیں گے''

دوسرے دن گوپال پور کے عظیم الشان جلسہ میں تقسیم کی مضرتوں پر معرکۃ الآراء اور تاریخی تقریر فرمائی اور ایک سال چار ماہ بعد ۳ رجون ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہند کے غیر متوقع اعلان سے اس پیشین گوئی کی حرف بحرف تصدیق ہوگئی (مولانا رشید احمد صاحب صدیقی، کلکتہ)

اس سے پتا چلا آپ کو کہ یہ واقعہ جس نے اخبار میں نقل کیا ہے کہ ''حضرت مدنیؒ'' نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور انہوں نے یہ فرمایا اور اس جواب پر ان کے مقابلے میں حضرت مدنیؒ نے یہ بات فرمائی'' یہ بالکل جھوٹا تاثر اور بہتان ہے !

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تو عاشقِ رسول تھے اور ان کا عاشقِ رسول ہونا اس وقت کے تمام اولیاءِ کبار کی نظر میں مُسلَّم ہے یعنی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو خلافت دے رکھی تھی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں خلافت دے رکھی تھی، حاجی صاحبؒ نے بھی ان کی خصوصی تربیت فرمائی اور حضرت گنگوہیؒ نے بھی ان کی خصوصی تربیت فرمائی پھر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مُسلَّم اور بلاکسی تردد اِن کے جانشین ہیں اور ان کے مشن کے حامل اور محافظ ہیں اور بڑی خدمات ہیں ان کی، یہ خدمات نہ ہوتیں اور وہ قربانیاں نہ ہوتیں تو آج

۱؎ کس نے کیا ؟ کیا لفظ ہے یہاں ''اصحابِ باطن'' خواب کا ذکر اس میں کہیں ہے کہ ''میں نے خواب دیکھا'' یہ جملہ بھی نہیں ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ذکر بھی نہیں ہے کہ میں نے ان کو دیکھا، بس اصحابِ باطن کا ذکر ہے

ہندوستان پاکستان میں دین نہ رہتا ! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میں سوچتا تھا کہ میرے بعد یہ سلسلہ کیسے چلے گا تو فرماتے ہیں کہ میں جب آپ سے ملا ہوں تو مجھے اطمینان ہوگیا، اتنے بڑے عالم حضرت تھانویؒ یہ فرماتے ہیں، یعنی ہر ایک کا ان پر اعتماد اور اطمینان اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تو ان کا ایسے ادب کرتے تھے جیسے کوئی اپنے پیر کا کرتا ہے !

ایک دفعہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس میں ہی حضرت مدنیؒ کو کسی پر غصہ آگیا تو ڈانٹا اس کو ! تو ان کے ساتھ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر کپکپی طاری ہوگئی ایک دفعہ فرمایا یہ واقعہ میرا پڑھا ہوا نہیں ہے صدری واقعہ ہے میں نے سنا ہے بہت سے لوگوں سے کہ انہوں نے خود حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات سن رکھی ہے، ہوسکتا ہے لکھا ہوا بھی ہو کہیں لیکن میرے علم میں نہیں ہے، فرمایا کہ

عبید اللہ یہ میرے داڑھی کے بال لے جاؤ اس سے حسین احمد کا جوتا سی دو ! !

حضرت لاہوریؒ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے باطن دیکھنے کا ذوق ہے، غالباً حرمین کے بارے میں ہے کہ وہاں اہلِ باطن یا اولیاءِ کبار جمع تھے جب میں نے سب کے باطن جھانکے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا کسی کا باطن نہیں تھا ! تو اتنے بڑے آدمی تھے ان کے بارے میں زبان سے کچھ نکالنا اپنی ہلاکت اور تباہی ہے ! !

حدیث شریف میں آتا ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ [1] ''جس نے میرے ولی سے عداوت کی، میرا اس سے اعلانِ جنگ ہے'' اعلانِ جنگ کا لفظ جو ہے دو چیزوں کے لیے آیا ہے قرآن اور حدیث میں ایک سود خور کے لیے آتا ہے اور دوسرے جو اللہ والوں سے عداوت رکھے ان کا برا چاہے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرے، ان کے لیے یہ لفظ آتا ہے ! ! اس لیے جو ایسی بات کرے اس کا جواب دینا چاہیے اور اسے ڈرانا چاہیے کہ تم اپنی آخرت خراب کرنے کے درپے ہو اپنی آخرت کو بچاؤ، ان کا کچھ نہیں ہوگا تمہارا ستیاناس ہوجائے گا ! !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع رقم الحدیث ٦٥٠٢

اور دسیوں واقعات ہیں حضرت مدنیؒ کی مخالفت کرنے والوں کا کیا خوفناک انجام ہوا ایک نے مخالفت کی تھی حضرت مدنیؒ کو گالی دی تھی وہ تنور میں جل کر مرگیا، ایسا جلا کہ اس کی ہڈیاں بھی جل گئیں ! کسی اور نے مخالفت کی تو شاید وہ یا اس کا بیٹا اگلے ہی دن ڈوب گیا ! اور دسیوں واقعات ہیں تو اللہ والوں کے ساتھ جو کچھ برائی کرتا ہے تو وہ تو جواب دیتے نہیں نہ زبان سے کہتے ہیں کچھ ان کو، مگر اللہ ان کی طرف سے انتقام لیتا ہے تو اس لیے یہ کچھ لوگ بدبخت ایسے ہیں جن کا مقصد ہی یہ ہے ! یہ کوئی نیا مضمون نہیں ہے یہ ہم دسیوں دفعہ سن چکے ہیں اور اخباروں میں حضرت مدنیؒ کے خلاف اس قسم کی بکواس بعض لوگ کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر اور فتنہ سے محفوظ رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نیک بندوں کی صحبت عطا فرمائے اور ان ہی کے ساتھ ہمارا آخرت میں حشر فرمائے ! !

حضرتؒ کی ہر طالب علم اور مرید کو نصیحت :

ایک ضروری بات رہ گئی جو میں چاہتا تھا بھول گیا کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک نصیحت اپنے ہر شاگرد اور طالب علم اور دوست کو کرتے تھے، میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کو وہ بات پہنچادوں، وہ یہ فرماتے تھے کہ یہ دور بہت فتنوں کا دور ہے اور یہ دجالی فتنے ہیں اور فتنہ اس کو کہتے ہیں جو حق کی شکل اختیار کر کے آجائے یعنی لگے وہ حق، اندر سے وہ باطل ہو تو ایسے فتنے سے اللہ ہی بچائے تو بچتا ہے ورنہ انسان علم کے باوجود نہیں بچ سکتا گمراہ ہوجاتا ہے ! اس لیے فرماتے تھے کہ اس سے بچنے کے لیے سب کو چاہیے کہ سورہ کہف جو ہے پندرہویں پارہ میں ہر جمعہ کو پڑھا کریں [1] حدیث میں آتا ہے کہ جو اس کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے بچائے رکھیں گے [2]

کسی نے حضرتؒ سے پوچھا کہ حضرت دجال کے فتنے سے بچائیں گے اور آج کے جو فتنے ہیں اس کا ذکر حدیث میں تو نہیں آتا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ جب اللہ اس سے بچائیں گے تو چھوٹے موٹے فتنوں سے تو بطریق اُولیٰ بچائیں گے ! اگر آپ ایک ڈھال بنائیں گے اس لیے کہ اس پر گولی اثر

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۷۵

[2] مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ رقم الحدیث ۵۴۷۵

نہ کرے اور اس ڈھال کو آپ اٹھائیں گے تو پھر جب گولی اس پر اثر نہیں کرے گی تو کیا روڑے پتھر اس پر اثر کریں گے ! اس لیے اس کو غیر اہم نہیں سمجھنا چاہیے اور چھوٹے فتنے کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے حدیث میں اس طرح کے مضمون آتے ہیں اس سے ہمیں یہ روشنی مل رہی ہے کہ فتنے کو چھوٹا نہ سمجھو کیونکہ انسان اگر بہک جائے تو وہ فتنہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو وہ تو بہک گیا، اللہ پناہ میں رکھے ہدایت پر رکھے تو اس لیے اس کا معمول ضرور بنائیں اور اگر کوئی ہر جمعہ کو اسے نہیں پڑھ سکتا تو حضرتؒ فرماتے تھے کہ ''رَشَدًا'' تک اس کی دس آیتیں ہو جاتی ہیں اور ان دس آیتوں کو پڑھنے میں صرف بیس سے پچیس سیکنڈ لگتے ہیں، دیکھ کر پڑھنے والے بھی پڑھ سکتے ہیں روزانہ، چار پانچ دن میں زبانی یاد ہو جائیں گی تو یہ آیات روز پڑھا کریں اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اساتذہ ہمارے ساتھی ہمارے گھر والے اہلِ حق سب کی نیت کر لیا کریں کہ ہر چھوٹے بڑے فتنے سے حفاظت فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ! وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ دسمبر ۲۰۰۳ء)

اتباعِ سنت اور فلاحی اداروں کا قیام

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۷؍شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ/ ۱۱؍اکتوبر ۲۰۰۴ء کو صبح گیارہ بجے حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے دورۂ صرف و نحو کے تقریباً آٹھ سو طلباء سے الوداعی خطاب فرمایا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

مومن کے سوا ہر انسان خسارے میں ہے :

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴾ اللہ تعالیٰ زمانے کی اور عصر کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ انسان خسارے میں ہے ! ہر انسان بہت نقصان کی طرف جا رہا ہے ﴿ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتُ ﴾ سوائے ان لوگوں کے کہ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے ﴿ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾[1] اور آپس میں انہوں نے ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور صبر کی نصیحت کی، تلقین کی کہ دیکھو حق کو تھامے رہو، حق پر قائم رہو، اس راستے سے مت ہٹو اور اس میں آنے والی مشکلات پر صبر کرو ! !

حق اور مصائب ساتھ ساتھ :

کیونکہ حق اور مصیبت لازم اور ملزوم ہیں جہاں بھی حق ہوتا ہے اور جب بھی انسان راہِ حق میں

[1] سورة العصر

قدم رکھتا ہے تو مشکلات اور مصائب اس کی راہ کی رکاوٹیں بنتے ہیں ! یہ دستور ہے اسی طرح ہوتا چلا آیا ہے اور اسی طرح آئندہ بھی ہوتا رہے گا اس میں تبدیلی نہیں آئے گی ! تو بس یہ لوگ جو ہیں جو ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ کی ذات پر، اس کے نبیوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے فرشتوں پر، تقدیر پر، قیامت کے دن پر، ان چیزوں پر جن لوگوں کا ایمان ہوگا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بشارت دے رہے ہیں کہ یہ خسارے سے بچے ہوئے ہیں نقصان والے نہیں ہیں !

عملِ صالح کا مطلب :

اور اس اعتقاد کے ساتھ ساتھ عملِ صالح بھی ہوا ان کا ! اور عملِ صالح کا مطلب ہے ''اتباع سنت'' کہ یہ لوگ متبع سنت ہوں اور مومن ہوں ! ایسے مومن جو عامل ہوتے ہیں یعنی باعمل مومن ہوں، بدعمل مومن نہ ہوں، اتباعِ سنت ایسی چیز ہے کہ جب انسان اس کو اختیار کر لیتا ہے تو سیدھا کامیابی کے دروازے پر چلا جاتا ہے، بس اس کو اختیار کر کے پھر آنکھیں بند کر لے پھر اور کسی طرف مت دیکھے !

مثال سے وضاحت :

جیسے نابینا جس پر اس کو اطمینان ہوتا ہے اس کو اپنا ہاتھ پکڑا کر پھر اطمینان سے چل پڑتا ہے حالانکہ اسے نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب اسے کسی پر اطمینان ہوگا جیسے اس کا بیٹا ہے اس کا باپ ہے اس کا استاد ہے اس کا شاگرد ہے، مخلص و ہمدرد نے جب اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ بے فکر ہو کر چلتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے دل میں یہ سوچتا ہے کہ اس راستے کا جو بھی اتار چڑھاؤ جو اس راستے کا ہوگا یہ مجھے بچاتا رہے گا اور میں اس طرح چلتا رہوں گا تو اتباعِ سنت جو ہے سنتِ نبوی یہ مرشدِ مستحکم ہے ! یہ ایسی کسوٹی ہے کہ جس پر انسان خود اپنے آپ کو بھی پرکھتا ہے اور اپنے استاد اپنے مربی اپنے مرشد اس کو بھی، اگر اس کی پرکھ پر وہ صحیح اُتر آئے تو وہ صحیح ہے ورنہ نہیں ! اصل مرشد جو ہے ہمارا وہ اسوۂ حسنہ ہے یعنی کہ سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے تو جیسے نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی سنت کو ہم نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کی

ذات سے جدا کر کے نہیں محسوس کر سکتے اور نہیں حاصل کر سکتے ، ایسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائبین سے جدا کر کے بھی ہم حاصل نہیں کر سکتے اس لیے جو انبیاء علیہم السلام کے صحیح وارث ہیں ان کا دامن تھامنا ضروری ہے ! !

اشکال کا رفع :

میری اس بات کا اگر کوئی یہ مطلب لے کہ جب مستحکم مرشد اتباعِ سنت ہوئی تو پھر کسی مرشد کی اور کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہے ! ذہن میں بات آسکتی ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ جیسے سنت کا وجود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات کے بغیر نہیں پایا جاسکتا ان سے جدا ہو کر کہیں کسی سنت کا وجود نہیں ملے گا وہ نبی علیہ السلام سے منسوب ہو کر ہی پائی جاسکتی ہے ! آپ سے اگر سنت کٹ گئی تو وہ نہیں پائی جاسکتی ! ایسے ہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غیر موجودگی میں ان کے نائبین سے کٹ کر سنت نہیں ملے گی کیونکہ سنت تو ایک عملی چیز ہے ، یہ عمل اور نمونہ آپ کو دیکھ کر سمجھ میں آئے گا عمل کرتے ہوئے ورنہ صرف پڑھنے سے سمجھ میں نہیں آئے گا اس ماحول اور صحبت میں اس کی مشق ہوتی ہے اس کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا ! !

مثال سے وضاحت :

مثال کے طور پر آپ نے تیراکی کے جو بڑے بڑے ماہرین ہیں ان کی کتابیں پڑھ لیں کہ تیراکی کا طریقہ یہ ہے تیرنا اس طرح ہوتا ہے اور اس طرح اس میں ہاتھ مارا جاتا ہے ، اس طرح اس میں پاؤں مارا جاتا ہے ، اس طرح اس میں سانس بند کیا جاتا ہے ، اس طرح اس میں سانس لیا جاتا ہے اور اس رخ پر تیرا جاتا ہے اور اس رخ پر نہیں تیرا جاتا ، آپ نے سب چیزیں پڑھ لیں ڈیڑھ سال دو سال تین سال چار سال ، ماہرین کی ساری کتابیں لائبریری میں کھنگال لیں آپ نے !

اسی طرح آپ نے گھوڑے چلانے کے جو ماہرین ہیں بڑے بڑے شاہ سوار ان کی کتابیں بھی پڑھ لیں کہ گھوڑا ایسے چلتا ہے اور گھوڑے کی یہ یہ نسل ہوتی ہے ، اس نسل کا گھوڑا ایسے چلے گا

اس نسل کا گھوڑا ایسے چلے گا ، اس کو اس طرح چلانا ہے اس کو اس طرح چلانا ہے، اس کی لگام باگ اس طرح قابو رکھنی ہے، اس پر ایڑ ایسے لگانی ہے اس کا یہ نظام ہوتا ہے اور اس کا یہ نظام ہوتا ہے، سب پڑھ لیا آپ نے اور یہ پڑھ کر آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی بڑی کتاب میں نے نہیں چھوڑی لیکن آپ نے کسی ماہر شہسوار کی تربیت نہیں اختیار کی اس کی صحبت میں رہ کر سیکھا نہیں، کسی ماہر تیراک کے زیرِ سایہ رہ کر آپ نے دریا کے پانی میں قدم نہیں ڈالا ، اب اگر آپ نے کسی دریا میں چھلانگ ماردی ساری کتابیں پڑھنے کے بعد تو سوائے ڈوبنے کے کوئی انجام نہیں ہوگا پھر ڈوب ہی جائیں گے ! ! جس نے نہیں پڑھی کتاب وہ بھی ڈوبے گا اور جس نے ساری کتابیں پڑھ کر محنت کی وہ بھی ڈوبے گا دونوں کا ایک ہی انجام ہوگا کوئی فرق نہیں اس کے اور اس کے درمیان ! !

اسی طرح جس نے گھوڑے پر سواری نہیں کی اور پڑھ لیں کتابیں اور گھوڑے پر سوار ہو گیا گھوڑا اس کو پٹخنی دے کے رہے گا ! جس نے پڑھ رکھی ہے کتاب اسے بھی پٹخنی ملے گی اور جس نے کوئی کتاب نہیں پڑھ رکھی اسے بھی پٹخنی ملے گی کیونکہ آپ نے کسی گھوڑے چلانے والے کی صحبت میں رہ کر اس کی مشق نہیں کی ، مشق کریں گے تو آئے گا ورنہ نہیں آئے گا ، اس کی مشق سے ہٹ کر جو کچھ آپ پڑھ لیں گے بس وہ ایک علم کی معلومات کی ایک حد تک کافی ہوگا لیکن آپ کی عملی زندگی میں وہ کافی نہیں ! ساری محنت بیکار جائے گی جب ٹیڑھا وقت آئے گا تو بے سروسامانی کا عالم ہوگا، بے آسرا رہیں گے !

اور اگر کوئی کتاب نہیں پڑھی لیکن ماہر گھوڑے سوار کے پاس آپ رہے، محنت کی ، کبھی اس کا نعل لگا رہے ہیں، کبھی اس کا لید اُٹھا رہے ہیں، کبھی اس کی مالش کر رہے ہیں، کبھی اس کے مشین سے بال کاٹ رہے ہیں، کبھی یہ کر رہے ہیں کبھی وہ کر رہے ہیں، استاد کے حکم کے مطابق کام کر رہے ہیں، کبھی اس کی زین اُتار رہے ہیں ، کبھی زین کس رہے ہیں، سال دو سال گزار دیے، آپ اس طرح اس کی تربیت میں رہے، اب آپ کے پاس جب بھی کوئی گھوڑا آجائے گا کیسا ہی سرکش گھوڑا کیوں نہ ہو آپ اسے قابو کرلیں گے ! کیونکہ آپ نے عملی تربیت میں وقت گزارا ہے، عملی مشق کی ہے، آپ کسی

استاد کی تربیت میں پانی میں اُتر گئے، تیرتے رہے ڈبکیاں بھی ملیں، کبھی ڈبکی لگی کبھی نکل آئے، کبھی ڈوبے تو وہ موجود تھا، آپ کو ڈوبنے سے بچا لیتا تھا، کہیں گہرا پانی آتا تھا تو وہ تمہیں سہارا دیتا تھا، آہستہ آہستہ ماہر بن گئے پھر جب آپ پانی میں اُتریں گے تو پھر آپ پانی پر حاوی ہوں گے، پانی آپ پر حاوی نہیں ہوگا ! !

صحبت کے بغیر دین پر عمل کرنا مشکل ہے :

اس لیے نبی علیہ السلام کی اتباع جو ہے سنت کی اتباع یہ علماءِ عاملین کی تربیت کے بغیر نہیں مل سکتی ! جب تک آپ کسی کی صحبت اختیار نہیں کریں گے، تو اس میں آپ کے قدم راسخ نہیں ہوسکیں گے ! غیر مقلد جو ہیں وہ اسی مصیبت میں مبتلا ہیں، یہی چیز ان کی سمجھ میں نہیں آتی، خدا کرے یہ ان کی سمجھ میں آجائے تو وہ پھر گمراہیوں سے بچ جائیں گے ! ان پر گمراہیوں کا دروازہ کھل چکا ہے میں نہیں کہتا کہ وہ گمراہ ہو جاتے ہیں ہدایت پر بھی رہ سکتے ہیں لیکن دروازہ کھل جاتا ہے گمراہیوں کا، کسی وقت بھی پڑ سکتے ہیں گمراہی میں ! جیسے کتاب پڑھنے والا جس نے ساری تیراکی کی کتابیں پڑھ لیں بہت علم ہوگیا لیکن کبھی اسے پانی میں اُترنے کا موقع نہیں ملا تو وہ ڈوبے گا بھی نہیں، اسی طرح کوئی غیر مقلد گمراہی سے بچ جائے تو بچ جائے لیکن جب کبھی سامنا ہوگیا اس کا باطل سے تو وہاں اس کو مصیبت آجائے گی، اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ میں کیا کروں ؟ ؟

تو کسی کی صحبت میں رہنا اور اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں دینا یہ ضروری ہوتا ہے اور استاد کی صحبت میں اور مربی کی صحبت میں جب انسان آتا ہے تو وہ اپنی عقل کو ختم کر دیتا ہے وہاں اپنی سوچ اپنا دماغ اپنی فکر سب ختم کر دیتا ہے، وہاں یہ نہ سوچے کہ یہ یوں ہے یا یہ یوں ہونا چاہیے بس یہ جو کہہ رہا ہے ٹھیک کہہ رہا ہے ! !

ورکشاپ کا جو مستری ہوتا ہے وہ بجلی کی تار سے اپنے شاگرد کو مارتا ہے ذرا سا پیچ یوں کر دے ذرا سا الٹا کر دے اور گالیاں جو دیتا ہے وہ تو العیاذ باللّٰہ ! وہ تو نئی سے نئی گالی روز ایجاد کرتے ہیں

موجد ہوتے ہیں گالیوں کے، وہ گالیاں بھی اس شاگرد کو دیتا ہے اور اس تار سے اس کو مار کر تڑپا دیتا ہے نٹ غلط کر دے اور وہ اسی استاد کے پاس چمٹا رہتا ہے چپکا رہتا ہے اسے چھوڑتا ہی نہیں ! گالیاں سن رہا ہے، شام کو جب گھر جاتا ہے تو چونکہ غریب ہوتا ہے ماں رو رہی ہوتی ہے غربت کی وجہ سے، اپنے بچے کو یہاں بٹھانے پر مجبور ہوں میں اسے اُٹھا نہیں سکتی، بچہ بھی روتا ہے ماں سے لپٹ کر کہ میں بھی نہیں چھوڑ سکتا کہاں سے کھائیں گے ؟ اس کی شکل کو دیکھ کو ماں روتی ہے اور تڑپتی ہے، باپ روتا ہے تڑپتا ہے، مگر مجبور ہیں اس کو بٹھانے پر ! لیکن وہ کام پر بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مرحلہ سے گزر کر ایک ماہر مستری بن جاتا ہے اور اپنی الگ ورکشاپ کر لیتا ہے ! !

گاڑی کا طریقہ آپ کسی سے پوچھ لیں سمجھ لیں اچھی طرح سمجھ لیں ذہن نشین کر لیں کہ ایسے ایکسی لیٹر دبانا ہے، ایسے کلچ دبانا ہے، اس کا توازن ایسے رکھنا ہے، اس مرحلے پر بریک لگتی ہے اس مرحلے پر گیئر تبدیل ہوتا ہے، اسٹیرنگ کا یہ طریقہ ہے اور خوب سمجھ کر ذہن نشین ہو کر رائیونڈ روڈ پر نکل کر تو دیکھیں کہ کیا ہوگا ؟ ! اللہ پناہ دے پچھلے سال ہمارے ایک طالب علم کا حشر یہی ہو گیا تھا سب کو پتہ ہے، اسے چلانی نہیں آتی تھی کسی سے سمجھی موٹر سائیکل اور یہاں روڈ پر لے گیا لال مسجد کے قریب پہنچتے ہی ایکسیڈنٹ ہو گیا، بس کے نیچے آ گیا زخمی ہو گیا اللہ نے جان بچائی ! کیوں ہوا ایسا ؟ اس لیے کہ کسی معلم کو اختیار نہیں کیا تھا، معلم کی اجازت کے بغیر آ گیا تھا، اس لیے نقصان ہوا، اگر معلم کو اختیار کرتا اور وہ جب کہتا کہ اب تم جا سکتے ہو یہ گاڑی لے کر یا موٹر سائیکل لے کر تو پھر یہ صورت حال پیش نہ آتی ! !

تو یہ ایسا پختہ اصول ہے جو میں نے عرض کیا آپ کو کہ اس میں تخلف نہیں ہوتا اس کو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے، یہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے دینی معاملات ہوں تو یہی اصول ہے دنیاوی معاملات ہوں تو بھی یہی اصول ہے دونوں کی مثالیں دے دیں میں نے آپ کو اس لیے اتباعِ سنت کے سوا چارہ نہیں !

آپ مقصد کی طرف بڑھنا شروع ہوئے ہیں :

یہ جو آپ علوم دین حاصل کر رہے ہیں آپ نے صَرف پڑھی اس مہینے میں نحو پڑھی، اس کی مشق کی ، صرف اور نحو کی مشق سے صِرف عربی کی مہارت ہی مقصود نہیں ہے وہ تو معاونت کے لیے آپ پڑھ رہے ہیں تا کہ مہارت ہو جائے اور یہ چیزیں مدد گار بن جائیں ! سنت پر مطلع ہونے کی نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے دین کو سمجھنے میں چونکہ یہ چیزیں میری مدد گار ہیں اس لیے میں انہیں سیکھ رہا ہوں ! اصل چیز یہ نہیں ہے، ابھی اصل چیز سے بہت دور ہیں آپ، اصل چیز کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے ہیں الحمد للہ ! اس پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس راستے پر ڈال دیا، جب اس راستے پر ڈل گیا آدمی تو کوئی تیز چل رہا ہے کوئی آہستہ چل رہا ہے لیکن بالآخر وہ صحیح جگہ ہی پہنچے گا ان شاء اللّٰہ کیونکہ راستہ صحیح ہے، خدانخواستہ راستہ غلط ہو جائے تو پھر تیز چلے یا آہستہ چلے بالآخر خرابی کی طرف اور نقصان کی طرف نکل جاتا ہے ! تو اب مقصود کی طرف آپ جا رہے ہیں، اس میں لگے رہیں لگن سے لگے رہیں دیوانوں کی طرح لگے رہیں دیوانہ وار ! آپ کو لوگ بدھو کہیں، بیوقوف کہیں، جاہل کہیں، دیوانہ کہیں، کچھ کہیں، پروا نہ کریں، چاہے وہ کہیں تم کسی کام کے نہیں رہو گے، جو چاہے کہتے رہیں آپ اس پر چلتے رہیں ! !

آپ کو اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے :

آپ جس راستے پر ہیں اور جس چیز میں لگے ہوئے ہیں اس کا اندازہ آپ کو نہیں کہ کتنی اہم چیز ہے جیسے مچھلی جب پانی کے اندر ہوتی ہے تو اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ میرے لیے پانی کتنی اہم چیز ہے اسے پانی سے باہر نکال کر دیکھیں پھر دیکھیں اس کا تڑپنا پھر اسے پتہ چلتا ہے کہ پانی میرے لیے کتنی اہم چیز ہے ! تو جب تک ہمیں ہوا میسر ہے آسانی کے ساتھ، ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم سانس لے بھی رہے ہیں کہ نہیں لے رہے، تصور ہی نہیں جاتا کہ سانس لے بھی رہے ہیں کہ نہیں لے رہے، اتنی دیر سے میں بیان کر رہا ہوں آپ بیان سن رہے ہیں اس بات کی طرف دھیان شاید ہی کسی کا گیا ہو کہ سانس

لے رہے ہیں اور ایک ہوا ہے موجود ہے اس سے ہم سانس لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے ! ہر وقت چونکہ اس میں رہ رہے ہیں اس کی قدر نہیں ہے، تھوڑی سی دیر کے لیے ہوا اگر بند ہو جائے تو پھر اندازہ ہوگا کہ یہ ہوا میرے لیے کتنی بڑی نعمت ہے ! !

ایسے ہی آپ بلندی پر چلے جائیں جہاں آکسیجن کم ہو جاتی ہے سانس گھٹنے لگتا ہے، یہ لوگ جو سڑک کے راستے چین وغیرہ جاتے ہیں اور شاہراہِ قراقرم اور یہ جو شاہراہیں بنی ہوئی ہیں چین جانے کے لیے اس میں جب وہ بسیں بہت زیادہ بلندی پر جاتی ہیں تو وہاں بعض مسافروں کا سانس گھٹنے لگتا ہے کیونکہ بلندی پر جا کر آکسیجن کی کمی ہوتی ہے انہیں پھر احساس ہوتا ہے کہ یہ ہوا اتنی بڑی نعمت ہے ! ! اس لیے ہمیں اور آپ کو اس نعمت کی قدر نہیں جو اللہ نے ہمیں دے دی اور وہ نعمت ہمارا اوڑھنا بچھونا بن چکی ہے اس لیے ہماری نظر میں وہ معمولی چیز ہوگئی حالانکہ معمولی نہیں، بہت بڑا انظام ہے اللہ کا جس پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے ! آپ کتنی بڑی نعمت میں ہیں آپ کو میں اس کی وجہ بتاتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا اور وہ ایسی ناقابلِ تردید دلیل ہے اس دلیل کے بعد آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو حق پر رکھا ہے ! !

دینی مدارس اور برطانیہ کا وزیر اعظم :

یکم اکتوبر یا ۲/ اکتوبر تھی یا ستمبر کا آخری دن تھا، ہمارے ایک دوست ہیں لندن میں ان کا فون آیا رات کے وقت وہ مجھے کہنے لگے کہ آج آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے کیا کہا ہے وہ وہیں برطانیہ کے رہنے والے ہیں، کہنے لگے آج اس نے جو کچھ دل میں بات تھی وہ اُگل دی ہے ! اب تک وہ اشاروں میں یہ بات کرتا تھا آج اس نے علی الاعلان یہ بات کہی ہے وہ کہہ رہے تھے کہ اس نے آج یہ کہا ہے کہ

"پاکستان کے دینی مدارس اور سعودی عرب کے وہابی ان سے ہماری کھلی جنگ ہے اور یہ جنگ نہ ختم ہونے والی ہے اور ایک لمبی جنگ کے لیے عوام کو تیار ہو جانا چاہیے"

اور اس نے اعلان کیا کہ

''ہم کسی قیمت پر ان مدارس کے وجود کو برقرار نہیں رہنے دے سکتے''

اس عہد کا اس نے اعلان کیا برطانیہ میں لندن میں ٹونی بلیئر نے ! آپ کو معلوم ہے کہ یہ دلیل ہے سب سے بڑی کہ آپ لوگ الحمد للہ حق پر ہیں اس لیے کہ کفر آپ کو کہتا ہے کہ یہ میرا مدمقابل ہے ! کفر کا کفر مدمقابل کبھی نہیں ہوتا کیونکہ کفر کے بارے میں آتا ہے اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ کفر ایک ملت ہے کفر کا مدمقابل کفر نہیں ہے ! باطل کا مدمقابل باطل نہیں ہے ! ان یہودیوں کا عیسائیوں کا مدمقابل قادیانی نہیں ہے ! شیعہ نہیں ہے ! پرویزی نہیں ہے ! ان کا مدمقابل اگر ہیں تو صرف اہلِ حق ہیں اور کوئی نہیں ہے ! ! !

اس نے اعلان کیا کہ ان کے وجود کو ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ الحمد للہ آپ لوگ حق پر ہیں اور ایسے حق پر ہیں کہ جس حق نے کفر کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں ! وہ پریشان ہیں جس کے پاس دنیا کے وسائل ہیں، ایٹم بم ہیں، میزائل اور راکٹ ہیں، ہوائی جہاز ہیں اور ایسے خطرناک ہوائی جہاز ہیں کہ وہ برطانیہ سے اُڑتے ہیں ایک پرواز میں عراق پر بمباری کر کے واپس برطانیہ چلے جاتے ہیں، راستے میں اترنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اتنی لمبی پرواز کرتے ہیں اور آپ ان کے مقابلے میں بوریا نشین ہیں، پوری صفیں بھی آپ کو سالم نہیں ملتیں کچھ صفیں سالم ہوتی ہیں کچھ ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہیں ! کسی کے پاس سونے کے لیے بستر ہوتا ہے، کسی کے پاس بستر بھی نہیں ہوتا ! کسی کے پاس کرایہ نہیں ہوتا گھر واپس جانے کا ! کسی کے پاس دوا کے لیے پیسے نہیں ہوتے ! غربت ہے افلاس ہے بے سروسامانی ہے ! اور ہتھیار ہے تو صرف ایک کتاب ہے ! آپ کے پاس کوئی گن نہیں کوئی بندوق نہیں، یہاں آکر تلاشی کوئی لے تو شاید ایک گولی بھی کسی کو نہ ملے خنجر بھی کسی کو نہ ملے طالب علم کے پاس ! اس کے باوجود وہ پانچ ہزار میل دور کے فاصلے پر بیٹھا ہوا اعلان کرتا ہے کہ ہمارا ان سے مقابلہ ہے اور ہم ان کے وجود کو کبھی برداشت نہیں کریں گے ! ! اس لیے آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کس مقام پر ہیں ! کفر سے پوچھیں کہ آپ کس مقام پر ہیں، وہ بتا رہا ہے وہ اعلان

کر رہا ہے وہاں بیٹھ کر کہ مدارس ہمارے مدمقابل ہیں ! ! !

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کہتا یہ بوریا نشین یہ ٹوٹے پھوٹے پرانے کپڑے پہننے والے میری توہین ہے کہ میں ان کو اپنا مدمقابل کہوں ! لیکن اللہ نے اس کی فرعونیت کو خاک میں ملا دیا ! اگر دوسرے معنی میں دیکھا جائے تو وہ اپنی فرعونیت کی پامالی کر رہا ہے کہ اللہ نے ان بے سروسامان اور نہتے لوگوں کا ایسا رُعب اور دبدبہ کفر پر ڈال دیا کہ ان نہتوں کو وہ اپنا مدمقابل تصور کرتا ہے ! ! یہ کیوں ہے ؟ یہ اس لیے ہے کہ ہمارا تعلق ایسے لوگوں کے ساتھ اور ایسے لوگوں کے ہم لوگ جوتے اٹھانے والے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے بہت قوی ہے اس کی برکت ہے ! اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے کفر کے دلوں میں رُعب ڈال دیا ہے، وہ مجھے فون پر پندرہ سولہ منٹ تک اس کی گفتگو سناتے رہے ! تو سعودی عرب کے وہابی پتہ نہیں کیا ہیں کیا نہیں، ہمیں تو پتہ نہیں اللہ ہی جانے کیا ہیں ؟ بہر حال اس نے یہ بات کہی اس کی مراد یہ ہے کہ چونکہ سعودی عرب سے مجاہدین عراق میں آجاتے ہیں لڑنے کے لیے، وہ مار رہے ہیں ان کو آکر، ان کا مقابلہ کر رہے ہیں اس لیے وہ سعودی وہابی کہہ کر مجاہدین کو وہابی سے تعبیر کر رہا ہے حالانکہ وہ مجاہدین وہابی[1] ہیں یا نہیں اللہ ہی جانتا ہے لیکن دینی مدارس سے وہ اتنے خائف ہیں اور دینی مدارس کے خلاف وہ عملی جدوجہد شروع کر چکے ہیں یہ بھی آپ سمجھ لیں ! !

ہوش سے کام لینا ہے، جوش سے نہیں :

یہ جو بات میں بتلا رہا ہوں آپ کو اس بات کے بعد ہم پر جوش لازم نہیں ہے کہ ہم جوش میں آجائیں جذبات میں آجائیں بلکہ ہمارے لیے ہوش لازم ہے ہوش میں آجائیں اس لیے کہ جو حالات اس وقت پیدا ہو گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اس وقت آپ عملی جہاد نہیں کر سکتے رکاوٹیں اتنی ہیں

---

[1] عرف عام میں اس کے معنی ''پابند شریعت'' کے بھی ہوتے ہیں اس لفظ کی حقیقت پر میرے جدامجد اسیر مالٹا مورخ ملت حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ملاحظہ فرمائیں جلد نمبر۲ ص ۲۲۶ وجلد نمبر۴ ص ۱۹۶ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ۔ (مولانا سید محمود میاںؒ)

اور وہ اس لیے ہو گئیں کہ خود ہمارے مسلمان کفر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، ہمارے حکمران مسلم حکومتیں کفر کے ساتھ مل گئی ہیں ! اس لیے راہ میں رکاوٹیں آ گئی ہیں ! اس لیے جہاد وہ اس پیمانے پر نہیں ہو سکتا جس کی ضرورت ہے، لیکن وہ یہ عزم کیے ہوئے ہیں کہ ان مدارس کی بنیاد ختم کرنی چاہیے ! !

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ بندے ہیں ایسے جو اپنی جان اور مال ہر چیز کو قربان کر دیتے ہیں صرف حضرت محمد ﷺ کے نام پر، یہ دیوانے ان مدرسوں سے پیدا ہوتے ہیں ! ان کی وجہ سے یہ پیدا ہو رہے ہیں، یہ خود بھی قربان ہو جاتے ہیں اور اپنے ساتھ آٹھ دس لوگوں کو بھی قربانی پر آمادہ کر لیتے ہیں، تو اس وجہ سے آپ لوگ ان کی نظروں میں مبغوض ہیں ! آپ کو بہت سمجھداری سے اس وقت کام کرنا ہے، اگر جہاد کا تلوار والا راستہ رک گیا ہے وقتی طور پر تو دین کے کام کے اور بہت سے میدان ہیں وہ اختیار کریں اپنے کو عوام سے مت توڑیں ! یہ خیال رکھیں کہ عوام الناس چونکہ ہیں تو مسلمان، سب ہمارے مسلمان بھائی ہیں اور سب ہمارے ساتھ اس عزم اور نیکی میں شریک ہیں ناواقف ہیں معلومات نہیں ہیں اندازہ نہیں ہے اہمیت کا احساس نہیں ہے اس لیے عمل پر آمادہ نہیں ہوتے وہ دیگر بات ہے، مگر ہیں وہ مسلمان اور ان کا ایمان خطرہ میں ہے ! اس وقت ضرورت یہ ہے کہ ان کا ایمان بچایا جائے کیونکہ ایمان ہوگا تو جہاد ہوگا، ایمان ہوگا تو دین کی تعلیم ہوگی، ایمان ہوگا تو مدارس کا وجود ہوگا، ایمان ہوگا تو دعوت و تبلیغ ہوگی، اگر ایمان ہی نہ رہا خدانخواستہ تو پھر یہ ساری بات کیسے ہوگی ؟

اس وقت مختلف انداز میں وہ پھیلے ہوئے ہیں، ہمارے ملک میں ان کی مشنریاں پھیلی ہوئی ہیں رفاہی تنظیموں کے نام پر گاؤں اور دیہاتوں میں انہوں نے کام شروع کر رکھا ہے، گلگت میں اور چترال میں اور ان علاقوں میں آغا خانی بہت ہیں بہت مال والے ہیں وہ مختلف انداز سے وہاں کے مسلمانوں کو مراعات دے رہے ہیں ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور طرح طرح سے بہکا بہکا کر ان کو کافر بناتے ہیں ! ! سندھ میں ایسا ہو رہا ہے، پنجاب کے پسماندہ دیہاتوں میں ایسا ہو رہا ہے، بلوچستان میں ہو رہا ہے، سرحد میں ہو رہا ہے، پورے افغانستان میں ہو رہا ہے یہ کام، اب اگر جہاد کا دروازہ ہم پر بند کر دیا گیا اور ہمارے مسلمان ہی اس میں رکاوٹ بن گئے ہیں تو اور میدان موجود ہے

وہ یہ کہ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کی بہت ضرورت ہے، آپ اس میدان میں آئیں، آپ لوگوں سے ملیں، اپنی تعلیم بھی جاری رکھیں اور اپنے حلقہ میں اپنے جاننے والوں کو اس کام پر آمادہ کریں کہ وہ ایسے رفاہی ادارے قائم کریں جس سے غریب لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوں تاکہ لوگوں کا رُخ کفر کی طرف نہ ہو، آپ کی طرف ہو، اپنی طرف ان کا رُخ رکھیں ! اگر ان کا رخ آپ کی طرف رہا اس کا مطلب ہے کہ حق کی طرف ان کا رخ ابھی تک موجود ہے، عمل میں چاہے کتنے ہی گرے ہوئے ہیں کتنے ہی گئے گزرے ہیں لیکن رخ تو ہے ایمان تو موجود ہے ان کا، کسی وقت بھی وہ آگے بڑھ سکتا ہے ترقی کرسکتا ہے اور خدانخواستہ ایمان نہ رہا تو پھر کوئی کام نہیں کرسکتا ! !

آغا خانیوں کے ذریعہ فتنہ پھیلایا جارہا ہے :

آغا خانیوں کے ذریعے تعلیمی نظام قائم کررہے ہیں ! پورے پاکستان میں کئی ارب روپیہ انہوں نے مختص کیا ہے اس کام کے لیے کہ ایک نظامِ تعلیم مرتب کیا جائے اس میں سب کو کھینچا جائے اور یہ بھی کیا جائے کہ لوگوں کی توجہ دینی مدارس سے ہٹ جائے، دینی مدارس سے کٹ جائیں تاکہ ایک مخصوص فکر کی نسل پیدا ہو ! یہ دینی مدارس میں جو لوگ پیدا ہورہے ہیں یہ پیدا نہ ہوں ! !

دینی مدارس ختم ہوگئے تو معتدل طبقہ کی پیداوار بند ہوجائے گی :

اور اگر یہ پیدا ہونے بند ہو گئے تو یاد رکھیے دین بھی باقی نہیں رہے گا اور ہماری حکومت بھی یاد رکھے کہ ان کو پھر معتدل لوگ نہیں ملیں گے کبھی ! یہ دینی مدارس کے لوگ تشدد پسند نہیں ہوتے، یہ غلط فہمی ہے ! یہ الحمد للہ اعتدال والے ہوتے ہیں ان کے دل میں رحم ہوتا ہے، ان کے دل میں ترس ہوتا ہے، ان کے دل میں شفقت ہوتی ہے، مظلوم کی مدد کا جذبہ ہوتا ہے، ظالم کا ہاتھ روکنے کا جذبہ ہوتا ہے، اپنے مفادات کو قربان کرنے کا جذبہ ہوتا ہے، دوسرے کے مفادات کو اپنے مفاد پر ترجیح دینے کا جذبہ ہوتا ہے ! !

یہ جو بڑے بڑے جوہر ہیں جو انسان کے باطن کو نکھار دیتے ہیں یہ بڑے بڑے قیمتی جوہر

سوائے دینی مدارس کے کسی سکول کالج میں نہیں ملتے، یہیں ملتے ہیں، وہاں تو عموماً وحشی پیدا ہوتے ہیں درندے پیدا ہوتے ہیں جنہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے یہ مال ہڑپ کرنا ہے ؟ کیسے یہ چیز کھانی ہے ؟ کیسے اس کا خون چوسنا ہے ؟ کس راہ سے کیسے خون چوسا جائے گا ؟ یہ چیزیں سکھائی جاتی ہیں ! ! ایسے بھیڑیے تیار ہوتے ہیں اور وہ بھیڑیے بڑی بڑی ڈگریوں کے نام پر ہمارے اوپر مسلط ہوتے ہیں قوم پر مسلط ہوتے ہیں کہ غریبوں کو چوس لو ! یہ جونکیں ہیں، یہ جونکیں تیار ہو رہی ہیں جو خون چوسنا جانتیں ہیں بس، خون دینا نہیں جانتیں ! ان سے کہیں کہ خون دو وہ کہیں گے وہ کیا ہوتا ہے میں تو واقف ہی نہیں اس چیز سے تم دینا کہتے ہو، میں تو خون چوسنا جانتی ہوں، خون چسوانا ہو تو مجھے لے جاؤ خون دینے کی کیا بات کرتے ہو ! تم تو بہت ہی بیوقوف آدمی ہو تمہیں دنیا کا پتہ ہی نہیں ہے، دنیا میں سوائے خون چوسنے کے کوئی اور کام ہے یہ جواب دے گی جونک ! یہی دے گی نا جواب ! ! کیونکہ وہ خون چوسنا جانتی ہے، دینا نہیں جانتی ! !

اس لیے جب آپ خون دینے کی بات کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات پر اپنے جذبات کو قربان کرنے کی بات کرتے ہیں، اپنے مفادات کو دوسروں کے مفادات پر قربان کرنے کی بات کرتے ہیں تو وہ لوگ جو سکول اور کالجوں کے پڑھے ہوئے ہیں آپ کو بیوقوف کہتے ہیں ! کہتے ہیں یہ بھی کوئی بات ہے تم تو بڑے بدھو ہو یہ سیکھا ہے تم نے وہاں پر، یہ جواب دیتے ہیں، کیوں ؟ اس لیے کہ اس کا مزاج جونک والا مزاج ہے وہ ہڑپ کرنا کھانا پینا لوٹ کھسوٹ یہ جانتا ہے، ان کی یہ فطرت اور مزاج چلا آ رہا ہے ! اس کے برخلاف آپ لوگوں کا مزاج ہے !

حکومت یہ سمجھ لے، یہ ذہن نشین کر لیں حکمران کہ اگر دینی مدارس کو ختم کر دیا تو پھر یہ ترسیں گے کہ ایسے لوگ مل جائیں، آج ہمیں ان کی ضرورت ہے کیونکہ حکومتوں کو ایک موقع آتا ہے کہ خود ایسے لوگوں کی ضرورت پیش آ جاتی ہے مگر پھر یہ نہیں ملیں گے تو دینی مدارس ہی فلاحی ادارے ہیں ! !

فلاح کا مطلب :

فلاح کس کو کہتے ہیں ؟ فلاح کہتے ہیں دنیا میں ایسی خدمات سرانجام دینا کہ اس کے نتیجہ میں دنیاوی کامیابی میسر ہو یا نہ ہو، آخرت کی کامیابی میسر آجائے ہمیشہ کے لیے، یہ ہے فلاح ! بغیر جہنم میں جائے سیدھا جنت میں چلا جائے اس کے نتیجہ میں، یہ ہے فلاح۔ تو کیا یہ فلاح آغاخانیوں کو میسر ہے ؟ قادیانیوں کو میسر ہے ؟ ہزاروں شفاخانے بنارہے ہیں یہ سب لوگ، یہ گنگا رام ہسپتال کتنا بڑا ہسپتال ہے ہمارے لاہور میں بنا ہوا، کس نے بنایا تھا ؟ ہندو نے بنایا تھا، آپ اسے فلاحی ادارہ کہتے ہیں دنیاوی اعتبار سے ٹھیک ہے فلاحی ادارہ ہے لیکن شرعی اعتبار سے وہ اس کے حق میں جس نے بنایا ہے فلاحی ادارہ نہیں ہے کیونکہ اس کو اس کے بدلے جنت نہیں ملی بلکہ ﴿حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ﴾[1] ان کے اعمال اللہ نے برباد کر دیے، وہ جہنم میں ہے ! وہ تو جب مرا ہوگا جہنم میں جل رہا ہے، اس کا ہسپتال یہاں چل رہا ہے، لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے شفاء ہو رہی ہے ! گلاب دیوی ہسپتال ہے، گنگا رام ہسپتال، لیڈی ولنگڈن ہسپتال، پتہ نہیں اس نے بنایا ہوگا یا اس کے نام پر ہے بہرحال جو بھی ہے یہ اس کے کام نہیں آرہا، بیکار ہے، کام آنا تب کہتے ہیں کہ اس کے بدلہ اس کو بغیر جہنم میں جائے آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ! تو یہ فلاح جو ہے یہ کہاں سے ملتی ہے ؟ صرف دینی مدارس سے ملتی ہے، یہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے طریقے پر چلنے سے میسر ہوگی، اس کے علاوہ میسر نہیں ہوگی ! اس لیے آپ جتنے فلاحی میدان ہیں اس میں کام کریں، دینی تعلیم کو جاری رکھیں اور عوام سے اپنے کو مت کٹنے دیں ! !

اس وقت کفر کی کوشش ہے کہ دینی مدارس کو ختم کیا جائے اور علماء کا رابطہ عوام سے کاٹ دیا جائے اور لوگوں کی جو ضرورتیں ہیں وہ ہم پوری کریں تاکہ وہ ہماری طرف آئیں جب ہماری طرف آئیں گے تو وہ ان کو عیسائی بنائیں گے ان کو یہودی بنائیں گے وہ ان کو قادیانی بنائیں گے وہ انہیں آغاخانی بنائیں گے اور یہ تباہی ہے، اس کے بعد وہ کیا کرائیں گے ؟ خانہ جنگی کرائیں گے، خانہ جنگی میں

---

[1] سورۃ الکھف : ۱۰۵

آپ تنہا ہوں گے کیونکہ مولوی کو ایک گالی کے طور پر متعارف کرائیں گے ایک حقیر چیز کے طور پر متعارف کرائیں گے ! اس لیے ضروری ہے کہ اس کے مقابلہ میں آپ یہ کام شروع کر دیں تا کہ لوگوں کا ایمان بچا رہے اور یہ ہمارے مسلمان بھائی کل کو کافروں کے ساتھ مل کر ہمارے مدمقابل نہ آسکیں ! اور اس میں پھر دینی مدارس کا بھی فائدہ اور تحفظ ہے دینی تنظیموں کا بھی فائدہ اور تحفظ ہے !

بس جذبات میں نہ آئیں جوش میں نہ آئیں، اس وقت اگر جذبات اور جوش میں آ کر کام کیا تو یاد رکھیے کہ یہ بہت خطرناک ہوگا ! ہمارے لیے موجودہ حالات اس قسم کے نہیں ہیں کہ ان میں جذبات اور جوش سے کام لیا جائے، بہت ہوش مندی سے اعتدال کے ساتھ اور خاموشی سے بغیر مشہوری کے جذبہ کے، بغیر اشتہار بازی کے، کام کرے لوگوں میں فلاح کے، یہ رکھے ہی نہ کہ اشتہار ہو، میری شہرت ہو کیونکہ شہرت کا جذبہ آ گیا تو اخلاص ختم ہو جائے گا للّٰہیت ختم ہو جائے گی، اللہ کے ہاں اس عمل کا وزن گر جائے گا ! خود بخود شہرت ہو جائے وہ بات اور ہے آپ کا مقصد نہ ہو، آپ کی نظر اس چیز پر ہرگز نہ ہو، بس کام کرنے کی ضرورت ہے ! !

دو قسم کے لوگ :

اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے لوگ بنا دیے " اَبْرَارْ " بنا رکھے ہیں " اَشْرَارْ " بنا رکھے ہیں ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں ابرار میں شامل کر رکھا ہے اور ابرار ہونے پر حتمی مہر اس وقت لگے گی جب ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگا، اس سے پہلے کچھ پتہ نہیں کہ ہم کس میں ہیں ؟ ﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا ﴾ ابرار کے لیے بڑے بڑے انعامات کا وعدہ ہے ایسے پیالوں میں پئیں گے کہ اُن کا مزاج جو ہے کافور، اس میں کافور کی آمیزش ہوگی ﴿ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَھَا تَفْجِیْرًا ﴾ ایسا چشمہ ہوگا کہ اللہ کے نیک بندے اس سے پئیں گے۔ عباد اللہ میں تو جنات بھی ہیں انسان بھی ہیں فرشتے بھی ہیں سب عباد اللہ میں ہیں جہنمی بھی عباد اللہ ہیں لیکن ان کو وہ سعادت نصیب نہیں ہوگی وہ عباد اللہ ہیں لیکن اشرار ہیں ابرار نہیں ہیں اور یہ ابرار کون لوگ ہیں؟

قرآن بتاتا ہے ﴿ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ ﴾ یہ صابر کون ہیں جو صبر کے وقت قائم رہتے ہیں اور اللہ سے مدد مانگتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جو منت اور مراد مان لیں تو پھر پورا کرتے ہیں ﴿ وَیَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسۡتَطِیۡرًا ﴾ اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر پھیلا ہوا ہے ہر طرف شر ہی شر ہوگا سوائے اللہ کے، اس دن شر سے بچانے والی کوئی ذات نہیں ہے اس دن اسباب معطل ہو جائیں گے بس اللہ کا ایک ارادہ ہوگا کہ بغیر اسباب کے کوئی بچ رہا ہے کوئی پھنس رہا ہے ! کیا تعریف آرہی ہے ان لوگوں کی جو کہ ابرار ہیں آگے پھر آرہا ہے ﴿ وَیُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ ﴾ کھانا کھلاتے ہیں، یہ فلاحی کام آگیا، ادارے بنا رکھے ہیں کہ آؤ میرے پاس یہاں لنگر لگا ہے، صبح شام یہاں کھانا کھالو، اگر تمہارے پاس کھانا نہیں ہے اور قحط ہے علاقہ میں تو یہ ہے موجود، ہمارا ادارہ موجود ہے آجاؤ صرف اللہ کی رضا کے لیے ﴿ عَلٰی حُبِّہٖ ﴾ اور کوئی وجہ نہیں ہے ﴿ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ﴾ [1] مسکین کو یتیم کو قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں ! اور قیدی میں کوئی قید نہیں کہ یہ مسلمان ہے یا کافر ہے، اس قسم کی خیر ہر ایک کے لیے عام ہے ! !

مسلمان ہو یا کافر ہر کسی کے ساتھ خیر کرو :

اور ہر مسلمان کو تعلیم ہے کہ خیر ہر ایک کے ساتھ کرو چاہے مسلمان ہو چاہے کافر ہو، اگر ایک بستی میں قحط آگیا اور اس میں آپ صرف مسلمانوں میں راشن تقسیم کریں اور کافروں میں تقسیم نہ کریں تو یہ اسلامی تعلیم نہیں ہے ! اسلام بہت لچک والا مذہب ہے اس میں بڑی لچک ہے اس میں اللہ کی مخلوق سے بہت تعلق ہے، کیونکہ کافر بھی اللہ کی مخلوق ہے موت سے پہلے ہمیں نہیں پتا کہ وہ اللہ کی اچھی مخلوق ہے یا بری مخلوق ہے، یہ تو مسلمان کے بارے میں بھی نہیں پتا کہ یہ اللہ کی اچھی مخلوق ہے یا بری مخلوق ہے، یہ تو موت کے وقت پتا چلے گا تمہیں تو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کدھر جائے گا اور یہ کدھر جائے گا، یہ فرق تم نہیں کر سکتے ۔ بدر کے قیدی آئے تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا صحابہ کو کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس لیے اپنے سے بہتر کھلاتے تھے کیونکہ ڈر تھا کہ کہیں نبی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں تقصیر نہ ہو جائے ! تعمیل تو ہو رہی تھی تقصیر سے ڈر رہے تھے، تقصیر نہ ہو جائے اچھا کھلاؤ،

---

[1] سورۃ الدھر : ۵ ـ ۸

حالانکہ وہ کافر قیدی تھے، تو یہ حکم اسلام میں ہے، اسلام یہ سکھاتا ہے ! آپ عملی نمونہ پیش کریں، آپ بے فکر ہو کر کمر ہمت کس لیں اور کام کریں میدان تیار ہے اور کیوں کھلاتے ہیں کھانا ؟ ؟ وجہ قرآن بتاتا ہے ﴿ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ ﴾ ہم تم کو کھانا کھلا رہے ہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش ہو جائیں اور کسی کی خوشی مجھے مقصود نہیں ہے، میرا مطلوب ہی نہیں ہے یہ کہتے ہیں ﴿ لَا نُرِيْدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴾ تم سے کسی بدلے کا کوئی ارادہ ہمارے دل میں نہیں ہے حتیٰ کہ شکریہ ادا کرو تم، اس کا بھی ارادہ دل میں نہیں ہے، یہ جذبہ ہونا چاہیے ! !

اگر آپ خیر خواہی کسی سے کرتے ہیں اپنے گاؤں میں دیہات میں کسی غریب سے عورت سے مرد سے بڑھیا سے بوڑھے سے اور وہ آپ کو سلام نہیں کرتا گزرتے ہوئے حالانکہ دل چاہتا ہے، نفس میں آتا ہے کہ اب یہ سلام اچھے انداز میں کرے پہلے یوں کرتا تھا تو اب ذرا جھک کر کرے کیونکہ کل کھانا کھلا دیا تھا میں نے ! لیکن نفس کے اس جال میں نہ آئیں بلکہ نفس کا علاج یوں کرے کہ اگر کل اس کو آپ نے دال روٹی کھلائی تھی اور آج اس نے سلام نہیں کیا بغیر سلام کیے گزر گیا تو شام کے کھانے میں آپ اسے مرغا کھلائیں تاکہ نفس کا علاج ہو اور آپ کا اجر جو ہے وہ محفوظ رہے وہ کہیں تباہ نہ ہو جائے، صبح کو اگر پچاس روپے دیے تھے تو جس نے سلام نہیں کیا اور ویسے ہی اکڑ کر پاس سے گزر رہا ہے، کھاتا بھی آپ کا ہے اور اکڑ کر گزر رہا ہے، آپ اسے شام کو سو روپے دیں کہ لو بھئی سو روپے، کیوں ؟ صرف اللہ کی رضا کے لیے کہ اللہ خوش ہو جائے اور میرے عمل کا وزن جو اللہ نے وہاں مقرر کر دیا ہے وہ نہ گھٹنے پائے وہ باقی رہے، یہ مطلب ہے اس آیت کا ! !

﴿ لَا نُرِيْدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴾ شدید قسم کا دن جو ہوگا اس دن سے ہم ڈر رہے ہیں يَوْمًا عَبُوْسًا جو بہت خطرناک دن ہوگا سخت دن ہوگا اس سے ڈر رہے ہیں اس دن ہمارا یہ عمل ہمیں بچائے گا ہمارے کام آئے گا ! تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے فیصلہ سنا رہے ہیں ﴿ فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ﴾ [1]

---

[1] سورۃ الدھر : ۹ ـ ۱۱

جب اس جذبہ سے اور اس نیت سے اور اس اخلاص سے خدمت کریں گے اللہ کی مخلوق کی اور زمین پر کام کریں گے اللہ کے دین کی سربلندی کا تو پھر اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے تم کو بچالے گا محفوظ کرلے گا، اس دن تروتازہ ہوں گے ان کے چہرے اور خوش اور شاداں ہوں گے ! قرآن پاک میں آتا ہے کہ اس دن بعض چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے زیارت کر رہے ہوں گے ﴿ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ . اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ [1] تو یہ بدلہ کیا ہے ؟ یہ جو صبر کیا تھا دنیا میں حالات سخت آگئے تھے اس کام سے بھی روک دیا گیا تھا اس سے بھی روک دیا گیا تھا اور اچھے اچھے کاموں پر سزائیں ملنے لگ گئی تھیں، پھر بھی یہ کسی نہ کسی طرح لگے رہے، دینی تعلیم کے حصول میں رکاوٹیں آگئیں پھر بھی لگے رہے تو قرآن کہتا ہے ﴿ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴾ یہ جو صبر کیا تھا انہوں نے یہ ان کا بدلہ ہے، جنت ہے اور ریشم ہے ریشمی لباس ہے ! !

﴿ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴾ اس دن وہ تکیوں پر بڑے بڑے تختوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے شاہانہ انداز میں ! کوئی سردی تنگ نہیں کرے گی، گرمی بھی تنگ نہیں کرے گی، ایسا موسم ہوگا وہاں ! کیونکہ اگر زیادہ سردی ہو تو بھی تنگ آجاتا ہے انسان، گرمی زیادہ ہو تو پریشان ہوجاتا ہے ! کچھ نہیں ہوگا بس شادمانی ہوگی سرور ہوگا راحت ہوگی قبولیت عنداللہ ہوگی اور ان (اُخروی) نعمتوں کے چھن جانے کا خوف نہیں ہوگا ﴿ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴾ [2] کیا کیا انعامات ہیں اللہ تعالیٰ جو آپ کو بتلا رہے ہیں قرآن پاک میں کہ ان کے جو سائے ہیں ان کے قریب ہوجائیں گے ! اور گچھے ہوں گے پھلوں کے وہ ان کے پاس جھک کر قریب آجائیں گے ! یہ نعمتیں ہیں بے شمار نعمتیں ہیں، اس آیت میں آتی ہیں اگلی آیت میں بھی یہی ہیں اس سے اگلی آیت میں بھی یہی ہیں، یہ بشارتیں ہیں، یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں ! !

جیسا کہ میں نے آپ سے عرض کیا کیونکہ ہم اس نعمت (ایمانی) کے اندر ہر وقت رہتے ہیں اس لیے ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ ہم کس نعمت میں ہیں ! اس کا اندازہ جب آپ اس ملک سے باہر

---

[1] سورۃ القیامۃ : ۲۲ ـ ۲۳ [2] سورۃ الدھر : ۱۲ ـ ۱۴

جائیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا پانچ ہزار میل باہر جا کر دیکھیں تو اس نعمت کا اندازہ ہوگا کہ آپ جس نعمت میں ہیں اس سے کفر لرز رہا ہے ! اور وہ وہاں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مدمقابل ہے ! !

اتباعِ سنت کو کسوٹی بنائیں :

تو بھائی اللہ تعالیٰ کے بہت وعدے ہیں اور یہ تب ہمیں ملیں گے کہ جب ہم صبر سے استقامت سے ہوش مندی سے بہت سمجھ داری سے چلتے رہیں گے، اپنے جذبات اور اپنی خواہشات کو پسِ پشت ڈالیں گے اور بس دین کو اور اتباعِ سنت کو کسوٹی بنائیں گے۔ اگر ہم نے یہ کیا تو پھر ان شاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی اور ہمیں امید ہوگی کہ ان شاء اللہ ہمارا خاتمہ پھر اسی حال میں ہوگا اور پھر جب خاتمہ اس حال پر ہو جائے گا تو بس سمجھیے کام ہو گیا کیونکہ خاتمہ ہی اصل ہے اسی وقت پتہ چلے گا اس سے پہلے کچھ پتا نہیں، چاہے کتنے ہی اچھے اعمال ہوں، چاہے کتنا ہی برا انسان ہو کچھ پتا نہیں کہ یہ موت کے وقت اچھے حال پر مر جائے، کتنا ہی اچھا انسان ہو پتا نہیں کہ وہ موت کے وقت برے حال پر مر جائے العیاذ باللہ ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے ! !

اس لیے بس یہ یاد رکھیں کہ آپ نے سنت کو پکڑنا ہے اتباعِ سنت اختیار کرنی ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد کی کثرت رکھنی ہے ! بحیثیت طالب علم ذکر اللہ پر کتاب کو ترجیح دیں، جب تک آپ پڑھ رہے ہیں اگر ذکر اللہ اور کتاب میں تعرض آجائے تو کتاب پڑھتے رہیے اتباعِ سنت کرتے رہیں جب فرصت ملے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف بھی توجہ دیں اور جب فارغ ہو جائیں تو پھر تو اتنا وقت دیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور باطنی اصلاح کا موقع ملے اور اس پر توجہ دی جائے ! ! اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو باطنی شرور سے محفوظ فرمائے اور باطنی کمالات سے نواز دیں ! !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ دسمبر ۲۰۰۴ء)

علماء اور عوام کے درمیان اتحاد کی ضرورت

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۱۹؍شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ/۱۳؍ستمبر ۲۰۰۶ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے دورۂ صرف ونحو کے تقریباً ایک ہزار طلباء سے الوداعی خطاب فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو ایک اہم چیز کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ [1] آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو تم پر میرا طریقہ لازم ہے، میرے طریقے پر چلنا لازم ہے اور جو خلفائے راشدین ہیں ان کے طریقے پر چلنا لازم ہے اور عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ اور اس کو دانتوں کے اندر کی جو مضبوط داڑھیں ہوتی ہیں ان سے بھی پکڑ لینا مضبوط ! یہ جملہ آپ نے اس عمل کی اہمیت کو بتلانے کے لیے ارشاد فرمایا انسان جب کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنا چاہتا ہے تو صرف سامنے کے دانتوں سے نہیں پکڑتا اور اگر سامنے کے دانتوں سے پکڑ لے اور کوئی اس کو زور سے کھینچ لے تو دانت سمیت وہ چیز نکل جائے گی باہر اور وہ دانت بھی اکھڑ جائیں گے ! سامنے کے دانتوں میں وہ قوت نہیں ہے جو دائیں بائیں کے دانتوں میں قوت ہے، یہ سامنے کے دانت ایسے طریقے سے بنے ہوئے ہیں ایسے زاویے پر ہیں کہ

---

[1] مشکٰوۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ رقم الحدیث ۱۶۵

اگر ان پر زور پڑ جائے زد آ جائے تو یہ جلدی متاثر ہو جاتے ہیں لہٰذا قدرتی طور پر بغیر کسی کے سکھائے ہمیں اگر کوئی کپڑا منہ میں کوئی چیز مضبوط پکڑنی ہو تو اندر کو گھسا کر دائیں بائیں کے دانتوں سے پکڑ لیں گے مضبوط، اب اس کا چھٹنا بہت مشکل ہے ! !

آپ نے زور دیا کہ یہ جو میری سنت ہے میرا طریقہ ہے، یہ ایسی چیز ہے کہ اِس کو تم نے اتنی مضبوطی سے تھامنا ہے کہ یہ کسی طرح تم سے چھوٹ نہ سکے، اس لیے بھی یہ تشبیہ دی۔ ایسی چیز ہو دین کی کہ جس کا تعلق صرف آپ کی ذات سے ہو تو بھی اس کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ آپ کی ذات سے نہیں ہے لیکن آپ کے گھربار سے ہے، افراد سے تعلق ہے اس کا، بیوی بچوں سے متعلق ہے یہ معاملہ، ماں باپ سے متعلق ہے یہ معاملہ، قریبی رشتہ داروں سے ہے معاملہ، دور کے رشتہ داروں سے ہے معاملہ، ننھیالی رشتہ داروں سے یا دادھیالی رشتہ داروں سے ہے یہ معاملہ۔ ہر معاملہ میں تم میری سنت کی پیروی کرو، اس کو اختیار کرو ! !

نبی علیہ السلام کا حکیمانہ اسلوب :

آپ نے سنا ہو نہ سنا ہو تعبیر کا جو علم ہے خواب کی تعبیر والے دانتوں سے مراد اقارب، برادری اور قبیلہ بھی لیتے ہیں سامنے کے دانتوں سے اور قسم کے رشتہ دار مراد ہوتے ہیں، دائیں بائیں کے دانتوں سے اور قسم کے رشتہ دار مراد ہوتے ہیں، اوپر کے دانتوں سے دادھیالی رشتہ دار مراد ہیں، نیچے کے دانتوں سے ننھیالی رشتہ دار مراد ہیں۔ بعض دفعہ اوپر کے دانتوں سے مرد اَقارب مراد ہوتے ہیں، نیچے کے دانتوں سے عورتیں اَقارب مراد ہوتی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے لطیف انداز میں یہ بات سمجھا دی کہ تمہارا جس قسم کا معاملہ بھی کیوں نہ ہو سب مل کر اس چیز کو پکڑ لو، اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی اس چیز پر لانا ہے، ان کے ذریعے سے اس دین کو لازم پکڑنا ہے، اپنی ذات کے معاملہ میں بھی اس دین کو مضبوط پکڑنا ہے، اپنے بیوی بچوں کے معاملے میں بھی ان کو دین پر لانا ہے اور دین کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ اپنی اولاد کو، اپنے دادھیالی رشتہ داروں کو، اپنے ننھیالی رشتہ داروں کو، اپنی عورتوں کو، اپنے

مردوں کو سب کو ملا کر کہنا ہے کہ اس کو پکڑ لو چھوڑ نا نہیں، یہ تعبیر والے اس سے یہ مراد لیتے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آتی ہے کہ صرف اپنی نہیں سب کی فکر کرنی ہے اس لیے فرمایا کہ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ نواجذ بھی آ گئے تو سارے دانت مصروف ہو گئے، سب اس میں لگ گئے، صرف ان سے پکڑتے تو باقی دانت مصروف نہ ہوتے، جب سب سے پکڑیں گے تب تو باہر والے بھی کام میں آئیں گے اندر والے بھی کام میں آئیں گے، سب لگ جاؤ اس میں اس کو نہ چھوڑنا عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ

قریبی رشتہ داروں کو پہلے ڈرانے کی حکمت :

قرآنِ پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب بعثت ملی تو سب سے پہلے جو حکم ملا دعوت کا فرمایا ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ [1] اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ، ان کو دعوت دو یہ نہیں فرمایا کہ قریش سے نکل کر دوسرے قبیلے کو پہلے بلاؤ یا قریش ہی میں جو دور والے ہیں ان کو پہلے بلاؤ، یہ نہیں فرمایا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو پہلے ڈراؤ اللہ سے، انہیں دعوت دو دین کی ! اس کی کیا حکمت ہے ؟

اس کی ایک حکمت یہ ہے کہ جتنا قریبی رشتہ دار ہوگا اتنا گہرا آپ کو اندر تک جانتا ہوگا کہ آپ ہیں کیسے ؟ آپ اخلاقی طور پر کیسے ہیں ؟ آپ کا غصہ کیسا ہے ؟ آپ کا مزاج کیسا ہے ؟ طبیعت کیسی ہے ؟ گندا مزاج تو نہیں ہے، پاکیزہ مزاج ہے یا نہیں ہے ؟ غصہ تو نہیں ہے ؟ اپنی ذات کو تو ترجیح نہیں دے دیتے کہیں ؟ عدل اور انصاف کے تقاضے کو کس حد تک پورا کرتا ہے یہ شخص ؟ یہ قریبی رشتہ دار جانتے ہیں، باپ خوب گہرا جانتا ہے آپ کو، ماں خوب گہرائی سے جانتی ہے، بہن بھائی بھی خوب گہرائی سے جانتے ہیں، اولاد بھی گہرا جانتی ہوگی آپ کو، اور بیوی تو خوب ہی جانتی ہے وہ تو بہت گہرائی سے آپ کو سمجھتی ہے اچھی طرح کہ یہ کس کردار کا انسان ہے ؟ ؟

بدکرداری اور بداخلاقی کی نحوست :

ایک آدمی ہے بڑا اچھا، اٹھنے بیٹھنے میں ملنے ملانے میں بڑا اچھا ہے، میں جانتا ہوں اس کو،

---

[1] سورة الشعراء : ٢١٤

قریبی لوگوں میں ہیں ہمارے ! اس کی ہم تعریف کرتے ہیں، اس کی بیوی اپنی خاص سہیلیوں سے کہتی ہے کہ جب لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں تو میرا دل جلتا ہے کہ میں جانتی ہوں کہ یہ کیا ہے ؟ بظاہر ڈاڑھی ہے، اچھے کام کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، عزت سے ملتا ہے، اچھا اٹھنا بیٹھنا ہے مجلس میں، لیکن وہ کہتی ہے کہ میرا دل جلتا ہے مجھ سے پوچھو کہ یہ شریف ہے کہ نہیں، اچھا ہے یا نہیں، میں جانتی ہوں جو بالکل اندر تک رہنے والی اس کے ساتھ بیوی ہوتی ہے، شوہر بیوی سے خوب واقف ہوتا ہے، بیوی شوہر سے خوب واقف ہوتی ہے، یہ اس جگہ ایک امتحان تھا گویا کہ جب آپ قریبی رشتہ داروں کو بلائیں گے تو یقیناً آپ کی بات پر لبیک کہیں گے تو پھر اس سے لوگ متأثر ہوں گے کہ جب قریبی لوگ ان پر جان نثار کررہے ہیں تو پھر یہ ضرور اچھا انسان ہے ! چنانچہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے اندر نبی علیہ السلام کو بچاتے ہوئے جو آدمی سب سے پہلے قتل ہوگیا آپ کے دفاع میں وہ آپ کا سوتیلا بیٹا تھا ان کا نام حارث بن ابی ھالہؓ تھا [1]

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد تھی وہ آپ کے دفاع میں شہید ہوگیا سوتیلا بیٹا، سوتیلے کا تو معنی بہت برا ہوتا ہے، سوتیلا باپ ایک زہر آلود نام ہے تو بیوی آپ کی جان نثار تھی تب ہی سوتیلا بیٹا بھی آپ پر جان نثار رہا ! بیوی آپ سے متأثر تھیں، گہرائی تک جانتی تھیں کہ یہ کیسے شخص ہیں، کس کردار کے انسان ہیں تو وہ بھی متأثر ہوگئے، اتنے متأثر ہوئے اتنے متأثر ہوئے کہ مسجد حرام کے اندر اپنا خون نبی علیہ السلام کے بچاؤ اور دفاع میں بہادیا !

سگا بیٹا تو گندے سے گندے باپ پر بھی قربان ہوجاتا ہے، بدمعاش باپ پر بھی بیٹا قربان ہوجائے گا، بچانے کے لیے آئے گا کہ یہ میرا باپ ہے اچھا ہے یا برا، میرا باپ ہے بس ! یہ جذبہ ہے قدرتی اس کی اچھی بات پر اس کو خوشی ہوتی ہے تکلیف سے اسے تکلیف ہوتی ہے، زیادہ اس لیے ہورہی ہے کہ یہ اس کا رشتہ بڑا گہرا ہے، لیکن سوتیلے باپ اور بیٹے سے بری ہونا بڑا آسان ہوتا ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جان نثار بیوی تھیں آپ ﷺ کی۔ چالیس سال کی بڑھیا تھیں اور

---

[1] الاصابہ ج۱ ص ۳۰۶

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پچیس سال کے نوجوان تھے، شادی کی ان سے اور لمبا عرصہ ان کے ساتھ گزارا اس عرصہ میں کوئی اور بیوی نہیں تھی آپ ﷺ کی ! اور انہوں نے ہی پیشکش کی تھی کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ سے نکاح ہو جائے ! اس دعوت دینے سے پہلے بھی لوگ آپ کے اٹھنے بیٹھنے، رکھ رکھاؤ، مزاج سے متاثر ہو چکے تھے، قریبی اور دور کا ہر شخص آپ پر فریفتہ تھا، چچا وغیرہ کی آنکھوں کے تارے تھے، سب محبت اور پیار کرتے تھے، دعوت دیتے ہی کچھ لوگ ان ہی میں سے جانی دشمن بن گئے اور کچھ نے جان قربان کر دی ! تو دعوت دینے کے بعد یہ رویہ اگر کسی کا ہوا تو اس کا اپنی سوچ کی وجہ سے ہوا نبی علیہ السلام کے کردار کا اس میں دخل نہیں ہے ! اگر کوئی مخالف ہو رہا ہے وہ اپنی ناجائز خواہشات کی وجہ سے مخالف ہو رہا ہے ورنہ یہ تو دوست تھا، متاثر تھا۔

اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے کوئی گالی تو نہیں دی تھی، کسی عہدے کا مطالبہ تو نہیں آپ نے کیا تھا کہ سردار میں بن جاؤں گا تم نہ بنو، تم ہی سردار رہو، لیکن یہ کلمہ پڑھ لو بس لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی دعوت دی لیکن انہوں نے باپ دادوں کے دین کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور مخالف ہو گئے، دشمن بن گئے آپ کے ! تو دشمنی کی بنیاد جو تھی انتہائی کچی اور بودی تھی اس کی وجہ سے نبی علیہ السلام کی ذات پر کوئی میل نہیں آتا بلکہ ان کی جتنی دشمنی بڑھتی گئی نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ذات میں اتنا نکھار آتا چلا گیا، اُدھر سے تکلیفیں مل رہی تھیں اِدھر سے آپ اپنے راستے سے ہٹ نہیں رہے تھے، قائم تھے، جمے ہوئے تھے، مضبوط تھے، تو یہ چیز متاثر کر رہی تھی لوگوں کو کہ دین پر جمے ہوئے ہیں ! غلط ہوتے تو ہٹ جاتے ! کون مصیبت میں پڑتا ہے، کون اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتا ہے، اپنے بچوں کو مصیبت میں ڈالتا ہے، اپنے علاقے سے نکلتا ہے، اپنا گھر بار کون چھوڑتا ہے۔ کوئی بھی نہیں چھوڑتا ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴾[1] اور نبیوں نے بھی یہی کہا کہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اس کام کا ﴿ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ﴾[2] میرا بدلہ اللہ ہی دے گا آپ لوگوں سے ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ! !

---

[1] سورۃ طٰہٰ : ۱۳۲ [2] سورۃ سبا : ٤٧

آپ انبیاء کے نائب ہیں مگر اس پر فخر نہیں کرنا :

تو آپ حضرات جو ہیں وہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کے نمائندے بن رہے ہیں، آپ یہاں دین سیکھنے آئے سارا سال دین سیکھتے رہے پھر یہ چھٹیوں کا موسم آ گیا شعبان ورمضان کا، دل چاہتا ہے کہ تفریح کریں بہت سے طلباء ایسے بھی ہیں تفریح کے لیے نکل گئے سیر کے لیے نکل گئے، مگر آپ نے پڑھنے ہی کو ترجیح دی اور آپ لمبا سفر کر کے گھر کا آرام چھوڑ کر رشتہ داروں کو چھوڑ کر یہاں آ گئے ! پورے ملک میں کوئی کہیں دورہ کر رہا ہے، کوئی کورس کر رہا ہے، بہت ساری تعداد ہے طلباء کی ! ! آپ بہت خوش نصیب ہیں اور اس پر شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو یہ توفیق عطا فرمائی، اس پر فخر نہ کریں، اس کو اپنا کمال نہ سمجھیں، ہمارا یہ کمال نہیں ہے یہ تو اللہ کا کمال ہے جس نے یہ توفیق دی، ہم تو نالائق ہیں سارے، ہر شخص نالائق ہے ! !

اللہ تعالیٰ کی حمد کی وجہ :

اس لیے کہ اگر ہم لائق ہوں اور پھر کوئی کام کریں تو پھر اللہ کی حمد کس بات پر ہوئی وہ تو بیکار ہوئی، اللہ کی حمد کی ضرورت نہیں پھر تو میں اپنی حمد کروں اور آپ اپنی حمد کریں، حمد تو ساری اللہ کے لیے ہے ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ﴾ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے ! اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی قسم کی تعریف اگر کسی کے لیے ہے تو وہ اللہ کے واسطے سے تو ہے براہ راست نہیں ہے حتی کہ نبی علیہ السلام کی جو تعریف ہے وہ اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے ان کو ! نبیوں کے بارے میں بھی آتا ہے ہم نے تمہیں منتخب کر لیا، ہم نے تمہیں چن لیا، بس چن لیا نواز دیا، اگر پہلے سے یہ عقل ہوتی نبی میں تو پھر یہ تو نبی کا کمال ہوتا پھر وہ نوازش نہ ہوتی وہ عنایت نہ ہوتی انتخاب نہ ہوتا، یہ تو اس کا کمال ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے سب کا ! تمام خوبیاں تمام کمالات کس کے لیے ہیں ؟ صرف اللہ کے لیے ہیں ! جس کو چاہوں میں منتخب کروں، جس کو چاہوں میں چن لوں، یہ اللہ کہتا ہے۔ تو ان ہی میں سے چن لیا، جب تک نبوت نہیں ملی، اس معاشرے میں نبی جیسے ذہین بھی ہوتے ہوں گے دانا بھی ہوتے ہوں گے، زِیرک

بھی ہوتے ہوں گے، ان کو چھوڑ کر اللہ نے صرف انہیں نبی بنا لیا ! تو اگر لائق ہوتے ہم اور نالائق نہ ہوتے تو پھر اللہ کی حمد ہم کس بات پر کرتے ! مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی لائق نہیں ہے ہم میں سے ہر شخص نالائق ہے وہ تو اس نے نواز دیا ! !

ہم کیا ہیں ؟

آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہیں کیا ؟ اس پر کبھی غور کریں آپ کہ میری اور آپ کی یا ہم سب کی حیثیت کیا ہے ؟ آپ نے سنا ہوگا کہ بعض چیزیں ایسی ہیں بعض ایسی مخلوق اللہ کی ہے کہ جسے خوردبین سے دیکھنا پڑتا ہے اور ایسی خوردبین سے دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ اس چیز کو کوئی لاکھ گنا بڑا کر کے دکھا دیتی ہے، بلکہ بعض ایسی خوردبین ہوتی ہیں جو اس چیز کو کوئی کروڑ گنا بڑا کر کر اُن کو دکھاتی ہیں تب وہ چیز نظر آتی ہے ورنہ وہ نظر ہی نہیں آتی ! اس کا مطلب ہے کہ خوردبین نہ ہو ہم سمجھیں گے کہ ہے ہی نہیں، معدوم ہیں، یہ ہمارے پیروں کے نیچے بھی آ رہی ہوگی ، اوپر بھی ہوگی ، یہاں بھی ہوگی ، ادھر بھی ہوگی ، اب ایسے ذرّے کو کوئی حیثیت آپ دیتے ہیں کوئی قدر و قیمت ہے بتلایئے ؟ کوئی قدر نہیں !

اب میں آپ کو بتلاؤں کہ یہ جو ہمارا نظامِ شمسی ہے، سورج اور چاند اس میں ہیں، ایک کہکشاں ہوتی ہے وہ اس سے بھی بڑی ہوتی ہے، ان کہکشاؤں میں نظام شمسی جیسے کروڑوں نظام ہوتے ہیں ! کرۂ ارض کو دیکھیں کتنا بڑا ہے کہ صرف پاکستان کا ہی چکر لگانا پڑ جائے تو صحرا دیکھ کر چکرا جاتے ہیں، بلوچستان کو دیکھیں جا کر سب سے بڑا صوبہ ہے پاکستان کا رقبہ کے اعتبار سے ، طے ہی نہیں ہوگا تھک جائیں گے سفر کرتے کرتے ، پھر پاکستان اس سے بھی بڑا ہے ! اور ملک لے لیں ہندوستان تو یہ اور بھی بڑا ہے، تو اتنا بڑا ہے یہ کرۂ ارض، اس کرۂ ارض پر میری اور آپ کی کیا حیثیت ہے ؟ فرض کریں کرۂ ارض پر سب ختم ہو جائیں صرف ایک آدمی میں یا آپ میں سے کوئی ایک رہ جائے تو نظر ہی نہیں آئے گا بالکل پتا ہی نہیں چلے گا یہ ہے یا نہیں، تصویر بھی لے لیں اوپر سے تب بھی نظر ہی نہیں آئے گا کہ یہ ہے یا نہیں !

اب یہ کرۂ ارض جس کو ہم اتنا بڑا سمجھتے ہیں نظامِ شمسی میں جس میں سورج اور سورج کے گرد جو دس گیارہ بارہ ستارے گھوم رہے ہیں ان میں اس کرۂ ارض کا پتا نہیں چلتا پھر کہکشاں جو ہے اس کہکشاں کے اندر اس پورے نظامِ شمسی کا پتا نہیں چلتا، سائنس دان جب کیمرے سے تصویر لیتے ہیں کہکشاں کی جس کو آپ گلیکسی کہیں گے، گلیکسی کی تصویر لیتے ہیں تو اس میں پورا نظامِ شمسی نظر نہیں آتا گم ہو جاتا ہے، کتابوں میں بتلاتے ہیں کہ اس جگہ میں کہیں ہے پتا نہیں چل رہا ! تو گویا اس پورے نظامِ شمسی کو اس میں دیکھنے کے لیے آپ کو خورد بین کی ضرورت پڑے گی جو اس کو بڑا کر کے دکھائے تو نظامِ شمسی نظر آئے گا اب آپ بتائیے کہ اس نظامِ شمسی میں جو پورا خورد بین سے نظر آئے گا اس میں ہماری اور آپ کی حیثیت کیا ہے ؟ ہم کہاں نظر آئیں گے کہیں بھی نظر نہیں آئیں گے !

یہ جو پھلوں میں کیڑے ہیں سبزیوں میں کیڑے ہیں اور باریک کیڑے ہیں، جراثیم جسے کہتے ہیں جو خورد بین سے نظر آتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ میں اور آپ بھی جراثیم ہی کی مانند ہیں کیونکہ جس زمین پر میں اور آپ رہ رہے ہیں وہ زمین بھی جراثیم کی مانند چھوٹی سی ہے وہ بھی نظر نہیں آتی، وہ سولر سسٹم نظر نہیں آتا پھر ایک اور بڑی سی تصویر انہوں نے کھینچی کہکشاؤں کی جس میں کئی کہکشائیں آتی ہیں تو وہاں ہماری کہکشاں نظر نہیں آتی ! !

تو معلوم ہوا کہ ہمارا اور آپ کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، اتنی بے قدری چیز ہے میرا اور آپ کا وجود، اتنی حقیر چیز ہے لیکن اس حقیر چیز کو اللہ نے نوازا تو اتنا بڑا کر دیا کہ سارے عالم میں اس کو فضیلت دے دی ! اگر یہ عمل کرے اور اللہ اور رسول کے راستے پر چلے تو فرمایا کہ تم سے بہتر کوئی نہیں حتی کہ فرشتے بھی تم سے بہتر نہیں ! عام فرشتے ہمارے عام لوگوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے جو اعلیٰ فرشتے ہیں وہ نبیوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے، خواص ملائکہ خواص انسانوں سے نیچے ہو جائیں گے، عوام ملائکہ عوام انسانوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے اگر دین پر چلیں !

یہ ہے اللہ کی رحمت کہ ہم جیسی بالکل بے قدری چیز جس کو ڈھونڈھا جائے تو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی، یہ تو ایک شعور اور ادراک اللہ نے ڈال دیا آپ کے اندر آپ کے وجود کا، میرے اندر

میرے وجود کا، تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا وجود ہے اور ہم کچھ ہیں اور پھر ہم ایک دوسرے کو محسوس کر رہے ہیں، ورنہ تو جو حیثیت ہے ہماری وہ تو بہت معمولی ہے کچھ بھی نہیں ہے ! تو اللہ کی ذات کتنی لامحدود ہوگی، کتنی عنایتیں ہیں اور کتنی نوازشیں ہیں، تو ایسی بے قدری چیز ہمارا وجود اتنا چھوٹا ہے اتنا چھوٹا ہے کہ اگر آپ کے ہاتھ میں بہت باریک چیز دی جائے اور اس کو بنانا پڑے تو بنا سکتے ہیں ؟ نہیں بنا سکتے ! ایک رسے کو گرہ دینے کے لیے کہیں، تو رسے کو گرہ دے دیں گے لیکن اگر اتنا سا دھاگہ آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو آپ گرہ نہیں دے سکیں گے ! ہم تو اتنے معمولی اور ہمارا اتنا چھوٹا وجود ہے کہ ہمارا لباس کس طرح سیا گیا کیونکہ یہ تو بہت چھوٹا ہے ہمارا وجود چھوٹا ہے لیکن اللہ نے قدرت دے دی تو اس لباس کو سی سکتے ہیں، اللہ نے قدرت دے دی ماہرین کو کہ اس آدمی کی عینک بنا سکتے ہیں، اس کی ٹوپی بنا سکتے ہیں، تو عینک اور ٹوپی بن رہی ہے ورنہ ہماری عینک اور ٹوپی بھی نہیں بن سکتی تھی چونکہ یہ تو بہت چھوٹی چیز ہے، آ ہی نہیں سکتی ہاتھ میں، آئے تو بنائیں گے، ہاتھ میں ہی نہیں آ رہی ایک چیز تو کیسے بنائیں گے آپ ! !

یہ تو ایسا نظام ہے اللہ کا اور ایسی عنایات ہیں کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، ہماری اور آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے ! اگر کوئی حیثیت ہے تو وہ اس لیے ہوگی کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر چلیں، اسی لیے نبی علیہ السلام نے زور دیا کہ تمہارا ظاہری وجود ہو باطنی وجود ہو، دنیاوی حیات ہو اخروی حیات ہو، ساری حیاتوں کی بھلائی اور خیر جو ہے وہ میری سنت سے وابستہ ہے لہٰذا اس کو پکڑ لو، اپنے قبیلوں سمیت اپنے جتھوں سمیت ان کو بھی اس پر لاؤ خود بھی اس پر آجاؤ اور کوئی ایسا وقت آجائے خدانخواستہ کہ کوئی بھی اس پر نہیں آتا تم اکیلے ہی ہو تو فرمایا کہ بس پھر اکیلے اپنی فکر کرو ! تو اس لیے اس دور کے کیا حالات ہیں جس دور سے ہم گزر رہے ہیں، اس کا آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا اس دور میں دین کی کون سی خدمت کی زیادہ ضرورت ہے، اس کا آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا ! اللہ کی جو مخلوق انسان ہے اس وقت اس کی کس طرح سے مدد کی جائے کہ وہ دین پر آجائے اور دین پر جم جائے، یہ دیکھنا پڑے گا ! !

این جی اوز کے ذریعہ ارتدادی فتنہ :

اس وقت اس دور میں ہمارے ملک میں اور جہاں جہاں مسلمان ہیں اور غربت ہے وہاں این جی اوز کی یلغار ہے ! این جی اوز کا مطلب ہے فتنہ ! جو مال کی شکل میں ہے، جو بدکار عورت کی شکل میں ہے، جو کوٹھی بنگلے کی شکل میں ہے، انسان کو اپنا دین چھوڑنے پر آمادہ کرتا ہے کہ اپنا دین چھوڑ دو، ادھر آجاؤ یہ لے لو، یہ چھوڑ دو تو تمہیں کھانے کو دے دیں گے، یہ چھوڑ دو تو تمہیں پینے کو دے دیں گے، یہ چھوڑ دو تو تمہیں رہنے کو گھر دے دیں گے، یہ دین چھوڑ دو تو تمہیں اچھا باغ دے دیں گے، یہ چھوڑ دو تو تمہارے گاؤں میں بجلی پہنچا دیں گے، یہ دین چھوڑ دو تو تمہارے مکانات پختہ بنا دیں گے، یہ امتحان کا گھر ہے ! !

غریب علاقے میں جا کر دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا، سندھ کے غریب علاقوں میں چلے جایئے، پاکستان کے شمال کے غریب علاقوں میں چلے جایئے، افغانستان میں چلے جایئے، ان علاقوں میں جائیں، بنگلہ دیش میں جایئے، برما میں جایئے، ارکان میں جایئے، وہاں دیکھیں کہ ان کی یلغار ہے اور یہ ہمارے مسلمانوں کو ان کے دین سے بہکا رہے ہیں، گمراہ کررہے ہیں ! پہلے آہستہ آہستہ راشن دینا شروع کریں گے پھر راشن بند کردیں گے، تو وہ کہیں سے بھی نہیں ملے گا پھر جب دوبارہ جاری کریں گے تو کوئی شرط لگا کر ایسی جس سے وہ دین سے پھرے کہ یہ شرط ہے پھر دیں گے ورنہ نہیں دیں گے، اس طرح دیتے ہیں !

یہاں تک کہ ایک آدمی تھا بنگلہ دیش میں وہ بیچارہ جھوٹ سچ کر کے اپنے کو کافر ظاہر کرتا تھا لیکن آکر تنہائی میں روتا تھا عبادت کرتا تھا اللہ سے معافی مانگتا تھا کہ یا اللہ ذریعہ ہی کوئی نہیں ہے کھانے پینے کا ! یہ بچے میرے سامنے بلکتے ہیں تڑپتے ہیں بھوک سے تو میں ان کی خاطر یہ کرتا ہوں اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے، کما کر لانے کا یہی ذریعہ ہے کہ لا کر ان کا پیٹ پالتا ہوں اس لیے میں کلمہ کفر کہتا ہوں اے اللہ، لیکن عبادت کرتا تھا وہ، اب اس کی رپورٹ ہوگئی کہ یہ تو جھوٹ بولتا ہے، یہ تو تنہائی

میں عبادت کرتا ہے، اب اس کو جناب جب وہ گیا لینے تو اُنہوں نے کہا تم تو جھوٹ بولتے ہو، تم تو مسلمان ہو اور تم تنہائی میں عبادت کرتے ہو، اسی دین پر قائم ہو تم ! اس نے کہا نہیں ! انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے ہمیں رپورٹ ہے صحیح رپورٹ، تم ایسے ہی ہو ! اب تم ایسے ہی رہو، اس نے کہا جیسی چاہو مجھ سے قسم لے لو ! تو انہوں نے کہا یہ جو کتاب ہے تمہاری اس کو زمین پر رکھ کر اس کے اوپر کھڑے ہو جاؤ اور اس پر تم پیشاب کرو پھر ہم تمہیں مانیں گے ورنہ نہیں ! اس اس طرح کرتے ہیں ! !

آپ کے بچے غربت کی وجہ سے ان ہی کے سکول میں جائیں گے تو وہ بچے کو کہیں گے کہ بچو ٹوفی لے لو، ٹوفی دے دیں گے، اگلے دن پھر کہیں گے بچو کون ہے خدا ؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ ! اچھا تو پھر تم آج اس سے ٹوفی مانگو کہ اللہ ہمیں ٹوفی دے دے ! اب بچے کہیں گے اے اللہ ہمیں ٹوفی دے دے تو وہ ٹوفی نہیں دیں گے، کہیں گے دیکھو ہم نے تو تمہیں کل ٹوفی دے دی تھی لیکن تمہارا اللہ تمہیں ٹوفی نہیں دے رہا ! اس طرح ان بچوں کے ذہن خراب کرتے ہیں ! !

پھر جناب وہ غریب علاج کے لیے ان کے ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو ان کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ شفاء کس کے ہاتھ میں ہے ؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے ! نسخہ لکھتا ہے اور نسخہ غلط لکھتا ہے صحیح دوا نہیں دیتا اس مرض کی ! وہ غریب عورت چلی جاتی ہے دوا کھاتی ہے پھر آتی ہے اگلے دن یا تیسرے دن کہتی ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا ! پھر وہ کہتا ہے کہ شفاء کس کے ہاتھ میں ہے ؟ وہ کہتی ہے کہ اللہ کے ہاتھ میں ہے ! پھر غلط دوا لکھ دیتا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ! دوا غلط دے رہا ہے تو دیکھئے ان کے کیسے کیسے طریقے ہیں پھر غلط دیتا ہے، یہ غلط دوا لے کر آجاتی ہے پھر وہ دوا کوئی فائدہ نہیں دیتی ! وہ پھر پوچھتا ہے کہ فائدہ ہوا ؟ کہتی ہے کوئی فائدہ نہیں ہوا ! وہ کہتا ہے پھر اب ایسے کرو کہ مسیح سے مانگو کہ جو مسیح ہے شفاء وہ دے گا، دیکھو میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ اے مسیح اس کو شفاء دے دیں ! اور یہ کہہ کر اس کو نسخہ لکھتا ہے اور ٹھیک دوا دیتا ہے ! اب جب وہ دوا لے کر جاتی ہے اپنے بچے کو کھلاتی ہے یا خود کھاتی ہے تو اسے فائدہ ہونا شروع ہوجاتا ہے ! ضعیف الاعتقادی تو ہوتی ہے عورتوں میں، تو اچھی اچھی بھی بہک جاتی ہیں ایسی باتوں سے، توہمات میں آجاتی ہیں وہ بہکتی ہے

ساتھ دس کو لے کر بہکتی ہے اپنے بچوں کو بھی بہکاتی ہے ! اس اس طرح سے وہ دین کو نقصان پہنچاتے ہیں

سکردو بلتستان میں این جی اوز نے شفاء خانے کھولے ہوئے ہیں ! وہاں یہ ہوتا ہے کہ مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے دوا لینے کے لیے، لائن سے سب دوا لے رہے ہیں، اسی لائن میں ایک عورت ان کی ایجنٹ کھڑی ہوتی ہے، وہ آتی ہے اس کے پاس جو این جی اوز کی شیطان عورت گھوم رہی ہوتی ہے، نگرانی کر رہی ہوتی ہے ! اس سے کہتی ہے کہ مجھے فلاں ضروری کام ہے اور مجھے جانا ہے مجھے آپ دوا پہلے دلوا دیں مہربانی فرما دیں ! وہ کہتی ہے کہ نہیں نہیں ہم مسلمان نہیں ہیں ہم تو اصول پر چلنے والے لوگ ہیں، لائن میں ہی دوا ملے گی ہم تو مسلمان نہیں ہیں ! یہ جو لوگ کھڑے ہیں ان کا حق مار کر تمہیں آگے نہیں کر سکتے، ہم مسلمان نہیں ہیں ! اس طرح کہہ کر یہ پھسلا رہی ہیں، یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ بھئی ہم اصول کے پابند ہیں، ہمارا اصول چلتا ہے لہٰذا ہم اصول کو نہیں توڑ سکتے، تم یہیں پر رہو لائن میں، تمہاری باری آئے گی تو دوا مل سکتی ہے یہ کہہ سکتی تھی یا نہیں کہہ سکتی تھی ؟ مگر یوں کہہ رہی ہے کہ بھئی ہم مسلمان نہیں ہیں ہم تو اصول کے پابند ہیں۔ تو ذہن اس طرح خراب کر رہی ہوتی ہیں ! !

آپ جو دور سے آئے ہوئے ہیں اور پڑھ رہے ہیں چھٹیوں کے دنوں میں بھی، آپ لوگ خوش قسمت ہیں، اس کا مطلب ہے کہ آپ کو دین کی طلب کا جذبہ اللہ نے اوروں سے زیادہ دیا ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں، بڑائی نہیں کرنی، فخر نہیں کرنا، فخر کیا تو ثواب ختم ہو جائے گا، ساری نیکیاں برباد ہو جائیں گی اسی وقت ! بس یہی سمجھ لیں کہ ہم اس لائق نہیں ہیں صرف اس کی عنایت ہے اس لیے آپ کو ان کے مسائل کا سوچنا ہے ! کیونکہ آپ چاروں صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حالات جو میں ذکر کر رہا ہوں آپ نے سنے ہوں گے دیکھے ہوں گے، آپ نے وہاں کام کرنا ہے، انہیں بتلانا ہے، سمجھانا ہے ! !

اور ان کے لیے ایسی مدد کی راہیں کھولیے تاکہ وہ ان سے بے نیاز ہو جائیں یہ ضرورت ہے اس وقت ! انہیں آپ دین کی دعوت دیں، ان کے عقیدے کی اصلاح کریں، نماز روزے کا بتلائیں لیکن ساتھ ساتھ یہ ضرورت پوری کریں گے تو وہ آپ کی بات سنیں گے ورنہ آپ کی بات نہیں سنیں گے،

کہیں گے ہم تو بھوکے ہیں اور ہمیں تو فاقہ ہے، تم ہم سے کہتے ہو روزہ رکھو، رمضان آ گیا ہے تو وہ آپ کا مخالف ہو جائے گا اسے غصہ آئے گا آپ پر ! آپ پہلے اس کی ضرورت پوری کریں جہاں تک ہو سکے، آپ غریب ہیں تو آپ وہاں کے متمول لوگوں کو متوجہ کریں، انہیں کہیں کہ دیکھو تمہاری خیر بھی اسی میں ہے ورنہ یہی لوگ کل کو اتنے مضبوط ہو جائیں گے کہ تمہیں اور مجھے سب کو قتل کر دیں گے ذبح کر دیں گے کیونکہ یہ یہاں کی آبادی ہے مقامی، وہ نکالی نہیں جا سکتی ! !

یہاں سے یہ این جی اوز یہ کفار ان کو استعمال کریں گے آپ کے خلاف اور یہ ان کی گود میں چلے جائیں گے پھر یہ خنجر لے لے کر ایک ایک کو ذبح کر دیں گے، نہ مولوی کو دیکھیں گے نہ مالدار کو دیکھیں گے اس محلے کے کیونکہ انہیں نفرت ہو گی کہ یہ مالدار تھا ہم بھوکے رہتے تھے، یہ بنگلے کوٹھیوں میں رہتا تھا، یہ اعلیٰ گاڑی میں ہمارے سامنے سے گزر کر جاتا تھا، ہمارے بچے گندے پانی میں کیچڑ میں ننگے کھیلتے تھے تو تمہارے بارے میں ان کے دل میں نفرت اور میرے بارے میں بھی ان کے دل میں نفرت ہے، نہ تمہاری خیر ہو گی نہ میری خیر ہو گی ! !

علماء اور اہلِ ثروت مل کر کام کریں :

خیر اسی میں ہے کہ میں ان کو دین کی دعوت دوں وہ دین پر مضبوط ہو جائیں، تم ان پر مال خرچ کرو تا کہ ان پر دین کی بات کا اثر ہو جائے، ہم دونوں مل کر کام کریں ! جو صاحبِ حیثیت لوگ ہیں انہیں بلائیں، بیٹھیں انہیں سمجھائیں یہ بات کہ تمہاری خیر اسی میں ہے ! مال تو تم نے خرچ کرنا ہی ہے جمع تو کر نہیں سکتے بیکار رہے تو کیوں نہ اس طرح خرچ کریں کہ ان کا دین بھی بچ جائے ان کا ایمان بھی بچ جائے، تمہاری بھی حیثیت مضبوط ہو جائے گی، تمہاری بھی یہ عزت کریں گے اور این جی اوز سے جان بھی چھوٹ جائے گی ! ان کا مقابلہ آپ نے جو کرنا ہے تو اس طرح سے کرنا ہے !

اور اگر آپ کہیں گے ان این جی اوز کے کیمپ کو آگ لگا دو، وہ نہیں لگائیں گے، کہیں گے یہاں سے تو ہمیں کھانا مل رہا ہے، یہاں سے تو ہمارے بچوں کا علاج ہو رہا ہے، ان کے سکول میں

ہمارے بچے پڑھنے جا رہے ہیں، انہیں کیوں آگ لگا ئیں ! وہ ان کے خلاف نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی بات نہیں سنیں گے ! آپ کی بات جب سنیں گے جب آپ ان کی کچھ مدد بھی کریں گے تو نبی جب آتے تھے معاشرے میں تو نبی دین کی دعوت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے تھے ! !

نبیوں کا طریقہ :

نبی علیہ السلام نے کیا فرمایا ؟ اعلان کر دیا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں کہ رات کو پیٹ بھر کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا سو جائے اور آپ ہیں تو دین کا نام لینے والے لیکن کھا کر پیٹ بھر کر سوتے ہیں اور وہ پڑوسی بھوکا ہے وہ کہے گا یہ کیسا مذہب ہے، یہ کیسا اخلاق ہے ؟ قریب نہیں آئے گا ! تو حدیث میں آ گیا کہ وہ بھوکا رہے اور تم پیٹ بھر کر سو تم کامل مومن ہی نہیں ہو !

تو نبیوں نے لوگوں کی دنیاوی ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی کیونکہ دنیا ذریعہ ہے آخرت کا، دنیا سے گزر کر آخرت میں جانا ہے، اس سے گزرے بغیر کسی اور راستہ سے جائیں یہ نہیں ہوگا اس لیے یہاں پر اپنی دنیا بھی سنوارنی ہے اور دوسروں کی بھی سنوارنی ہے تاکہ آخرت سنور جائے ! کیونکہ دنیا کھیتی ہے آخرت کی ، یہ حدیث میں آ گیا جیسا بوؤ گے ویسا وہاں کاٹ لو گے ! اچھا بوؤ گے تو اچھا کاٹو گے برا بوؤ گے برا کاٹو گے ! اس لیے آپ کے کندھوں پر صرف یہی ذمہ داری نہیں ہے کہ آپ نے تقریر کرنی ہے، آپ نے درس و تدریس کرنی ہے، آپ نے مدرسہ چلانا ہے، آپ نے تصنیف کرنی ہے، یہ نہیں ہے بلکہ آپ کے ذمہ لوگوں کے دنیاوی مسائل بھی ہیں کیونکہ آپ نبیوں کے نمائندے ہیں تو پوری نبیوں والی ذمہ داریاں بھی آپ پر ہیں، نبی علیہ السلام لوگوں کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتے تھے ! !

ایک ''روسی'' کا واقعہ :

آپ کو ایک واقعہ سناؤں ! ابھی میں صوبہ سرحد گیا ہوا تھا وہاں ایک دوست تھے ان کے ہاں ٹھہرا

وہ صاحب جو ہیں وہ پہلے بہت آزاد تھے، ان کے رشتہ دار کہتے تھے کہ ہم اس کو ''روسی'' کہا کرتے تھے کہ یہ روسی ہے، بد دین ہے، وہ کہتا تھا اس کی کیا ضرورت ہے اس کی کیا ضرورت ہے ؟ دین کا مذاق اُڑاتا تھا ! حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بھائی وغیرہ بیعت تھے متاثر تھے وہ کہنے لگے میرے دل میں آئی کہ میں اس کو وہاں لے جاؤں ! وہ کہتے ہیں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے آیا، دو چار دن رہا تو کہنے لگا کہ وہی لڑکا جس کو ہم کافر سمجھتے تھے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے میرا بھائی تھا سگا وہ کہنے لگا مجھے تو یہ آدمی اچھے لگتے ہیں، ان کی باتیں مجھے تو اچھی لگتی ہیں مجھے ان سے بیعت مرید کرادو ! کہنے لگے کہاں وہ مولویوں کا دشمن، علماء کا مخالف، دین کا مخالف ! وہ مجھے کہنے لگے کہ دل میں تو میرے یہی بات تھی زبان سے تو میں ان کو یہ کہہ کر نہیں لایا تھا میں تو ویسے ہی لایا تھا، ایسے کہتا کہ ملانے لے جاؤں تو وہ آتا ہی نہ ! کہنے لگے کہ اس نے جب یہ کہا تو میں بڑا خوش ہوا، میں نے اس کی حضرتؒ سے بیعت کرادی۔ بیعت ہونے کے بعد اللہ نے اس کی کایا پلٹنی شروع کردی، اب وہ بہت خوبصورت نوجوان ہے، ڈاڑھی ہے، عمامہ ہے اور دعوت اور تبلیغ کا بھی کام کرتا ہے جماعت کا اور سیاست کا بھی کام کرتا ہے، جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہے یعنی سیاست بھی علماء کے ساتھ کر رہا ہے باقی زندگی بھی علماء کے ساتھ گزار رہا ہے ! جب تبلیغی جماعت میں جائے گا تو بھی علماء، جمعیت کی سیاست میں آئے گا تو بھی علماء ہی ہیں۔ اب کیا ہوا ؟ وہ وہاں پر رہتا ہے، لوگوں کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں بھی جاتا ہے ! !

لوگوں کے جائز دنیاوی کاموں میں مدد کرنا بھی غلبۂ دین کا سبب ہے :

اور لوگوں کے جو دنیاوی مسائل ہیں وہ بھی حل کراتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی کچھ عرصہ پہلے یہاں بارشیں ہوئیں اس سے سیلاب آیا تو کھمبے جو لگا رکھے تھے چھوٹے کمزور کھمبے ہوتے ہیں وہ بعض دفعہ اُڑ جاتے ہیں، سیلاب میں بہہ جاتے ہیں ! اب کہنے لگے کہ کئی گاؤں جو تھے وہ بجلی سے محروم ہوگئے ! اب وہ پریشان، کچھ دن تو انسان صبر کرلیتا ہے دو دن چار دن پانچ دن، کئی دن جب

گزر گئے تو یہ جو صاحب تھے یہ گئے افسر کے پاس واپڈا کے، اس سے کہنے لگے کہ بھائی ایسے گاؤں برباد ہوئے ہوئے ہیں اور بجلی نہیں ہے تو ان کی بجلی پہنچاؤ، ٹھیک کرو ! کہنے لگے اس افسر نے کہا کہ ہم بجلی نہیں دے سکتے ان کو ! اس لیے کہ نہ یہ لوگ بجلی کا بل دیتے ہیں، نہ کچھ کرتے ہیں، پیسہ ہوگا تو کھمبے لگیں گے، ایسے کیسے لگیں گے یا یہ پیسہ دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ان کی بجلی نہیں لگا سکتے، کورا جواب دے دیا اس نے ! کہنے لگے اس نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ تو میں نے تم سے آرام سے بات کی ہے، ورنہ اس گاؤں میں اور ان علاقوں میں ہمارے پاس اس طرح کے لوگ بھی ہیں جو اس زبان میں بات کرنا جانتے ہیں، اس طرح کے لوگ بھی ہیں جو سڑکیں بھی بند کریں گے اور شریف بھی ہیں اور غنڈے بدمعاش بھی ہیں سب ہیں، جو یہ کام کر سکتے ہیں ! !

اب جب انہوں نے اس زبان میں بات کی تو اس نے اپنے اوپر کے افسر سے کہا۔ اوپر کے افسر نے کہا ہم آپ کو دیتے ہیں بجلی ! ہم اندازہ لگوا لیتے ہیں اور بجلی لگوا دیتے ہیں ! یہ ''جمعیت'' کا آدمی کام کر رہا ہے اور وہاں کوئی ''ق لیگ'' کا یا ''پیپلز پارٹی'' کا کوئی ہمایوں خان ہے لکی مروت کے علاقے کی بات کر رہا ہوں، یہ لکی مروت کے لڑکے جانتے ہوں گے، اس کو پتا چل گیا کہ یہ تو مولوی کام کرا رہا ہے اور جب مولوی یہ کام کرائے گا تو یہ جتنے گاؤں ہیں سارے گاؤں مولویوں کے ہو جائیں گے ہمارے نہیں رہیں گے، یہ تو مصیبت آ جائے گی !

اب جناب وہ ہمایوں خان جو تھا وہ بھاگا اور وہ افسروں کے پاس گیا اور انہیں کہا کہ تم نے یہ جو کر دیا ہے تو تمہیں ان لوگوں نے پیسے دیے ہوں گے، بہرحال آپ ٹھیک کام کرو۔ اب افسر نے معاملہ طے کر کے ان لوگوں سے کہا او ہو جی وہ کھمبے نہیں ہیں، فلاں چیز نہیں ہے، یہ نئی باتیں شروع کر دیں، کام روک دیا۔ اب ان کو بھی رپورٹ مل گئی کہ ہمایوں خان ایسے آیا تھا فلاں دفتر میں تو یہ سمجھ گئے کہ یہ شرارت اسی کی ہے ! یہ صاحب ایک اور افسر کے پاس گئے اس سے کہا کہ معاملہ یہ ہے آرڈر ہو چکے ہیں، کھمبے موجود تھے تب ہی آرڈر ہوئے ہیں ورنہ اس کے بغیر آرڈر ہی نہیں ہو سکتا تھا، سب چیزیں موجود تھیں، یا تو تم لگا دو، نہیں تو پھر ہمیں دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا ! اس نے کہا کہ

ٹھیک ہے میں کر دوں گا، میں کراؤں گا اور تم یوں کرو کہ بس میرے پاس خاموشی سے آجاؤ، پہلا آرڈر میرے پاس لے آؤ میں آرڈر کرادوں گا ! اب جناب پھر کوئی اس نے رکاوٹ ڈال دی جب یہ کام شروع ہوا، جب رکاوٹ ڈالی لوگ احتجاجاً سڑکوں پر مظاہرہ کرتے ہوئے نکل آئے اور ٹریفک روک دی ! اتنے میں ایک فوجی قافلہ آگیا بریگیڈئیر کی قیادت میں، اس نے وہاں سے گزرنا تھا مگر جب وہ آیا تو راستہ بند ! اب بریگیڈیئر نے آکر بات کی، ان سے کہا کیا بات ہے ؟ انہوں نے کہا یہ بات ہے، یہ معاملہ ہے، ہم اتنے پریشان ہیں آج اتنے دن ہوگئے ہیں وہ بجلی نہیں دے رہے ! اس نے کہا کہ آپ ہمیں تو گزرنے دیں ہم ٹریننگ پر جارہے ہیں، اس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا، سول بند ہے تو فوج بھی بند ہے، یہ نہیں ہوسکتا کہ سول کو ہم روک دیں اور فوج کو گزاردیں، یہ نہیں ہوگا۔ آپ طاقت سے گزرنا چاہیں تو گزر کر دکھادیں ورنہ آپ کو ہم نہیں گزرنے دیں گے ! اب لوگ کھڑے ہیں وہاں، تو مسلح ہوتے ہیں عام لوگ بھی، فوج بھی مسلح تھی وہ بھی مسلح تھے، اب بریگیڈیئر نے وہیں سے اسلام آباد رابطہ کیا کہ ایسے ہمیں جانا تھا اور یہاں یہ صورتِ حال ہے، لڑتے ہیں تو یہاں تو میدان بن جائے گا جنگ کا ! ہماری یہاں کے لوگوں سے لڑائی شروع ہوجائے گی، فوری طور پر مشرف تک رپورٹ پہنچی کہ یہ صورت حال ہے، اس نے کہا ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو ؟ کہا کہ ہم بڑے کھمبے چاہتے ہیں ! دوبارہ طوفان نے چھوٹے کھمبے پھر توڑ دیے ہیں، یہ دوسرا طوفان آیا تھا مجھے یاد آگیا وہ کھمبے لگادیے گئے تھے عارضی لیکن دوسرے طوفان نے پھر توڑ دیے، اب بڑے کھمبوں کی ضرورت ہے !

تو اُدھر جناب اس نے کہہ دیا کہ جو اندازہ بنتا ہے بنادو ہم یہ کردیں گے ! بریگیڈیئر نے ان سے کہا کہ میں نے یہ بات کرلی ہے، انہوں نے کہا کہ نہیں ایسے بات نہیں ہوگی۔ ہم مشرف کو نہیں جانتے، وہ اسلام آباد میں بیٹھا ہے، ہمارا تو وہاں ہاتھ بھی نہیں پہنچ رہا، گریبان نہیں پکڑ سکتے اس کا ! تم ذمہ دار ہو، اگر یہ نہ ہوا تو ہم تمہیں پکڑیں گے ! بس تم ذمہ دار ہو، ہوتا ہے یا نہیں ہوتا، تم یہاں کے رہنے والے ہو، ہم تمہیں جانتے ہیں اور کسی کو نہیں جانتے ! اس نے کہا میں ذمہ دار ہوں آرڈر آگیا بڑے کھمبوں کا جو طوفان سے بھی نہیں گر سکتے، منٹوں میں کام ہوگیا جو سالوں میں کام ہوتا ہے !

اب جب یہ ہوا تو ہمایوں خان نے یہ ہوشیاری دکھانی چاہی کہ آدمی بھیجے گاؤں دیہاتوں میں کہ جو تمہارے چوہدری ہیں سب میرے پاس فوراً آجائیں میں سب کو لے کر اسلام آباد جاؤں گا اسلام آباد سے بڑے کھمبوں کا آرڈر لاؤں گا تو رپورٹیں تو اسے مل رہی تھیں، اس نے یہ چالاکی کرنی چاہی کہ ان چار پانچ کو لے جاؤں گا اور کہوں گا کہ یہ میں نے لگوادیا ہے آرڈر کرا کر بڑے کھمبوں کا۔ اب جب چودھریوں کے پاس پیغام پہنچا تو چودھریوں کو بھی اطلاع پہنچ چکی تھی کہ فلاں خان جو ہیں جو ہمارے قبیلے کے ہیں انہوں نے تو یہ کام کرادیا ہے تو وہ ہنسنے لگے انہوں نے مذاق اُڑایا اس ہمایوں خان کا کہ یہ کام تو ہو چکا ہے بڑے کھمبوں کی منظوری کا، تم ہمیں کہاں اسلام آباد لے کر جارہے ہو۔

اب مجھے یہ بتلایئے ، یہ واقعہ اس لیے میں نے آپ کو سنایا کہ یہ سنا کر میں یہ سوال کررہا ہوں آپ سے کہ جب ایک کام ایک آدمی کرارہا ہے تو ہمایوں خان کو کیا تکلیف ہورہی ہے وہ کام ہونے میں کیوں رکاوٹ ڈالنا چاہتا تھا، کام ہونے دیتا، بجلی جارہی تھی، وہ یہ کیوں چاہتا تھا کہ یہ میں کروں یہ جمعیت والے نہ کریں، یہ سوال ہے میرا آپ سے ؟ آپ اس پر غور فرمائیں ! !

غور طلب چیز :

اب میں بتلاتا ہوں آپ کو، دیکھیں آپ پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھتے رہیں، آپ مسجد سے نکلتے وقت الٹا پاؤں مسجد سے باہر نکالیں اور سیدھا پاؤں مسجد کے اندر داخل کریں، آپ کھانا سیدھے ہاتھ سے کھائیں الٹے ہاتھ سے نہ کھائیں، الٹے ہاتھ سے استنجاء کریں سیدھے ہاتھ سے نہ کریں ان ساری چیزوں سے کیا ''بلیئر'' کا کوئی نقصان ہورہا ہے، ''بش'' کا کوئی نقصان ہوا، امریکہ کو کوئی چوٹ لگی، کفر کو کوئی زد آرہی ہے ؟ آپ رمضان کے روزے رکھیں اور سارا سال صوم داوٗدی رکھتے رہیں، اس سے ان کے اقتدار کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے ؟ اسی لیے (باطل کی طرف سے) یہ نعرہ لگتا ہے کہ آپ عالم ہیں آپ جائیں مسجد میں نماز پڑھیں، آپ دعوت دیں اس لیے کہ انہیں پتہ ہے کہ جب تک یہ دین کی ان چیزوں میں محدود رہیں گے ہمارے لیے یہ خطرہ نہیں بن سکتے ! !

باطل پرزد مکمل اسلام سے پڑتی ہے ادھورے سے نہیں :

یہ علماء ہمارے لیے خطرہ جب بن جائیں گے جب ان کا عوام سے تعلق قائم ہو جائے گا، مضبوط ہو جائے گا، پھر یہ ہمارے اقتدار کے لیے بھی خطرہ ہو جائیں گے، یہ ہماری فوج کے لیے بھی خطرہ ہو جائیں گے، ہمارے ایٹم بم کے لیے بھی خطرہ ہو جائیں گے اور ہمارے میزائلوں کے لیے بھی مصیبت بن جائے گی ! کیونکہ ان کا عوام سے جوڑ ہو جائے گا، جب خدمتِ خلق کے ذریعے ان کا عوام سے جوڑ ہو جائے گا تو وہ نبی والی قوت ان کے ہاتھ میں آ جائے گی ! کیونکہ نبی براہِ راست عوام سے جوڑتا تھا، ان سے تعلق پیدا کرتا تھا، ان میں مضبوطی پیدا کرتا تھا ! ہمایوں خان کو اس چیز کی تکلیف تھی ورنہ بجلی جا رہی تھی وہ کہتا بہت اچھی بات ہے بجلی جا رہی ہے میں لے جاؤں آپ لے جائیں، ایک بات ہے ! اسے یہ خطرہ تھا کہ یہ جب مولوی کریں گے تو یہ عوام ساری ان کے ساتھ ہو جائے گی پھر جو بات یہ کہے گا وہ یہ کریں گے، پھر یہ جب کہے گا کہ اب ہم نے نماز پڑھنی ہے تو یہ نماز پڑھیں گے، اب ہم نے یہ کرنا ہے تو یہ کریں گے، اب ہم نے صلوٰۃ استسقاء پڑھنی ہے تو یہ سارے جائیں گے ! اور یہ اگر کہے گا کہ ہمیں اب لڑنا ہے اور میدان میں جانا ہے اللہ کے لیے قربانی دینی ہے تو یہ یہ بھی کریں گے ان کے ساتھ ساتھ۔ یہ چیز خطرناک ہے، یہ کفر کو پسند نہیں ہے ! !

کھمبے کیا لگے مصیبت بن گئی :

جب یہ عالم یہ کہے گا کہ فلاں کو ووٹ دو تو یہ ووٹ بھی فلاں کو دیں گے ! یہ تو بہت بڑی مصیبت آ گئی ہمایوں خان کے لیے ! یہ تو سب کا رجحان دین کی طرف ہو گیا، مذہب کی طرف ہو گیا، لیکن صرف نماز آپ پڑھتے رہیں گے، روزہ آپ رکھتے رہیں گے، سیدھا پاؤں اور اُلٹا پاؤں مسجد میں بیت الخلاء میں داخل کرتے رہیں گے تو کفر کا کچھ نہیں بگڑتا، انگریز کا کچھ نہیں بگڑتا، نہ ہندو کا کچھ بگڑتا ہے بلکہ وہ کہتے ہیں یہ کرتے رہیں آپ ! یہی وجہ ہے کہ آپ تبلیغی جماعت انگلینڈ میں بھی بھیج سکتے ہیں، وہاں بھی کام کر رہی ہے پاکستان میں بھی کام کر رہی ہے، لیکن اللہ کے فضل سے تبلیغی جماعت

کا فائدہ اپنی جگہ ہو رہا ہے، اس طرف سے اللہ نے ان کی آنکھیں بند کر رکھی ہیں، انہیں پتہ ہی نہیں چل رہا ! تو لوگ وہاں مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں تو اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، ان کے کافر مسلمان ہو رہے ہیں اور اب اتنا بڑھ چکا ہے کام کہ وہ اب تبلیغی کام کو بند نہیں کر سکتے ! !

تو میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ آپ کا کام صرف یہ نہیں ہے کہ روزہ رکھیں، پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھیں، یہ تو کرنا ہے لازمی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی کرنا ہے ! کیونکہ آپ نبیوں کے نمائندے ہیں اور نبیوں کا کام کرنے کے لیے آپ کو عوام کی فلاح و بہبود کا سوچنا ہوگا، اس کی فکر کرنی ہوگی تب آپ معاشرے میں مضبوط ہو جائیں گے ! آپ کی حیثیت مضبوط ہوگی، آپ کی بات مضبوط ہوگی اور کفر اور باطل آپ کے سامنے سر نہیں اٹھا سکے گا ! اگر آپ نے یہ نہ کیا اور عوام سے اپنا تعلق کم کر لیا، مضبوط نہ کیا تو پھر ہم کفر کی نظر میں ذلیل اور کمزور ہو جائیں گے پھر وہ ہمیں نمازی، روزہ دار اور حاجی ہونے کے باوجود اپنی لاٹھی سے جیسے چاہیں ہانکیں گے کبھی اِدھر کبھی اُدھر ! !

مذہب ذاتی معاملہ نہیں بلکہ اجتماعی ہے :

یہی وجہ ہے کہ کبھی نماز سے نہیں روکیں گے، کبھی روزہ سے نہیں روکیں گے، کبھی سیدھے ہاتھ سے کھانے سے نہیں روکیں گے، کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ الٹے ہاتھ سے کھائیں آپ، کفار یہ نہیں کہتے وہ کہتے ہیں یہ آپ کا مسئلہ ہے، کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ذہن میں لوگوں کے یہ بٹھا دیں کہ مذہب ذاتی مسئلہ ہے، اسلام کہتا ہے مذہب ذاتی مسئلہ نہیں ہے مگر وہ یہ بات کر کر اصل میں ہمیں اس طرح دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو بھئی ہم مذہب کو ذات تک رکھتے ہیں، آپ بھی مذہب کو ذات تک رکھیں حالانکہ وہ مذہب کو ذات تک نہیں رکھتے۔ بش نے کیا اعلان کیا ؟ اس نے کہا ہے کہ یہ ''صلیبی جنگ'' ہے ! تو مذہب ذات تک رہا ؟ آپ بتائیں مذہب ذات تک ہے ؟ بلکہ اس کی فکر کیا ہے ؟ اس کا مذہب ذات تک نہیں ہے بلکہ پھیل رہا ہے، مذہب کی بنیاد پر وہ سارے کام کر رہا ہے، وہ ووٹ لے رہا ہے تو مذہب کی بنیاد پر لے رہا ہے، الیکشن لڑ رہے ہیں تو عیسائیت کی بنیاد پر لڑ رہے ہیں، تجارت کر رہے ہیں

وہ تو عیسائیت کی بنیاد پر کر رہے ہیں، ہر کام عیسائیت اور یہودیت کی بنیاد پر ہو رہا ہے تو ہم اسلام کی بنیاد پر کیوں نہ کریں ؟ اس لیے ہر شعبے میں آپ کو کام کرنا ہے، ہر آدمی کو اپنے ساتھ جوڑنا ہے، صرف اپنی ذات تک نہیں رہنا، صرف عبادات تک دین کو محدود نہیں کرنا بلکہ اس کے ہر شعبے کو زندہ کرنا ہے اور اپنے اس مشن کو پھیلانا ہے آپ نے۔

پھر سوچیں :

آپ سوچیں کہ ہمایوں خان جو پریشان تھا وہ کیوں پریشان تھا ؟ کام تو بجلی لگانے کا تھا وہ تو ہو سکتا تھا، لیکن اس کو فکر یہ تھی کہ یہ مولوی نہ کرائے کیونکہ اگر مولوی نے کرایا تو اس کو قوت حاصل ہو جائے گی لوگوں میں معاشرے میں ! تو اس لیے آپ نے تبلیغ کا کام بھی کرنا ہے، آپ نے تصنیف کا کام بھی کرنا ہے، آپ نے تالیف کا کام بھی کرنا ہے، آپ نے مسجد بھی سنبھالنی ہے، آپ نے مدرسہ بھی سنبھالنا ہے، آپ نے اس علاقے کی عوام اور محلے داروں کو بھی سنبھالنا ہے، سب کرنا ہے ! ! تصنیف و تالیف کریں، تبلیغ کریں، تقریر کریں، قلم کے ذریعے کریں، جیسے بھی ہو کریں، جس طرح دل چاہتا ہے کریں، سب دین کے شعبے ہیں ! تبلیغی جماعت میں جا کر کسی کا دل چاہتا ہے کرے وہ بھی دین کا شعبہ ہے، جو ختم نبوت کے سٹیج پر کام کرنا چاہتا ہے کرے، وہ بھی دین کا شعبہ ہے ! !

تنگ نظری اور تنگ دلی نہیں ہونی چاہیے :

لیکن یہ نہ سمجھیں کہ وہ اس جماعت میں کام کر رہا ہے لہٰذا میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ آپ کا ہی ہے، وہ ایک شعبہ جس میں ہم کام نہیں کر رہے اس میں وہ کر رہا ہے، جس میں وہ نہیں کر سکتا اس میں آپ کریں ! اس کو اپنا ہی سمجھیں، ہم سب دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں ! یہ جو ہمارے دلوں میں تنگی ہے آج کل، تنگ دلی ہے کہ جو میں کر رہا ہوں یا جس گروپ میں ہوں بس دوسرا بھی اسی میں ہی ہو، یہ بات غلط ہے، یہ نہیں ہو سکتا بھائی، یہ کبھی نہیں ہو سکتا ! !

میں آپ کو بتاؤں میرا تعلق سب کو پتا ہے چھپا ہوا نہیں ہے جدی پشتی جمعیۃ علماء اسلام سے ہے حضرت دادا جانؒ جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سیکرٹری رہے آل انڈیا کے، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد والد صاحبؒ جمعیۃ میں ساری زندگی رہے پھر جمعیۃ کے تاحیات امیر مرکزیہ رہے، میں جمعیۃ کا ہوں سب کو پتا ہے لیکن میں یہ چاہوں کہ سب جمعیۃ علماء اسلام میں آجائیں اور باقی سب ختم ہو جائیں، یہ عملاً ممکن نہیں ہے ! یہ پھر اپنی صلاحیتوں کو ہم ضائع کر رہے ہیں غلط جگہ پر ! !

ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ سب دین کا کام کر رہے ہیں، اس سے یہ ہوگا کہ ہم میں قوت آئے گی، ہم میں اتحاد پیدا ہوگا اور ہمارے دلوں کی دوریاں دور ہو جائیں گی اور اس کا فائدہ ہمیں ہوگا اس کا فائدہ مخالف اور باطل نہیں اٹھا سکے گا ! اس تنگ دلی کا فائدہ دشمن اٹھا رہا ہے باطل اٹھا رہا ہے اس سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے ! ! اللہ تعالیٰ ہمیں آپس کی محبت عطا فرمائے، دین کی عظمت عطا فرمائے، دین کو صحیح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے دین کا خادم بنائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے، آخرت میں حضور ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب ہو، آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ نومبر، دسمبر ۲۰۰۶ء)

دینِ حنیف

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۴ ؍ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ/ ۲۷ ؍ اگست ۲۰۰۸ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف و نحو کے تقریباً ۶۰۰ طلباء سے الوداعی خطاب فرمایا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴾[1] اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انسانوں کو ایسے راستے پر چلنے کا حکم دیا ہے جو بالکل اعتدال والا ہو اس میں کسی قسم کی کجی نہ ہو اور اس پر چلنے کے نتیجہ میں انسان دنیاوی سعادتوں سے بھی مالا مال ہو جائے اور آخرت کی کامیابیاں بھی اس کو نصیب ہو جائیں ! اس لیے باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ''دینِ حنیف'' ایسا دین جو اعتدال والا ہو جس میں کجی نہ ہو اس کو اختیار کرو ! اور وہ کون سا ہے ؟ وہ وہ راستہ ہے جو حضرت ابراھیم علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام نے بتلایا اور پھر اس پر اس کے بعد آنے والے نبی قائم رہے حتی کہ نبیوں کا یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ پر آکر ختم ہوا اور آپ نے اسی راستے کو اختیار فرمایا اور آخری نصیحت فرمائی جس کے بعد کوئی اور راستہ اب رُشد و ہدایت کا بند ہو گیا ! !

حق کی تلاش :

ایک واقعہ حدیث شریف میں آتا ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کا، یہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں ہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی ہیں بہت برگزیدہ صحابی ہیں

[1] سورہ اٰلِ عمران : ۹۵

ان کے والد ہیں، ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ اقدس پر ایمان لے آئے تھے یا نہیں لائے تھے، لیکن یہ بات حتمی ہے کہ یہ دینِ حنیف پر تھے، مشرکوں میں رہتے تھے، مکہ مکرمہ کے رہنے والوں میں تھے قبیلہ کے اعتبار سے ہر اعتبار سے، لیکن یہ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی بھی صحیح دین پر نہیں ہے سوائے میرے، یہ اعلان کرتے تھے اور حق کی تلاش میں رہتے تھے کہ جو صحیح دین ہے جس کو اللہ کے یہاں قبولیت حاصل ہے جس پر چلنے کی بدولت انسان کامیابی حاصل کرلے وہ کون سا ہے ؟

مطلب یہ ہے کہ اس کی تفصیل کہ وہ کیا ہے اجمال تو تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں لہٰذا کسی کو شریک نہیں مانتے تھے حالانکہ انہیں براہِ راست نبی علیہ السلام کی کوئی تعلیم ابھی نہیں پہنچی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی رہنمائی ابھی انہیں حاصل نہیں ہوئی تھی ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ رہتے تھے آپ کے دوستوں میں تھے لیکن کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے وفات ہوگئی یا بعثت کے بعد ہوئی ، اس میں مختلف اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں بعثت کے بعد وفات ہوئی، آپ نبی بنا دیے گئے تھے اور آپ کے دین پر ایمان بھی لے آئے تھے ! بعض کہتے ہیں بعثت سے پہلے ہی وفات ہوگئی تھی لیکن جو بھی شکل تھی بہرحال ان کی وفات ایمان پر ہوئی کیونکہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت نہیں ہوئی تھی تو پھر وہ پہلے نبیوں کا جو دین تھا اس کے مکلّف ہیں اس پر وہ قائم تھے ان کی وفات اس پر ہوئی اور اگر بعثت کے بعد ہوگئی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان بھی لے آئے تو پھر تو بالکل واضح بات ہے ! !

اللہ تعالیٰ نے انہیں عقلِ سلیم دے رکھی تھی سمجھدار بہت تھے، حق کی تلاش میں کبھی عیسائیوں کے جو راہب تھے ان کے پاس جاتے تھے اور کبھی وہ یہودیوں کے جو راہب تھے ان کے پاس جاتے تھے اور جا کر یہ کہتے تھے کہ دینِ حنیف جو ہے وہ بتاؤ مجھے ؟ یعنی نجات کا راستہ مجھے بتاؤ، اعتدال کا راستہ مجھے بتاؤ، تو وہ کہتے تھے تم ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ عیسائی بن جاؤ تو تم نجات پا جاؤ گے، بس کچھ

اللہ کا تمہیں غضب نصیب ہوگا کچھ حصہ غضب کا ملے گا، تو وہ کہتے تھے کہ لَا اَفِرُّ اِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ اللہ کے غضب سے بچنے ہی کے لیے تو بھاگ رہا ہوں کہ اس کے غضب سے بچ جاؤں اور تم کہتے ہو کہ اس دین میں آجاؤ اور کچھ غضب ملے گا اللہ کا ! اس کا مطلب ہے یہ صحیح نہیں ہے، اللہ کے دین میں جب انسان آگیا تو پھر غضب کا کیا مطلب ہوا ؟ پھر تو غضب ہونا نہیں چاہیے، نہ زیادہ نہ تھوڑا ! ! پھر وہ وہاں سے نکلے اور دعا کرتے رہے کہ یا اللہ مجھے ملتِ حنیف جو ہے ملتِ حنفیہ اس پر قائم فرما، اس پر میری رہنمائی فرما ! تو وہ پھر چلے گئے یہودیوں کے راہب کے پاس اور وہاں اس سے کہا مجھے حق کی تلاش ہے میری رہنمائی فرمائیں ! تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ ! اس سے بھی انہوں نے کہا عیسائی سے بھی کہ غضب سے تو میں بچنا چاہتا ہوں ! اور مجھے پھر کوئی اور صورت بتاؤ تو اس عیسائی نے کہا پھر تم جو ملتِ حنیف ہے اسے بھول جاؤ ! !

تو میں سن کر باہر آگیا کہنے لگے اے اللہ مجھے ملتِ حنیف عطا فرما لیکن تفصیل نہیں معلوم بتا نہیں رہا تھا کوئی بتانے والا ! پھر نکلے باہر ہاتھ اٹھایا آسمان کی طرف اللہ سے کہا اے اللہ جو بھی ملتِ حنیف کا مطلب ہے حنفیت کا اے اللہ میں بس اس کا ہوں جو بھی مراد ہے تو بہتر جانتا ہے میں اس کا ہوں، یہ اعلان کیا اور ان تمام دینوں سے بیزاری کا اعلان کیا ! !

تو معلوم ہوا کہ یہودی اور عیسائی علماء جو اس وقت کے تھے آج سے چودہ سو پندرہ سو سال پہلے اس وقت کے پوپ اور پادری آج کے پوپ اور پادریوں سے زیادہ علم رکھتے تھے کیونکہ ان کا دور اپنے نبیوں کے دور کے قریب تھا، عیسائیوں کا عیسٰی علیہ السلام کے دور سے قریب تھا اور یہودیوں کا حضرت موسٰی علیہ السلام کے دور سے قریب دور تھا تو اس دور کا جو عیسائی پادری ہے یا یہودیوں کا جو پیشوا ہے وہ بالکل صحیح دین جو جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچالے اس کے بتانے میں عاجز ہے وہ نہیں بتا سکتا اور اس کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور انہوں اس دین کی تشریح فرمائی اس کی تفصیلات بتائیں اور امت کو رہنمائی نصیب ہوگئی ! !

''اسلام'' آخری دین ہے :

تو یہ جو دین ہے جسے ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین کہتے ہیں، کتاب وسنت سے جس کی تفصیلات نکلی ہیں، یہ دین آخری دین ہے جیسے میں نے پہلے بھی آپ کو عرض کیا تھا کہ اس کے آخری دین ہونے کی تاریخ شہادت دیتی ہے، حدیث تو دے رہی ہے شہادت، قرآن بھی دے رہا ہے شہادت، لیکن تاریخ جو کہ قرآن اور حدیث کے مقابلے میں ایک ضعیف اور کمزور حجت ہے، وہ بھی اس بات کی تائید کررہی ہے کہ یہ جو دین ہے یہ آخری دین ہے اور باقی دین فرسودہ ہیں اور ان کی تفصیلات موجود نہیں ہیں !

ایک واقعہ :

میں نے آپ کو بتایا تھا شاید پہلے بھی کہ یہ ڈاکٹر محمود غازی صاحب جو ہیں وزیر بھی رہے ہیں ضیاء الحق کے زمانے میں بھی اور مشرف کے زمانے میں بھی، بہت سمجھدار آدمی ہیں، ہیں تو بہت ذہین انسان، انہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا وہ کہنے لگے میں روم گیا اور روم میں پوپ سے بھی ملاقات کی ! روم میں جو پوپ رہتا ہے وہ ساری دنیا کی عیسائیوں کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا ہے باقی جو مذہبی پیشوا ہیں وہ اس کے ماتحت ہوتے ہیں، برطانیہ کا جو ہوگا سب سے بڑا وہ اس کے ماتحت ہوتا ہے، عالمی طور پر سب سے بڑا وہی ہے، اس وقت بھی ان کا مرکز نبی علیہ السلام کے زمانے میں روم تھا اور آج بھی ان کا مذہبی مرکز دینی مرکز روم ہی ہے، سیاسی اور دوسرے اعتبار سے تو مرکز ان کے بہت ہیں وہ تو امریکا ہے اور برطانیہ ہے لیکن جو مذہبی مرکز ہے وہ اس وقت سے آج تک ایک ہے اس میں تبدیلی نہیں کی !

میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک حدیث سنادیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سند کے ساتھ، صرف ایک حدیث سند کے ساتھ بس ! وہ کہنے لگے وہ سر نیچے کر کے بیٹھ گیا، آنکھیں بند کرلیں تھوڑی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ آپ اپنا سوال دوبارہ دوہرائیں ! کہتے ہیں کہ میں نے یہی بات پھر دوہرائی ایک حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنادیں مجھے سند کے ساتھ، وہ پھر سر نیچے کر کے بیٹھ گیا، ٹیچی ٹیچی [1] کا انتظار کررہا ہوگا، اللہ جانے کیا کررہا ہوگا سر نیچے کر کے ! !

---

[1] بقول مرزا قادیانی ملعون ''ٹیچی ٹیچی'' اس کے فرشتے کا نام تھا۔

اب اس نے دوسری دفعہ پھر سر اٹھایا، کہنے لگا کہ آپ اپنا سوال دوہرائیں ! میں نے پھر دوہرا دیا آسان سی بات ہے کہ ایک حدیث سنادو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سند کے ساتھ ! تیسری دفعہ اس نے کہا میں آپ کو ایک بھی ایسی حدیث نہیں سنا سکتا جو عیسٰی علیہ السلام سے ثابت ہو ! ! تو پوپ عالم ہے مگر جس دین کا وہ دعویٰ کرتے ہیں اس دین کی سند نہیں ہے سند کا مطلب ہے تکیہ، بنیاد، ٹیک، جس پر اس کا سہارا ہو جس پر اس چیز کا مدار ہوتا ہے گویا اس نے یہ کہا کہ ہماری عیسائیت بے بنیاد ہے اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں ہماری عیسائیت بے بنیاد ہے، ہمارے پاس اس مذہبِ عیسائی کی کوئی بنیاد موجود نہیں ہے ! کیونکہ سند ہی بنیاد ہوتی ہے کسی چیز کی، اگر سند ختم ہو جائے تو ہمارا دین بھی بے بنیاد ہو جاتا ختم ہو جاتا، آج ہمیں پتا ہی نہیں ہوتا کہ کیا صحیح ہے کیا صحیح نہیں ہے ؟ تو ہر چیز سند سے آج تک محفوظ ہے الحمد للہ، حدیث کی ہر کتاب میں سند موجود ہے پھر اس سند کی قوت بھی موجود ہے، محدثین نے محنت کر کے بتا دیا کہ یہ سند اتنی قوی ہے اور یہ اتنی قوی ہے اور یہ اتنی قوی ہے، مضبوطی بھی بتا دی ساری باتیں بتا دیں ! !

تو جب عیسائیوں کا یہ حال ہے جن کا دین طویل ہے اور یہودیوں کی نسبت بعد والا ہے تو پھر یہودیوں کے دین کی بنیاد تو بالکل ہی ختم ہوگئی، جب عیسائیوں کی نہیں ہے وہ تو بہت پرانا ہے بہت پہلے کا ہے، تو عیسائی مذہب جو ہے دنیا میں اور یہودی مذہب جو ہے دنیا میں یہ فرسودہ مذہب اور فرسودہ دین ہیں، یہ ہٹ دھرم ہے ! آپ کو تو کہتے ہیں ''بنیاد پرست'' ہم لوگوں کو مسلمانوں کو، یہ غلط ہے آپ کہیں کہ ہم بنیاد پرست نہیں ہیں ہم جدّت پسند ہیں کیونکہ سب سے آخری اور جدید دین یہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے، اس کے بعد کوئی دین نہیں آیا، یہودیت بھی اس سے پہلے کی ہے اور عیسائیت بھی اس سے پہلے کی ہے ! !

اسلام جدید ترین مذہب ہے :

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کے آنے کے بعد اگر کوئی ان دینوں پر باقی رہتا ہے تو وہ ہٹ دھرمی ہے وہ بنیاد پرست ہے وہ قدامت پسند ہے وہ دقیانوس ہے ! اسلام پر چلنے والا

ڈٹنے والا دقیانوس نہیں ہے جدت پسند ہے ! اس لیے کہ اگر کوئی اور مذہب اس کے بعد آتا آسمانی تو پھر اسے اختیار کرنا پڑتا وہ تو آیا نہیں اور جب تک کوئی بعد میں چیز نہ آئے تو پہلی چیز منسوخ نہیں ہوتی ! آپ دیکھیں ایک فیشن آتا ہے، کرتے کا فیشن آتا ہے، شلوار کا فیشن آتا ہے کہ اب یہ اس قسم کی ہوگی عورتوں میں اور مردوں میں آتے رہتے ہیں مختلف ! اب جب فیشن آیا تو آپ کہتے ہیں یہ نیا فیشن ہے اور ایک فیشن جو اس سے پہلے کا ہوا سے کہتے ہیں کہ یہ پرانا فیشن ہے، اسے پرانا کیوں کہتے ہیں ؟ اس نئے کی وجہ سے پرانا کہتے ہیں جب یہ آگیا اسے اختیار کرلیا تو یہ نیا بن گیا اور وہ پرانا بن گیا ہے ! اب اس نئے فیشن کے بعد اگر ماہرین نے دوسرا فیشن متعارف نہ کرایا ریڈیو پر، ٹی وی میں، اخبار میں اشتہارات میں یہی فیشن چلتا رہا پانچ سال دس سال بیس سال تیس سال تو یہ نیا ہی کہلائے گا کیونکہ دوسرا فیشن اس کے بعد آیا ہی نہیں جو اسے منسوخ کرتا ! !

اب اگر یہ فیشن جو آخری چل رہا ہے یہ پچاس سال کا ہوجائے، یہ سو سال کا ہوجائے، یہ تین سو سال کا ہوجائے، یہ چار سو سال کا ہوجائے اور جو اس کے ماہرین ہیں لباس کے انہوں نے اس کے بعد کوئی فیشن نہ بھیجا ہو تو یہ جدید ہی کہلائے گا کیونکہ اس کے بعد ابھی تک کوئی فیشن نہیں آیا ! تو ہم عام فیشنوں میں یہ کر رہے ہیں پھر جس دن کوئی دوسری ذرا سی بھی کٹنگ بدل دی انہوں نے ادھر کے کنارے کی اُدھر کے کنارے کی، اب وہ رواج میں اور وہ اختیار میں آگئی تو اب وہ نیا فیشن ہوجائے گا اور وہ پہلا پرانا فیشن ہوجائے گا لہٰذا اس دین کو یا مسلمانوں کو قدامت پسند ثابت کرنے کے لیے انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ اس دین کے بعد پھر کوئی اور آسمانی دین ہے ! اور یہ کوئی ماں کا لال ثابت نہیں کرسکتا، نہ آج تک کیا ہے نہ قیامت تک کرسکے گا ان شاء اللہ ! ایک قادیانی پیدا کرلیا، کروڑوں قادیانی بھی پیدا کرلیں آخری دین میں تبدیلی نہیں آسکتی ! یہ اسی طرح تروتازہ باقی رہے گا، یہ جدید تھا جدید ہے اور جدید رہے گا ! !

لہٰذا آپ جدت پسند ہیں آپ عالی ظرف ہیں آپ دقیانوس نہیں ہیں ! عیسائی دقیانوس ہیں یہودی دقیانوس ہیں، وہ قدامت پسند ہیں وہ بیک ورڈ ہیں اردو کی اصطلاحات ہوں انگریزی کی

اصطلاحات ہوں سب ان پر صادق آتی ہیں ! بیک ورڈ آپ نہیں ہیں، وہ بیک ورڈ ہیں ! ! یہ قدامت پسند ہیں، آپ جدت پسند ہیں، آخری دین اور آخری مذہب پر آپ ہیں ! !

یہ جب لال مسجد کا واقعہ ہوا تھا اور ان ظالموں نے وہاں خونریزی کی اور دینی طلباء اور طالبات کا خون بہایا تو دوسرا تیسرا دن ہوگا مجھے اب یاد نہیں ہے میں کسی کے گھر گیا ہوا تھا اپنے عزیزوں کے یا جاننے والوں کے تو ان کے یہاں ٹی وی چل رہا تھا اور اس کے مناظر دکھائے جا رہے تھے کیونکہ دو تین دن ہی ہوئے تھے تو بچیوں کا انٹریو دکھایا گیا تھا بچیوں کا نام بھی تھا اس وقت کچھ پتا نہیں کیا نام بتایا تھا جو اپنی آنکھوں دیکھا حال سنا رہی تھیں، فاطمہ نام تھا آمنہ یا ایسے کوئی دو تین نام تھے اور اس میں یہ تھا ریٹائیر جنرل جاوید اشرف قاضی، یہ بہت بڑا بد دین ہے بہت بڑا بد دین ! اللہ جانتا ہے کہ مسلمان بھی ہے یا نہیں ؟ یہ اللہ کو پتا ہے ہم دعویٰ نہیں کر سکتے کہ یہ کافر ہے یہ فتویٰ نہیں دے سکتے، باقی یہ کہ انتہائی بد دین انسان ہے [1] یعنی کافروں والے کام اس سے کروالیں۔ تو یہ بھی بیٹھا ہوا تھا بچیاں برس رہی تھیں، ظاہر ہے انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لاشیں اٹھائی تھیں گنتی کی تھی اور پھر وہ موت کے منہ سے نکل کر آئیں تھیں، ان کے جذبات جو تھے وہ تو ہر ایک سمجھ سکتا ہے ! !

تو اس کے بعد جب انہوں نے اپنی گفتگو کی تو یہ موجود تھا اور اس کے ساتھ ایک اور عورت بھی موجود تھی مجھے اس کا نام یاد نہیں وہ بے پردتھی تو یہ دو تھے اور (ان کے مدمقابل وہ) دو بچیاں تھیں، جیسے وہ دونوں رائے رکھنے والوں کا انٹرویو کرتے ہیں جیو والے اس گروپ سے بلا لیے اور اس گروپ سے بلا لیے تو وہ بلا رکھے تھے تو جب وہ بچیوں کا (بیان) ختم ہوا تو اس نمائندے نے اس کی طرف مائیک کر دیا جاوید اشرف قاضی کی طرف ! تو اس نے جو لغو باتیں کیں نہیں ایسی بات نہیں، ایسی بات نہیں لیکن ایک لفظ اس نے انتہائی زہریلا جس میں اس نے پورے دین مذہب کا مذاق اڑایا، ایک لفظ ہے مجھے اب اس کے پورے الفاظ یاد نہیں ''زوم بی'' کا لفظ ہے انگریزی کا ایسا کچھ لفظ ہے جس کا مطلب ہوتا ہے اپنی کوئی سوچ نہ رکھنے والا جیسے دولے شاہ کا چوہا ہوتا ہے معذور ! اندرونی طور

---

[1] کسی موقع پر سوال کے جواب میں موصوف نے قرآن پاک کے چالیس پارے بتلائے تھے۔

پر بھی معذور ہو اور ظاہری طور پر بھی معذور ہو کہ اپنا پتا ہی نہ ہو کوئی سوچ ہی نہیں، اب آپ ہاتھ پکڑ کر اس کو لے جائیں تو آپ کے ساتھ بھی چل دے گا، چلتا ہے ناوہ معذور آدمی ؟ اور اگر یہ پکڑ کر لے جائیں تو وہ اس کے ساتھ بھی چل پڑے گا ! تو کالا آدمی لے کر چل پڑے تو بھی چل پڑے گا سفید آدمی لے کر چل پڑے تو بھی چل پڑے گا، اِدھر لے جاؤ اُدھر لے جاؤ جدھر بھی لے جاؤ وہ چل پڑتا ہے ! ! !

اس نے کہا کہ یہ لوگ جو مدرسہ میں پڑھنے والے ہیں یہ ''ZOMBI'' ہوتے ہیں العیاذ باللّٰہ ! وہ بچیاں مطلب نہیں سمجھیں اس کا، ورنہ تو اگر مطلب سمجھتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی وقت اٹھ کر اس کو جوتے مارتیں اور ٹائی کھینچ کر اس کو اسی حال میں چکر لگواتیں ! اس نے وہ بات کی جو کافر بھی جرأت نہیں کر سکتے کہنے کی ! اس نے مسلمان ملک میں مسلمانوں کے ٹیلیویژن پر آکر یہ کہا، مجھے بھی اس کا مطلب پتہ نہیں تھا انہوں نے بتایا جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دینی مدرسوں والے ایسے لوگ ہیں العیاذ باللّٰہ ! اس نے دین کا مذاق اڑایا کہ یہ لوگ ہیں یہ شیر پاؤ ہے اور یہ سارے لوگ آپ کو معلوم ہے کس طرح ملوث تھے ان کاموں میں، سب کام انہوں نے امریکہ اور برطانیہ کے اشارے پر کیے، ان کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہے تو اصل دقیانوس یہ ہیں آپ نہیں ہیں یہ بچیاں نہیں ہیں یہ بچے نہیں ہیں ہمارے الحمد للّٰہ ! اصل بددین اور دقیانوس یہ طبقہ ہے ! ! !

بڑائی اور فخر منع ہے :

آپ کی نظر ان کی باتوں پر نہیں جانی چاہیے ان کی چیزوں سے آپ ہرگز دل گرفتہ نہ ہوں دل برداشتہ نہ ہوں، مرغوب نہ ہوں، احساسِ کمتری میں نہ پڑیں، سر اٹھا کر چلیں، دل میں عاجزی ہو، سر اٹھائیں اور دل میں عاجزی ہو، دل میں بڑائی نہ ہو فخر نہ ہو ! دل میں بڑائی اور فخر آگیا تو اسی دن رسوا ہو جائیں گے جیسے کہ نبی علیہ السلام اور صحابہؓ آپ کو حکم دیا اللہ تعالیٰ نے کہ طواف کرو اور رمل کرو چکر لگاؤ پہلوانوں کی طرح ! جب نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام حج کے لیے تشریف لائے، پہلا عمرہ کیا عمرۂ قضا کرنے کے لیے تشریف لائے تو اس وقت کفار کا قبضہ تھا مکہ مکرمہ پر، تو جب آپ ﷺ

تشریف لائے تو بہت عاجزی وانکساری کا مقام ہے بیت اللہ کے پاس حاضر ہونا اس کا حق ادا کرتے ہوئے طواف کر رہے ہیں عاجزی کے ساتھ تو مشرکین نے مذاق اڑایا نبی علیہ السلام کا اورآپ کی جماعت کا کہ انہیں حمّٰی یثرب (یعنی مدینہ منورہ کے بخار) نے لاغر کر دیا، ان میں کچھ بھی نہیں رہا دیکھو کیسے چل رہے ہیں تو نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام کو اللہ کے طرف سے حکم ہوا اور آپ کو ان کے یہ جملے پہنچائے گئے، بہرحال آپ نے خود سے کیا ہو یا اللہ کے طرف سے حکم آیا ہو، بات ایک ہی ہے کہ اکڑ کے چلو، چنانچہ رَمل شروع کیا! ''بیت اللہ'' اللہ کا گھر ہے وہاں اکڑ کا موقع ہے ؟ ظاہراً اکڑ ہے دل میں نہیں، ان کفار کو جلانے کے لیے اکڑنا ہے دل میں نہیں اکڑنا، دل میں تو ڈر کا مقام ہے پتہ نہیں کہ یہ ہمارا حج قبول بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا، پتہ نہیں یہ طواف قبول بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ؟ تو یہ سنت قائم ہوگئی !

لٰہذا اکڑ کر آپ بھی چلتے ہیں لیکن دل میں ڈرتے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمارا حج قبول بھی ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ؟ اس لیے جہاں ایسا موقع آئے وہاں احساسِ کمتری میں نہیں رہنا لیکن دل میں یہ رکھنا ہے کہ پتہ نہیں ہمارا ایمان بھی قبول ہے یا نہیں ؟ اور ہماری خدمات بھی قبول ہیں یا نہیں ؟ پتہ نہیں ہماری حیثیت اللہ کے یہاں کیا ہے ؟ جیسے صحابہؓ ہر وقت ڈرتے رہتے تھے ! آپ نے تواضع سے اخلاص کے ساتھ کام کرنا ہے بس، کامیابی نصیب ہوتی ہے آپ کو یا نہیں نصیب ہوتی آپ نے ہر حال میں کام کرنا ہے ! آپ نے کامیابی نہیں دیکھنی آپ نے تو ثواب اور اجر کی نیت سے کرنا ہے کہ ہمیں اللہ اس میں کامیاب کر دے ! اب آپ کامیاب ہو جائیں تو بھی آپ کامیاب اور ناکام ہو جائیں تو بھی آپ کامیاب ہو جائیں گے ان شاء اللہ کیونکہ اجر اللہ کی ذات کے پاس ہے ﴿ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ ﴾ [1] یہ ہر نبی کا دعویٰ بھی تھا نعرہ بھی تھا ! اللہ اجر دے گا وہ یہاں بھی دے سکتا ہے اور وہاں بھی دے سکتا ہے اور دونوں جہانوں میں بھی دے سکتا ہے، کب اور کہاں دینا ہے یہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے ! آپ کی خدمات کا پھل اللہ آپ کو دنیا میں دے ہی نہ، وہ بے نیاز ہے،

[1] سورۃ سبا : ٤٧

بعض دفعہ سوائے تکلیفوں مصیبتوں کے حاصل ہی کچھ نہیں ہوتا، اسی حال میں مر جائیں اس میں بھی اس کی حکمت ہے ! لیکن اللہ کے یہاں بڑا درجہ ہے اس کا ! !

ایک واقعہ :

بخاری شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی کوئی عورت تھی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی، بچہ دودھ پی رہا ہے فَمَرَّبِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْشَارَةٍ تو اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا، گھوڑ سوار بڑی شان وشوکت والا تھا جیسے شہزادہ ہوگا بادشاہ ہوگا راجہ ہوگا جو بھی ہوگا بہر حال بڑی اچھی ہیبت اور بڑے دبدبے کے ساتھ گزر رہا تھا ! ماں نے کہا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَهٗ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یا یہ کہے کلمات دوسری حدیث میں کہ ''اے اللہ میرے بیٹے کو موت نہ دیجیے اس جیسا ہونے سے پہلے''! ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ میرے بچے کا اچھا مستقبل ہو، ہر ایک چاہتا ہے کہ میرا بچہ خوشحال ہو اور اچھے حال میں رہے (اس نے دعا کی) اے اللہ میرا بچہ اس جیسا ہو جائے بچے نے پستان سے منہ ہٹایا گھوڑ سوار کی طرف دیکھا اور کہنے لگا اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ مِثْلَهٗ ''اے اللہ مجھے اس جیسا نہ کیجئے'' پھر ماں کا پستان پکڑا اور دودھ پینے لگا ! حدیث میں آتا ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرف گویا اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایسے انگلی چوس رہے ہیں گویا کہ وہ ایسے دودھ چوسنے لگا ایسے کر کے بتایا، یہ مسلسلات ہیں اب انگلیاں اپنے دو ہونٹوں میں دے کر چودہ سو سال بعد بھی اس تسلسل کے ساتھ نقل کیا گیا ! اور کہاں وہ پادری ایک حدیث بھی سند کے ساتھ نہیں بتا سکا، کہاں نبی علیہ السلام کی ایک چھوٹی سی ادا بھی محفوظ ہے آج تک اور آئندہ بھی محفوظ رہے گی ان شاء اللہ ! اور اس دین کا کوئی بھی دین مقابلہ نہیں کرسکتا ان شاء اللہ !

اتنے میں ایک عورت گزری، لوگ بھی اس کے ساتھ جا رہے تھے کوئی اسے کہتا تھا زانیہ ہے چور ہے چلتی ہے بدکار ہے مار رہے تھے برا حال کر رہے تھے، اس نے دیکھا اور جب اسے کوئی کہتا زَنَيْتِ تو نے زنا کیا ہے ! تو وہ کہتی حَسْبِيَ اللّٰهُ جب کوئی کہتا تو چور ہے وہ کہتی حَسْبِيَ اللّٰهُ [1]

---

[1] صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء رقم الحدیث ۳۴۶۶

اس نے اپنے کو اللہ کے سپرد کیا ہوا تھا، کوئی جواب ہی نہیں دے رہی تھی، بے بس تھی لاچار تھی ذلیل اور حقیر دنیاوی نقطہ نظر سے، بھیڑ میں جارہی ہے تماشا بنی ہوئی ہے، اس کی عزت پامال ہورہی ہے، اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہوسکتی ہے ! مرد ہوتا ہے تو پامال ہوتی ہے عزت، عورت ہو تو اس سے زیادہ اس خاندان اس قبیلے کی کیا رسوائی ہے کہ جس کی عورت کے ساتھ یہ ہورہا ہے کچھ لوگ مار رہے ہیں لے جارہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں اور اس کا ایک حمایتی بھی موجود نہیں ہے ان میں، سوائے اللہ کے حمایتی کے کوئی نہیں ہے بس وہ یہ کہتی ہے حَسْبِیَ اللّٰہُ بچے کی ماں نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ اِبْنِیْ مِثْلَ ھٰذِہٖ ''اے اللہ میرے بچے کو ایسا نہ کیجیے کہ میرا بچہ کبھی اس طرح ہو'' ہر ماں یہی کہے گی ! بچے نے پھر پستان چھوڑا پھر ادھر نظر ڈالی، کہنے لگا ''اے اللہ مجھے اسی جیسا کیجیے'' اب یہ ماں کی تمنائیں ہیں، ایک عجیب سا معجزہ ہورہا ہے، خلافِ عادت بچہ بول رہا ہے ماں اس پر حیران بھی ہے اور اس کی ان باتوں سے پریشان بھی ہے جھلا کے بولی کیوں آخر ؟ جب بچہ منہ سے کوئی بری بات نکالے تو ماں کہتی ہے کیوں کرتے ہو ایسی باتیں ! ایسے ہی اس کے بھی جذبات ہوں گے تو بچے کو اللہ نے قوتِ گویائی دی، کہنا لگا وہ جو ذُوہیّت آدمی جارہا تھا وہ ڈکٹیٹر ہے جَبَّارٌ اور یہ جو عورت ہے یہ سچی تھی اور اس نے ہرگز ایسی چوری نہیں کی تھی اس پر جھوٹے بہتان الزام لگائے جارہے تھے تو اللہ کے یہاں یہ بہت بڑے درجے والی ہے اور اللہ کے یہاں اس (مرد) کا کوئی درجہ نہیں ہے ! ! دنیا میں گو بڑا عہدہ بڑا درجہ بڑی عزت اور بڑا مرتبہ اس کا ہے اور دنیا میں اس (عورت) کا کوئی مرتبہ نہیں ہے لیکن وہ (مرد) ناکام ہے یہ (عورت) کامیاب ہے ! ''اے اللہ مجھے اس کامیاب والوں میں کردے ان ناکاموں میں مجھے نہ کر'' یہ بچے نے دعا کی !

صرف اللہ کی رضا مقصد ہونا چاہیے :

تو جاہ وجلال شان وشوکت کی کبھی طلب نہ کریں ضمناً مل جائے آپ کے جذبے کے تحت اللہ کے طرف سے بطورِ انعام کے وہ بات اور ہے، مقصود نہیں بنانا، اگر یہ مقصود بنالیا خدانخواستہ تو شیطان کے چنگل میں آگئے، شیطان کے جال میں پھنس گئے، آپ کا علم وفضل تقویٰ بڑائی اللہ کے

یہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی بس مقصد صرف یہ رکھنا ہے کہ اے اللہ تیرے دین کا کلمہ بلند کرنا چاہتا ہوں اور کوئی میرا مقصد نہیں ہے بس وہ مجھ سے خدمت لے لے اور اسے قبول کرلے ! البتہ جہاں دینی مصلحت ہو وہاں ٹھیک ہے وہاں رُعب بھی دکھائے اکڑ کر بھی چلے لیکن دل سے نہیں وہ بات الگ ہے یہاں دین کا تقاضا ہے لیکن دل میں عاجزی رہنی چاہیے، ڈرتے رہنا چاہیے کہ پتہ نہیں کہ ہمارا یہ عمل قبول بھی ہے یا نہیں ! آپ کا مقصود دنیاوی شان وشوکت نہیں ہونی چاہیے ہاں اتنا مقصود آپ ضرور بنائیں کہ میں اتنا کماؤں جس سے میرے ذمہ جو حقوق ہیں وہ ادا ہوجائیں، وہ بات اور ہے ! میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ ان میں بھی غفلت کرلیں، یہ نہیں ہے، بس مقصد تو دین پر چلنا ہے، خود دین پر چلیں گے تو دین کی خدمت آگے کریں گے، خود ہی نہیں چلیں گے تو کیسے کریں گے ؟ ؟

اس لیے بیوی بچوں کے حقوق ماں باپ کے حقوق عزیز واَقارب کے حقوق ان کے لیے کمانا ان کو دینا یہ بھی عبادت ہے ! اس سے بھی درجہ بڑھے گا یہ بھی دین کی خدمت ہے تو ساتھ ساتھ ان کے حقوق ادا کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے ! اور شعبوں میں بھی دین کی خدمت کرنی ہے، تمام چیزوں پر نظر رکھنی ہے ! !

اتباعِ سنت کی اہمیت :

''اتباعِ سنت'' جس چیز کا نام ہے وہ بہت مشکل کام ہے، بعض دفعہ انسان ایک چیز پر لگ جاتا ہے اور اسی میں چلتا رہتا ہے، اسی کو مطمحِ نظر بنالیتا ہے وہ چیز صحیح ہوتی ہے لیکن اس میں اتنا انہماک کرلیتا ہے کہ دین کے دیگر شعبے اور فرائض سے غفلت ہوجاتی ہے یہ اتباعِ سنت نہ ہوئی، یہ غلط ہے ! !

میرے چچا ایک دفعہ آئے ہوئے تھے جرمنی سے، ہندوستان کے تھے جرمنی میں رہتے تھے، بہت بڑے سائنسدان تھے کمپیوٹر کے، ان کی وفات کو پندرہ سال کے لگ بھگ ہوگئے ہوں گے، سید خالد میاں نام تھا اور ہمیں پتہ بھی نہیں تھا کہ وہ کمپیوٹر کے کتنے بڑے سائنسدان ہیں، تو جب ان کی وفات ہوگئی [1] اور اللہ کی شان یہ ہے ان کی خوش قسمتی کہ وہ ان دنوں ہندوستان آئے ہوئے تھے

---

[1] تاریخ وفات : ۲۹ ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ/ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۳ء بروز منگل

اپنے گھر میں، یہیں ان کی وفات ہوئی یہیں تدفین ہوئی دادا جانؒ کے ساتھ (مدفون ہوئے)۔ وہاں ان کو اللہ نے موت نہیں دی یہاں دی۔ وہ چھٹیوں میں آئے ہوئے تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو انگریزی کا پروگرام ہوتا ہے بین الاقوامی بی بی سی کا، اس میں ان پر خاص طور پر ان کی کمپیوٹر میں جو خدمات تھیں اس پر پروگرام نشر کیا تھا کہ یہ عالمی سطح کے کمپیوٹر کے اتنے بڑے ماہر ہیں۔ اور ہمیں بھی پتہ نہیں تھا کہ وہ اتنے بڑے سائنسدان ہیں ہم سمجھتے تھے کہ بس ٹھیک ہے جیسے ملازمت کر رہے ہیں جرمنی میں امریکہ میں کر رہے ہیں۔ تو وہ آئے ہوئے تھے ہمارے یہاں تو والد صاحبؒ باہر تھے مہمانوں میں اور وہ گھر میں بیٹھے تھے اور میں کمرے میں بیٹھا اپنا کچھ پڑھ رہا تھا تو ان سے ذرا ہم دور بھی رہتے تھے کیونکہ مزاج کے غصیلے تھے۔ معمولی بات پر غصہ آ گیا ڈانٹنے لگ جاتے تھے تو جتنا بھی ہو سکا دور رہتے تھے تو پھر کتاب کا بہانہ اور دین کا بہانہ اور ذکر کا بہانہ تو بڑا موزوں بہانہ تھا، اس بہانے سے تو بہت بڑے کارنامے انجام دیتے تھے۔ تو حضرتؒ وہاں سے گزرے تو میرے جوتے وہاں پڑے تھے تو اس سے سمجھ گئے کہ اندر میں بیٹھا ہوں تو آواز دی میں آ گیا، کہنے لگے تجھے نہیں پتہ کہ اندر خالد میاں آئے ہوئے ہیں تو کیا کر رہا ہے یہاں بیٹھا ؟ میں نے کہا..... پتا تھا، کیا کر رہا ہے پڑھ رہا ہے ؟ کہنے لگے تجھے نہیں پتا وہ تھوڑی دیر کے لیے آئے ہوئے ہیں مہمان ہیں اور وہ اکیلے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، خوب ڈانٹ کر کہا چلو اندر جاؤ ان کے پاس اور پھر جناب جوتے پہنے سیدھا جا کے ان کے پاس بیٹھا ! !

یہ اتباعِ سنت ہے، گھر مہمان آئے ہوئے ہیں دور سے آئے ہوئے ہیں وہ اکیلے ہیں گھر میں بچیاں ہیں ٹھیک ہیں وہ بھتیجیاں تھیں ان کی لیکن بچہ بھی تو ہونا چاہیے ساتھ، گھر کا آدمی ساتھ ہو مرد ہو تو ذرا اور بات ہوتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ میری آؤ بھگت ہو رہی ہے میرا اکرام ہو رہا ہے سب خوش ہیں میرے آنے سے، یہ اس کا دل چاہتا ہے، تو یہ ہے اتباعِ سنت ! ہم جوش و جذبے میں ایک دین کا کام کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں اتنا انہماک ہوتا ہے کہ باقی شعبوں سے غفلت ہو جاتی ہے وہ نہیں ہونی چاہیے ! !

کوتاہی کا تدارک کیسے کرے ؟

بڑائی یہ ہے کہ ہر چیز میں حق ادا کرے خیال رکھے اس چیز کا ،اور اگر کوئی کوتاہی ہو جائے تو اس کی تلافی کی کوشش کرے یا اس صاحبِ حق سے معافی مانگ لے، رشتے دار بھی ہوں تو کہے بھائی زندگی گزاری ہے تمہارے ساتھ لیکن تم لوگوں کے جو حقوق ہیں وہ مجھ سے ادا نہیں ہو سکے، کوتاہیاں ہوتی رہیں ، مجھے معاف کر دیں ! یہ بھی سنت کی پیروی ہوگی، یہ بھی اتباعِ سنت ہی ہوگی اگر اس طرح کریں گے ! !

صرف بیعت پر اکتفاء کافی نہیں :

تو اصل میں آپ نے بس اعلاء کلمة اللّٰہ کے لیے خدمت کرنی ہے اور اس دین پر چلنا ہے یہی آخری دین ہے یہی جدید دین ہے یہی سب سے اعلیٰ اور برتر دین ہے باقی تمام ادیان اس کے مقابلے میں منسوخ اور ختم ہیں اور باطل ہیں ! بس اسی پر چلتے رہنا یہی ہمارے لیے سعادت ہوگی ! اور آپ اپنے کو کتاب سے جوڑے رکھیں اور اللہ کی یاد سے اپنے آپ کو وابستہ کریں، میں یہ بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ بالکل ختم ہو چکا ہے، اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے، بیعت ہو گئے اور ساری زندگی گزار دی، بس میں تو فلاں سے بیعت ہوں، اس سے کیا ہوتا ہے صرف بیعت ہو گئے، اگر یہی صحیح ہوتا تو آپ کے شیخ یہی کرتے بس صرف بیعت ہو چکے ہوتے اور باقی اسباق نہ کیے ہوتے جیسے انہوں نے کیا ہے ایسے ہی آپ نے بھی کرنا ہے مکمل طور پر، صرف بیعت ہو جانا کافی نہیں ہے ان کے پاس جائیں ان سے کہیں درخواست کریں بار بار کریں کہ مجھے یہ سکھائیں ! !

بعض ایسے بھی ہیں جنہیں خود ہی اسباق نہیں آتے ایسے بھی ہیں بعض لوگ، لیکن ایک سلسلہ چل رہا ہے لوگ حسنِ اعتقاد کی وجہ سے حسنِ ظن کے وجہ سے تعلق ان سے قائم رکھے ہوئے ہیں لیکن بہر حال صحیح تو یہی ہے کہ انسان تربیت اپنی بھی کرے دوسروں کی بھی کرے تا کہ دین کا سلسلہ چلتا رہے تو اپنے کو کسی سے وابستہ کریں اور جیسے ان کتابوں کو محنت سے پڑھ رہے ہیں اس سلسلہ کو بھی محنت سے جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ ہمارا ظاہر اور باطن دونوں پاک وصاف فرمائے ! !

آپ نے پڑھا آپ کے استاذ مولانا حسن صاحب نے پڑھایا بس اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر دے اور انہیں تو بہت ہی جزائے خیر دے، بچارے تھکتے رہتے ہیں آپ کے پاس اور اَن تھک محنت کرتے ہیں اور میں تو انہیں کہتا ہوں اتنی محنت نہیں کرنی چاہیے آرام کریں ورنہ تو بیمار ہو جائیں گے کیونکہ دن رات میں یہ جو چوبیس گھنٹے ہیں چھبیس گھنٹے تو ہیں نہیں تو ان ہی چوبیس گھنٹوں میں کھانا پینا بھی ہے، ان ہی میں آرام بھی کرنا ہے، ان ہی میں پڑھنا پڑھانا بھی ہے، سارے کام کرنے ہیں ! تو بہر حال یہ ہیں اور دیگر سب اساتذہ ہیں یہ سب ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ان سے ہمارا جی خوش ہوتا ہے ! اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہت بہت اجر دے، آپ کو بھی اور ان سب کو بھی اور اس سلسلے کو قائم و دائم فرمائے اور اس کو قبول بھی فرمائے اور اس میں جو ہم سے لغزشیں کوتاہیاں اور غلطیاں یقیناً ہوئیں ہیں اور ہوتیں ہیں اور جو آئندہ بھی ہوں اللہ ان سب کو معاف بھی فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول للہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆

خطاب کے بعد طلباء کرام کی جانب سے حسبِ معمول سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا اس کی افادیت کے پیشِ نظر بعض سوال و جواب شائع کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں

اجازتِ حدیث :

سوال : کہتے ہیں کہ دورہ صرف نحو میں کافی تعداد میں علمائے کرام حضرات ہیں مہربانی فرما کر آپ انہیں اجازتِ حدیث دیں !

جواب : جو جو علماء ہیں یہاں کون کون ہیں جو فارغ ہو چکے ہیں وہ ذرا ہاتھ کھڑا کر لیں جو فارغ ہوئے ہوں، ماشاء اللہ آٹھ دس ہیں ۔ تو جو دورہ حدیث شریف کر چکے ہیں اور علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقائد پر قائم ہیں خاص طور پر جو آج کل مسئلہ حیات النبی ﷺ کا ہے اس پر قائم ہیں جو علمائے دیوبند نے جیسے بتایا ہے اور آئندہ بھی اس پر قائم رہیں تو انہیں ہمارے طرف سے

اجازتِ حدیث ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اسی عقیدہ پر ہم سب کو قائم رکھے ! !

مذہبی سیاسی قائد کی مخالفت کرنا :

سوال : مجھے کچھ پریشانی ہے ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے پیچھے لوگ بہت برا بھلا کہتے ہیں اور مجھے بہت پریشانی ہے، اس کے بارے میں ہماری کچھ رہنمائی کریں !

جواب : آپ نے یہ سوال کیا تو اس پر کچھ بیان کر دیتا ہوں تھوڑا سا اللہ تعالیٰ صحیح بات کرنے کی توفیق دے اور سمجھنے کی بھی توفیق دے !

یہ سیاسی میدان ہے سیاست میں وہ آئے ہوئے ہیں اور سیاسی میدان میں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ گالیاں زیادہ پڑتی ہیں تعریف کم ہوتی ہے، چاہے وہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہوں، چاہے وہ مولانا مفتی محمود صاحبؒ ہوں، چاہے وہ حضرت مولانا حسین اَحمد مدنی ؒ ہوں، چاہے وہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ ہوں، چاہے وہ مولانا سید محمد میاں صاحبؒ ہوں، چاہے وہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ ہوں، چاہے وہ شیخ الہندؒ ہوں، چاہے وہ حضرت مولانا گنگوہیؒ ہوں، چاہے وہ امام ابوحنیفہؒ ہوں، چاہے وہ امام ابو یوسفؒ ہوں، سب سیاست میں تھے سیاست کی ہے ! چنانچہ کتاب بھی موجود ہے "امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی" ! تو سیاسی عمل جو ہے اس میں گالم گلوچ، حملے، قتل، یہ چیزیں ہوتی ہیں ! یہ کام بہت دل گردے کا ہے ہر ایک کے بس کا نہیں ہے ! حضرت تھانویؒ کا طریقہ بہت اچھا تھا، وہ دل اور باطن کے صاف انسان تھے بزرگ تھے انہوں نے صاف بات کی تھی ان جیسی صاف بات اگر ہم سب اپنا لیں تو خیر ہو جائے جھگڑا ختم ہو جائے، خیر یہ ہوگی کہ ہم جو لوگ سیاست نہیں کر سکیں گے وہ عملاً کنارہ کش رہیں گے کوئی اور دینی خدمت کریں گے لیکن جو سیاست کر رہے ہیں ان کی تائید کریں گے ان کی قدر کریں گے، یہ فائدہ ہوگا ! !

حضرت تھانویؒ سے کسی نے کہا حضرت آپ سیاست کیوں نہیں کرتے، بار بار کسی نے کہا ہوگا تو انہیں غصہ آیا انہوں نے کہا کہ تم یہ چاہتے ہو میں سیاست کروں اور پھر میں جیل جاؤں اور جیل جا کر

میں معافی مانگ کر باہر آجاؤں اور سب کی ناک کٹوادوں یہ چاہتے ہو ؟ مطلب یہ تھا کہ سیاست مشکل چیز ہے ہر ایک نہیں کرسکتا میرا مزاج چونکہ (سیاسی) نہیں ہے، اب میں اگر میں (سیاست) کروں گا اور جاؤں گا اور پھر وہ مشکلات اور صعوبتیں جب مجھ پر آئیں گی اور میں نہ جھیل سکا اور معافی مانگ کر یا کوئی ایسی چیز کر کے باہر آیا تو سب کی رسوائی ہوگی کہ نہیں ہوگی ؟ یہ کتنے دل گردے کی بات ہے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا ! !

آج کے علماء کو بھی یہی چیز اپنانی چاہیے جو سیاست کر سکتے ہیں وہ کریں اور ضرور کریں تاکہ لوگوں کو سیاسی رہنمائی مذہب کی روشنی میں مل جائے اور جو نہیں کر سکتے ہیں وہ سیاست دانوں کو خدا کے لیے برا نہ کہیں ان کی قدر کریں کیونکہ وہ مشکل کام ہے دل گردے کا کام ہے جان جونکھوں میں ڈالنی پڑتی ہے ہر وقت قاتلانہ حملے کا انہیں خطرہ رہتا ہے، آپ انہیں جہاز میں پھرتا دیکھتے ہیں یہ بات اور ہے اب سواری جہاز ہے تو جہاز پر ہی جائیں گے پنڈی جانے کے لیے بیل گاڑی پر تھوڑی جائیں گے، اسلام آباد جانا ہے قومی اسمبلی کا اجلاس ہے تو اب آپ یہ کہیں کہ انہیں بیل گاڑی پر یا چھکڑے پر جانا چاہیے یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ جہاز ہی پر جائیں گے ! میں ہوتا ان کی جگہ تو میں بھی جہاز پر جاتا ! اور آپ ہوتے ان کی جگہ اور جو انہیں گالیاں دے رہا ہے وہ ہوتا ان کی جگہ تو وہ بھی جہاز پر ہی جاتا اور گاڑی میں یا ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر جاتا ! یہ تو حالات ہیں سواری ہے اس دور کی !

حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعیۃ علماء اسلام کے امیر تھے [1] اتنے اتنے بڑے خط غلاظت بھرے گالیوں کے بہتانوں کے ایسے ایسے آتے تھے کہ دل چاہتا تھا کہ وہ ہاتھ آجائے آدمی اس کو چیر پھاڑ دیں لیکن اُف بھی نہیں کرتے تھے ! ایک دفعہ ایک بات ہو رہی تھی مخالف کی، جس نے حضرتؒ کو بڑا تنگ کیا تھا اور ہمارا جانی دشمن مرتے دم تک رہا، اس کا تذکرہ ہوا اور گھر میں عورتیں بھی بیٹھی تھیں، ہماری والدہ اور بہنیں بھی تھیں تو کسی نے سخت جملہ میں اسے برا کہہ دیا، فرمایا یہ کیوں کہہ دیا ؟ تم یہ کہہ کر تو اُس جیسی ہوگئیں اس کی صف میں شامل کرلیا اپنے کو، اجر و ثواب ختم ہوگیا، ایسا مت کرو !

---

[1] ۲۸ رمحرم ۱۴۰۶ھ/۱۴ را اکتوبر ۱۹۸۵ء تا حیات ، تاریخ وفات : ۱۳ ر رجب ۱۴۰۸ھ/۳ ر مارچ ۱۹۸۸ء

تو بھائی دیکھیے سیاست حضرت نبی علیہ السلام نے کی جب آئے تو مخالف ہوگئے لوگ، جب تک سیاست پر عمل نہیں کر رہے تھے تو چونکہ ان کی چودھراہٹ پر آنچ نہیں آ رہی تھی وہ برا نہیں کہتے تھے (بلکہ) آپ کو ''امین'' کہتے تھے آپ کو ''سچا'' کہتے تھے آپ سے جھگڑے حل کرواتے تھے ! جس دن نبی علیہ السلام نے یہ اعلان کیا انہیں (خیال) ہوا کہ اُوہو یہ تو ہماری سیاسی موت ہے اگر یہ آگے آگئے تو پھر ہماری سیاسی موت ہوگی، وہی مخالف بن گئے جو کل تک ''امین'' بھی کہتے تھے اور سب کچھ مانتے تھے، مخالف اور دشمن ہوگئے ! تو یہ سیاست کا راستہ دل گردے کا راستہ ہے، بہت خطرناک راستہ ہے بہت مشکل راستہ ہے ہر ایک اس میں نہیں آ سکتا اور ہر ایک کو آنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ بہت مکار لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو سیاسی طور پر مکاری کرتے ہیں سادہ لوگوں کو بہکا دیتے ہیں !

اب جب ایک سادہ آدمی جائے گا اور وزیر اعظم اٹھ کر کھڑے ہو کر ملے گا پھر جاتے ہوئے جوتے بھی سیدھے کرے گا اور گاڑی میں بیٹھتے وقت دروازہ بھی کھولے گا اور بٹھائے گا تو یہ کہے گا یہ بہت اچھا ہے لیکن جو عالم ایسا ہوگا جو سیاسی داؤ پیچ بھی جانتا ہے وہ سمجھ رہا ہوگا کہ یہ پوری مکاری اور عیاری کر رہا ہے وہ اس کی اس چیز سے ہرگز متاثر نہیں ہوگا لیکن عام آدمی متاثر ہو جائے گا ! !

تو دیکھیے بھائی آپ اگر مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ساتھ نہیں دے سکتے تو خدا کے لیے برا بھی نہ کہیے کیونکہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ رہے اپنا بگاڑ رہے ہیں ! مؤمن تو ہیں مسلمان تو آپ انہیں مانتے ہیں کہ نہیں مانتے ؟ اگر آپ دیانۃً انہیں کافر سمجھتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے آپ مخالفت کر لیں میری طرف سے اجازت ہے اور مجھے بھی آ کر قائل کر لیں میں بھی آپ کے ساتھ مل کر ان کی مخالفت اسی وقت شروع کر دوں گا جس دن آپ کی دلیل کو سمجھ لوں گا اور میں دعوت دوں گا سب کو کہ تم بھی اسی طرف آؤ اور ان کے ساتھی نہ بنو ! لیکن کم سے کم درجہ مسلمان ہونے کا تو شاید سب ہی مانتے ہوں گے ایک بھی انکار نہیں کرے گا ! البتہ یہ بات صحیح ہے کہ پنجاب میں کام نہیں ہو رہا جماعت کا، سندھ میں کام نہیں ہو رہا جماعت کا، یہ تو میں بھی کہتا ہوں اور جمعیت والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں ! !

حضرت والد صاحبؒ بھی کہتے تھے کہ بھائی سندھ میں پنجاب میں محنت کرو سب سے زیادہ

کیونکہ یہ بڑے صوبے ہیں اس ملک کے، اگر اس میں مضبوط ہوگی جماعت تو پورے ملک میں اس کا اثر پڑے گا، صرف سرحد اور بلوچستان میں مضبوط ہونا کافی نہیں ہے، وہ محنت نہیں ہو رہی جماعت سے ! حضرتؒ تین سال امیر رہے پھر ان کی وفات ہوگئی ان کی زندگی نے ساتھ نہیں دیا ورنہ انہوں نے کام شروع کروایا تھا وہ تو حکم دیتے تھے چونکہ امیر تھے کرنا پڑتا تھا سب کو پنجاب میں ہل جُل بھی شروع ہوئی تھی لیکن تین سال کی مدت تو بہت مختصر ہوتی ہے اللہ کو منظور نہیں تھا، پہلے تو کبھی جماعت کا وجود تھا پنجاب میں کچھ حیثیت تھی سندھ میں بھی تھی پنجاب میں بھی تھی لیکن اب بزرگ بھی چلے گئے، جو ہیں ان سے محنت نہیں ہوئی توجہ نہیں ہوئی، یہ کوتاہی ہونا اپنی جگہ ہے لیکن کیا وہ حق پر ہیں یا باطل پر ہیں یہ بات الگ ہے، ہیں حق پر دین کی خدمت کر رہے ہیں مکتبِ علمائے دیوبند کی نمائندگی کر رہے ہیں اور علمائے دیوبند کو ان پر اعتماد ہے ! !

اب دیکھیں حضرت مولانا اسعد صاحب مدنیؒ ان پر اعتماد کرتے تھے انہیں وہاں بلاتے تھے یہاں آتے تھے، کوئی بات ہوتی تھی کوئی کچھ کہتا تھا، کہتے تھے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کیا کہتے ہیں ! اور مولانا ارشد مدنی (مدظلہم) آتے تھے تو یہ سارے اکابر کیا غلط ہیں ؟ اور کسی پر اتنا اعتماد نہیں تھا اور پاکستان کی جتنی گدیاں دیکھ لیں بڑی بڑی آپ ساری اس جماعت کے ساتھ ہیں ! حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہم العالی [1] سب سے بڑی گدی تو اس وقت وہی ہے اس میں تو کوئی شک نہیں ! یہ تو سب مانتے ہیں وہ ان کے ساتھ ہیں، سندھ کی ساری گدیاں ان کی ساتھ ہیں امروٹ شریف ان کے ساتھ ہالیجی شریف ان کے ساتھ اور مولانا عبدالہادی صاحب دین پوریؒ کے حضرات ان کے ساتھ ! حضرت درخواستیؒ کو کچھ تھا اختلاف وہ نہیں تھے لیکن بعد میں وہ بھی ختم ہوگئیں چیزیں اور ان کے حضرات بھی اسی جماعت کے ساتھ ہیں ! !

تو گدیوں کو اگر آپ دیکھ لیں سرحد میں دیکھ لیں پنجاب میں دیکھ لیں وہ بھی ادھر، جو کہ بالکل غیر سیاسی چیز سمجھی جاتی ہیں وہ بھی ان کے ساتھ ہیں ! مطلب یہ ہوا کہ سیاست تو نہیں کرتے لیکن

---

[1] تاریخ وفات : ۲۰؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ/ ۵؍مئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ

وہ اپنے عمل سے یہ کہہ رہے ہیں کہ سیاست میں رائے جو یہ کہہ رہے ہیں وہ اختیار کرو ! اگر یہ نہیں کریں گے تو آپ مجھے دیانتداری سے بتائیں کہ ہم پیپلز پارٹی کی سیاست میں چلے جائیں جو بینظیر کہے گی یا آصف زرداری کہے گا کیا ہم وہ کریں گے ؟ ہرگز نہیں ! جو نواز شریف کہے گا ہم وہ کریں گے ؟ کیا یہ زیب دیتا ہے کسی عالم کو کہ وہ یہ کہے کہ میں پیپلز پارٹی میں ہوں، کیا کسی عالم کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں مسلم لیگ میں ہوں یا وہ یہ کہے کہ میں پگاڑا لیگ میں ہوں یا وہ یہ کہے کہ میں اَسفندیار کی پارٹی میں ہوں ! بھائی اس کے علاوہ اور پارٹی کون سی ہے ؟ ہم اسے مضبوط نہ کریں تو (گویا) ہم نے ہاتھ کاٹ لیے اور دینی مدارس کا تحفظ جماعتِ تبلیغ کا تحفظ وغیرہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ الحمد للہ یہ سیاسی جماعتیں ہیں اس کی بدولت ہیں کیونکہ یہ سیاسی قوتیں جتنی ہیں سب بد دین ہیں ! ان کی پوری کوشش ہے کہ ان دینی مراکز کو تباہ کر دیں اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے سیاسی قوت سے ڈرتے ہیں، اب سیاسی قوتیں جو ہیں دینی مذہبی ان سے وہ ڈر کی وجہ سے پھر رکتے ہیں ہاتھ روکتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ ہمارا یہ سیاسی نقصان ہو جائے گا اور وہ ان کے مقابلے میں آرہے ہیں !

میں یہ نہیں کہتا کہ سب صحیح کر رہے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب، غلطیوں سے کوئی پاک نہیں ہے، انفرادی حیثیت میں بھی غلطیاں ہوتیں ہیں اور اجتماعی فیصلوں میں بھی غلطیاں ہوتیں ہیں، غلطیاں کئی ہیں اس کے متعلق کسی کے جذبات جو ہیں وہ صحیح ہیں، میرے بھی جذبات ہیں ان غلطیوں کو میں بھی مانتا ہوں سب مانتے ہیں اور خود جماعت والے بھی مانتے ہیں اور خود مولانا بھی مانتے ہیں اس بات کو کہ ہم سے غلطیاں ہوتیں ہیں اور ہوئی ہیں اجتماعی فیصلوں میں بھی ہوتی ہیں لیکن اس کا حل یہی ہے کہ استغفار کریں اس کی تلافی کی کوشش کریں، آپس میں نہ لڑیں ! !

ایک خواب اور اس کی تعبیر :

کل میرے پاس ایک صاحب کا فون آیا اچھا ہوا یاد آ گیا، انہوں نے کہا میری بیوی نے خواب دیکھا نمازی ہے نیک عورت ہے، اس نے خواب دیکھا کہ بیت اللہ ہے اس کے گرد لوگ طواف کر رہے ہیں اور سب داڑھی والے ہیں جو طواف کر رہے ہیں اور فوجی ہیں جو بیت اللہ پر

گولیاں برسا رہے ہیں اور وہ فوجی جو گولیاں برسا رہے ہیں وہ سارے داڑھی مونڈے ہیں اور جو طواف کر رہے ہیں وہ سب داڑھی والے ہیں، لیکن جو داڑھی والے طواف کر رہے ہیں وہ طواف بھی کر رہے ہیں اور آپس میں لڑ بھی رہے ہیں العیاذ باللہ ! میں نے کہا یہ جو حقیقت میں ہو رہا ہے وہ دکھایا گیا ہے خواب میں کہ سب ایک کلمہ کو مانتے ہیں ایک کلمے والے کے گرد چکر لگا رہے ہیں طواف کر رہے ہیں لیکن آپس میں لڑ رہے ہیں ﴿ وَلَا تَنَازَعُوْ فَتَفْشَلُوْ وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ﴾ [1] اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ دشمن اگرچہ بیت اللہ سے دور ہے لیکن اس کے باوجود ہم کو نقصان پہنچا رہا ہے گولیاں بیت اللہ پر برسا رہا ہے، قریب ہم ہیں دین کے کیونکہ ہم مسلمان ہیں لیکن دین کے قریب ہونے کے باوجود ہمارا جو دشمن ہے وہ ہمارے دین کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ہم اپنے دین کو نہیں بچا رہے، بیت اللہ کو ہم نہیں بچا رہے ! اس وقت ہماری آپس کی لڑائیاں اور اختلافات ہیں، اختلاف کریں جو کرنا ہے، لیکن اس کی حد میں رہ کر ! !

مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے :

ایک صاحب نے مجھے بتایا وہ دنیادار ہیں میرے پاس آئے، اب انہوں نے داڑھی رکھ لی ہے کاروباری آدمی ہیں، کہنے لگے کوئی پانچ چھ ماہ کی بات ہے میں مدینہ منورہ میں تھا ایک صاحب کے ساتھ کھڑا تھا تو دو تین آدمی بھی ساتھ تھے تو ہم وہاں کھڑے تھے تو اتنے میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی وہاں آگئے عمرے پر گئے ہوئے ہوں گے، وہ کوئی جمعیت کا آدمی نہیں ہے سیاسی طور پر کچھ نہیں ہے بس جیسے علماء سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں دنیادار آدمی، کہنے لگے میں وہاں کھڑا تھا فلاں فلاں مذہبی لوگ بھی موجود تھے علماء ان کے پاس تو مولانا بھی آگئے اتفاقاً وہاں سے گزر رہے تھے تو ان عالموں میں سے جو داڑھی والے تھے ان میں سے ایک نے کہا دیکھ رہے ہو اس کی شکل پر کتنی لعنت برس رہی ہے ! کہنے لگے کہ میری تو جیسے پیروں تلے زمین نکل گئی ! دیکھیں دنیادار کے جذبات اور دیندار کی بے خوفی ! کہتا ہے کہ میرا دل ہل گیا، ایک مسلمان کو یہ کلمہ کہہ دیا، عالم کا لفظ نہیں کہا اس نے، اس نے کہا

---

[1] سورۃ الانفال : ۴۶

ایک مسلمان کو یہ بات کہہ دی، کم از کم درجہ میں مسلمان تو ہے اور مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے، آپ خود پڑھتے ہیں حدیث میں، جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی اور وہ لعنت کا مستحق نہیں تو وہ لعنت اسی پر واپس آتی ہے، العیاذ باللہ

قاتلانہ حملے :

تو یہ جو بے اعتدالیاں ہیں یہ دین کی محنت کو تباہ کر رہی ہیں، ہم تباہی کے دہانے پر جا رہے ہیں تو سیاست بہت خطرناک کام ہے دل گردے کا کام ہے اس میں گالیاں پڑتی ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قاتلہ حملے ہوئے، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی حملے ہوئے سیاست کے وجہ سے !! حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے سیاست میں، قاتل سیاسی تھے، وہ مجوسی تھا سیاسی مخالفت کرتا تھا ! ان کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ! ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ شہید ہو گئے ! ان کے بعد حضرت حسن ، حسین رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے ! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا جو ناکام ہو گیا وہ بچ گئے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی اسی وقت حملہ ہوا انہیں بھی قتل کرنے کے لیے نکلے تھے منصوبہ بنایا تھا کہ اِدھر انہیں مارنا ہے اُدھر انہیں مارنا ہے بچ گئے لیکن قاتلانہ حملے ہوئے کیونکہ سیاسی شخصیت (بھی) تھے سیاسی دشمنی تھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی !! تو سیاست میں تو ایسے ہوتا ہے یہ تو اکابر کا طریقہ ہے !! حضرت امام ابو حنیفہؒ کی جیل میں وفات ہوئی جیل میں (زہر کا) پیالہ پلایا انہیں سیاسی اختلاف کی وجہ سے ان کے سامنے رکھا کہ یہ پئیں، انہوں نے کہا یہ خودکشی ہے میں کیسے پیئوں بوڑھے تھے ستر اسی سال ان کی عمر تھی زبردستی پکڑ کر لٹایا ان کے منہ میں زہر کا پیالہ ڈالا جس کے بعد ان کی شہادت ہو گئی تو امام صاحبؒ سیاست میں تھے جس کی وجہ سے یہ ہوا !!

امام ابو یوسفؒ سیاست کی وجہ سے اقتدار میں شامل ہوئے انہوں (یعنی امام ابو حنیفہؒ) نے سیاسی بنیاد پر اقتدار میں آنے سے انکار کیا تو وہ (جیل) چلے گئے، بعد میں حالات بدل گئے اور بہتر تھا جانا

تو وہ امام ابو یوسفؒ چلے گئے، ان کو اقتدار میں جانے کی وجہ سے گالیاں پڑیں، انہیں اقتدار کو ٹھکرانے کی وجہ سے یہ سزا بُھگتنی پڑی، انہیں اقتدار میں جانے کی وجہ سے لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا ! تو بھائی علماء اقتدار میں جاتے بھی ہیں اور نہیں بھی جاتے، جیسے حالات ہوں ویسا فیصلہ کرتے ہیں ! اب کوئی اپنی کم عقلی کی وجہ سے ان کی مخالفت پر اُتر آئے تو اپنا برباد کرے گا ! !

امام ابو یوسفؒ سے متعلق ایک واقعہ :

اب آپ کو میں ایک واقعہ اور سنا دوں، حضرت امام ابو یوسفؒ کی آج تک مخالفت کرتے ہیں مستشرقین کہ یہ تو سامراجی تھے یہ بِک گئے اور اقتدار میں شامل ہو گئے ! ان کی وفات ہوگئی، کسی نے خواب دیکھا کہ جنت دھوئی جا رہی ہے اور فرشتوں میں ہل چل مچی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے ایک فرشتہ گزرا، میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ ہل چل کیوں مچی ہوئی ہے ؟ کہنے لگا فرشتہ کہ تمہیں نہیں پتہ ؟ کہنے لگے کہ مجھے نہیں پتا، کہا کہ ''آج یعقوب آ رہے ہیں'' امام ابو یوسفؒ کا نام یعقوب تھا وہ آ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کو دھویا جائے اور اللہ نے ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ ان کو پہلے میرے پاس لانا، میں ان پر موتی نچھاور کروں گا پھر جنت میں ان کے ٹھکانے پر لے جانا امام ابو یوسفؒ کو جنہوں نے اقتدار قبول کیا جنہوں نے عہدہ ٔ قضا قبول کیا چیف جسٹس کا جنہیں سامراجی کہا گیا جنہیں بِکنے والا کہا گیا ! !

حضرت والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ سیاسی علماء جو مخلص ہیں اور صحیح راستے پر چلتے ہیں قیامت کے دن جو اُن کا درجہ ہوگا بڑے بڑے ولی درویشوں کی ان کے سامنے کوئی حیثیت نہیں ہو گی ! ! اس لیے یہ واقعہ سنایا کہنے لگے پھر فرشتہ سے پوچھا کہ یہ درجہ ان کو کیوں ملا ؟ اس پر انہوں نے کہا یہ درجہ ان کو اس لیے ملا کہ یہ مخالفوں کی اذیت پر صبر کرتے تھے سبحان اللہ ! اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ کتاب لکھی ہے اتنی بڑی فقہ کی، انہوں نے اتنی بڑی فقہی خدمات انجام دی ہیں یا یہ فقہ کے امام تھے یہ نہیں کہا، اس نے کہا اتنا بڑا درجہ اللہ نے ان کو اس لیے دیا کہ یہ مخالفین کی اذیت پر صبر کرتے تھے !

تو وہ فرماتے تھے کہ سیاست میں انسان کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انہیں برداشت کرنا پڑتا ہے خندہ پیشانی سے ! !

سیاست کے سینہ میں دل نہیں ہوتا :

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے تھے کہ سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا ؟ مطلب یہ ہے کہ سیاست کرنی ہے تو سینے سے دل نکال دو ! پھر نخرے وخرے ایک طرف ڈال دو، گالیاں پڑیں گی ! یہی تمہارے لوگ تمہیں ایک دفعہ کندھے پر اُٹھائیں گے اور ذرا سی بات ان کی منشاء کے خلاف ہوگی یہی تمہیں نیچے پٹخ دیں گے اسی وقت، تو اس میں یہ ہوگا قدم قدم پر دل ٹوٹتا ہے قدم قدم پر دل ٹوٹتا ہے حوصلہ بڑھانے والے بہت کم اور کبھی کبھی ہوتے ہیں، دل توڑنے والے زیادہ ہوتے ہیں ! یہ بہت مشکل راستہ ہے اسے اختیار نہ کریں ہرگز، سوائے اس کے جس کا دل گردہ بہت بڑا ہو، بے نفس شخص جو ہے وہ آئے ورنہ ہرگز نہ آئے ! اور اگر نہیں آتا تو ان کی خدمت کریں ان شاء اللہ آخرت میں اجر وثواب ہوگا اور ان لوگوں کے ساتھ حشر ہوگا ! !

پاکستان میں اگر کوئی جماعت ہے جس کا تعلق آپ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام تک اکابر سے جوڑیں گے وہ کون سی ہے مجھے بتائیں، پیپلز پارٹی کا جوڑیں گے ؟ مسلم لیگ (ن) کا جوڑیں گے ؟ مسلم لیگ (ق) کا جوڑیں گے ؟ کس کا جوڑیں گے ؟ یہی ہماری جماعت ہے اور مختلف جماعتیں جو کام کر رہی ہیں لیکن بس ان میں ایک خامی ہے کہ آپس میں لڑ رہی ہیں یہ لڑائی چھوڑ دیں، جو لڑنے سے باز نہیں آتا تو آپ اس کو چھوڑ دیں اور اس میں آجائیں جو نہیں لڑ رہا ! کسی کی ظاہری تعریف مدنظر نہ رکھیں اور ایسا فیصلہ اللہ کی رضا کے لیے کریں کیونکہ آپ نے اللہ سے اجر لینا ہے ! اب تو نماز مؤخر ہوگئی مزید سوال جواب چل رہے ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ ہم سب کو جس چیز میں خیر ہو دنیا و آخرت کے اعتبار سے وہ دے دے جس میں نہ ہو اس سے بچائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اکتوبر، نومبر ۲۰۰۸ء)

اسلام جدید ترین مذہب ہے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۲رشوال المکرّم ۱۴۲۹ھ/ ۲۲ر اکتوبر ۲۰۰۸ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نئے تعلیمی سال کے آغاز پر طلباء سے افتتاحی بیان فرمایا جس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ھُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴾ [1] ہمیں اور آپ کو اس بات پر اللہ تعالیٰ کے دربار میں شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے ہمارے لیے اپنے پسندیدہ دین کو سیکھنے کا موقع فراہم کیا ہے ! جس راستے میں آپ حضرات نکلے ہوئے ہیں یہ وہ راستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دیگر سب راستوں پر منتخب کر لیا اور اسے ترجیح دے دی اور اس پر چلنے والے کے لیے جنت کی بشارت دے دی ! لیکن اگر کوئی اس دین کو سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے تفصیل کے ساتھ اور اس میں اس کی خلوصِ نیت بھی شامل ہو جائے تو پھر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کو سرداری عطا کر دیتے ہیں جیسے دنیا میں درجے ہیں، ایک عام طبقہ ہے، اس سے اونچا ہے، اس سے اونچا ہے، اس سے اونچا ہے، ایک بہت اونچا، سوسائٹیاں ہیں مختلف قسم کی، سوسائٹیوں کے درجے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دینی اعتبار سے بھی سوسائٹیاں بنا رکھی ہیں اس کے بھی درجے ہیں، جو آدمی قرآن اور حدیث کو اس کے تفصیلی دلائل کے ساتھ سیکھتا اور سمجھتا ہے تو یہ پھر بہت اعلیٰ درجے کی جو پسندیدہ اللہ کی نظر میں سوسائٹی ہے

---

[1] سورہ اٰلِ عمران : ۱۰۱

اس میں شامل ہو جاتا ہے، یہ عوام کے طبقے سے بہت بلند ہوتی ہے، یہ خواص میں آ جاتا ہے، بہت اعلیٰ اور خاص قسم کی سوسائٹی ہوتی ہے، دنیاوی نقطۂ نظر سے چاہے اسے کوئی پسماندہ ہی کیوں نہ کہتا ہو، کتنا ہی معمولی اور حقیر کیوں نہ سمجھتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ لوگ بہت پسندیدہ ہیں ! !

کفار کی فطرت :

قرآنِ پاک میں آتا ہے یہ شروع سے دستور رہا ہے نئی بات نہیں ہے ﴿ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ . وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ . وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَالُّوْنَ ﴾ [1] دنیاوی اعتبار سے جو بڑی سوسائٹیاں ہیں، مذہبی اور دینی اعتبار سے جو بڑی سوسائٹیاں ہیں، ان کا باہم کس طرح کا رویّہ ہوتا ہے، قرآن نے اس کا نقشہ کھینچا ہے کہ جب وہ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں ایک دوسرے کو آنکھ مار کر کے کہ دیکھو یہ وہ جا رہا ہے، دیکھو یہ بدھو جا رہا ہے، دیکھو یہ بے کار لوگ جا رہے ہیں، دیکھو یہ گدھے جا رہے ہیں، یہ احمق جا رہے ہیں، یہ آج سے نہیں شروع سے ہے ! شروع سے جو دنیادار لوگ ہیں جو شری لوگ ہیں جو دین کے دشمن ہیں دانستہ دشمن ہوں نادانستہ دشمن ہوں جو بھی ہوں وہ یہ سلوک کرتے ہیں ان کے ساتھ، اگر پھٹے پرانے کپڑے ہوں تو بھی اشارہ کرتے ہیں چین نہیں آتا انہیں (کہیں گے) دیکھو یہ حشر ہو رہا ہے دین پڑھ کر کے ان کا، کپڑے پہننے کو میسر نہیں ہیں، اور اگر اچھے کپڑے ہوں تو بھی انہیں چین نہیں آتا، کہتے ہیں دیکھو مفت کا مال آ رہا ہے مزے اُڑا رہے ہیں ! تو بھی اشارہ کرتے ہیں اور گاڑی میں بیٹھا دیکھ لیں اگر عالم اور مولوی کو تو پھر تو ان کے سینے کے جلنے کا حال ہی کچھ اور ہو جاتا ہے کہ دیکھو یہ مولوی اور یہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں اسی طرح جہاز میں ہو تو اور ان کا حشر ہوتا ہے ! ! غرض وہ اس فطرت سے باز نہیں آتے، یہ ان کا مزاج ہوتا ہے فطرت ہوتی ہے، انہیں اس میں ایک مزہ آتا ہے ! اللہ کی طرف سے ایسا ان کے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے کہ وہ اس کو ہی اچھا کام سمجھتے ہیں ! !

---

[1] ترجمہ : اور جب ان کے پاس سے ہو کر گزرتے تو آپس میں آنکھ مارتے اور جب واپس جاتے اپنے گھر تو جاتے باتیں بناتے اور جب ان کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہک رہے ہیں۔ (سورۃ المطففین : ۳۰ تا ۳۲)

(اور نیک لوگ)جس کام میں لگے ہیں اسے برا سمجھتے ہیں ! قرآنِ پاک میں آتا ہے ﴿ قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴾ ۱ آپ انہیں کہیں کیا میں تم کو بتلادوں ان لوگوں کا جو اعمال کے اعتبار سے سب سے گھاٹے میں ہیں بالکل خسارے میں ہیں ﴿ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾ ۲ وہ لوگ ہیں جن کی ساری توانائیاں ساری صلاحیتیں دنیاوی زندگی میں انہوں نے کھپادیں اس میں برباد کیں لیکن سمجھتے یہ ہیں کہ ہم بہت اچھا کر رہے ہیں اور ہم ہی کامیاب لوگ ہیں ہم کامیاب ہیں ہم بہت اچھی زندگی گزار رہے ہیں ﴿ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴾ بس یہ ان کا گمان ہے حقیقت نہیں ہے ! قرآنِ پاک خود آگے فرماتا ہے ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ ﴾
یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں اس سے ملاقات کا انکار کرتے ہیں آخرت پر ایمان نہیں ہے کہ ایک دن اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور اس کے دربار میں حاضری بھی ہونی ہے یہ نہیں ان کے پیشِ نظر ﴿ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾ ۳ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جو ان کے اچھے عمل بھی ہوں گے میں ان کو بھی برائیوں میں بدل دوں گا ختم کردوں گا حبطِ عمل کردوں گا !

نیک کام کیا ہوتے ہیں ؟ مثلاً ان ہی میں سے کسی نے ہسپتال بھی بنوا رکھا ہے غریبوں کے لیے کوئی اور چیز بھی لیکن ساتھ یہ کفریہ کام بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی نیکیوں کا کوئی وزن نہیں، حبطِ عمل ہو جائے گا ! قیامت کے دن وزنِ اعمال تو ہوگا یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ وزن ہوگا اعمال کی پرکھ ہوگی، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ ان کا تو اتنا برا حال ہوگا کہ ترازو لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی تولا ہی نہیں جائے گا یہ تو ہیں ہی خراب، تولا تو وہاں جائے گا جہاں دونوں قسم کی چیزیں ہوں اچھی بھی ہوں بری بھی ہوں تو وزن کرو کون سی کم ہے کون سی نہیں ! اور اگر کسی کی نیکیاں ہی نیکیاں ہوں جیسے نبی ہوتے ہیں تو کیا ان کے اعمال کا وزن ہوگا ؟ نہیں ہوگا، نبیوں کے اعمال کا وزن نہیں ہوگا ! اسی طرح جو اللہ کے ایسے بندے ہوں گے نبیوں کے علاوہ جن کی

---

۱ سورة الكهف : ۱۰۳ ۲ سورة الكهف : ۱۰۴ ۳ سورة الكهف : ۱۰۵

نیکیاں اتنی ہوں گی یا اللہ ہی نے ان کی برائیاں بھی نیکیوں سے بدل دی ہوں گی جو ایسے بندے ہوں گے ان کے اعمال کا بھی وزن نہیں ہوگا ! ! اسی طرح فرعون، شداد، نمرود اور ہامان اور اسی کے قبیلے کے لوگوں کا بھی نہیں ہوگا جیسے دجال کا ابوجہل کا ﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾ ہم ترازو ہی نہیں لگائیں گے ضرورت ہی نہیں کہ وزن کیا جائے، اللہ کی نظر میں اتنی گھٹیا سوسائٹی کا انسان ہوگا، دنیا میں بہت اعلیٰ سوسائٹی کا سمجھتا تھا سمجھتا رہا اور ان کو حقیر سمجھتا تھا ! !

لیکن اللہ کے یہاں آپ لوگ جو ہیں بہت وزن رکھتے ہیں بہت اعلیٰ سوسائٹی کے لوگ ہیں اس لیے آپ جس راستے میں نکلے ہیں پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ اس سے وابستہ رہیں اور کامل اخلاص کے ساتھ لگے رہیں تو جو راہیں بند ہیں مستقبل کی آپ کو سمجھ میں نہیں آرہیں، اپنا مستقبل آپ کو کسی وقت تاریک نظر آتا ہوگا، سوچتے ہوں گے کہ کیا کروں گا، کیا نہیں ؟ اللہ تعالیٰ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے کھولے گا جہاں سے آپ کو گمان بھی نہیں ہوگا، ایسی راہیں کھلیں گی آپ کے لیے، ایسی دستگیری ہوگی آپ کی اللہ کی طرف سے، مدد اور نصرت ہوگی ان شاء اللہ ! اور اگر ایمان پر خاتمہ نصیب ہوگیا تو پھر تو کیا ہی بات ہے، وہ لمحہ تو ایسا اچھا ہوگا کہ اس سے زیادہ لذت کا لمحہ کوئی آئے گا ہی نہیں، اگر اللہ نے خاتمہ ایمان پر کردیا اور قبول فرمالیا تو یہ لمحہ بڑا فرحت بخش ہوگا مومن کے لیے ! اس لیے اس راستے میں آپ کو آسانیاں ہوں گی یا سہولتیں ملیں گی یا کوئی دنیاوی مفادات ملیں گے، یہ نہیں ہوسکتا، یہ ذہن سے نکال دیں آج، اس راستے میں کانٹے ہیں خار ہیں، اس راستے میں نفس کے ساتھ ایک مسلسل جنگ ہے مرتے دم تک چلتی رہے گی ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ ﴾ یوسف علیہ السلام یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری تو کوئی حیثیت ہی نہیں جب وہ زُلیخا کا فتنہ ہوا اس سے وہ بچ کر نکل گئے اور اللہ نے بچالیا تو وہ یہی کہہ رہے تھے ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ﴾ اس سے میرے نفس نے مجھے نہیں نکالا اس مشکل سے اس آزمائش سے اس خرابی سے مجھے میرے نفس نے نہیں بچایا ﴿ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ ﴾ نفس تو بہت زیادہ حکم دیتا ہے انسان کو برائیوں کا، یہ تو کھینچتا ہے ہر وقت، یہ کرلے، یہ کرلے، پھر توبہ کرلیجیے، پھر آخر میں یہ بھی سکھاتا ہے کرتے ہی توبہ کرلینا لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ حکم بھی دیتا ہے

اور ترکیبیں بھی بتاتا ہے دونوں کام کرتا ہے نفس، ساتھ شیطان بھی ہوتا ہے اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ مگر جس پر میرا رب رحم کردے وہ بچ نکلتا ہے، اسے اللہ بچالیتا ہے ! تو مشکلات اور تکلیفیں اس میں آئیں گی یا جو راہیں بند نظر آرہی ہیں یا مستقبل تاریک نظر آرہا ہے، یہ ایک آزمائش ہے آپ پر ! آپ دیکھیں گے وقت کے ساتھ ساتھ روشنی ہوتی چلی جائے گی، تاریکیاں دور ہوں گی، راہیں کھلیں گی مستقبل میں آپ کی، اللہ آپ سے کام لے گا لیکن بشرطیکہ اخلاص ہو، اگر آپ اخلاص کے ساتھ پوری جفاکش پوری محنت کے ساتھ لگے رہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا ان شاء اللہ

غیبی تائید و نصرت ہوگی ،سکون و اطمینان ہوگا، بس لگے رہیں، دنیا داروں کی وجہ سے کہ ہمارے پاس دنیا نہیں ہے اس لیے ہم حقیر ہیں یہ نہ سمجھیں، ویسے تو حقیر ہی سمجھنا چاہیے، ہیں ہی ہم حقیر، ہر آدمی کو اپنے آپ کو حقیر سمجھنا چاہیے ! !

اپنے کو حقیر سمجھنا چاہیے :

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی معرفت اور خوشنودی اور اس چیز کا جو حصہ ہے معمولی سا بھی وہ اس وقت تک نصیب نہیں ہوگا جب تک اپنے کو فرنگی سے بھی ذلیل اور حقیر نہ سمجھے ! تو حقیر تو سمجھنا ہے کہ میں حقیر ہوں جیسے یوسف علیہ السلام بھی سمجھ رہے ہیں کہ میں حقیر ہوں کچھ نہیں تھا میرے پاس ﴿ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیۡ ﴾ مجھے تو رب نے بچایا ہے میں نے نہیں بچایا اپنے کو، اپنے کو حقیر جاننا ہے، تواضع اور انکساری ہونی ہے عمل میں بھی، اپنے اساتذہ کے ساتھ بھی، اپنے بڑوں کے ساتھ بھی، جو بڑا ہو چکا ہے وہ استاد نہ بھی ہو وہ بڑا ہے، عاجزی انکساری اور ادب کا معاملہ ہو ان کے ساتھ ! !

ساتھیوں میں کوئی عمر کا بڑا ہے، ساتھیوں میں بھی عمر کا بڑا فرق ہوتا ہے بڑی کلاسوں کے طالب علم تیس تیس سال کے ہوتے ہیں چالیس چالیس سال کے ہوتے ہیں، چھوٹی کلاسوں کے طالب علم اٹھارہ اٹھارہ سال کے ہوتے ہیں عمر کا بڑا فرق ہوتا ہے ان میں ! ان کو چاہیے کہ بڑی عمر والوں کا ادب کریں، اسی عمر میں اسی طالب علمی کی زندگی میں جو مشق کرلیں گے وہی ہمیشہ کی عادت بن جائے گی

پختہ ہوجائے گی، یہ تربیتی دور ہے آپ کا، اس میں جیسے ڈھالنا چاہیں گے ان شاء اللہ ڈھلیں گے آسانی سے، بعد میں جو عادت خراب یا اچھی جو بن گئی وہ پختہ ہوجائے گی پھر اس کو بدلنا مشکل ہے ! !

تربیت کا دور :

جب ہم پڑھتے تھے تو ہمارے ساتھ پہلا سال دوسرا تیسرا جو تھا صرف ونحو کا اس میں دو ساتھی ہمارے تھے وہ بوڑھے تھے پینسٹھ سال سے زیادہ عمر تھی ان کی، ہماری عمریں تھیں سولہ سترہ اٹھارہ سال کی، وہ تھے پینسٹھ میں، ان کے بچے ہم سے بڑے تھے، دادا اور نانا بنے ہوئے تھے وہ لوگ، وہ ہمارے ساتھ پڑھتے تھے، ان میں ایک ہوائی فوج کے ریٹائرڈ اَفسر تھے فضائیہ کے اسکوارڈن لیڈر صوفی نام تھا ان کا وہ ہمارے ہم جماعت تھے، ایک ڈویژنل انجینئر تھے ٹیلیفون کے محکمہ کے ریٹائرڈ تھے، بعد میں پورا پڑھا انہوں نے، پھر حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق تھا ان کا، ان سے خلافت بھی ان کو ملی بعد میں ! سب کچھ بعد میں بوڑھا ہوکر حاصل کیا، اب عمر کا اتنا فرق تھا ان کا اور ہمارا ! پھر تو وہ میرے استاد بھی بن گئے تھے، انگریزی میں ان سے پڑھتا تھا، مجھے انگریزی پڑھاتے تھے دونوں، کبھی وہ کبھی وہ، تو اس حیثیت سے وہ استاد بھی تھے ہمارے، لیکن بہرحال ہم جماعت ہونے کی وجہ سے ہم اور وہ بے تکلف بھی تھے سب کچھ تھا لیکن ایک ادب کا معاملہ بھی تھا، یہ رکھنا ضروری ہے ! !

تو یہ تربیت کا دور ہے آپ کا، اس میں آپ اگر ذہن میں یہ سمجھ لیں گے کہ میری تربیت کا دور ہے تو آپ کو کسی کی روک ٹوک بری نہیں لگے گی، غصہ نہیں کرنا، ورنہ یہ روک ٹوک کرے گا آپ کہیں گے تو کون ہوتا ہے مجھے کہنے والا چل جا اپنا کام کر، دوسرے کی روک ٹوک بری لگتی ہے۔ اور یہ ذہن بنالیں کہ میری تو ابھی عمر ہی سیکھنے کی ہے میں تو سیکھنے ہی کے لیے آیا ہوں تو اپنے ساتھیوں کی روک ٹوک بھی بری نہیں لگے گی، وہ بھی نفس قبول کرے گا طبیعت قبول کرے گی، نفس کو دبائیں اور یہ ذہن بنالیں تو اپنی اصلاح آسان ہوجائے گی، اس لیے یہ نہ سوچیں کہ استاد ہی جو بات بتائے گا بس وہ کروں گا، نہیں! اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ [1] کہ اچھی بات کہیں

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب العلم رقم الحدیث ۲۱۶

سے بھی ملے لے لو یہ ایسے ہے جیسے مومن کی گمی ہوئی چیز تھی جو اُسے مل گئی، جہاں سے ملے مومن ہی اس کا زیادہ حقدار ہے ! تو آپ تو مومنین کے طبقے میں ہیں دینی طالب علم بھی ہیں تو آپ زیادہ حقدار ہیں اچھی بات جس سے بھی مل جائے لے لیں ! آپ کا کم عمر ساتھی کوئی اچھی بات کہہ رہا ہے یا اس کی اچھی عادت دیکھ رہے ہیں وہ لے لیں، پہننے میں اٹھنے میں بیٹھنے میں کھانے میں پینے میں کسی معاملات میں جس کی جو اچھی عادت ہو وہ اختیار کرتے چلے جائیں اسے اپناتے چلے جائیں، صفائی میں نظافت میں نفاست میں ان عادتوں کو اپنائیں اسی عمر میں جو بن گئی عادت وہ بن جائے گی، پھر نہیں !

بس یہ دور آپ کا تربیت کا ہے پڑھنے کا ہے، اس میں پوری طرح لگے رہیں محنت کرتے رہیں خاص طور پر جو طلباء رابعہ اور خامسہ میں آچکے ہیں وہ تو تزکیۂ نفس کی طرف بھی متوجہ ہوں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو بھیجا ہے اس لیے کہ ﴿ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ﴾ تاکہ ان کو کتاب اور حکمت سکھائیں، وہ سیکھ رہے ہیں آپ نبیوں کی تعلیم کتابوں میں اور وَيُزَكِّيهِمْ ان کا تزکیۂ نفس بھی کریں باطنی تزکیہ بھی کریں، جیسے ہمیں ظاہری بیماریاں ہوتی ہیں کھانسی ہے نزلہ ہے بخار ہے یرقان ہے دسیوں بیماریاں ہیں ایسے ہی باطنی بیماریاں اس سے زیادہ خطرناک ہیں اس کی طرف بھی توجہ دیں، باطنی بیماریاں ہمارے اندر پنپتی رہتی ہیں پلتی رہتی ہیں جڑ پکڑ لیتی ہیں اور ہم ''فاضل'' بھی ہو جاتے ہیں، فاضل ہونے کے بعد پھر ''مدرس'' بھی ہو جاتے ہیں، مدرس ہونے کے بعد اعلیٰ مدرس بھی بن جاتے ہیں لیکن اپنے تزکیہ کی طرف توجہ ساری زندگی نہیں ہوتی، ہوتی بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو گئے کہ بس کسی سے بیعت کا تعلق قائم کر لیا بس بیعت ہو گئے کافی ہے، صرف بیعت ہونے سے کچھ نہیں ہوتا، پوری طرح سوچ سمجھ کر تعلق کو قائم کریں جو بھی متبع سنت نیک ہو بس اتباعِ سنت معیار بنائیں، کشف وکرامات پر نہ جائیں، ہمارے یہاں یہ بہت ہے کہ کشف وکرامات کی طرف چلتے ہیں، بھائی خرقِ عادت چیزیں تو فاسق و فاجر سے بھی صادر ہو جاتی ہیں اسے کہا جاتا ہے ''استدراج'' لیکن عام آدمی اسے کشف وکرامت سمجھتے ہیں یہ باریک فرق ہر ایک نہیں کر سکتا وہ کشف نہیں ہوتا وہ استدراج ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے اللہ پناہ میں رکھے، ہمیں بھی بچائے سب کو بچائے اس سے ! !

اتباعِ سنت :

اصل چیز ''اتباعِ سنت'' ہے، متبع سنت ہو دین پر چلتا ہو گناہوں سے بچتا ہو، گناہ ہو جاتے ہوں تو اس سے رجوع کر لیتا ہو، کبھی کوئی اسے کلمۂ حق کہتا ہو یا روک ٹوک کرتا ہو صحیح بات کہتا ہو تو وہ اسے تسلیم کرتا ہو، یہ چیز ہو تو ایسے آدمی سے بیعت کا تعلق قائم کر لیں ! اور اگر کلمۂ حق سننا گوارا نہ ہو، کوئی روک ٹوک کرے تو اسے برا لگے، یہ اچھی نشانی نہیں ہے، چاہے کتنا بڑا ہو لیکن اچھی نشانی نہیں ہے خطرناک نشانی ہے ! اگر غلطی ہو جائے تو استغفار کی طرف نہیں آتا بلکہ کرتا ہی رہتا ہے، یہ بھی اچھی نشانی نہیں ہے، علماء میں بھی ایسی چیزیں موجود ہیں ! جس میں یہ چیزیں نہ ہوں اتباعِ سنت ہو، یہ نہیں ہوسکتا کہ گناہ ہی نہ ہو ایسا کوئی مردِ کامل مل جائے، نہیں ملے گا جنیدِ بغدادی بھی ایسے نہیں ملیں گے ! حضرت جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہوں تو یہ نہیں ہوگا کہ وہ گناہ نہ کرتا ہو گناہ ہو جاتا ہے، گناہ ہو لیکن اس کو گناہ ہوتے ہی ایسی ملامت پکڑ لے دل کو کہ سچی توبہ جب تک نہ کر لے اسے چین نہیں پڑتا، یہ ہے اتباعِ سنت ! !

حدیث میں آتا ہے کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ [1] اس لیے میں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نام لینے کی جرأت کی ورنہ ہم کہاں لے سکتے ہیں نام ان کا وہ تو بہت بڑے لوگ ہیں حدیث میں چونکہ آرہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک خطا کار ہے ہر ایک گناہ گار ہے کوئی استثنٰی نہیں حتی کہ صحابہ کی جماعت جس سے نبی علیہ السلام خطاب فرما رہے ہیں ان کا بھی یہی حال تھا براہِ راست تو انہیں ہی خطاب تھا ان کے ذریعے پھر آگے امت کو ہوا کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ کہ تم میں ہر ایک خطا کار ہے گناہ گار ہے وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ تم میں بہترین گناہ گار خطا کار وہ ہیں جو سچی توبہ کر لیں، غلطی ہوگئی توبہ کر لے بس ! نیک آدمی سے غلطی ہوتی نہیں بچتا رہتا ہے، عام آدمی کی غلطیوں میں اور اس کی غلطی میں بہت فرق ہوتا ہے وہ زیادہ کرتا ہے یہ بہت کم کرتا ہے، کبھی ہو بھی گیا گناہ تو فوراً توبہ کرے گا رجوع کرے گا اللہ سے ! !

---

[1] سنن ابن ماجه كتاب الذهد باب ذكر التوبة رقم الحديث ٤٢٥١

حقوق العباد سے تعلق ہوگا اگر اس چیز کا تو اس بندے سے معافی مانگنی چاہیے، اس سے تلافی کرنی چاہیے اور معاملہ درست کرنا چاہیے ! اگر حقوق العباد کا معاملہ ہو تو صرف اللہ سے استغفار سے کام نہیں چلتا، پہلے بندے سے معافی مانگنی پڑتی ہے حق دینا پڑتا ہے یا معاف کرانا پڑتا ہے پھر اللہ سے معافی مانگے اور حقوق اللہ میں اللہ ہی سے استغفار کافی ہوتا ہے سچے دل سے ! !

تو یہ جو دور ہے آپ کا ہو یا ہمارا ہو یہ سب تربیتی دور ہے مرتے دم تک تربیت ہی چل رہی ہے انسان سیکھ ہی رہا ہے تو اس میں ہم میں سے ہر ایک کو اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھنا چاہیے اور دین کا خادم سمجھنا چاہیے، بس کبھی یہ کوشش نہ کریں کہ میں دین کا مقتدیٰ بن جاؤں، میں امام بن جاؤں، میں بڑا آدمی بن جاؤں، یہ تصور ہی نہ کریں یہ کوشش ہی نہ کریں، اللہ تعالیٰ خود سے بنا دیں وہ بات اور ہے ! اپنی طرف سے دل میں اس چیز کو جگہ نہ دیں اور اگر اس کو جگہ دے دی تو باطنی بیماری میں مبتلا ہو گئے ! اس وقت اللہ نے آپ کو ایسی فرصت دی ہے کہ زندگی میں کبھی یہ فرصت نصیب نہیں ہوگی، دیکھیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو گھر میں اور گھر سے باہر ایسا رکھا ہوا ہے کہ گھر میں آپ کو نہ آٹا گوندھنا پڑتا ہے، نہ روٹی پکانی پڑتی ہے، نہ سالن پکانا پڑتا ہے، سب ماں پکا کر دے دیتی ہے، کپڑے بھی دھونے نہیں پڑتے، بہنیں کر دیتی ہیں بیوی کر دیتی ہے، یہ بادشاہوں کی طرح رہتا ہے گھر میں ! مدرسے میں آکر بھی اللہ نے آپ کو بادشاہوں کی طرح رکھا ہوا ہے، آپ کو آٹا نہیں گوندھنا پڑتا۔ آپ کو سالن نہیں بنانا پڑتا، آپ کو پکا پکایا اللہ تعالیٰ کھانا دے رہے ہیں، وقت پر روٹی دے رہے ہیں، وقت پر سالن دے رہے ہیں، یہ دین کی برکت سے دے رہے ہیں تو یہ فرصت کے اوقات کبھی نہیں ملیں گے آپ کو !

جب آپ فارغ ہو جائیں گے پڑھ کر تو آٹے دال کا بھاؤ پتہ چل جائے گا، شادی ہوگئی تو بس پھر تو سارے ہی ہوش ٹھکانے آ جائیں گے، پھر تو انسان کا معاملہ اور طرح کا ہوتا ہے پھر تو اسے ہلدی کا نمک کا مرچ کا ہر چیز کا ریٹ معلوم ہو جاتا ہے ! اور ایک پائی زیادہ ہوتی ہے ایک پائی کم ہوتی ہے سب یاد رہتا ہے یہ کم ہو رہی ہے یہ بڑھ رہی ہے، اب کچھ بھی نہیں پتا ! تو یہ زندگی کا دور آپ کے کبھی ہاتھ نہیں آئے گا اسے ضائع کر دیا تو ساری زندگی پچھتائیں گے اور تلافی نہیں کر سکیں گے !

ماں باپ کا سایہ اتنا بڑا آپ کے سر پر موجود ہے، انہوں نے آپ کو بھیجا ہے، گھر کے معاملات انہوں نے اپنے سر پر لے رکھے ہیں پھر یہاں آپ کے لیے سہولت اللہ نے کردی بس زیادہ سے زیادہ اپنے کپڑے دھونے پڑتے ہیں وہ بھی ہفتے میں ایک دن ہوتا ہے ایک دن دھو لیے دو دن دھو لیے !

اتنا کام تو انسان کو کرنا ہی چاہیے ورزش بھی ہے کام کی عادت بھی رہتی ہے یہ تو ہونا چاہیے اور مجاہد ہیں آپ، آپ بیکار آدمی نہیں ہیں ان شاء اللہ آپ میں سے ہر شخص مجاہد ہے، مجاہد کو ان کاموں کا عادی رہنا چاہیے، ان کاموں کے لیے تیار رہنا چاہیے، وہ ایسا کام تو کرے گا ورنہ وہ مجاہد کہاں ہے !

باطنی علوم کی طرف توجہ :

تو اللہ تعالیٰ نے یہ جو آپ کو وقت دیا جیسے کہ یہ علوم آپ ظاہری سارے سیکھ رہے ہیں محنت سے، باطنی علوم کی طرف بھی توجہ دیں تزکیۂ نفس کی طرف بھی ! باطنی بیماریوں سے بچنے کے لیے ساری زندگی لگ جاتی ہے تو بھی باطنی بیماریوں سے نجات مشکل سے ہوتی ہے، ڈاکٹری دواؤں سے تو انسان ایک سال دو سال دس سال بیس بعد ٹھیک ہو جاتا ہے، کوئی ساری زندگی بیمار رہے اور حسنِ خاتمہ ہو جائے تو بھی سودا سستا ہے لیکن خدانخواستہ باطنی بیماریوں میں مبتلاء ہو گیا تو بس آخرت برباد ہو گئی ! ظاہری بیماری میں تو درجے بڑھ رہے ہیں گناہ جھڑ رہے ہیں، بیمار ہے بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے، اسے تو بلکہ سکھاتے بھی ہیں ہم بھی کہتے ہیں کوئی بیمار ہو بھائی دعا کرنا تمہاری دعا قبول ہوگی ! لیکن جو باطنی بیمار ہوتا ہے اسے نہیں کہتے آپ کہ دعا کرنا میرے لیے تمہاری دعا بھی قبول ہوتی ہے ! کہتے ہیں کبھی ؟ جو باطنی بیماری میں مبتلا ہو اس کی تیمارداری کسی نے کی ہے ؟

جیسے کہ تکبر میں مبتلا ہے لالچ میں حسد میں کینہ میں کنجوسی میں بخل میں یہ سب باطنی اور دل کی بیماریاں ہیں یہ ہاتھ کی بیماری نہیں ہے ڈاکٹر نبض سے آلات سے سی ٹی سکین سے بھی پتہ نہیں چلا سکتے ان بیماریوں کا کہ یہ ہیں یا نہیں ! ان کی لائن ہی نہیں انہیں پتہ ہی نہیں وہ تو اس میں بعض خود مبتلا ہوتے ہیں اس بیماری میں، جو مبتلا ہوتا ہے اس کی کبھی کسی نے تیمارداری کی ہے ؟ کوئی پوچھنے بھی

نہیں جاتا کہ آپ کیسے ہیں ؟ یہ تو کہتے ہیں اللہ شفا دے ہمیں بھی انہیں بھی ، یہ تو کہہ دیں گے لیکن اس کی تیمارداری یا اسے قابلِ رحم سمجھے یا اس پر ترس آئے اس طرح نہیں ہوتا ! اور وہ مر جائے تو کبھی یہ کہتے نہیں سنا ہوگا کہ اس بیچارے نے ساری زندگی بیماری میں گزاری ہے اللہ نے اس کے سارے گناہ جھاڑ دیے ہوں گے بلکہ درجے بلند ہوگئے ہوں گے یہ سیدھا جنت میں گیا ہوگا ، ایسا کہتے ہیں باطنی بیماری والے کو ؟ نہیں ، وہ تو جہنم میں جاتا ہے خدانخواستہ ! جسمانی بیماری والے کے بارے میں ہوتا ہے کہ اس کے گناہ جھڑ رہے ہیں اس کے درجے بڑھ رہے ہیں !

تو یہ بیماری جو جسمانی آجاتی ہے یہ تو اتنی خطرناک چیز نہیں ہے انسان کے لیے ایمان کے اعتبار سے اور آخرت کے اعتبار سے جتنی کہ باطنی بیماریاں ہمارے لیے دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔ اس لیے ظاہر کے ساتھ باطن کی طرف بھی توجہ دیں ، ان علوم کو بھی محنت سے سیکھیں حاصل کریں ، صرف یہ نہیں کہ کسی سے بیعت کر لی بس کافی ہوگیا بیعت پر اکتفاء کر لیا فلاں سے بیعت ہوں فلاں سے بیعت ہوں یہ کافی نہیں ہے ، ان سے سیکھیں قاعدے کا پہلا سبق اب ت ث پڑھ لیں اور بس چھوڑ دیں کہ بس پڑھ لیا تو کبھی بھی فائدہ نہیں ہوگا پورا پڑھنے سے فائدہ ہوگا ورنہ نہیں ! !

دقیانوس کا مطلب :

تو بہرحال آپ جس لائن میں لگے ہوئے ہیں یہ بہت اعلیٰ لائن ہے یہ جدید ترین علوم ہیں جدید ترین دین ہے آپ یوں سنتے ہوں گے ''یہ قدامت پسند ہیں یہ دقیانوس ہیں'' پچھلی دفعہ بیان میں دقیانوس کا لفظ آیا تھا تو کسی نے پرچی بھیجی تھی کہ دقیانوس کا کیا مطلب ہے ؟

دقیانوس کا مطلب تو سب کو معلوم ہی ہے ہم سمجھتے ہی ہیں فرسودہ خیالات اور پرانے خیالات پر رہنے والے ! میں نے دیکھا لغت میں تو دقیانوس جو اصحابِ کہف کے زمانے میں بادشاہ تھا جس سے ان کا مقابلہ ہوا تھا اس بادشاہ کا نام ''دقیانوس'' تھا کیونکہ وہ بھی کفر پر ڈٹا تھا اور اسی پر ہر ایک کو پھیرنا چاہتا تھا اور اس کا نام دقیانوس تھا تو وہ ضربُ المثل بن گیا نام آج تک جیسے فرعون بن گیا کہ جو خراب آدمی ہو اسے کہتے ہیں فرعون بنا ہوا ہے اس لیے جو پرانی چیزوں پر ہو اسے کہتے ہیں دقیانوس !

تو دقیانوس اس بادشاہ کا نام تھا﴿ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ٥ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ﴾ [1] یہ سارا قرآن میں مضمون اس قوم کا آرہا ہے جس کا بادشاہ وہ دقیانوس تھا تو آپ بالکل ماڈرن ہیں، جدید ترین علم سیکھ رہے ہیں، فرسودہ علم نہیں سیکھ رہے، فرسودہ علم یہودیت ہے فرسودہ علم نصرانیت ہے فرسودہ چیزیں مشرکین کی ہیں، سب سے آخر میں جو آسمانی دین آیا وہ ''اسلام'' ہے اس کے بعد کوئی اور دین نہیں آیا ! ثابت کردے کوئی، کوئی مائی کا لال ثابت کردے ہم اس کی پیروی کریں گے اسے چھوڑ دیں گے لیکن کوئی ثابت کر ہی نہیں سکتا ! ایک نے کوشش کی تھی وہ کانا تھا بیچارہ مرزا قادیانی اس کا حشر آپ سب دیکھ لیں کیا ہو رہا ہے اس کے پیروکار اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں، اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو کر رضا کارانہ خدمات انجام دے رہے ہیں تو جو بھی آخری دین کا دعویٰ کرے گا نبی علیہ السلام کے دین کے بعد اس کا یہی حشر ہوگا کہ وہ یہودیوں یا مشرکین کا یا کافروں کا آلۂ کار ہوگا

سب سے آخری دین سب سے جدید ترین ادارے یونیورسٹیاں دینی مدارس ہیں ! اس کے علاوہ جہاں کہیں (دوسرا) دین پڑھایا جاتا ہے وہ فرسودہ بات ہے وہ دقیانوسی نظام ہے

﴿اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ . مَا يَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ ﴾ ''مُحْدَثٍ'' کا لفظ آیا ہے جب بھی کوئی نئی بات ان کے پاس آتی ہے، اپنے رب کے پاس سے نئی بات اسے کھیل میں اُڑا دیں گے توجہ ہی نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس دین کو کیا کہہ رہے ہیں ''محدث'' انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا کریں گے ماڈرن، تو ماڈرن دین ہے تو دقیانوس یہودی ہیں یا آپ ہیں ؟ دقیانوس عیسائی ہیں یا آپ ہیں ؟ قدامت پسند آپ ہیں یا وہ ہیں ؟ وہ ہیں ہم نہیں ہیں ! ! وہ قدامت پسند ہیں، ہم تو جدت پسند ہیں کیونکہ سب سے آخری دین ہمارا ہے قرآنِ پاک میں آ گیا ﴿ مَايَاْتِيْهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴾ [2] دوسری جگہ آتا ہے ﴿ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴾ [3]

---

[1] سورۃ الکھف : ١٤، ١٥ [2] سورۃ الانبیاء : ١، ٢ [3] سورۃ الشعراء : ٥

دونوں جگہ آرہا ہے اللہ تعالیٰ اس دین کو جو آخری دین ہے اس کو مُحْدَثٍ فرمارہے ہیں جدید دین اور اسی کو اللہ نے ہمارے لیے پسند کرلیا ہے

﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ [1]

یہ ہمارے سامنے ہدایات ہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس لیے آپ یہ نہ سمجھیں کہ اگر آپ کے گھر والے یا لوگ کہتے ہیں رشتہ دار کہ کیا پرانی چیزوں میں لگ گیا ہے، اسے یہ پڑھاؤ، اسے وہ پڑھاؤ ! آپ کہیں میں تو سب سے جدید ترین دین میں لگا ہوا ہوں اگر یہ جدید نہیں ہے تو جو جدید ہے وہ مجھے بتادو پھر، کوئی بھی نہیں بتاسکے گا ! ہاں دنیاوی علوم میں ترقی ہورہی ہے، سائنسی ایجادات ہیں اس کا ہم انکار نہیں کرتے وہ ٹھیک ہے، اس کو ہم حرام بھی نہیں کہتے اس کے جو حلال طریقے ہیں انہیں اختیار کرنا منع نہیں ہے ایک عالمِ دین بھی بنے ساتھ ساتھ یہ بھی کرلے ٹھیک ہے، کوئی حرج نہیں ہے ! !

ہمارے جو مفتی ہیں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب [2] اس وقت پاکستان کے مفتی اعظم ہیں ہمارے مدرسے کے پڑھے ہوئے ہیں حضرتؒ کے شاگردوں میں ہیں، وہ کیا ہیں ڈاکٹر بھی ہیں، پہلے پوری ڈاکٹری پڑھی انہوں نے وہ تو لائن ہی دوسری تھی ان کی، ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور ابھی تک پریکٹس کرتے ہیں سرکاری ہسپتال میں اور اب اتنے بڑے عالم ماشاء اللہ مفتی بن گئے تو وہ تعلیم منع تو نہیں ہے سیکھیں، کوئی کرسکتا ہے تو منع نہیں کرتے ہم اس کو ! تو فراخ سینہ ہمارا ہے، فراخ حوصلہ ہم لوگوں کا ہے، ان کا نہیں ہے، وہ کہتے ہیں بس یہی کرو ادھر مت جاؤ یہ دقیانوس ہیں ! اس لیے آپ ہرگز کسی قسم کی احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوں بلکہ ہمت سے رہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہماری سب کی مدد کرے گا دستگیری فرمائے گا نصرت فرمائے گا ! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ہمارے اس مدرسے کو بھی اور جہاں جہاں دینی خدمات ہورہی ہیں ان سب کو، اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین ! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ دسمبر ۲۰۰۸ء)

---

[1] سورۃ المائدۃ : ۳ [2] تاریخ وفات : ۱۸؍شوال المکرّم ۱۴۴۰ھ/۲۲؍جون ۲۰۱۹ء بروز ہفتہ

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحبؒ

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۸ مارچ ۲۰۱۱ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں اساتذہ اور طلباء کی تعزیتی مجلس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے خطاب فرمایا جس کی افادیت کے پیش نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

آج ہم سب اس لیے جمع ہوئے ہیں کہ گزشتہ کل حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کراچی میں وفات ہوگئی، قاری صاحبؒ اس زمانے میں ایسے بزرگوں میں سے تھے کہ جن کی مثال بہت مشکل سے ملتی ہے، ان کا تعلق تقسیم سے پہلے شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، تقسیم کے بعد پاکستان تشریف لے آئے تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے خلیفہ لاہور پاکستان میں حضرت والد صاحبؒ کا مشورہ دیا کہ وہ موجود ہیں آپ آئندہ ان سے رابطہ رکھیں چنانچہ انہوں نے اس کے بعد حضرتؒ سے اپنا تعلق قائم کیا اور سلوک و تصوف کے تمام اسباق طے کیے، حضرتؒ نے انہیں خلافت عنایت فرمائی ! حضرت قاری صاحبؒ کی عمر تقریباً سو کے قریب ہوئی ہوگی[1] کافی سالوں سے بالکل صاحبِ فراش تھے بس قرآن پاک کی خدمت قاری صاحبؒ کا مشغلہ تھا اور اب ان کی قرآنی خدمت کو میرے خیال میں پچھتر سال ہو چکے ہوں گے ! پچھتر سال سے ہندوستان سے وہ قرآنِ پاک حفظ کراتے چلے آئے ہیں اور جن کے دادوں کو انہوں نے ہندوستان میں حافظ بنایا تھا اب ان کے پوتے ان سے حافظ بنے ہیں، اب ان کے پوتوں کی بھی اولاد ان سے حافظ بنی ہے تو بہت زیادہ ان کی خدمات ہیں قرآنِ پاک کے حوالہ سے

[1] پیدائش : ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء ، وفات : ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ/ ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء

اور اتنے عرصہ سے قرآنی خدمات جو کیں انہوں نے تو کوئی عوض بھی نہیں لیا اور تنخواہ بھی نہیں لی، اپنا کام کرتے تھے، ہندوستان کی تو ہمیں تفصیل معلوم نہیں لیکن یہاں آنے کے بعد اپنا مکتبہ تھا کتابوں کا ''مکتبہ رشیدیہ'' آپ حضرات نے سنا ہوگا، یہ قاری صاحبؒ کے بیٹے کا نام ہے رشید احمد، ان کے نام سے ہے اب ان کے بیٹے بہت عرصہ سے چلا رہے ہیں پہلے وہ چلاتے تھے، سٹی اسٹیشن کی مسجد ہے کراچی میں حبیب بنک پلازا ہے بہت بڑا وہاں اس کے ساتھ ہے، اس میں قاری صاحبؒ مدتوں سے امام اور خطیب ہیں اور اس میں بھی کوئی عوض امامت و خطابت کا نہیں لیتے تھے، اس میں جو ان کا جو کمرہ ہے جس میں وہ رہتے ہیں وہ کمرہ بھی دیکھنے کے قابل ہے، بہت نفیس طبیعت انسان تھے صاف شفاف ہر چیز سلیقہ سے آئینے کی طرح صاف ستھری، اب بس وہیں رہتے تھے، چونکہ ان کی اہلیہ صاحبہ کی وفات میرے خیال سے تیس چالیس برس پہلے ہوگئی تھی بس اسی میں رہتے تھے، اور بچے اپنے گھروں میں رہتے تھے، وہاں سٹی اسٹیشن سے پاکستان چوک روزانہ قرآنِ پاک پڑھانے کے لیے آتے تھے اور سٹی اسٹیشن کی جو مسجد ہے اس میں بھی قاری صاحبؒ نے اپنے کمرے میں جو فریج لگا رکھا تھا اس کے لیے بجلی کا میٹر بھی الگ لگا لیا تھا، مسجد کے میٹر سے نہیں لیتے تھے بجلی کا میٹر اپنا تھا اور ٹائم کی ایسی پابندی کہ سٹی اسٹیشن سے پاکستان چوک آتے جاتے تھے تو دکاندار جو چالیس پچاس سال سے ان کو دیکھ رہے تھے وہ قاری صاحبؒ کو دیکھ کر اپنی گھڑی درست کر لیتے تھے کہ قاری صاحبؒ آگے پیچھے نہیں ہو سکتے، گھڑی غلط ہو سکتی ہے !

استغناء کی دولت :

استغناء بے انتہا تھا طبیعت میں، مالداروں ارب پتی کروڑوں پتی کی اولاد ان سے حفظ کرتی ہے پڑھی ہے ان کی شاگرد ہے لیکن کسی سے کوئی معاملہ یا کوئی توقع ہرگز نہیں رکھی ! حضرت والد صاحبؒ فرماتے تھے کہ ان میں اللہ نے استغناء رکھا ہے اور استغناء تو اصل میں قلب کا فعل ہے لیکن جب یہ بڑھ جائے زیادہ تو بظاہر دیکھنے میں دوسرے آدمی کو لگتا ہے کہ شاید یہ بڑائی کر رہا ہے تکبر کر رہا ہے، حالانکہ ان میں بے نیازی اور استغناء کا غلبہ بہت زیادہ ہوتا تھا ! !

بہرحال ان کا وجود بڑا بابرکت تھا یہاں جامعہ مدنیہ جدید میں بھی تشریف لاتے رہے ہیں اور

بیانات بھی کرتے رہے ہیں، شروع سے اس جامعہ کی شوریٰ کے ممبر رہے، بہت عرصہ سے علیل ہو گئے تو اب ان کے پوتے (حافظ فرید احمد صاحب مدظلہم) ان کی جگہ شوریٰ کے ممبر ہیں اور یہاں جامعہ میں آتے ہیں اور ہمیشہ سرپرستی کی ! اور ہر طرح کا تعاون اس مدرسہ کے ساتھ قاری صاحبؒ کرتے تھے ایسے جیسے اپنا مدرسہ ہو، وہاں بیٹھ کر ہر سال جو چرمِ قربانی ہوتی ہے اس کے لیے باقاعدہ کراچی میں کیمپ لگاتے تھے اور اس مدرسہ کے لیے کھالیں جمع کرتے تھے، اپنی نگرانی میں اپنے شاگردوں سے کراتے تھے اور ان کے شاگرد مالدار اور شاگرد کا جو بیٹا ہے وہ بھی قاری صاحب کا شاگرد ہے وہ بھی ہوتا ہے اور اس شاگرد کا پوتا جو قاری صاحب کا شاگرد ہے وہ بھی ہوتا ہے وہ بھی کھالیں اکٹھی کرتا ہے اور اپنی عید قربان کر دیتا ہے میلے کپڑے پہن کر مالداروں کی اولاد اس مدرسہ کے لیے کھالیں اکٹھی کرتی ہے ! تو ہم پر ان کا بڑا حق ہے، اب چند سالوں سے یہاں سے کچھ طلباء کو ہمیں بھیجنا پڑتا ہے کچھ کام وہاں بڑھ گیا ہے لیکن وہاں کے لوگ باقاعدہ ساتھ دیتے ہیں، یہاں سے مولانا انعام اللہ صاحب جاتے ہیں اور چار پانچ طلباء یہاں سے ہر سال جاتے ہیں اور اس میں وہ لوگ بھی ساتھ دیتے ہیں ساتھ بیٹھتے ہیں تو ان کا ہمارے اوپر بہت حق ہے، حضرتؒ اس ادارے کے لیے ہر وقت فکرمند رہتے تھے، اب ان کی اولاد فکرمند رہتی ہے اور وہ اسی طرح کرتے ہیں جیسے وہ کرتے تھے ! !

ایک دفعہ مسعود میاں کا واقعہ ہے چھوٹا بھائی ہے وہ کراچی گیا ہوا تھا تو کہنے لگے کہ قاری صاحب نے ایک شاگرد کو بلایا او ایاز ادھر آ، وہ آیا، جا ان کو سیر کرا کر لا، اس نے اپنی گاڑی نکالی اس میں وہ لے کر گیا کلفٹن اور اِدھر اُدھر مسعود میاں کو کراچی کی سیر کرائی اس نے، تو مسعود میاں بتاتے ہیں کہ وہاں کلفٹن میں بحری جہاز دُور سے نظر آتے ہیں، آپ کبھی سمندر پر گئے ہوں گے تو بحری جہاز دور سے تنکے کی طرح نظر آتے ہیں حالانکہ وہ اتنا بڑا ہوتا ہے مسجد حامد سے بھی بڑا ہوتا ہے، کچھ اور جہاز بھی کھڑے تھے تو وہ کہنے لگا وہ ہمارا جہاز ہے پھر ایک اور کے بارے میں کہنے لگا کہ وہ بھی ہمارا جہاز ہے ! مسعود میاں کہنے لگے کہ میں سمجھا کہ شاید یہ کوئی دماغی معذور ہے بیمار ہے اس لیے ایسی باتیں کر رہا ہے کوئی دورہ پڑتا ہوگا اس بچارے کو، اس لیے یہ ایسی باتیں کر رہا ہے کہتے ہیں کہ میں مسکرا بھی دوں

اور کچھ سنجیدہ بھی ہو جاؤں کہ یہ اس نے کیسی باتیں شروع کر دیں اللہ خیر کرے آگے کیا کرے گا کہیں اور ہی نہ لے جائے مجھے، تو خیر وہ کہتا رہا اور یہ بھی ہاں ہاں کرتے رہے، جب واپس آئے تو پتہ چلا کہ یہ جو سیٹھ عابد ہے پاکستان کا بہت بڑا سیٹھ ہے یہ اس کا بیٹا ہے ! اس لیے وہ صحیح کہہ رہا تھا تو ان کے بحری جہاز واقعی چلتے ہیں، ہوائی جہاز بھی ہیں ان کے، وہ سیٹھ عابد کا بیٹا تھا، جب میں قاری صاحبؒ کے پاس کبھی جاتا تھا تو بچوں کی باری مقرر ہوتی تھی جہاں بچے بیٹھتے ہیں، اس کی تپائیاں سیدھی کرنا صاف کر کے لگانا ٹاٹ پھیرنا جھاڑو دینا تو ایک دن اس کی باری ہوتی تھی وہ کام کرتا تھا، اسی طرح سب لڑکوں کی باری ہوتی تھی یوں ہاتھ رکھ کے پیچھے پاؤں کر کے جیسے بچے چلتے ہیں گھوڑے کی طرح اس طرح چلتا تھا اور پونچا دیتا تھا ! مطلب یہ کہ مالدار کا بچہ غریب کا بچہ قاری صاحبؒ کے یہاں ایک نظر سے دیکھا جاتا تھا جیسے غریب کے بچہ کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ آج تمہاری صفائی کی باری ہے، ایسے ہی مالدار کے بچہ کی بھی باری ہوتی تھی ! !

اور بہت کوشش کرتا تھا سیٹھ عابد کہ قاری صاحبؒ کو یہ دے دوں اور یوں کر دوں حتی کہ حضرتؒ کے پاس جب کراچی سے قاری صاحبؒ ٹرین میں آتے تھے اب بیماری کی وجہ سے ہوائی جہاز سے آتے تھے، جب سیٹھ عابد کو پتا چل جاتا تھا تو دو کاریں بھیجتا تھا اسٹیشن پر دو دروازے تھے نکلنے کے، دونوں دروازوں پر گاڑی کھڑی کرواتا تھا کہ پتہ نہیں کہ کس دروازے سے نکلیں تو بٹھا لینا ڈرائیوروں کو کہہ کر بھیجتا تھا اور قاری صاحبؒ خاموشی سے نکل کر رکشہ میں بیٹھ کر چلے جاتے تھے، گاڑی کھڑی رہ جاتی تو یہ مزاج تھا ان کا !

یہ مثال اس لیے دے رہا ہوں کہ ایسے لوگ اب بھی دنیا میں ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پہلے دور میں تھے ایسے لوگ اب کہاں ہیں ؟ اب بھی ہیں کوئی ان کی نقل اتارنا چاہے تو وہ بھی ایسا ہو سکتا ہے اور اس سے بھی بہتر ہو سکتا ہے جب اللہ سے مانگے گا اخلاص سے تو ان سے بھی بہتر اللہ بنا دے گا ! اور ان کی عزت اتنی ہے کہ آپ خود دیکھ لیں ایک دو مثالیں آپ کو دیں اور بہت لوگوں کی اس طرح ! تو ان کی طبیعت میں استغناء بے نیازی بہت زیادہ تھی اپنے کام سے بس واسطہ رکھتے تھے ! !

اور اب تک ان کے سینکڑوں پختہ حافظ ہیں ماشاء اللہ، بیس طلباء بس رکھتے تھے اس سے زیادہ نہیں

اور بڑے طریقہ سے پڑھاتے تھے اور ان کی درسگاہ آپ دیکھیں ہر روز آئینہ کی طرح چمکتی تھی ! اور طالب علموں کی ڈیوٹی ہوتی تھی ہر ہفتے پنکھے صاف کرنے ہیں، مسجد بھی صاف، درسگاہ بھی صاف، سلیقہ تھا، نفاست تھی، پاکی بھی تھی، بہت ساری خوبیاں اللہ نے انہیں دی تھیں !

تو ان سے واسطہ قدیم ہے اس لیے ان کا دکھ بھی ہمیں بہت زیادہ ہے آپ کو بھی سن کر دکھ ہوا ہوگا یقینی بات ہے، آپ کو جمع اس لیے کیا گیا کہ ہم پر ان کا حق بنتا ہے کہ ہم ان کا آپ سے تعارف کراتے اور تعارف کے بعد آپ کا بھی حق بنتا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کریں جو قرآن پڑھیں یا جو چیز بھی پڑھیں تو ان کے لیے ایصالِ ثواب بھی کریں اور یہ بھی دعا کریں کہ وہ تو چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی جو برکات تھیں ان کو باقی رکھے اور اس سے ہمیں بھی اور سب کو فائدہ ہوتا رہے !

ان کی جو اولاد ہیں ان کے ایک ہی بیٹے ہیں، ان کو اللہ نے آگے بیٹے دیے ہیں ان کے جو بیٹے ہیں وہ سب کاروبار میں لگے ہوئے ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نیک صالح بنائے ان کے نقش قدم پر چلائے اور یہ جو حادثہ ہوا ہے اس پر ان پر صبر کی توفیق دے اور اس پر اجر دے ! !

ہم تو کل ائیر پورٹ بھی گئے بیٹھے رہے اور خدا کی شان ہے کہ کسی جہاز میں سیٹ نہیں ملی، سب جہاز بھرے ہوئے تھے دو تین گھنٹے ائیر پورٹ پر بیٹھے رہے اور پھر رات واپس آئے، آج بھی کسی جہاز میں سیٹ نہیں ہے کل کی ہماری سیٹ ہوئی ہے کل جائیں گے ان شاء اللّٰہ ! بہر حال اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں وہاں کے بلند ترین درجات عطا فرمائے ! !

اپنے شیخ سے تعلق کا ایک واقعہ :

ایک واقعہ ان کا یاد آیا سن ۱۹۶۴ء کا آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے کی بات ہے اس وقت حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے تھے ہوائی جہاز سے نہیں بحری جہاز سے، پاکستان کے پاس بہت بڑا بحری جہاز تھا تین چار منزلہ جہاز تھا، میں بھی تھا اس سفر میں حضرتؒ کے ساتھ میری عمر اس وقت سات سال تھی، میری والدہ صاحبہ تھیں ایک بہن تھی ہماری جو اُس وقت سوا مہینے کی تھی وفات ہو چکی اس کی، اللہ اس کو جنت نصیب کرے ! تو ہم حج پر گئے تھے، قاری صاحبؒ نہیں گئے،

حاجی غلام دستگیر صاحبؒ [1] لاہور میڈیسن والے تھے ڈاکٹر منیر الحق صاحب [2] آنکھوں کے بہت بڑے ڈاکٹر ہیں اب تو ریٹائیر ہوگئے میو ہسپتال کے بھی ایم ایس رہے ہیں وہ تھے کچھ اور حضرات بھی تھے ایک مرید تھے حضرتؒ کے وہ بھی ساتھ تھے کراچی ہی کے تھے، تو قاری صاحبؒ کہنے لگے میں نے خواب دیکھا کہ حضرتؒ بہت پریشان ہیں ! کہتے ہیں کہ جو میری آنکھ کھلی تو میں نے کہا میں حج پر جاؤں گا ! اور اسی وقت تیاری کی اور میں روانہ ہوگیا ! اس وقت حج کے لیے اتنی لمبی درخواستیں وغیرہ نہیں ہوتی تھیں، آسان طریقہ ہوگا، نہ اتنی بڑی تعداد حاجیوں کی ہوتی تھی اس زمانہ میں، تو خیر کہنے لگے میں بھی بحری جہاز سے پہنچ گیا تو جب میں پہنچا تو وہ حیران ہوگئے کہ کیسے آئے تو کہا کہ میں تو آگیا، ایسے ایسے میں نے دیکھا تھا تو مجھے تو چین نہیں آیا ! !

تو یہ تعلق بتا رہا ہوں ان کا اپنے شیخ سے محبت اور تعلق کیسا تھا تو وہ پہنچ گئے اور واقعی حضرتؒ پریشان تھے پریشان ایسے تھے کہ حضرتؒ کے جو مرید تھے ساتھ انہوں نے حضرتؒ کو بہت تنگ کیا، یہ مرید ضروری نہیں ہے کہ نفع دے جیسے اولاد ہوتی ہے کسی سے نفع ہوتا ہے کسی سے راحت کسی سے تکلیف ایسے ہی ان کا بھی ہوتا ہے، ضروری نہیں ہے کہ جو مرید ہو اُس سے راحت ہی ہو، بعض دفعہ تکلیفیں بھی پہنچ جاتی ہیں تو سارے پیسے حضرتؒ نے اس کے پاس رکھوار کھے تھے، ٹکٹ اس کے پاس رکھوار کھا تھا، پاسپورٹ پیسے سب لے کر غائب ہوگیا ! اب پردیس میں بچے ساتھ ہیں کھانا پینا ہوتا ہے ضرورت ہوتی ہے سب لے کر غائب ہوگیا بہت تنگ کیا اس نے ! تو قاری صاحبؒ کہتے ہیں میں حرم شریف میں حضرتؒ سے ملا، میں نے کہا کہ میں ایسے آیا ہوں تو حضرتؒ نے بس مختصر سا بتایا کہ میرے ساتھ یہ ہوا ہے وہ غائب ہے اور کہنے لگے کہ حضرتؒ نے بیت اللہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ ''میں نے اس شخص کا معاملہ اس گھر کے مالک کے سپرد کر دیا ہے'' نہ کوئی بد عادی، نہ کوئی سخت لفظ، کچھ نہیں کہا، خیر اُن بچاروں کے ساتھ بھی بہت کچھ ہوا وہ بیچارے اس دنیا سے چلے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمائے پھر قاری صاحبؒ حضرتؒ کی خدمت میں رہے، حضرتؒ کے کپڑے دھونا، یہ کرنا وہ کرنا، اس قسم کے لوگ

[1] تاریخ وفات : ۱۹؍جنوری ۲۰۰۶ء [2] تاریخ وفات : ۳۰؍رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ/ ۲۱؍اپریل ۲۰۲۳ء

بہت کم ہوتے ہیں لیکن قابلِ تقلید ہوتے ہیں اس لیے میں نے کچھ واقعات آپ کو سنائے ! !

حضرت مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت والے بھی اس سال وہاں تشریف لائے ہوئے تھے حج کے لیے تو وہاں میں نے مولانا یوسف صاحبؒ کو دیکھا تھا اور مجھے آج تک ان کا چہرہ یاد ہے بس وہ مسجد میں مجلس ہوتی تھی بیٹھتے تھے حضرتؒ بھی وہاں ہوتے تھے تو ملاقات ہوتی تھی تو اس میں حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا تھا اپنے ساتھیوں سے کہ '' یہ مولانا یوسف صاحب زیادہ دن زندہ نہیں رہیں گے'' تو غلام دستگیر صاحب اور ڈاکٹر منیر الحق صاحب نے کہا کہ حضرت کیوں ؟ تو کہنے کہ

''ان کا دل جو ہے اپنے کام کی لگن اور شوق میں جل چکا ہے تو وہ کب تک ساتھ دے گا''

چنانچہ اس حج کے چند مہینوں بعد مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو اسی لیے کہتے ہیں کہ

ولی را ولی می شناسد

ولی کو ولی پہچانتا ہے ! تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشینگوئی واقعی صحیح نکلی کہ چند مہینے بعد حضرتؒ تشریف لائے اور اُس کے بعد حضرتؒ کی وفات ہوگئی ! بہرحال سب ہی حضرات بہت بڑے بزرگ تھے اور ہمارے لیے واجب الاحترام اور قابلِ تقلید ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ صالحین کے ساتھ محشور فرمائے ! !

آپ سب حضرات آج دن میں جو بھی سبق پڑھیں وہ بھی عبادت ہیں چاہے منطق کا پڑھیں چاہے فلسفے کا پڑھیں چونکہ پڑھ رہے ہیں دین کے لیے اس میں بھی اجر وثواب ہے، اس کا بھی ثواب پہنچا سکتے ہیں کہ اے اللہ آج جو ہم نے پڑھایا ہے یا پڑھا ہے اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچاتے ہیں تو ان کے لیے بھی اور حضرتؒ کا یہ فیض ہے ان کے لیے بھی دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو اور ان کا جو یہ جاری کیا ہوا سلسلہ ہے اس کو قائم و دائم رکھے اور اس کی برکات ساری طرف پھیلائے اور ہم سب سے دین کی خدمت لے اور اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مئی ۲۰۱۱ء)

ایک انوکھا ''سبق'' جو حضرت مدنیؒ دے گئے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۹؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ/۲۰؍اپریل ۲۰۱۴ء کو جامعہ مدنیہ جدید کے سابق مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ ''مجلس یادگارِ شیخ الاسلامؒ پاکستان لاہور'' کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے تیسرے شیخ الاسلامؒ سیمینار میں شرکت کی غرض سے ہمدرد ہال لاہور تشریف لے گئے جہاں آپ نے ''حضرت مدنیؒ کی سیاسی خدمات'' کے موضوع پر بیان فرمایا جس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ ! ﴿ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ﴾ (سورۃ المائدۃ : ۳)

اس دنیا میں دین کی خدمت کے حوالے سے بہت بڑے بڑے حضرات گزرے ہیں اور انہوں نے قربانیاں بھی دی ہیں اور اس دور میں بھی موجود ہیں اور دین کے مختلف شعبوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں، قربانیوں کی ضرورت پیش آتی ہے تو قربانی بھی دیتے ہیں ! حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ جس دور میں گزرے ہیں اور ان سے کچھ پہلے ان کے استاذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی سیّد الطائفہ رحمہم اللہ، جس طرح اس دور میں یہ حضرات تقویٰ کے اعتبار سے، اپنی اپنی دیانت کے اعتبار سے، علمی مرتبہ کے اعتبار سے بلند تھے اسی طرح اور بہت سے حضرات بھی علمی اعتبار سے، حدیث کی خدمت کے اعتبار سے، فقہ اور فتوؤں کے اعتبار سے بہت بلند گزرے ہیں اور اب بھی

موجود ہیں ، ان کی دینی خدمات قابلِ قدر ہیں اور ان کو ان کی قبروں میں حق تعالیٰ بے شمار اجر بھی عطا فرمارہے ہوں گے، ان شاء اللّٰہ

برصغیر اہلُ اللہ کی سرزمین :

ہندوستان، برصغیر اہلُ اللہ کی سرزمین سمجھا جاتا ہے، بڑے بڑے اولیاءِ کبار یہاں گزرے ہیں کسی نے فقہ کے میدان میں خدمت کی، کسی نے حدیث کے میدان میں کی، کسی نے تصنیف وتالیف میں، کسی نے تعلیم وتعلّم میں، لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے استاذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو جو ایک ممتاز مقام حاصل ہوا، اس کی خاص وجہ کیا ہے ؟

مذہب اور سیاست :

اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ انگریز نے جب یہاں تسلط قائم کیا اور خلافت ختم ہوگئی تو اس کے ساتھ ساتھ اس نے تعلیمی تسلط بھی قائم کرلیا، تجارت پر بھی اپنا تسلط قائم کیا، معیشت پر بھی اپنا تسلط قائم کیا، خاص طور پر تعلیم کے میدان میں اس نے اپنا تسلط اس انداز میں قائم کیا اور ایسے نظریات کا پرچار کیا اور ان نظریات کے پرچار میں خود مسلمان اس کے آلہ کار بنے ، وہ یہ کیا کہ

'' مذہب اور سیاست الگ چیز ہے ''

تعلیمی میدان میں اس نے پرکشش چیزیں پیدا کیں ، مسلمانوں کو اقتصادی طور پر بدحال کر کے اپنے تعلیمی راستے کو مستقبل کے روشن ہونے کا ذریعہ قرار دیا جس کی وجہ سے خود بخود مسلمان جو کہ بہت زیادہ پستی میں مختلف وجوہ سے پڑ چکا تھا وہ اس طرف کھنچتا چلا گیا، وہ ایک خاص انداز میں ذہن سازی کرتا چلا گیا اور وہ ذہن سازی اتنی سرعت سے اور اتنی قوت سے ہوئی کہ اس نے مذہبی لوگوں کے ذہن کو بھی متاثر کیا، اتنا متاثر کیا کہ وہ زہر اِن کے دل ودماغ میں اتر گیا اور آج تک نکل نہیں سکا ! آپ دیکھتے ہیں کسی مسجد میں کسی خطیب کی کسی امام کی خوبی نمازیوں کی نظر میں یہ ہوتی ہے کہ یہ بڑا بھلا مانس ہے کبھی سیاست پر بات نہیں کرتا، یہ صرف روزے کی بات کرتا ہے، یہ صرف نماز کی بات کرتا ہے، عبادت کی بات کرتا ہے، اعتکاف کے فضائل بیان کرتا ہے، روزوں کی فضیلت بیان کرتا ہے،

پاکی ناپاکی کے مسائل بتلا دیتا ہے ! بے شک یہ اچھی باتیں ہیں، بری نہیں ہیں اس میں اجر و ثواب بھی بڑا ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں لیکن اس کے اندر ایک میٹھا زہر سرایت کیے ہوئے ہے، جو ہے زہر لیکن اسے زہر کوئی نہیں سمجھ رہا ! یہی وجہ ہے کہ وہی خطیب جو آٹھ سال دس سال پندرہ سال سے ان کی خدمت کرتا ہے انہیں دین کے مسائل بتاتا ہے جب کسی وقت سیاست پر بیان شروع کرتا ہے تو مسجد کے کسی کونے سے آواز آتی ہے کہ

'' مولوی صاحب ! اس موضوع پر بات نہ کریں یہ مسجد ہے، سیاسی بات نہ کریں''

نماز پڑھنے والا، اس کے پیچھے جو نماز پڑھتا ہے، اس پر اس کا ادب و احترام کرنا واجب ہے کہ اس کا امام ہے یہ اس کا مذہبی پیشوا ہے یہ اس کا مذہبی مقتدا ہے لیکن جب سیاست کی بات آتی ہے تو یہ مقتدی اسے کہتا ہے کہ

'' تم میری اقتدا کرو میں تمہاری قیادت کروں گا، تم میرے قائد نہیں ہو، تم میرے قائد صرف نماز میں، روزے میں، حج میں، زکوۃ میں، پاکی ناپاکی میں، زکوۃ کے کچھ مسائل میں، اس میں تو ٹھیک ہے لیکن سیاست نہیں کیونکہ یہ مسجد اللہ کا گھر ہے ہم مذہبی فریضے کے لیے آئے ہیں مذہبی فریضہ یہاں ادا کر رہے ہیں لہٰذا یہاں صرف مذہبی بات ہو، سیاسی بات نہ ہو''

جب یہ بات کہتا ہے تو دوسرا بھی اس کی تائید کرتا ہے تیسرا بھی اس کی تائید کرتا ہے، سوائے دو چار کے سب اس کی تائید کرتے ہیں اور وہ مجبور ہوتا ہے کہ اپنی بات کو محدود کرے ! اب یہ نمازی بہت اچھے عنوان سے کہہ رہا ہے کہ '' یہ اللہ کا گھر ہے اور مسجد ہے یہ مذہبی جگہ ہے یہاں سیاسی چیز نہیں ہونی چاہیے'' لیکن اگر وہ ایسی سیاسی بات کرے کہ جس میں کافروں کے سیاسی اصول بتلائے تو پھر تو اس کی روک ٹوک مناسب ہے لیکن اگر وہ کافروں کے سیاسی اصول نہیں بتلا رہا اسلامی اصول بتلا رہا ہے اور یہ بتلا رہا ہے کہ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جو نظام قائم کیا وہ کیسے قائم ہوتا ؟

نبی علیہ السلام اور کمانڈو ایکشن :

نبی علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک دستہ روانہ فرمایا چھاپہ مار کارروائی کے لیے کمانڈو ایکشن کے لیے، اب جو چھاپہ مار کارروائی کا نام آتا ہے تو چاق و چوبند سپاہی کا تصور آئے گا اس کے بارے میں، یہ بھی آئے گا کہ وہ سپاہی ہے فوجی ہے پھرتی سے دوڑ سکتا ہے چل سکتا ہے مکے چلا سکتا ہے وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن وہ تو صحابہؓ کی جماعت تھی وہ سارے صوفیاءِ کرام کی جماعت تھی اور اہلُ اللہ کی جماعت تھی جن کو آپ نے کمانڈو ایکشن کے لیے بھیجا اور وہ جب گئے تو کامیاب کارروائی کر کے واپس آئے اور وہاں کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کو قید کر کے، گرفتار کر کے لے آئے۔ آج کی زبان میں اسے کہا جاتا ہے کہ بہت بڑی دہشت گردی ہے، ایک زندہ انسان کو گرفتار کر کے اٹھا لے گئے لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کارروائی کے لیے صوفیاءِ کرام کی ٹیم بھیجی جو صوفیاؤں کے بھی سردار یعنی صحابہ کرامؓ، آج جو کوئی صوفی ہے تو ان کی جوتیوں کے طفیل، آج اگر کوئی عابد زاہد ہے تو ان کی جوتیوں کے طفیل، اگر کوئی مفتی اور فقیہ ہے تو ان کی جوتیوں کے طفیل اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ [1] میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ نبی علیہ السلام نے اس وقت اعلان کیا ! ادنیٰ درجے کا صحابی بھی بعد میں آنے والے جتنے بھی اقطاب وابدال ہیں وہ اس کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ! یہ ہمارا عقیدہ ہے ! !

دورِ رسالت کی جیل :

ان اہلُ اللہ کی جماعت کو رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا اور انہوں نے چھاپہ مارا اور اس کو اٹھا کر نبی علیہ السلام کی مسجد میں لائے، وہ کافر تھا بڑا سردار تھا اسے لا کر ستون سے باندھ دیا، باقاعدہ جیل نہیں تھی، حکومت قائم ہو چکی تھی، نبی علیہ السلام حکومت قائم فرما چکے تھے جس کا دبدبہ پورے عرب پر، عرب لرز رہا تھا اس کے دبدبے سے لیکن نبی علیہ السلام نے جیل قائم نہیں کی، جیل خانہ نہیں ہے !

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۰۱۸

کابل کا سقوط ہوتا ہے امریکی فوجیں آتی ہیں سب سے پہلے جیل خانہ بنتا ہے، اس کے لیے سامان جہازوں میں بھر کر آرہا ہے اور قندھار میں بنا اور فلاں جگہ بنا اور فلاں جگہ بنا، بہت جگہ جیل خانے بنائے !

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ابھی تک کوئی جیل خانہ نہیں بنایا، کہتے ہیں کہ اسلام میں دہشت گردی ہے ! اگر اسلام میں دہشت گردی ہو تو سب سے پہلے جیل خانہ کی بھی ضرورت ہوتی، کوڑے مارنے کے لیے جلاّد کی ضرورت ہوتی، چھتر ول کرنے والے کی ضرورت پڑتی، اب ادھر لائے تو قید کہاں کریں ؟ فرمایا مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دو۔ اب اسے باندھ کے چھوڑ دیا، وہ سردار دیکھ رہا ہے ! !

نبی علیہ السلام ... میڈیا سیل ... زرد صحافت :

نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام تشریف لائے پوچھا مَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ اے ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے ؟ اس نے کہا اِنْ تَقْتُلْنِیْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جسے قتل کر دینا چاہیے، حق بنتا ہے، میں نے ایسی چیزیں کی ہیں ! کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم کرتا تھا، بہت بڑا میڈیا سیل قائم کر رکھا تھا، نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے زرد صحافت کو کبھی مہلت نہیں دی، منفی صحافت کو مہلت کبھی نہیں دی، وہاں مصلحت سے کام نہیں لیا، بے شمار واقعات ہیں جن لوگوں نے زرد صحافت کی قیادت کی اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کیا، نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فوری طور پر ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کی !

کعب بن اشرف کا واقعہ اسی طرح ہے اَبو رافع تھا ایک بہت بڑا تاجر آدمی، پیسہ خرچ کرتا تھا سرمایہ خرچ کرتا تھا اسلام کے خلاف اور پورے عالمِ عرب میں اس نے میڈیا کا جال بچھا رکھا تھا نبی علیہ السلام کی مذمت اور کفار کی تعریف میں ! دیکھیں نبی علیہ السلام نے اس کے خلاف فوری کارروائی کی، خیر ثمامہ بن اثال کو لایا گیا پوچھا، وہ جانتا تھا کہ میں مجرم تو ہوں !

اس نے کہا اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جسے قتل کرنا چاہیے ! اس کا ایک مطلب

دھمکی بھی ہے کہ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے آدمی کو قتل کریں گے جس کے قتل کا بدلہ لیا جائے گا جس کا قتل ہلکا نہیں ہے جس کے قتل کا بڑا وزن ہوگا، اس کا خون بڑا قیمتی ہے، دھمکی دی اس نے !

وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ اور اگر آپ میرے ساتھ انعام واکرام کا معاملہ کریں گے چھوڑ دیں گے تو ایسے آدمی پر انعام کریں گے جو آپ کے اس احسان کی قدر کرے گا ! میں آپ کے اس معاملے کی قدر کروں گا ! !

وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَکَهٗ اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کے عوض مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہیے مانگ لیجیے سوال کیجیے، دے دیا جائے گا ! !

نبی علیہ السلام نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا نماز کے لیے تشریف لے گئے ! وہ دنیا کی کائنات کی بڑی عجیب وغریب جیل میں قید تھا ! وہ ایسی جیل تھی کہ دن ورات وہ دیکھ رہا تھا، یہ صحابہ پانچ وقت کی نماز پڑھ رہے ہیں، صفیں بنتی ہیں ایک امام ہوتا ہے دوسرا کوئی اور امام نہیں ہوتا، سب اس کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں اور ایک صف اور ایک قطار میں کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کر کے کھڑے ہوتے ہیں، ناپاکی کی حالت میں کھڑے نہیں ہوتے، وضو کر کے چلے آتے ہیں اور ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں ! !

وہ دیکھ رہا تھا ایک طرف نبی علیہ السلام کا تخت ہے چارپائی ہے جس میں نبی علیہ السلام کے پاس وفود آتے ہیں ملکی اور غیر ملکی اور آپ ان کی گفتگو سن رہے ہیں اور ان کے سوالات اور ان کے معاملات حل کر رہے ہیں ! !

تمام امور کا مرکز ... مسجدِ نبوی :

نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام ساری دنیا کی سیاست اس مسجد کی چھت کے نیچے کر رہے ہیں پھر اس نے دیکھا کہ لشکر کے جو جرنیل ہیں کمانڈر، رسول اللہ ﷺ نے جو مقرر فرما رکھے ہیں وہ آکر آپ سے جہادی اور جنگی ہدایات لے رہے ہیں اور آکر کارگزاریاں بیان کرتے ہیں، آپ ہدایات

دے کر ان کو روانہ کر رہے ہیں یہ منظر بھی وہ دیکھ رہا تھا !

اس نے دیکھا کہ اس چھت کے نیچے جیل خانہ بھی ہے وہیں میں قید بھی ہوں ! اسی چھت کے نیچے عبادت خانہ بھی ہے جہاں پانچ وقت کی نماز بھی ہو رہی ہے ! اسی چھت کے نیچے سفارت خانہ بھی ہے جہاں دنیا کے سفارتی امور طے ہو رہے ہیں ! اسی چھت کے نیچے سیاست بھی ہو رہی ہے ! اسی چھت کے نیچے سارے جرنیل بیٹھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو سالارِ اعظم ہیں انہیں ہدایات دے رہے ہیں اور بھیج رہے ہیں ! اور اسی چھت کے نیچے اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف اور نَہِیٌ عَنِ الْمُنْکَرْ بھی ہو رہا ہے ! اسی چھت کے نیچے قاضی القضاۃ محمد رسول اللہ ﷺ نے سپریم کورٹ قائم کی ہے ! وہاں بس آخری اور قطعی فیصلہ ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ بسر و چشم قبول کرتے ہیں، کوئی انکار نہیں کرتا ! !

یہ منظر وہ دیکھ رہا ہے سارے مناظر اس کے سامنے ہیں، اس کو کھانا کھلایا جاتا ہے تو کھول کے کھلایا جاتا ہے جب اسے پیشاب کا تقاضا ہوتا ہے تو وہ پورا کیا جاتا ہے، پاکستان کی جیل کا منظر مجھے کسی نے بتایا وہاں چھوٹی سی جگہ میں ڈیڑھ سو قیدی اور ہر قیدی کو یہ حکم تھا کہ ڈھائی منٹ میں بیت الخلاء سے باہر آجائے، اگر ڈھائی منٹ سے اوپر کسی قیدی کو ہوتے تھے تو اس کی سزا یہ ہوتی تھی کہ اسے باہر نکال کر سر کے بل کھڑا کر دیا جاتا تھا، ڈھائی منٹ میں فراغت ممکن نہیں ہے لیکن یہ اصول تھا، یہاں مسلمان مسلمان کو یہ سزا دے رہا ہے وہاں مسلمان کافر کے ساتھ حسنِ سلوک کر رہا ہے ! اس کی اب ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں اور ساری دنیا کا نظام وہ چلتا ہوا دیکھ رہا ہے، وہ پروپیگنڈہ وہ باتیں جو رسول اللہ ﷺ کے متعلق اس کے کانوں میں پڑتی تھیں ان کا موازنہ کر رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ میرے ذہن میں جو پچھلا خاکہ ہے اس خاکے سے یہ نہیں ملتا ! اس کے ذہن کے پرانے خاکے دھلنے شروع ہو گئے، نئی چھاپ پڑنی شروع ہوئی ! !

رسول اللہ ﷺ اگلے دن پھر تشریف لائے پھر پوچھا مَا عِنْدَکَ یَاثُمَامَۃُ ثمامہ ! کیا خیال ہے تمہارا ؟ اس نے پھر وہی تین باتیں دھرائیں، آپ نے پھر کوئی بات نہیں کی اور خاموشی سے تشریف لے گئے اور اپنے معاملات میں مصروف ہو گئے وہ جیل میں سارے منظر دیکھتا رہا، ایسی جیل تھی ......

کیونکہ اگر اسے کسی الگ جیل میں بند کر دیا جاتا اور پھر ایسا ماحول ہوتا تو وہ سوچ سکتا تھا کہ شاید متاثر کرنے کے لیے مصنوعی ماحول قائم کر دیا گیا ہے تاکہ میرے ذہن پر اثر ہو میری سوچ کو بدلہ جائے ! اسے ایک سچے اور کھرے اور حقیقی ماحول میں رکھا تاکہ وہ اسلام کی صحیح تصویر دیکھے ! !

تیسرا دن آیا رسول اللہ ﷺ نے پھر اس سے پوچھا مَا عِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ اس نے پھر وہی تین باتیں کیں ! نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو ! ! اس کو چھوڑ دیا گیا، وہ چلا گیا ! باہر نکلا وہیں کہیں باغ تھا وہاں پانی تھا وہاں جا کر نہایا دھویا، تر و تازہ ہوا، کوئی اس کا پیچھا نہیں، کوئی تعاقب نہیں، کوئی خطرہ محسوس نہیں کر رہا، وہ یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ کوئی پہرہ دار ساتھ کریں جو مجھے باہر پہنچائے تاکہ کوئی مجھے نقصان نہ پہنچائے ! !

حضرت ثمامہؓ کا قبولِ اسلام :

نبی علیہ السلام نے ایک اصول بتا دیا اسلام کا کہ اسلام میں اگر بچہ یا عورت بھی کسی کو اَمان دے دے تو فیلڈ مارشل پر بھی لازم ہوگا کہ اس امان کا احترام کرے چہ جائیکہ نبی علیہ السلام حکم دیں ! یہ اسلام کا بہت بڑا اصول ہے ! ایسا اصول ہے کہ آج کی دنیا میں جو مہذب دنیا کہلاتی ہے کسی کا یہ اصول نہیں ہے چنانچہ اسے چھوڑ دیا ! وہ گیا، نہایا دھویا اور نہا دھو کر واپس آیا، واپس آکر مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس نے کلمہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کیا، نبی علیہ السلام نے اس کا ایمان قبول فرمایا ! !

اس کے بعد پھر اس نے عرض کیا کہ جب آپ کے دستے نے مجھے اٹھایا تھا کمانڈو ایکشن کر کے، اس وقت میں عمرہ کے لیے جا رہا تھا، کافر بھی عمرہ کرتے تھے بت رکھتے تھے انہیں پوجتے تھے صفا پر مروہ پر، اس نے کہا میں تو اس لیے جا رہا تھا اب آپ کی کیا رائے ہے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم جاؤ عمرہ کرو، اب تو مسلمان ہو گئے ہو، اب مسلمانوں والا عمرہ کرنا، وہ گئے عمرہ کرنے، جب عمرہ کرنے پہنچے تو وہاں اطلاع پہنچ چکی تھی مکہ میں ! !

انٹیلی جنس کا نظام :

انٹیلی جنس ہر جگہ تھی ، نبی علیہ السلام نے بھی انٹیلی جنس قائم کر رکھی تھی جو مکہ مکرمہ اور ہر طرف کی خبریں نبی علیہ السلام کو دیتی تھی اور جب انٹیلی جنس کا آدمی آتا تھا جو'' صوفی'' ہوتا تھا ''صوفی'' یعنی صحابیٔ رسول اللہ ﷺ ، وہ جب آتا تو نبی علیہ السلام اس سے علیحدہ ملاقات کرتے ، کسی کو شریک نہیں کرتے تھے کیونکہ انٹیلی جنس کا شعبہ بڑا حساس ہوتا ہے، الگ تنہائی میں جا کر اس سے سب کچھ سنتے اور اسے روزانہ فرما دیتے، کسی کو پتہ بھی نہیں ہوتا تھا کہ یہ انٹیلی جنس کا آدمی ہے اور کون ہے اور کس لیے آیا ہے، غیر محسوس انداز میں تخلیہ فرما کر باتیں سن کر بھیج دیتے ، بہت زبردست نظام تھا ! !

وہاں بھی اطلاع پہنچ چکی تھی اب جب یہ وہاں پہنچے اور وہاں پہنچ کر کفارِ مکہ قریش نے ان سے کہا صَبَوْتَ طعنہ دیا کہ تو بددین ہو گیا ہے، باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر ؟ اس نے کہا نہیں لَا وَلٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [1] بددین نہیں ہوا اسلام میں داخل ہوا ہوں سلامتی میں آیا ہوں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر ! یہ کہہ کر پھر شاید کوئی اور بات ہوئی ہوگی حدیث میں اتنا ہی آتا ہے کوئی تلخی ہوئی ہوگی اس نے انہیں دھکی دی، کہا میں عمرہ کے لیے آیا ہوں اگر تم ٹھیک رہے صحیح ہے'' ورنہ'' تم جانتے ہو میرا قبیلہ وہاں ہے جہاں سے تمہاری شاہراہ گزرتی ہے تجارتی، میں تمہاری تجارتی شاہراہ کاٹ دوں گا اور ایک دانہ گندم کا مکہ میں نہیں آنے دوں گا ! !

اب یہ قوت حضور علیہ السلام نے حاصل کی اللہ کے گھر مسجد میں حکومت قائم کر کے ! اور آج ایک نمازی ہوتا ہے ناواقفیت کی وجہ سے کہتا ہے کہ امام صاحب! یہاں سیاسی بات مت کیجیے، جبکہ ایک کافر دیکھ کر آیا ہے اور سبق سیکھ کر آیا ہے، نبی علیہ السلام نے وہیں مدرسہ قائم کر رکھا ہے صفہ، وہاں تعلیم بھی ہو رہی ہے اس زمانے کی پہلی بین الاقوامی یونیورسٹی ہے، اس میں کالے بھی اس میں گورے بھی، اس میں شام کے لوگ بھی، اس میں یمن کے لوگ بھی، اس میں حبشہ کے لوگ بھی، اس میں مکہ اور مختلف

[1] صحیح البخاری کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۳۷۲

علاقوں کے لوگ بھی، یہ سارے کے سارے پڑھ رہے ہیں علم حاصل کر رہے ہیں، وہ بھی دیکھا اس نے اس نے کہا کہ اگر تم نے مجھ سے معاملہ ٹھیک نہ کیا تو تمہاری شاہراہ بند کر دوں گا حتی کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں اجازت دیں ! !

چنانچہ اس نے ایسے ہی کیا، تلخی ہوئی اس نے جا کر بند کر دی شاہراہ، اب جب بند کی تو مکہ میں قحط پڑ گیا، جب قحط پڑا تو انہوں نے وفد بھیجا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہ آپ کی مہربانی، واسطے دیے قسمیں دیں کہ خدا کے لیے آپ ہمارے رشتے دار ہیں، کچھ نہیں تو قبیلہ تو آپ کا ہی ہے، جیسے چالاک لوگ کیا کرتے ہیں اس طرح کے واسطے دیے ! رسول اللہ ﷺ نے پھر ان کو حکم دیا کہ تم ان کا راستہ کھول دو تو راستہ کھلا ورنہ اس نے بند کر دیا تھا ! !

''ورنہ'' کی قوت :

آج مسلمان کیوں ذلیل ہے ؟ آج مسلمان اس لیے ذلیل ہے کہ ''ورنہ'' کی جو قوت تھی وہ مسلمان کے ہاتھ سے نکل گئی ! اس کی مثال میں دیا کرتا ہوں ہمارے علامہ خالد محمود صاحبؒ کو جانتے ہیں آپ سب، انہوں نے ایک واقعہ سنایا :

> کہنے لگے کہ میں مکہ مکرمہ گیا وہاں میں گاڑی میں سفر کر رہا تھا ٹیکسی لی میں نے، مجھے جلدی تھی وہ نوجوان ٹیکسی آرام سے چلا رہا تھا ، میں نے اس سے کہا مجھے جلدی ہے ! وہ پھر بھی آہستہ چلتا رہا، کہنے لگے میں نے اسے پھر کہا کہ تیز چلاؤ مجھے بہت جلدی ہے ! وہ پھر ایسے ہی چلتا رہا ! تیسری دفعہ پھر کہنے لگے میں نے اسے زور دے کر کہا کہ بھئی تیز چلو ''ورنہ'' کہنے لگے کہ اس نے میری طرف گھور کے دیکھا اور اس نے کہا ''ورنہ'' کیا ؟ کہنے لگے میں نے اسے کہا ''ورنہ'' پھر اسی میں سفر کروں گا''

تو اب مسلمان کے پاس ''ورنہ'' کی یہ قوت رہ گئی ہے، نبی علیہ السلام نے ''ورنہ'' کی وہ قوت سکھائی تھی

حضرت مدنیؒ کا سکھایا ہوا سبق :

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے امت کو یہی سبق سکھایا جس نے انہیں ممتاز مقام دیا کہ بیشک تم حدیث پڑھاتے ہو، بیشک تم مدرسے قائم کرتے ہو، بیشک تم بہت بڑے محدث اور فقیہ ہو لیکن دین اس وقت کفر کے پاؤں تلے دبا ہوا ہے اور ''ورنہ'' کی اتھارٹی تم سے چھن چکی ہے لہٰذا ''ورنہ'' کی قوت تم جب تک واپس نہیں لوگے مسلمان دنیا میں عزت کی زندگی نہیں گزار سکتے ! !

یہی چیز حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے سکھائی، یہی سبق حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا دنیا سے جاتے جاتے اور یہی سبق ان کی چھوڑی ہوئی جماعت پاکستان میں ''جمعیۃ علماء اسلام'' سکھا رہی ہے ! ہندوستان میں ''جمعیۃ علماء ہند'' سکھا رہی ہے ! بنگلہ دیش میں ''جمعیۃ علماء بنگلہ دیش'' سکھا رہی ہے ! پوری دنیا کی اسلامی مملکت میں اس جیسی جماعت کہیں نہیں ! یہ ہمارے لیے بہت بڑا سرمایہ ہے اس جماعت کی اگر ہم قدر نہیں کریں گے تو ''ورنہ'' کی قوت ہمارے ہاتھ نہیں آسکے گی، تھانے کے پاؤں کے نیچے ''عالم'' کچلا ہی جاتا رہے گا حتی کہ ''تھانہ'' آپ کے پیر کے نیچے نہیں آتا، تھانہ ہمیں کچلتا رہے گا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ تھانے کو اپنے پاؤں کے نیچے (زیرِ اقتدار) لے آؤ، تھانے کے پاؤں سے نکل آؤ ''ورنہ'' کی قوت تمہارے پاس ہونی چاہیے جیسے کہ ثمامہ بن اثال کے پاس تھی ! اسی طرح اور واقعات حدیثوں میں بھرے پڑے ہیں ! !

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کو عمرہ کے وقت ''ورنہ'' کی دھمکی دی ! ''ورنہ'' ان کی وہ والی تھی آج والی نہیں تھی ، اگر آج والی ''ورنہ'' ہوگی تو ہم ذلیل ہوتے رہیں گے ! ! !

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی سکھایا کہ خلافتِ عثمانیہ چھننے کا مطلب تم سے ''ورنہ'' کی قوت چھیننی تھی وہ چھن گئی ! نمازیں پڑھتے رہو تمہیں انگریز کچھ نہیں کہے گا، کفر کچھ نہیں کہے گا ! روزے رکھتے رہو کفر تمہیں کچھ نہیں کہے گا ! نمازیں پڑھو، روزے رکھو، مسجد میں جاتے ہوئے سیدھا پاؤں لے جاؤ، باہر آؤ تو الٹا پاؤں لاؤ، کفر کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ! کفر جب برانگیختہ ہوگا

جب اس کی ''کرسی'' کی طرف دیکھو گے ! ! برطانیہ کا ٹونی بلئیر کہہ چکا ہے کہ

''ہم اس ''کرسی'' کی طرف مذہبی طاقتوں کا دیکھنا برداشت نہیں کریں گے ! ہماری جنگ ان کے خلاف جاری رہے گی اور ہم ''مدرسوں'' کے وجود کو جب تک ختم نہیں کرلیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے''

یہ کفر کا عزم ہے، دوسری طرف ہماری تصویر ہے کہ دینی مبلغ دینی پیشوا مذہب کی بات جب کرتا ہے وہ والی جس سے مذہب کو عزت نصیب ہو تو کفر کا گھولا ہوا زہر جو ہمارے دل و دماغ کو زہریلا کر چکا ہے اس کی وجہ سے ہم خود بولتے ہیں کہ نہیں نہیں یہ سیاسی بات یہاں نہ کریں حالانکہ وہ مذہبی بات ہوتی ہے سیاسی نہیں ہوتی !

اللہ ہمیں اور آپ سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ان بزرگانِ دین کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور ان کی برکات سے ہمیں متمتع فرمائے اور ان کی خدمات اور جو اِن کے راستے پر چلنے والے ہیں ان کی قدر کی توفیق عطا فرمائے وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مئی ۲۰۱۴ء، اکتوبر ۲۰۲۵ء)

''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۹؍ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ/ ۳۰؍اپریل ۲۰۱۴ء کو جامعہ میں ختم بخاری شریف کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مفصل بیان فرمایا جس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقُسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ (وَبِهٖ قَالَ) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْكَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ (وَعَنْهُمْ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِی الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ .

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس کا احسان ہے کہ اس نے آج کے دن ہم لوگوں کو یہ سعادت بخشی کہ بخاری شریف سال بھر پڑھ کر آج اس کی آخری حدیث پڑھی گئی اللہ تعالیٰ اس پڑھنے کو بھی قبول فرمالے اور پڑھانے کو بھی قبول فرمالے اور قیامت تک کے لیے ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنادے !

حضرت امام بخاری رحمة اللہ علیہ عالمِ اسلام کی ایسی شخصیت ہیں کہ جو محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسی خدمت لی اور ایسی کتاب کی تصنیف و تالیف کرائی جس کو قرآنِ پاک کے بعد سب سے بڑا درجہ حاصل ہے ! امام بخاری رحمة اللہ علیہ نے اس کتاب کو تصنیف کرنے کے لیے

کتب اور ابواب کی جو ترتیب قائم فرمائی وہ بھی بہت بدیع ہے اور اس کی کرامات نئی سے نئی ابھی تک بیان کرتے ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آتیں یہ پرتو ہے کتاب اللہ کا، جیسے اس کے عجائبات ختم ہونے میں نہیں آتے ایسے ہی علمِ حدیث جو اس کا خادم ہے اس کا بھی یہی رنگ ہے اس کے بھی یہی اثرات ہیں اور یہی کمالات ہیں کہ اس کے عجائبات بھی ختم نہیں ہوتے ! !

امام بخاری رحمة الله علیه نے سب سے پہلے جو باب منعقد کیا بخاری شریف کا اس کو وحی سے شروع فرمایا بَابٌ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحی اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ . ترتیب میں بھی انہوں نے بہت عجیب سبق دیا، یہ باب خود ایک سبق ہے اور اس کی ترتیب علیحدہ ایک سبق ہے اس کے بعد جو کتاب لائے ہیں وہ بھی ایک سبق ہے پھر اس کے بعد جو باب لائے ہیں وہ بھی ایک سبق ہے موقع اور محل کا انتخاب، یہ بھی ایک سبق ہے !

کون سا ایمان معتبر ہے ؟

امام بخاری رحمة الله علیه نے سب سے پہلے کتاب ایمان سے ابتدا فرمائی لیکن ایمان سے پہلے وحی کا باب لاکر امام بخاری رحمة الله علیه نے اشارہ کیا کہ ایمان وہ معتبر ہے اللہ کے یہاں اس ایمان کا وزن ہے جو وحی کے تابع ہوگا، جو ایمان وحی کے تابع نہیں ہوگا عقل کے تابع ہوگا وہ اللہ کے یہاں مردُود ہے ! چنانچہ آج بھی اور اس سے پہلے بھی تھے اور آئندہ بھی ایسے باطل فرقے موجود رہیں گے اور ان سے معرکہ آرائی حق و باطل کی جاری رہے گی، وہ دیکھنے میں بہت اچھے بہت کامل مومن نظر آتے ہیں لیکن اسلام اور مفتیانِ کرام ان کے اسلام کو مسترد کر دیتے ہیں اس لیے کہ ان کا ایمان چاہے کتنا ہی اچھا نظر آرہا ہو لیکن وحی نے جو کسوٹی دی ہے اس پر پورا نہیں اترتا ! انہوں نے اس کو اپنی عقل کے تابع کر کے ایک چیز بنائی ہے اور لوگوں کی نظروں میں اس کو مزین کیا، لوگوں کی نظروں میں تو وہ مزین ہے لیکن اللہ کے یہاں اس کا کوئی وزن نہیں ! اس لیے امام بخاری رحمة الله علیه نے سب سے آخر میں وزنِ اعمال کا باب منعقد کر کے اشارہ کیا کہ سب کچھ ہوتا رہے، کتنا ہی مزین کیوں

نہ ہو جائے، کتنا ہی سنوار لیں مگر آخر میں ایک کسوٹی ہے، آخرت میں جس میں تولہ جائے گا وہاں جو پورا اترے گا وہ قبول ہو جائے گا، وہاں اس کسوٹی میں جو پورا نہیں اترے گا وہ مسترد ہو جائے گا ! !

کون سے اعمال معتبر ہیں ؟

چنانچہ سب سے پہلے وحی لا کر اشارہ کیا کہ جو ایمان اس کے تابع ہوگا اور اس ایمان کے بعد جو اعمال اس وحی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہوں گے وہ آخرت میں موت کے بعد اس ترازو میں پورے پورے اتریں گے ان شاء اللّٰہ ! اور جو (صرف) عقل کے پیمانے پر لائیں گے وہ اس میں مسترد ہو جائیں گے، پھر اس کتاب الایمان کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمال کو بعد لا کر بتا دیا کہ جب تک ایمان نہ ہو اعمال کی کوئی حیثیت نہیں اس لیے پہلے ایمان لاؤ اور وہ والا ایمان لاؤ جو وحی نے بتایا اس کے بعد پھر اعمال کرو اور ایمان کے بعد اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمال میں بھی سب سے پہلا جو عمل ذکر فرمایا وہ لائے ہیں کتاب العلم ، کتاب الصلٰوۃ بھی نہیں لائے ، کتاب الزکوۃ بھی نہیں لائے ، کتاب الجهاد بھی نہیں لائے ، کتاب العلم لائے کیونکہ جہاد کرے گا تو کیسے کرنا ہے یہ علم ہونا چاہیے، نماز پڑھنی ہے تو کیسے پڑھنی ہے یہ علم ہوگا تو پڑھے گا، جہل کے ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھی جا سکتی، روزہ رکھنا ہے تو کیسے رکھے گا علم ہوگا تو روزہ رکھے گا ورنہ نہیں رکھا جا سکتا ! !

تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان اور ایمان کے بعد کتاب العلم لا کے یہ بتایا کہ ''علم'' بھی جب ہی فائدہ دے گا جب پہلے ''ایمان'' ہوگا چنانچہ کہیں ایسا نہیں ملے گا کہ علمِ دین علماء نے کسی کافر کو سکھایا ہو یا کسی کافر سے سیکھا ہو، ایسا نہیں ہے، بلکہ کافر کو سکھانا بھی گناہ ہے اور کافر سے سیکھنا بھی گناہ ہے دونوں گناہ ہیں ! یہیں سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ علوم جو ہیں کتنے بابرکت اور کتنے افضل اور کتنے برتر ہیں دنیاوی علوم پر کہ دنیاوی علم چاہے کتنا ہی نفع مند کیوں نہ ہو اس کے نتیجہ میں کتنا ہی مال و دولت، اقتدار اور دنیاوی جاہ و جلال کیوں نہ ہاتھ آتا ہو لیکن وہ اس علم سے برتر نہیں ہے کیونکہ وہ ایک ایسی حقیر چیز ہے جو کافر کو بھی سکھائی جا سکتی ہے اور کافر سے بھی سیکھی جا سکتی ہے ! !

دینی اور دنیاوی علوم میں فرق :

چنانچہ دنیا کی اس وقت جو بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہیں جن میں ان علوم کے چرچے ہیں اور ان پر تحقیق ہورہی ہے اور ایسی زبردست تحقیق ہورہی ہے کہ شاید مادّی علوم کو کبھی ایسا عروج نصیب نہ ہوا ہو جو اس دور میں ہے لیکن پھر بھی ان سے کفر کے ساتھ اختلاط کا تعفن اور بدبو دور نہیں ہوا ! اس میں ایک لکیر کھینچنی ناممکن ہے کہ اس میں یہ حصہ کافر کا ہے اور یہ حصہ مسلمان کا ہے، اس کا یہ تعفن اس سے جدا نہیں کیا جا سکتا، اسی لیے آج تک علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر (دنیاوی علوم) کوئی کافر سکھا رہا ہے تو سیکھ لو اور اگر سکول میں کافر بچے داخل ہیں تو سکھا دو چاہے وہ سائنس کا علم ہو، چاہے وہ ڈاکٹری کا علم ہو، چاہے زراعت کا علم ہو، چاہے فلکیات کا ہو، چاہے خلاؤں کا ہو، چاہے سمندری مخلوق کا ہو، چاہے جنگل کی معلومات ہوں، جو بھی ہوں، دریاؤں کا ہو، سمندروں کا ہو، فضاؤں کا ہو، روشنی سے متعلق ہو، اندھیروں سے متعلق ہو، جس چیز پر بھی تحقیق ہے اگر اس کا مادّے سے تعلق ہے تو وہ علم ایسا ہے کہ وہ اچھے اور برے دونوں سے مخلوط ہے اس کا مدار نیت پر ہے، نیت اچھی ہوگی تو وہ ٹھیک ہو جائے گا، نیت ٹھیک نہیں تو وہ بھی اچھا نہیں ! !

یہ بڑا فرق آ گیا، اس سے پتہ چل گیا کہ مدارس کا کیا درجہ ہے اور سکول کالج کا کیا درجہ ہے ؟ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ سکول کالجوں کے دروازوں پر آیت لکھ دیتے ہیں ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ یہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اس آیت میں نبیوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دے اب سکول کالج کے اندر ناچ گانا سکھایا جا رہا ہے، میوزک کی تعلیم دی جا رہی ہے، لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ مل کر رقص کر رہی ہیں، گپیں مار رہی ہیں اور یہ ان کو باقاعدہ فن کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، ہوٹلنگ ایک علم آ گیا، باقاعدہ وہ پڑھا پڑھایا جا رہا ہے کالجوں میں، اس میں بتایا جا رہا ہے کہ ہوٹل کیسے چلے گا کون سی عورت اس میں پیش کی جائے گی، کیسے پیش کی جائے گی، کیا طریقے ہیں، شراب پیش کرنے کے کیا طریقے ہیں، گائے کا گوشت پکانے کا کیا طریقہ ہے اور خنزیر کا گوشت پکانے کا کیا طریقہ ہے،

سب بتایا جا رہا ہے، کہاں سے خنزیر حاصل ہوگا اور کہاں سے گائے حاصل ہوگی، کس طرح خرید وفروخت کرنی ہے، کون سے خانساماں رکھنے ہیں کون سے نہیں رکھنے، کہاں پر عورت کو بٹھانا ہے کہاں مرد کو بٹھانا ہے، یہ تمام چیزیں پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں لیکن اس کے باہر لکھا ہوا ہے ﴿ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴾ تو یہ اللہ کے کلام کی توہین ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی، اللہ کے دین کا مذاق ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ؟ ؟

دنیاوی علوم کو مقصودِ اصلی بنانا حرام ہے :

نہ وہاں باپ کا ادب سکھایا جاتا ہے نہ وہاں ماں کا ادب سکھایا جاتا ہے، نہ چھوٹے بڑے کی تمیز سکھائی جاتی ہے، نہ رشتہ داروں کے حقوق بتائے جاتے ہیں، بس کمانا اور پیسہ برائے پیسہ تو یہ ناپاکی ہی ناپاکی ہے، اس کو اگر پاک کر سکتی ہے تو نیت کرے گی ! اگر یہی علم کسی اچھے آدمی نے حاصل کیا، اسلام نے ان علوم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا لیکن ناچ گانا مراد نہیں ہے وہ منع ہے، جو اور علوم ہیں ڈاکٹری کا، زراعت کا، فلکیات ہیں، سائنسی علوم ہیں یہ حرام نہیں ہیں لیکن ان کو مقصودِ اصلی بنانا حرام ہے !

بقدرِ ضرورت علم سیکھنا واجب ہے :

مقصودِ اصلی یہ علم ہے جو ہر مسلمان پر بقدرِ ضرورت سیکھنے واجب ہیں، چاہے وہ عالم بنے یا نہ بنے ! چاہے وہ دنیا کے کسی میدان میں جانا چاہتا ہو لیکن دین کے علوم بقدرِ ضرورت سیکھنا اس پر فرضِ عین ہے، نہیں سیکھے گا تو قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا اور اس کے ماں باپ سے کہ کیوں نہیں سکھایا ﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا ﴾ [1] ''اے لوگو ! جو ایمان لائے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ'' ! کیسے بچائیں گے جہنم سے ؟ کوئی کوٹ تھوڑی پہنا جائے گا کہ کوئی لباس پہنو جس سے آگ اثر نہ کرے وہ مراد نہیں ہے، مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے جو علوم دیے ہیں اس کی وجہ سے بچ سکتے ہیں وہ ان کو سکھاؤ وہ واجبی علوم جس سے اسے پاکی ناپاکی، حلال وحرام اور دین کے ضروری عقائد، یہ اسے معلوم ہونے چاہئیں ! !

یہ علوم اسکول وکالج میں نہیں پڑھائے جاتے، یہ ہمارے مسلمانوں کا ملک ہے، تھوڑے بہت

---

[1] سورہ التحریم : ٦

جو تھے وہ بھی آہستہ آہستہ نکال دیے گئے ختم کر دیے اور نرا کفر اور اسے ہم مقدس سمجھ رہے ہیں ! !
ماں صدقے واری جارہی ہے کہ میرا بچہ یہ کررہا ہے، دادی نہال نہال ہورہی ہے کہ میرا بچہ ڈگری لا رہا ہے اور لاکھوں روپے اس پر برباد کر رہے ہیں، موتنے کا طریقہ نہیں آتا اور لاکھوں روپیہ برباد کر دیا ! !
یہ پتہ نہیں اسے کہ یہ جو قطرہ ہے یہ پاک ہے یا ناپاک، اتنے قسم کے قطرے میرے جسم سے نکل رہے ہیں ان میں سے کون سے کا کیا حکم ہے ؟ اسے اپنے تن کا نہیں پتہ، جہالت کا اس کا یہ حال ہے پھر بھی کہتا ہے کہ میں ڈگری ہولڈر ہوں، اسے یہ نہیں پتہ کہ یہ جو میرے جسم سے رطوبتیں خارج ہو رہی ہیں، کس رطوبت کا کیا حکم ہے ؟ یہ نہیں جانتا ! اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہے جتنا ہندو جانتا ہے جتنا سکھ جانتا ہے جتنا یہودی جانتا ہے جتنا عیسائی جانتا ہے، یہی لڑکیوں کا حال ہے وہ بھی اتنا ہی جانتی ہیں جتنا اس کی کلاس فیلو ایک یہودن جانتی ہیں، ایک ہندنی یا سکھنی جانتی ہے اتنا ہی وہ جانتی ہے، جنہیں توفیق دی اللہ نے اور انہوں نے سکھایا اپنے بچوں کو ساتھ ساتھ، وہ بچے رہے، باقی پتہ ہی نہیں !

دینی مدارس کی اہمیت :

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم کو ذکر کیا اس لیے کہ ''علم'' ہوگا تو پھر عمل ہوگا، علم سے پہلے عمل کر ہی نہیں سکتے اور ایمان ہوگا تو علم قبول ہوگا، ایمان سے پہلے علم قبول ہی نہیں ! اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوگیا کہ یہ دینی درسگاہیں دینی مدارس کتنے پاکیزہ اور کتنے اہم اور کتنے مقدس ہیں ! ان کے اس تقدس کو مسلمان نہیں جانتا لیکن کافر کو اندازہ ہے ان کی اہمیت کا، اس لیے اس نے انہیں نشانے پر لے رکھا ہے، پوری دنیا میں سازشیں جو سب سے زیادہ ہورہی ہیں وہ دینی مدارس کے خلاف ہو رہی ہیں کیونکہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کارخانے ہیں، لوگ یہاں سے نکلتے ہیں، یہ جو عالم آگیا اس نے فلاں میدان میں ہمارے لیے مشکل پیدا کر دی، یہ دوسرا عالم آیا اس نے فلاں میدان میں ہمارے لیے مشکل پیدا کردی، یہ عالم آیا فلاں میدان میں مشکلات پیدا کر رہا ہے روڑا بنا ہوا ہے، انہوں نے افریقہ میں مصیبت بنادی، انہوں نے امریکہ میں مشکل ڈال رکھی ہے، انہوں نے آسٹریلیا میں مشکل ڈال رکھی ہے، اب سوچنے بیٹھ گئے یہ روڑے یہ مشکلیں اور یہ مصیبتیں

آ کہاں سے رہی ہیں ؟ اب سوچا اس نے، سوچا، سوچا تو انہیں پتہ چلا کہ اوہ ! یہ تو مدرسوں سے نکل رہے ہیں ! تو اب سب سے زیادہ مضبوط سازشیں دینی مدارس کے خلاف ہو رہی ہیں، سکول کالجوں سے جو (دینی تعلیمات) نکالی جا رہی ہیں وہ اسی پروگرام کا حصہ ہیں ! !

یہ اس وقت جہنم کے گڑھے بن گئے جس میں ہم بڑے فخر سے آنکھیں میچ کر اپنا قیمتی اثاثہ اولاد، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں جھونکے چلے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ بچاؤ ان کو مگر ہم ڈال رہے ہیں ! اولاد سے بڑھ کر متاع کیا ہوگی کسی کی کہ اس کا بیٹا ہے بیٹی ہے پوتا ہے اس کی پوتی ہے نواسہ ہے یا نواسی ہے اس کو جھونک دیا جہنم میں، ایسی پٹی آنکھوں پر بندھی دنیا کی چمک کی کہ آخرت اوجھل ہوگئی ! !

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے کتاب الایمان لائے، کتاب الایمان لا کر بتایا کہ ایمان اور اس کے بعد سب سے ضروری علم ! علم کا مطلب ہے ''دینی مدارس'' کہ یہاں پر بچے کو پہلے داخل کرو، اسے قرآن پڑھاؤ کم از کم ناظرہ پورا، اسے دین کے ضروری عقائد سکھاؤ، دینی مسائل سکھاؤ اسے پتہ ہو کہ ختمِ نبوت کیا ہوتی ہے، نبوت شروع کہاں سے ہوئی اور تکمیل کہاں پر ہوئی ؟ امت کسے کہتے ہیں ؟ اسے یہ پتہ ہونا چاہیے کہ پہلی امت اور اس امت کا فرق کیا ہے ؟ جب اسے یہ پتہ ہوگا تو خود بخود اس کو سیاہ اور سفید کا فرق محسوس ہونا شروع ہو جائے گا ! اب اسے پتہ نہیں چلتا کہ کیا سیاہ ہے ، کیا سفید ہے ؟

اس لیے کہ سکھایا ہی نہیں اس کو، اسے پتہ ہو کہ استنجا کیسے ہوتا ہے ؟ اسے پتہ ہو کہ سیدھے ہاتھ سے کرنا ہے یا الٹے ہاتھ سے کرنا ہے، اسے پتہ ہو کہ کھانا کیسے کھایا جاتا ہے، چمچے سے کھانا گناہ نہیں ہے لیکن ہاتھ سے کھانا زیادہ افضل ہے، لیکن وہ ہاتھ سے کھانے میں گھن کھاتا ہے کہتا ہے کہ یہ ہاتھ گندے ہوں گے، اچھا نہیں لگتا لیکن پرلے درجے کا احمق ہے ! اللہ کے بندے اگر تو اتنا نازک اتنا نفیس ہے تو پھر جب استنجا کے لیے جاتا ہے تو پھر سرجری بکس لے کر جانا چاہیے تجھے ساتھ صاف کرنے کے لیے ! اور تو ہاتھ سے استنجا کرتا ہے جب تو اتنا نفیس ہے یہ غذا منہ سے پیٹ میں جا رہی ہے

جو پاک بھی ہے جو خوشبودار بھی ہے جو قیمتی بھی ہے جو دیکھنے میں بھی اچھی لگ رہی ہے، سونگھے تو سانس اور گہرا لینے کو دل چاہتا ہے، دیکھیں تو دیکھتے رہنے کو دل چاہتا ہے پھر تو کہتا ہے کہ ہاتھ گندے ہوں گے ایسے انگلیوں کو بچاتا ہے جیسے کہ خدانخواستہ پاخانہ کھا رہا ہے، یہ وبال ہے عیسائیوں کے پیچھے چلنے کا، یہ وبال ہے یہودیوں کے پیچھے چلنے کا ! ! قرآن کہہ رہا ہے ﴿اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ [1] یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی بدتر، جانور بھی یہ حرکت نہیں کرتا جو ہماری اولاد ان کے پیچھے چل کر کر رہی ہے ! اب جب تو اتنا نفیس ہے تو استنجا کے لیے جاتے وقت دستانے لے کر جانا چاہیے، وہ پہن کر استنجا کرے، اتنا صاف پاک ہاتھ وہاں لگا رہا ہے اور وہاں پر یہ تمیز بھی نہیں کہ سیدھا لگانا ہے یا اُلٹا لگانا ہے ؟ مدرسہ کا چھوٹا سا بچہ یا بچی ہوگی اسے بھی پتہ ہوگا کہ الٹا لگانا ہے سیدھا نہیں لگانا ! تو پھر کون زیادہ نفیس ہوا یہ ہوا یا وہ ہوا ؟ پھر پلیٹ میں یہ غذا ہے پانچ سو روپے قیمت ہوگی اور زیادہ عمدہ بناؤ ایک ہزار روپے ایک پلیٹ کی قیمت اور عمدہ دو ہزار دس ہزار روپے لیکن جب یہ نکل رہی ہے دوسری طرف سے جا کر تو وہ دس ہزار والی پلیٹ اور پانچ سو والی پلیٹ کی کوئی قیمت نہیں، اس کو تو اپنے دستِ مبارک سے صاف کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ اس کو ہاتھ نہیں لگانا، طبیعت کے خلاف ہے، تہذیب کے خلاف ہے ! یہ دین سے دوری کا وبال ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے بیزاری کی نحوست دنیا میں ہے، آخرت میں تو بعد میں آئے گی، یہاں اللہ نے دکھا دی کہ تجھے تو ''کھانے'' اور ''گوہ'' کا فرق ہی ختم ہوگیا ! یہ وبال پڑا اس عقل کا ! میں یہ نہیں کہتا کہ چمچے سے کھانا حرام ہے، ہم بھی کھاتے ہیں چمچے سے لیکن ہاتھ سے کھانے کو برا جاننا، تہذیب کے خلاف سمجھنا اور چمچے کانٹے سے کھانے کو تہذیب سمجھنا یہ کفر کے قریب قریب ہے خطرناک ہے ایمان کا خطرہ ہے اس میں اگر جان بوجھ کر رہا ہے ! !

یہ دینی مدرسوں کی عظمت اور کالجوں کی خرابی کا فرق آج مسلمان کی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہے مگر کافروں کو پتہ ہے، وہ مدرسے کو اس وقت اپنی بندوق کے نشانے پر لا چکے ہیں اور مسلمان اس کا ہاتھ بٹا رہا ہے اس کام میں ! یہاں چٹائی ہے، بلڈنگ بھی اچھی نہیں، پلستر بھی نہیں ہوا ہوا،

دیکھو ہمارا کالج کتنا اچھا ہے، اس کے گیٹ کے باہر چوکیدار باوردی ہے۔ بھئی پیسہ ہے آسمان سے کوئی تھوڑا اُترا ہے چوکیدار، یہ چیزیں وہاں پیسے سے آئی ہیں، یہاں پیسہ نہیں ہے، پیسہ ہوگا تو ہو جائے گی یہاں بھی، یہ اور زیادہ اچھا ہو جائے گا جو ضروری چیزیں ہیں دنیاوی اعتبار سے وہ بھی ہو جائیں گی ! لیکن اگر نہیں ہیں تو اس میں تو قصور خود مسلمان کا ہے اس میں قصور اس کے اساتذہ کا نہیں ہے، اس ادارے کے طلباء کا نہیں ہے، اس ادارے کے مدرسین کا نہیں ہے، اس میں تو قصور مسلمانوں کا ہے ! جتنی شکر ڈالو گے اُتنا میٹھا ہوگا ! دیتے ہی نہیں، جب پیسہ مدرسوں کو چندے میں دیں گے تو صرف زکوۃ دیں گے، ثواب ہے اس پر بھی، جب کھلے (اور سچے) دل سے دیں گے، آپ دیکھیں ساؤتھ افریقہ کے دینی مدرسے، دینی اعتبار سے بھی اونچے ہیں دنیاوی اعتبار سے بھی کالج یونیورسٹیاں ان کی چمک دمک کے آگے ماند ہیں ! !

جب اسلام اوپر تھا عروج پر تو قرطبہ میں دینی مدرسوں کی کیا شان و شوکت تھی، آج تک ان کی تصویریں آتی ہیں، اسپین کے مدرسوں کی تصویریں، شاہکار ہیں ان کی تعمیرات کا۔ اس میں تو قصور میرا نہیں ہے، ان کا نہیں ہے، اساتذہ کا نہیں ہے، ہمارا ہے ہمارے طبقے کا ہے، ہماری حکومتوں کا ہے، یہ تو شکر کرو کہ ایسی ٹوٹی پھوٹی کے باوجود دین زندہ کرنے کے لیے رُوکھی سوکھی کھا کر دین کی خدمت کر رہے ہیں اور آپ کی اولادوں کا انتظام کر رہے ہیں کہ وہ مستقبل میں کوئی ہندو نہ بن جائے، سکھ نہ بن جائے، کوئی قادیانی نہ بن جائے، یہ تو بڑے محسن ہیں، بھائی ان کی قدر کرنی چاہیے ! !

یہی سبق امام بخاریؒ بتا رہے ہیں کہ ''ایمان'' اور ایمان کے بعد پھر پہلے ''علم'' پہلے مدرسہ، مدرسہ ہوگا تو پھر نماز کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو وضو کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو زکوۃ اور حج کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو جہاد کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو سیاست کا طریقہ آئے گا، ورنہ یہ نہیں پتہ چلے گا کہ کافر کی سیاست کیسی ہے اور مسلمانوں کی سیاست کیسی ہے ! ''کافر کی جنگ'' اور ''مسلمان کا جہاد'' ! ''جنگ'' اور ''جہاد'' کا فرق نہیں رہے گا، بس جنگ ہے لیکن اسلام میں جنگ نہیں جہاد ہے، جنگ کافروں میں ہے اسلام میں جہاد ہوتا ہے ! !

اسلام کی تلوار امن کی نشانی ہے :

ایک صاحب آئے رسول اللہ ﷺ لڑائی کی تیاری فرمارہے تھے کسی محاذ پر، ان کے دل میں مسلمانوں کی ہمدردی تھی، اسلامی تعلیم سے متاثر ہوں گے مسلمانوں کے اخلاق سے لیکن مسلمان نہیں تھا وہ، کافر تھا اور باقاعدہ تیار ہو کر آیا، زِرہ بند ہو کر ہتھیار لے کر کہ آپ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑوں گا ! تو پوچھنے لگا کہ پہلے اسلام لاؤں یا پہلے لڑائی میں حصہ لوں ؟ سبق اسی وقت نبی علیہ السلام نے انتہائی اہم سکھا دیا ! فرمایا کہ نہیں اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ [1] اسلام لاؤ پھر لڑائی کرو کیونکہ ہم جنگ نہیں کرتے جہاد کرتے ہیں ! جنگ کرنے کے لیے کوئی ضرورت نہیں ہے، چاہے ہندو ہو چاہے سکھ ہو چاہے قادیانی ہو چاہے شیعہ ہو چاہے یہودی ہو چاہے عیسائی ہو، اس کے لیے وہ جنگ ہے جہاد نہیں ہے، وہی ہتھیار چلا رہا ہے مسلمان ویسے ہی گردن کاٹ رہا ہے تلوار سے ،مسلمان ویسے ہی اپنی گردن کٹوا رہا ہے، مسلمان ویسے ہی نیزہ چھرا چاقو چلا رہا ہے ! ابوبکر رضی اللہ عنہ دکھا رہے ہیں جنگی کرتب، عمرؓ، عثمانؓ دکھا رہے ہیں، ان کرتبوں کو جنگ نہیں جہاد کہا جائے گا کیونکہ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ کیونکہ اسلام کا مطلب ہے پہلے علم حاصل کرو پہلے مقصد سامنے رکھو، یہ نبی علیہ السلام نے دہشت گردی اور سلامتی کا فرق بتا دیا کہ کفر کی تعلیم بھی دہشت گردی ہے اور اسلام کی تلوار بھی امن کی نشانی ہے ، یہ فرق ہے !

اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے کتاب العلم منعقد کیا، اس کے بعد کتاب الوضوء وغیرہ لائے، غسل لائے، حیض لائے، تیمّم لائے، اس کے بعد صلوۃ، بھئی وضو ہوگا تو نماز ہوگی، حیض سے پاک ہوگی تو نماز ہوگی، حیض سے پاک ہوگی تو روزہ ہوگا، پھر آگے چلتے چلتے امام بخاریؒ کتاب مناسکِ حج پھر زکوۃ لیکن علم ہوگا تو زکوۃ ہوگی، پہلے علم پھر کتاب الجہاد، علم ہوگا تو جہاد ہوگا اور نماز، روزہ، حج، زکوۃ یہ بیان فرمانے کے بعد پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجہاد لائے کیونکہ یہ تو دین اٹھ رہا ہے، جب نماز پڑھ لی، زندہ کر دی تو یہ تو اسلام اوپر ہو رہا ہے تو کفر چڑ رہا ہے، جو زکوۃ دے رہا ہے تو اسلام بلند ہو رہا ہے، کفر چڑ رہا ہے، جتنے دین کے امور طے کرتے جا رہے ہیں اور عمل ہو رہا ہے،

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجهاد و السیر رقم الحدیث ۲۸۰۸

ان کی تصویر دنیا میں بن رہی ہے تو کفر چڑ رہا ہے، اب چڑنے والا سرکش کفر کیا کرے گا، سر پھوڑے گا ! !

امام بخاریؒ فرمار ہے ہیں پہلے فوراً علم سیکھو کتاب العلم کا پھر جہاد کا تاکہ صحیح جہاد ہو کہ تمہاری تلوار سلامتی کی تلوار بنے لہٰذا جتنے فوجی ہیں ہمارے ملک کے ان پر لازم ہے کہ کتاب العلم بھی پڑھیں اور کتاب الجہاد کے ابواب بھی تاکہ ان کی بندوق جو ہے وہ امن اور سلامتی والی بن جائے، ان کی گولی امن وسلامتی، ان کا جوتا، ان کی وردی، ان کی ٹوپی، جتنی مسلمانوں کی فوجیں ساری دنیا میں ہیں ان پر اسی لیے دینی تعلیم واجب ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فوجی سے کہا پہلے ایمان لاؤ پھر لڑو، علم ہوگا تو لڑے گا ورنہ بیکار رہے، کیوں ؟ کیونکہ آخر میں ترازو رکھی ہے اگر میں تجھے کہوں کہ (ایمان لانے سے پہلے) لڑلے اور تو بہترین لڑائی کرے، کافروں کو مارے، جیت جائے پھر تو مارا جائے لیکن جب وہاں آخر میں وزنِ اعمال ہوگا تو تو فیل ہو جائے گا کیونکہ ایمان نہیں تھا فرمایا اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ اسلام لاؤ کیونکہ وزن ہونا ہے اور پلڑا تب حاوی ہوگا جب ایمان ہوگا، اسلام ہوگا، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن کو تیرے ہاتھوں نے پکڑ رکھا ہوگا تو تیرا پلڑا بھاری ہوگا ورنہ تیرا پلڑا گناہوں کا بھاری ہو جائے گا نیچے ہو جائے گا ختم ہو جائے گا ! !

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے جو چیز ذکر کی وہ ایمان اور سب سے آخر میں پھر ایمانیات پر آگئے باب الرد علی الجہمیة یہ لاکر بتایا کہ یہ آسان نہیں ہے، جب تم ایمان لاؤ گے وحی کے مطابق پھر تم اس کے بعد علم حاصل کرو گے وحی کا، پھر تم عمل کرو گے وحی کے مطابق تو اس راستے میں شیر بھی بیٹھا ہے تمہیں چیر پھاڑ دے گا، درندہ بھی بیٹھا ہے بھیڑیا بھی بیٹھا ہے بلکہ بھیڑیا بھیڑ کی شکل میں بیٹھا ہے تو پھر باب الرد علی الجہمیة اور اس سے پہلے کتاب الفتن لا کے سمجھا دیا کہ دیکھو علم حاصل کر لیا تو اب ان فتنوں سے بھی بچنا اور دیکھو علم حاصل کیا تو تمہارا ہر مقام میں ہر جگہ باطل فرقوں سے ٹکراؤ ہوگا چنانچہ شروع میں ہی انہوں نے معتزلہ پہ رد کیا، خوارج پہ رد کیا، روافض پہ رد کیا، جہمیہ پہ رد کیا، قدریہ پہ رد کیا، مُرجیہ پہ رد کیا، وہی فرقے ہیں آج بھی نئے نہیں ہیں، یہ سب ان ہی کی شاخیں ہیں نام اور ہیں، یہاں کے فتنے کو ''پرویزی'' کہتے ہیں لیکن ہے وہ ''معتزلی'' وہ اتنا آگے بڑھا کہ معتزلی

کے بارے میں تو کفر کا صریح فتوی نہیں لیکن پرویزی تو کافر ہیں اسلام سے خارج ہیں، اسی طرح غامدی اور بھی کئی نام ہیں ایسے بے شمار، ایک ہمارے پاکستان میں نہیں، ہندوستان، بنگلہ دیش میں، باہر دنیا میں مختلف ناموں سے ! !

امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ جب یہ پڑھو گے تو ساتھ ساتھ بھیڑیا اس شکل میں بھی آئے گا، کہیں اپنی شکل میں شیر چیتا بیٹھا ہوگا اس سے کیسے بچنا ہے ؟ وہ سکھا رہے ہیں، سکھاتے سکھاتے آخر میں پھر اعتقادیات ذکر کیں اور بتا دیا کہ اعمال تمہارے جب ہی وزن رکھیں گے جب عقیدہ تمہارا درست ہوگا، عقیدہ کی اہمیت بتادی کہ سب سے زیادہ محنت اور سب سے گہری نظر اپنے اعتقادات پر رکھو، ان کی اصلاح کرو کیونکہ اصل بنیاد وہی ہیں، اعمال تو اس بنیاد پر عمارت کا نام ہے، اعمال تو عمارت ہیں، عقیدہ بنیاد ہے وہ چھپی ہوئی ہے، ایسے ہی عقیدہ چھپا ہوا ہے دل کے اندر ! عقیدہ اندر ہے اور جو ہم اعمال کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں، ہمارے جسم پر یہ اس بنیاد کی عمارت ہے لیکن اگر وہ نبیاد خدانخواستہ خراب نکلی اور اندر موجود نہ ہوئی تو پھر فرما رہے ہیں وزن ہوگا آخرت میں، اسی لیے وزنِ اعمال امام بخاریؒ آخر میں لائے ! !

بخاری شریف کی انوکھی ترتیب :

وزنِ اعمال کے بھی بہت سے لوگ منکر ہیں، ان کا بھی رد کر دیا تو گویا جیسے کوئی شفیق باپ مہربان مربی چھوٹی موٹی چیز اپنی اولاد، شاگرد کو سکھاتا ہے بتاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امام بخاریؒ سے ایسا کام کرایا جو اُن کے اپنے دماغ میں نہیں ! اللہ کو ان کا اخلاص اتنا پسند ہے کہ (ان کے ہاتھوں) ایسی بدیع انوکھی ترتیب قائم فرمائی اور بتلاتے اور سکھلاتے، آخر میں پھر اعتقاد کی فکر کرتے ہیں !

یہی ہوتا ہے دنیا میں، پیدا ہوتا ہے بچہ، کچھ بھی نہیں آتا (لیکن سب سے پہلے کان میں) اذان سارے اعتقادی کلمے، سب سے پہلے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ بڑا ہے ! کہاں ہے دکھاؤ، نہ جسم میں دکھا سکتے ہیں، نہ ہاتھ میں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ بڑا ہے بس اعتقاد ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دکھاؤ، کہیں بھی نہیں خارج میں مگر اعتقاد ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ دکھاؤ کہیں، مدرسہ دکھا دیں گے،

عمارت دکھا دیں گے، عجائب گھر دکھا دیں گے، سمندر دکھا دیں، چاند دکھا دیں، سورج دکھا دیں، مگر اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ِل میں ہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ عقیدہ سکھایا جا رہا ہے بچے کو پھر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةُ یہ عمل ہوا کہ جب عقیدہ پختہ ہو گیا تو چل اب آ نماز کو، جلدی آ نماز کو ! ! اعمال بھی ضروری ہیں درخت ہے تو درخت کے پھل بھی ہوں، چل اب پھل اُگا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ پھر غفلت آ گئی بیچ میں تو فرمایا اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ چھوڑ غفلت کو وقت ضائع مت کر نماز پڑھ، آخر میں پھر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ تنبیہ ہوتی ہے کہ دیکھ نماز کھڑی ہو گئی تو کہاں ہے ؟ پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللہ بڑا ہے، سب چھوڑ و، ہاتھ اٹھاؤ (نماز کی نیت باندھنے کے لیے) کیوں اٹھاؤ ؟ علماء نے کہا ہے اس میں بھی حکمت ہے کہ یوں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے کہ میں نے اپنے عمل سے اپنے بدن سے جتنی دنیا و مافیہا کی چیزیں ہیں وہ اٹھا کر پیچھے پھینک دیں، بادشاہ کے سامنے آ گیا اللہ کے سامنے جو ہم سب کا مالک ہے، ان ساری چیزوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کے دربار میں حاضر ہو گیا ہے ! !

کافر کا بچہ پیدا ہوا، کوئی جا کے اذان نہیں دے رہا، ہندو کا بچہ ہے، نہیں دے رہا کیونکہ وہ اس (کافر ماں باپ) کے تابع ہے اور جب ہندو ایمان لے آئے گا نابالغ بچہ بھی ساتھ شامل ہو گیا، تابع ہے اس کے ! اور بڑا ہو کر ایمان لائے گا تو اسے اعتقادیات سب سے پہلے سکھائی جائیں گی ! یہ نہیں کہ چل پہلے نماز پڑھ پھر کلمہ پڑھ لینا، ایسا نہیں ہے ! !

ایک دفعہ ایک عیسائی ہمارے یہاں مدرسہ میں آیا اسلام لانے کے لیے مسلمان ہونے کے لیے، صبح نو دس بجے کا وقت، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت آرام فرماتے تھے، اسے بٹھا دیا، جب وہ اٹھے گھنٹہ پون گھنٹہ لگا ہو گا تو اٹھتے ہی میں نے انہیں بتایا کہ ایسے ایک آدمی باہر بیٹھا ہے اسلام لانے کے لیے تو خفا ہوئے کہنے لگے تو نے کیوں نہیں پڑھا دیا اسے کلمہ، یہ دیر کیوں کی ؟ ؟ اس عرصہ میں اگر اس کی موت آ گئی خدانخواستہ تو کفر پر مر جائے گا، فرمانے لگے کہ آئندہ دیر مت کرو کسی کے لیے کہ فلاں بزرگ سے پڑھوانا ہے کیونکہ اگر موت اس کو آ گئی خدانخواستہ تو پھر اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں، اسی وقت پڑھوا دو، نہ کسی استاد کے پاس لے جاؤ، نہ شاگرد کے،

کلمہ پڑھوادو، پھران سے بھی ملا دو جن سے آپ کا دل چاہتا ہے لیکن پہلے اس کو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر جو کھڑا ہے بچاؤ !

اگر آپ کے استاد کسی کنارے پر کھڑے ہوں اور پیچھے وہ الٹے پاؤں جا رہے ہوں اور پیچھے کھڈا ہے بہت بڑا اور آپ کہیں حضرت اقدس مولانا فلاں فلاں تو اتنی دیر میں وہ کھڈے میں گر جائے گا وہاں ادب آداب گر جائیں گے، فوراً آپ کہیں گے یا پکڑ کر کھینچیں گے ! عام حالات میں کبھی بھی نہیں کھینچیں گے، اس وقت یوں پکڑ کر دھکا دیں گے استاد کو، یہی ادب ہے اس وقت کا ! ہر جگہ ہر موقع کا ایک ادب ہوتا ہے، محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی ! جب محبت ہوگی استاد سے باپ سے ماں سے تو اس کے آداب بھی آ جائیں گے ! یہاں ماں باپ کو ایسے اٹھا کر چلنا ہے اور یہاں ایسے اٹھا کے، یہ محبت سکھا دے گی ! تو جب پیدا ہوا تو عقائد، جب مر رہا ہے تو (اگر چہ بہت بڑا نیک دل مر رہا ہو مگر ایسے نہیں کہیں گے کہ) بھئی مرنے دو (کلمہ وغیرہ کی کیا ضرورت مگر نہیں) تلقین اس کو بھی کرنا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یا جو بھی اس کے جیسی چیزیں ہیں وہ پڑھو وہ کہلاؤ چاہے مسلمان ہے وہ ! کافر ہے تو بھی کہہ سکتے ہیں اس کو کہ بھئی ایمان لے آ، دعوت دے سکتے ہیں آخر وقت تک، لیکن انسان شروع میں بھی جب پیدا ہوا تو اعتقاد ! مر رہا ہو تو اعتقاد ! !

لہٰذا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری جب شروع کی تو گویا پیدائش ہو رہی ہے تمہاری تو ایمان اور اعتقاد ! اختتام ہو رہا ہے (بخاری کا تو گویا) رخصتی ہو رہی ہے تمہاری تو اعتقاد ! یہ امام بخاریؒ کا اخلاص تھا جس کی برکت سے اللہ نے ان سے انوکھی اور بدیع ترتیب کا انعقاد کرایا ! ! اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرات کی برکات عطا فرمائے اور ان کے طفیل ہماری دنیا بھی سنوار دے آخرت بھی سنوار دے، ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے، ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ جون ۲۰۱۴)

نبی قائد ہوتا ہے تابع نہیں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

جامعہ مدنیہ جدید میں ۲۳؍جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ/۲۳؍ مارچ ۲۰۱۷ء کو صبح نو بجے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے تکمیل ختم بخاری کے موقع پر مجمع سے خطاب فرمایا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ہمارے بزرگ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب چشتی مدظلہم العالی [1] تشریف لا چکے ہیں آخری سبق حضرت کے سامنے پڑھا جائے گا اور حضرت دعا کرائیں گے اس سے پہلے چند منٹ کے لیے ہم کچھ باتیں آپ سے کریں گے !

اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہمیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بنایا، نبی علیہ السلام کے امتی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بھیک مانگیں ، ہم پر ترس کھایا جائے ، ہائے بچارے، ہائے مسکین، ہائے یتیم، ہائے بھوکے، ہائے بے لباس، یہ نہیں ہے اس لیے کہ نبی کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہائے مسکین، ہائے بھوکا ، ہائے بے لباس، ہائے بے جوتا ، قابلِ رحم اس کے لیے پیسے جمع کرو اسے کپڑے خرید کے دو، اس کے پیر میں جوتا پہناؤ، جب نبی ایسا نہیں ہے اور اس لیے نہیں ہے تو نبی کا امتی ایسا کیسے ہوسکتا ہے ؟ جیسا باپ ویسا بیٹا، جیسا نبی ویسا اس کا مقتدی ہوگا ، انبیاء علیہم السلام دنیا میں آئے جب بھی اور جو بھی آئے وہ بھکاری بن کر نہیں آئے وہ دینے کے لیے آئے مانگنے کے لیے نہیں آئے، ان پر بخششیں نہیں کیں انہوں نے بخشش کی ہے سب پر ! !

[1] تاریخ وفات : ۲۴؍صفر ۱۴۴۲ھ/۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۰ء

قائدِ حزبِ اقتدار :

دنیا میں دو جماعتیں ہوتی ہیں ان ہی جماعتوں کے اعتبار سے دو قیادتیں ہو جاتی ہیں ! ایک حزبِ اقتدار ہوتا ہے، ایک حزبِ مخالف ہوتا ہے، حزبِ اختلاف ہوتا ہے ! آج کے دور میں یہ اصطلاح عام متعارف ہے جب دو حزب ہو گئے تو ان حزب کا کوئی قائد بھی تو ہوگا، تو ایک قائدِ حزبِ اقتدار ہوتا ہے ایک قائدِ حزبِ اختلاف ہوتا ہے، آپ جب قرآنِ پاک کا مطالعہ کرتے ہیں اس میں انبیاء علیہم السلام کے تذکرے احوال پڑھتے اور پڑھاتے ہیں احادیث میں ان کی تفصیلات دیکھتے ہیں تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے کہ جو قیادت کی سیٹ پر نہ بیٹھا ہو، نبی آتا ہی ہے قیادت کرنے کے لیے وہ مقتدی نہیں ہوتا وہ مقتدا ہوتا ہے اس لیے کہ اس کو زمین اور آسمان کا جو مالک ہے جسے کو ہم "اللہ" کہتے ہیں وہ اس کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجتا ہے تو جب اللہ کا کوئی قائد نہیں ہے اور وہ کسی کا تابع نہیں ہے تو اللہ کا بھیجا ہوا خلیفہ کسی کا تابع کیسے ہوسکتا ہے اور اس کا کوئی اور قائد بن جائے، یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ اس کے تو لوگ تابع ہوں گے وہ کسی کا تابع نہیں ہوگا ! کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ اللہ کا نائب ہوتا ہے زمین پر ! !

اس لیے حضرت ابراھیم علیہ السلام کا دیکھ لیجیے بادشاہوں کے دربار میں ان کی گفتگو دیکھ لیجیے قرآنِ پاک میں تفصیل سے آئی ہے، نِمرود[۱] اور اس کی جماعت حزبِ اقتدار تھے وہ ان کا قائد تھا حضرت ابراھیم علیہ السلام (تن تنہا) حزبِ اختلاف، ان کے ساتھ کوئی حزب نہیں تھا وہ تنہا تھے کوئی کہہ سکتا تھا کہ مصلحتًا اس وقت خاموش رہیے ایک حزب (جماعت) بن جائے حزب کے بعد پھر کوئی بات کیجیے، لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کا مزاج ایسا بنایا ہوتا ہے کہ غلط بات دیکھ کر وہ چپ نہیں رہ سکتا یہ نبی کی سرشت ہے اس کی فطرت ہوتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کے ساتھ رہنے کی خواہش کی تو حضرت خضر علیہ السلام تو نبیوں سے واقف تھے ان کے مقام مرتبے اور ان کے مقصد سے آگاہ تھے تو ان سے بہتر کون جان سکتا تھا ﴿ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴾ [۲] کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے چل نہیں سکتے !

---

[۱] نِمرود بن کوش بن حام [۲] سورة الكهف : ٦٧

میں اور طرح کے کاموں کے لیے ہوں، آپ اور طرح کے، میرے جو کام ہیں جب آپ ان کو ہوتا دیکھیں گے آپ اس پر روک ٹوک کے بغیر رہ نہیں سکتے کیونکہ نبی کی شان یہ ہوتی ہے کہ اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں چیزیں کرے، صرف اَمر بالمعروف نہیں، اَمر بالمعروف بھی کڑوا ہوتا ہے اور نہی عن المنکر تو بہت ہی زیادہ کڑوی چیز ہوتی ہے ! !

تو خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام تن تنہا اس کے مقابل کھڑے ہو گئے ! اب اگر ان کی مدد کے لیے تعاون کے لیے کوئی کھڑا ہوتا وہ اس کو قائد نہ بناتے وہ خود قائد ہوتے کہ میں قائد ہوں، میں قائدِ حزبِ اختلاف ہوں تم میرے ساتھ چلو، تو نبیوں کے دور میں اقتدار اگر ان کے پاس نہیں تھا اور حزبِ اختلاف ہے تو قائد نبی تھا کوئی اور نہیں تھا، نہ کوئی نواب تھا اس دور کا، نہ کوئی وڈیرہ، نہ سردار کوئی نہیں بن سکتا جب نبی آئے گا تو پھر صرف وہی قائد ہو گا کوئی اور قائد نہیں بن سکتا ! !

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا قصہ آتا ہے کہ ان کی والدہ چھوٹے سے کو لے آئیں کہ ان کو کچھ پڑھایئے، استاد کے پاس بٹھا دیا تین چار سال عمر ہے صرف، روضہ نرسری اس میں داخلہ دلایا اب جب استاد صاحب نے اور بچوں کو پڑھایا انہیں بھی پڑھایا بلالیا

تو استاد نے کہا پڑھو ''الف''

انہوں نے کہا وہ کیا ہوتا ہے ؟

انہوں نے یہ نہیں کہا ''الف'' ! انہوں نے استاد سے پوچھا وہ کیا ہوتا ہے ؟

استاد چکرا گئے کہ یہ کیا بات ہے ابھی میں نے اس سے کہا کہ ''الف'' پڑھو تو یہ کہتا کہ وہ کیا ہوتا ہے ؟

اس نے کہا کہ بس پڑھو ''الف''

انہوں نے کہا کہ وہ ہوتا کیا ہے، مطلب کیا ہے ؟

اُستاد نے جھلّا کر کہا کہ مطلب وطلب کوئی نہیں ہوتا تم پڑھو ''الف''

انہوں نے فرمایا جس چیز کا مطلب ہی کوئی نہیں ہوتا، وہ میں نہیں پڑھتا

تو استاد نے کہا کہ ''الف'' کا بھی کوئی مطلب ہوتا ہے ؟

بچے نے کہا ہاں مطلب ہے ! !

اُستاد نے کہا بتا کیا مطلب ہے ؟

تو انہوں نے کہا ایسے نہیں بتاؤں گا

اس نے کہا کیسے بتائے گا ؟

انہوں نے کہا کہ آپ یہاں سے اٹھ کر ادھر بیٹھیں میری جگہ پر ! میں جب وہاں بیٹھوں گا تو بتاؤں گا ، اس سے پہلے نہیں بتاؤں گا ! !

نبی کی سرشت میں قیادت ہوتی ہے :

تو نبی کی سرشت میں قیادت ہوتی ہے اللہ نے اسے جو لباس پہنایا ہے اس پوشاک پر کوئی اور قائد اس کی موجودگی میں آجائے تو وہ دھبہ ہوتا ہے ! سب تابع ہوں گے چنانچہ انہوں نے جب ادھر آکر الف پر بیان شروع کیا تو استاد ہکا بکا رہ گیا یا اللہ یہ کیا چیز ہے ! یہ بچہ ہے یا کوئی اور بلا ہے ! ! الف کا مطلب انہوں نے استاد کو بتانا شروع کیا جو استاد بھی نہیں سمجھ سکا ! تو نبی قیادت کے لیے آتا ہے نبی ترس کے لیے نہیں آتا، نبی ترس کھاتا ہے دوسروں پر بخشش کرتا ہے اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنْ یَدِ السُّفْلٰی[1]

بحرین سے مال آیا ایک لاکھ درہم، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ڈھیر لگا دیا اور جب تک سارا تقسیم نہیں ہو گیا اٹھ کر اندر تشریف نہیں لے گئے اور ایک درہم بھی آپ کے گھر کے اندر نہیں گیا ! نہ اپنی بیٹیوں کو نہ بیٹوں کو نہ ازواج کو ! تو نبی بخشش کے لیے آتا ہے دینے کے لیے آتا ہے ! تو نبی کے امتی کی بھی یہی شان ہوتی ہے، پوری امت کی بھی یہی شان ہے کہ وہ قیادت کرے گی ! ! !

حضرت موسٰی علیہ السلام کو دیکھ لیں فرعون کے دربار میں پوری پارلیمنٹ ہے خطاب اور مکالمہ ہو رہا ہے، مذاکرہ ہو رہا ہے، کمزور سی جماعت ان کے ساتھ ہے لیکن اس کے قائد خود موسٰی علیہ السلام ہیں اور قائد حزبِ اختلاف موسٰی علیہ السلام ہیں قائدِ حزبِ اقتدار فرعون ! وہاں قائدِ حزبِ اقتدار نمرود قائدِ حزبِ اختلاف حضرت ابراہیم علی السلام ! اور اسی طرح بہت سے انبیاء علیہم السلام کا ایسے ہی ہوا

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۸۴۳

پھر جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام اس کی قید سے آزاد ہوئے تو آزاد ہونے کے بعد اب ان کی ایک مستقل حیثیت جیسی بھی تھی جہاں بھی تھی اب قائدِ حزبِ اقتدار جیسے بھی تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے کوئی اور نہیں آیا وہی قائد بنے (باقی) سب تابع ! !

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے قیادت آپ کے ہاتھ میں تھی اُدھر حزبِ اقتدار تھا سرکش سردار تھے وڈیرے زمیندار تھے جاگیردار ظالم جبار تھے وہ جبابرہ کی جماعت تھی، یہ اللہ کے رسول کے صحابہ کی جماعت تھی لیکن یہ بھیک نہیں مانگتے تھے بھکاری نہیں تھے ! شعبِ اَبی طالب میں جب سوشل بائیکاٹ ہوا اس پاکیزہ جماعت کا تو چمڑے چبا لیے جانوروں کا لید یوں دبا کر اُس سے حلق میں قطرے ٹپکائے حلق کو گیلا کرنے کے لیے لیکن بھیک نہیں مانگی، سوال نہیں کیا کسی سے، صرف اللہ سے سوال کیا ! !

پھر جب نبی علیہ السلام کو اللہ نے غلبہ دیا اور مدینہ منورہ تشریف لائے اور ایک نظام قائم ہوا تو اس کی قیادت آپ نے عمر کو نہیں دی کہ عمر تم چونکہ رہے ہو وڈیروں میں اور ان کے مزاج کو جانتے ہو تمہارا ایک دبدبہ بھی ہے رعب بھی ہے، ابوبکر بھی بچارے ایسے ڈھیلے ڈھالے سے ہیں اور میں تو اللہ کا نبی ہوں میں حکم چلاتا ہوا اچھا نہیں لگوں گا تم یہ کام کرو، نہیں، حکم چلانا ہے یا حکم نہیں چلانا وہ نبی کا کام ہے وہی کرے گا، آپ قائدِ حزبِ اقتدار ہوئے جب نظام قائم ہوا تو مذاکرات ہو رہے ہیں دستخط ہو رہے ہیں، دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں، یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے، وفود جا رہے ہیں وفود آ رہے ہیں، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرتے ہیں اور آپ سے بات کرتے ہیں اور آپ تمام امور انجام دے رہے ہیں ! !

چھوٹے چھوٹے کاموں (ماتحت شعبوں) پر آپ نے جس کو لیڈر بنایا وہ لیڈر بن گیا، میڈیا سیل بنایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا سب سے بڑا سردار بنایا اور اس میں حضرت حسان ابن ثابتؓ، عبداللہ ابن رواحہؓ چند اور (دیگر افراد)، یہ اس وقت تک پورا میڈیا چلا رہے ہیں پورے عالمِ عرب میں، جو وہ (کفار پروپیگنڈہ کرتے) یہ اس کا جواب دیتے ! !

گناہ کو گناہ نہ سمجھنا بہت خطرناک ہے :

بھائی ادھر وہ کیمرہ چلا رہا ہے اور یہ مسجد ہے اور ختمِ بخاری ہے اللہ کا گھر ہے اور تصویر کشی ! اس بخاری شریف کا آخری صفحہ جو ہے اس میں تین یا چار حدیثیں اسی وعید پر گزری ہیں کہ تصویر بنانے والوں کو آخرت میں کیا عذاب ہوگا ! تصویر کا ایک فیشن بن گیا علماء بھی اس میں آپ کو نظر آتے ہیں صوفیاء بھی نظر آتے ہیں پیر بھی نظر آتے ہیں لیکن وہ روکتے ہیں جو لوگ آپ کو نظر آرہے ہیں وہ اس کو دل سے پسند نہیں کرتے ، ہماری بھی تصویریں بن جاتی ہیں ، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف کرے ، آپ کو بھی معاف کرے ، لیکن گناہ کو گناہ سمجھتے رہو ، گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا یہ تو بہت خطرناک چیز ہوتی ہے ! کیونکہ گناہ کو گناہ سمجھنا یہ بھی ایمان ہے ! اس لیے بھائی اس سے ہمیں بہت بچنا ہے ہمارے طلباء میں بھی ہمارے مذہبی طبقے میں بھی یہ وباء پھیل رہی ہے اس کو برا ہی نہیں سمجھتے اس طرح اس کو استعمال کرنے لگے ہیں بہر حال اگر کوئی کر بھی لے استعمال تو اسے گناہ ہی سمجھے اور استغفار کرتا رہے تو اللہ بچالیں گے !

تو بات چل رہی تھی میڈیا سیل کی ، اسی طرح تجارتی معاملات میں رہنمائی آپ سے لیتے ، آپ ذمہ دار بناتے تھے عسکری معاملات میں مختلف جگہوں کے کور کمانڈر مقرر کرتے تھے ، یمن کی طرف فلاں کو فلاں کو بھیج دیا ، قائد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے ! مرکز دارُالخلافہ مدینہ منورہ تھا ، تو نبی جب ہوتا ہے تو قیادت کے لیے !

بارہ صدیوں تک اسلام پوری دنیا کی سپر طاقت رہا :

اس لیے جب نبی چلا جاتا ہے تو نبی کی جو امت ہوگی وہ قیادت کے لیے ہوتی ہے وہ بھیک مانگنے کے لیے نہیں ہوتی ، پیچھے چلنے کے لیے نہیں ہوتی پیچھے چلانے کے لیے ہوتی ہے ، بات بہت لمبی ہوجائے گی ، عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے ہی چلا نظام ، ایک سو سال نہیں دو سو سال نہیں ، تین سو سال نہیں ، چار سو سال نہیں ، پورے بارہ سو سال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت تن تنہا پوری دنیا کی سپر طاقت تھی ! پوری دنیا کی قیادت ہمارے ہاتھ میں تھی ، سیاست آپ کے ہاتھ میں تھی ،

عسکریت آپ کے ہاتھ میں تھی، فوجیں آپ کے اشارے پر حرکت کرتی تھیں، آگے بڑھتی تھیں تو آپ کے حکم پر، واپس آتی تھیں تو آپ کے حکم پر، تجارت آپ کی، کسٹم ڈیوٹی آپ کی مرضی سے لگتی تھی، کافر لگاتے تھے ہمارے مال پر ڈیوٹی تو ہم بھی لگاتے تھے ان کے مال پر ڈیوٹی، وہ نہیں لگاتے تھے تو ہم بھی نہیں لگاتے تھے !

سارا بارڈروں کا نظام زمینوں کی پیائش کے ماہر صحابہ کرامؓ ! سارا عراق تا عجم کا سروے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سروے کے ماہر، آج ''سروے'' کا لفظ ''مولوی'' پر بولا جائے کہیں گے مولوی اور سروے ! اِنَّا لِلّٰہ وہ مولوی کیسا جو صحابہؓ کو نہ مانے، صحابہؓ کے غلام ہوتے ہیں مولوی بھائی، مولوی الحمد للہ صحابہؓ کے غلام ہوتے ہیں (مگر) آج کل سارے دہشت گرد ہیں (حکام کی نظر میں) حالانکہ صحابہؓ کے ماننے والے ہیں بہت سے صحابہ کرامؓ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لانے سے پہلے ہم دہشت گرد تھے سب صحابہؓ مانتے ہیں سوائے چند ایک کے، تو ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور طرح کے مزاج کے مالک تھے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا اور طرح کا مزاج تھا، لیکن ایسے بھی تھے جو سرداروں وڈیروں نوابوں کی طرح کے مزاج کے مالک تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی، شراب بھی پیتے تھے شراب تو مسلمانوں میں بعد میں بھی پی گئی ہے اس لیے کہ حلال تھی حرام نہیں تھی، بعد میں جب حرام ہوگئی سب بہادی صحابہ کرامؓ نے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اسی طرح اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بہت بعد میں ایمان لائے اس سے پہلے اسلام کے بدترین دشمن تھے، تو یہ دہشت گرد تھے اسلام لانے کے بعد یہ سب سے بڑے کائنات (میں اَمن) کے علمبردار بنے ایسے بنے کہ وہ نظام میں نے آپ سے عرض کیا بارہ سو سال چلا، دنیا کی سپر طاقت واحد اسلام تھا، نیو ورلڈ آرڈر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا ! !

بدعملی آئی، نبی علیہ السلام کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے، بے مروتی برتتے گئے، اللہ تعالیٰ نے وہ تخت جو رسول اللہ ﷺ کے لیے بچھایا اور اس پر آپ کے امتی بیٹھے، جب امت نے اعمال اچھے نہیں کیے تو اللہ نے وہ تخت ہمارے پیروں کے نیچے سے کھینچ کر اوندھے منہ ہمیں گرادیا ! !

آج کفر اقتدار پر ہے اور ہم حزبِ اختلاف کی حیثیت میں بھی نہیں ہیں، یہ کیوں ؟ کیونکہ ہم نے نبی علیہ السلام کی تعلیمات سے غفلت برتی ہے، کفر کی سازشوں کا شکار ہو گئے !!

اب بات کو سمیٹتا ہوں پہلے یہ تھا جب اسلامی حکومت تھی کہیں سکول کالج یونیورسٹی اور دینی مدرسہ یہ الگ الگ نہیں تھے ''جامعہ'' (یونیورسٹی) نام ہوتا تھا یا ''کلیہ'' (کالج) نام ہوتا تھا اس میں پورا درسِ نظامی بھی پڑھایا جاتا تھا، اس میں پوری سائنس اور انجینئرنگ بھی پڑھائی جاتی تھی، اس میں سیاست بھی پڑھائی جاتی تھی، اس میں معاش اور اقتصادی مسائل بھی سب پڑھائے جاتے تھے، ایک ہی مدرسہ سے سب فارغ ہوتے تھے، دین کی ضروری تعلیم ہر ایک کو دی جاتی تھی اس میں پھر جو تخصص (specialization) کرنے کے لیے جو عالم بننا چاہتا ہے فقیہ اور محدث بننا چاہتا ہے وہ اسی کالج اور یونیورسٹی میں پڑھتا تھا، جو انجینئرنگ کی طرف ہو وہ بھی دین کی ضروری تعلیم سیکھ کر اس طرف چل پڑتا تھا، جس نے تعمیرات کا ماہر بننا ہے وہ اُدھر چلتا تھا یہ، نظام ہمیشہ چلتا رہا اور یہاں ہندوستان میں بھی یہی تھا کہ تمام علوم سب کے سب حساب جغرافیہ سائنس اور دینی تعلیم ایک ہی جگہ ہوتی تھی !!

انگریز کی پالیسی ، سیاست اور مذہب میں تفریق :

انگریز جب انڈیا آیا، اس نے کہا میں تو آیا ہوں ہمیشہ تو یہاں نہیں رہوں گا میرا نہ وطن ہے نہ یہ دیس، تو ایک ایسا نظام مضبوط بنا گیا اور کالی چمڑی والے ایسے (وفادار) جاسوس اور ایجنٹ چھوڑ گیا یہاں جو اس کے بنائے ہوئے نظام کو آج تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں، اس نے ایک ایسی تفریق کی کہ کالج الگ اور دینی مدرسہ الگ تاکہ دو مختلف سوچوں کے لوگ ان ہی میں تیار ہو کر چلتے رہیں، ہمیشہ اسی طرح ٹکراؤ ہوتا رہے اور میں جب چاہوں ان میں تصادم کراؤں جب چاہوں ان کو روک دوں تاکہ میرا اقتدار جو ہے اس طرف یہ نہ دیکھ سکیں کرسی کی طرف یہ نہ دیکھیں، اس (انگریز) نے آکر سیاست اور مذہب کی تفریق کر دی، جس نے دین سیکھنا ہو تو وہ اِدھر چلا جائے اور جس نے سیاست کرنی ہو یا کوئی اور دنیا کی تعلیم حاصل کرنی ہو وہ اُدھر آجائے تو یہ تفریق جو اس نے کی بڑی کامیاب پالیسی

اس نے اپنے اعتبار سے بنائی، ایسی کامیاب پالیسی کہ اب دوسو ڈھائی سو سال ہو گئے ہیں ابھی تک تو اس کی کامیابی چل رہی ہے اس لیے کہ خود ہمارے اندر بہت سے مسلمان اس کے ایجنٹ بن گئے ہیں ورنہ اس کی پالیسی کو ناکام کرنا ایک دن کا کام ہے الحمد للہ کوئی مشکل چیز نہیں ہے مصیبت یہ ہے کہ ہم میں سے مسلمان ہی ان کا تحفظ کر رہے ہیں اور ان کے مقصد میں آلہ کار بنے ہوئے ہیں ! !

وزیرِ خارجہ کی پستی کا عالَم :

ہمارے ملک کی ایک عورت سابق وزیرِ خارجہ ہے حناء ربانی غالبًا اس کا نام ہے اس نے اپنے آبائی علاقے جنوبی پنجاب میں بہت زمینیں ہیں اس کی ہزاروں ایکڑ ہیں میں نے سنا ہے وہاں اس نے اخبارات میں بھی آیا تھا غیر ملکی سفراء کی دعوت کی تھی، کافروں کی خاص طور پر امریکہ، برطانیہ، فرانس ، جرمنی اور اس میں پُر تکلف کھانے تو تھے ہی تھے اس میں اس نے اپنے آباؤ اجداد کے وہ کارنامے بتائے جو انہوں نے انگریز کی وفاداری میں کیے کہ ہم ایسے ہیں ہم ایسے ہوئے ہیں، ہم آپ کے ایسے وفادار ہیں میرے باپ نے یہ کیا میرے دادا نے یہ کیا میرے پڑدادا نے یہ کیا کیونکہ ان کی خدمات کے صلہ میں یہ زمینیں گاؤں کے گاؤں الاٹ کیے تو اس نے یہ چیزیں بتائیں ! مسلم ملک کی ایک وزیرِ خارجہ کی پستی کا جب یہ عالم ہوگا تو وہاں اسلام کیسے پنپے گا دینی قوتیں کیسے بڑھیں گی ؟ ؟

اس دور میں بہت خطرناک حالات ہوتے جا رہے ہیں اور مزید خطرات بڑھ رہے ہیں اور مسلمانوں کو آپس میں خطرناک لڑائی میں جھونکنے کی تیاریاں بالکل آخری مرحلے پر ہیں اس لیے ہمیں ہوش کے ناخن لینے ہیں اللہ سے مدد مانگنی ہے اور کوشش یہ کرنی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو دو فریق بنائے گئے ہیں اور دُوریاں پیدا کی جارہی ہیں اس کو کم سے کم کریں، آپ دینی مدارس بھی قائم کریں، آپ سکول کالج کی تعلیم بھی حاصل کریں، آپ مدرسے میں وہ تعلیم بھی دیں اور کوشش کریں کہ ان کے مدرسوں میں آپ جا کر ان کو یہ تعلیم دیں تاکہ یہ پالیسی انگریز کی ناکام ہو سکے، ناکام نہ ہو سکے ! تو اس کا نقصان کم سے کم ہوتا رہے آہستہ آہستہ، کبھی نہ کبھی اللہ مدد کرے گا اچھے نتائج سامنے آسکیں گے لیکن کفر کی چالاکیاں عیاری کو سمجھنا ضروری ہے ! !

آپس میں اتفاق واتحاد کی ضرورت :

آپس کے اختلاف انتشار سے بچیں اس وقت ہم دیوبندیوں میں ہی اتنے گروپ اور جماعتیں ہیں، ہندوستان میں بھی پاکستان میں بھی بنگلہ دیش میں بھی پورے برصغیر میں، ایک دوسرے سے دُوری اور بغض ہے نفرت ہے، بھائی یہ چیز ہمیں تباہ کردے گی ہماری قوت کو اس نے ختم کیا ہوا ہے کوشش کرنی ہے کہ اختلاف سے دور ہو کر جو ہم اصل میں حنفی ہیں دیوبندی اہلِ سنت والجماعت حنفی مسلک بس اس پر رہتے ہوئے جو ہماری بڑی بڑی جماعتیں ہیں بس ان سے زیادہ سے زیادہ قریب رہنا ہے چھوٹی چھوٹی تنظیموں میں وابستہ رہیں بھی تو لڑائی بھی نہیں کرنی ان سے، وابستہ بھی نہیں رہتے تو لڑنا بھی نہیں ان سے، لیکن کوشش کریں کہ سب بڑی بڑی جو جماعتیں ہیں ہماری اس سے جوڑیں گے تو ان شاء اللہ ہماری قوت میں اضافہ ہوگا اور باطل ڈرے گا ! !

بخاری شریف میں آپ نے پڑھا ہے کہ رُعب اور دبدبہ اس کا پلہ ذرا جھکا رہے بہ نسبت شفقت اور رحم کے، یہ (پالیسی) ان لوگوں کے لیے ہے جو صاحبِ اقتدار ہیں تُرْهَبُوْا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمُوْا تو یہ امت (کی قوتِ مقتدرہ) کے لیے تعلیم ہے ! مگر اب ہم مسکنت کی حالت میں ہیں آج ہم پر ترس کھایا جاتا ہے، یہ بیچارے یہ بیچارے یہ بیچارے ! پہلے آپ ترس کھاتے تھے لوگوں پر اور آپ عدل وانصاف سے کام لے کر لوگوں کو عدل وانصاف دیتے تھے، امن کا پرچار تھا امن قائم تھا ! آج بہت خراب حالات ہیں اس لیے بھائی اختلاف سے بچنا ہے اور اتفاق واتحاد کی طرف آنا ہے !

سورہ کہف کا عمل، دجال سے حفاظت :

اور میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا ہے کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلباء اور تمام متعلقین کو ایک نصیحت بہت زیادہ کرتے تھے کہ سورۂ کہف اس دور میں ہر آدمی پڑھا کرے، یہ صرف علماء کے لیے نہیں ہے نہ طلباء کے لیے بلکہ ہر مسلمان کے لیے ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا بتایا ہوا وظیفہ ہے اور یہ قیامت تک کے لیے بااثر ہے اور اس سے مضبوط طاقتور عمل اور وظیفہ کوئی نہیں ہوسکتا ! اس کے

بارے میں یہ بتایا ہے کہ جو یہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنوں سے بچائے رکھے گا، جب بڑے دجال اور اس کے فتنوں سے بچائیں گے تو اس سے پہلے جو چھوٹے دجال آئیں گے تو ان سے تو بطریقہ اولیٰ محفوظ رہے گا ! !

''فتنہ'' کسے کہتے ہیں :

''فتنہ'' کس کو کہتے ہیں ؟ ایک ہے حق ایک ہے باطل ، وہ واضح ہوتے ہیں ، ''فتنہ'' اسے کہتے ہیں کہ باطل حق کے روپ میں آجائے ، جب باطل حق کے روپ میں آئے گا اندر سے وہ باطل اوپر سے وہ حق ہوگا تو پھر اس میں ولی بھی پھسل سکتا ہے عالم بھی پھسل سکتا ہے جاہل تو پھسل ہی جاتے ہیں کیونکہ وہ تو جان بوجھ کر تھوڑا ہی پھسلا وہ تو حق سمجھ کر گیا ہے بیچارہ صحیح سمجھ کر گیا جان بوجھ کر نہیں گیا تھا تو ایسی چیز سے کہ جو اندر سے باطل ہو اُوپر سے حق ہو اس سے بچنا صرف اللہ کی مدد سے ہو سکتا ہے ، اللہ کی مدد ہوتی ہے اس کی طرف سے فرشتے مقرر ہو جاتے ہیں وہ اس کو اس طرف چلنے نہیں دیں گے دل میں بات ڈالیں گے ایسی کہ ادھر سے بچ جائے گا ، جانے لگا ہے اور ایک دم بچ جائے گا قریب جائے گا پھر واپس کھینچ لائیں گی (غیبی) قوتیں ، تو علم کے زور پر انسان فتنے سے نہیں بچ سکتا ، یہ صرف اللہ کی خاص مدد اور نصرت سے بچ سکتا ہے کہ اللہ اس کی دستگیری کریں اس لیے سورۂ کہف جو ہے بھائی یہ ہر جمعہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کو پڑھنی چاہیے کیونکہ اس کی برکت سے دجال کے فتنے سے اللہ ہمیں بچائیں گے ، جمعہ کے دن مسجد میں تو آنا ہی ہوتا ہے آپ لوگ دس منٹ پہلے آجائیں اور یہ پندرھویں پارے میں ہے یہ سات آٹھ رکوع کی سورت ہے اس کی ہر جمعہ کو تلاوت کر لیا کیجئے ، اللہ تعالیٰ ہماری آپ سب کی حفاظت فرمائے ، ہم سب کو فتنوں سے بچائے رکھے ، ایمان پر ثابت قدمی عطا فرمائے ، خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے ، آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اپریل ۲۰۱۷ء)

✡ ✡ ✡

''انسان'' کی خدمت اور ''انسانیت'' کی خدمت میں فرق

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ/ ۲۶؍ جنوری ۲۰۱۸ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے جمعہ کا بیان بیان فرمایا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو حیثیتیں بنائی ہیں یعنی انسانی خدمت کے اعتبار سے انسان کے خادم دو قسم کے ہیں :

ایک وہ ہیں جو انسانوں کی خدمت کرتے ہیں ! اور ایک وہ ہیں جو ''انسانیت'' کی خدمت کرتے ہیں انسانوں کا خادم ہونا اور انسانیت کا خادم ہونا دونوں میں فرق ہے ! !

انسان کے خادم :

''انسانوں کا خادم'' یہ آسان کام ہے انسانوں کی خدمت ہر شخص کرسکتا ہے اس میں کافر اور مسلمان کا بھی فرق نہیں ہے کافر بھی انسانوں کی خدمت کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں اور مسلمان بھی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے گویا انسانوں کی خدمت کافر بھی کرسکتا ہے اور مسلمان بھی کرسکتا ہے، فاسق فاجر بھی کرسکتے ہیں اور جاہل بھی کرسکتا ہے پڑھا لکھا بھی کرسکتا ہے، نہ اس کے لیے ایمان کی شرط ہے کہ ایمان ہو، نہ اس کے لیے علم کی شرط ہے کہ علم ہو چنانچہ انسانوں کی خدمت صدیوں سے بڑے بڑے کافروں نے بھی کی ہے اور مسلمانوں نے بھی کی ہے ! !

ہمارے لاہور شہر میں ہی ہندو بڑے بڑے خادم گزرے ہیں جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی ہے، گنگارام ہسپتال ہندوؤں کا بنایا ہوا ہے وہ بہت بڑا سخی تھا اور ہر ایک کی خدمت کرتا تھا، چاہے وہ مسلمان ہو چاہے کافر ہو چاہے ہندو ہو چاہے سکھ ہو کوئی فرق نہیں کرتا تھا، گلاب دیوی ہسپتال بھی ہندوؤں کا بنایا ہوا ہے، لیڈی ایچی سن یہ نام تو عیسائی عورت کا ہے جو ہمارا خون چوستے رہے ہیں مسلمانوں کا اُس کے نام پر ہے، لیڈی ولنگڈن اس کی تاریخ مجھے معلوم نہیں ہوسکتا ہے شاید بنایا بھی انہوں نے ہی ہو یا اس وقت کی سرکار نے بنائے ہوں، ایسے ہی میو ہسپتال، یہ بھی بہت بڑا مسلمانوں کا دشمن عیسائی تھا[1] ایسٹ انڈیا کمپنی کا اس نے بڑا خون کیا بڑی تباہی مچائی برصغیر میں، اس کے نام پر اس کا نام رکھ دیا ''میو ہسپتال'' تو اگر تو اسی نے بنایا تھا تو وہ انسانوں کی خدمت سامنے موجود ہے ابھی تک، تو انسانوں کی خدمت کے لیے نہ ایمان ضروری ہے کافر بھی کرسکتا ہے نہ ہی علم ضروری ہے جاہل بھی کرسکتا ہے ! !

ہوسکتا یہ جو نام لیے ہیں یہ پڑھے لکھے نہ ہوں اور اب بھی بہت سے لوگ ہیں انگوٹھا لگاتے ہیں لیکن رفاہی کام کرتے ہیں، ہمارے مسلمانوں میں بھی ہیں ایسے، گاؤں دیہاتوں میں بھی ہیں بڑے شہروں میں بھی ہیں، ہسپتال بنائیں گے یتیم خانے بنائیں گے معذوروں کے لیے بنائیں گے یہ سب اچھے کام ہیں کافر کو بھی اس پر اجر ملتا ہے کہ دنیا میں اسے اس کا کوئی پھل اللہ دیتے ہیں مرنے کے بعد کچھ نہیں، مرنے کے بعد اس کے اجر کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عذاب ہلکے قسم کا ملے گا یعنی سخت عذاب، ہلکا بھی عذاب وہاں کا سخت ہے لیکن جو وہاں کے سخت، گہرے نیچے درجے ہیں ان سے ذرا بہتر درجہ دے دیا جائے گا لیکن ہوں گے وہ عذاب میں چاہے کتنی خدمات کی ہوں نوبل انعام جنہیں دیا جارہا ہے نوبل انعام ان میں مسلمان تو کوئی بھی نہیں ہے ابھی تک میرے خیال میں ایک بھی نہیں ہے سب کافر ہیں عیسائی ہیں یہودی ہیں سلمان رشدی ہے وہ بھی کافر ہے قادیانی ہے اسی طرح اور بھی ہیں، میرے علم میں نہیں ہے ہوسکتا ہے کسی مسلمان کو بھی ملا ہو بظاہر ابھی تک جو میرا علم ہے اس کے مطابق وہ کسی مسلمان کو نہیں دیا گیا تو انہوں نے کام کیے اچھے لیکن یہ سب انسانوں کے خادم ہیں ! !

---

[1] لارڈ میو، وائسرائے ہند

انسانیت کے خادم :

لیکن ایک ہے ''انسانیت کا خادم'' انسانیت کا خادم وہ بڑے درجے کی چیز ہے اس کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے اس کے لیے علم ہونا بھی ضروری ہے اور علم بھی آسمانی علم، سب سے قیمتی علم زمینی علوم نہیں، آسمانی علوم جس کے پاس ہوں گے وہ انسانیت کا خادم کہلائے گا بشرطیکہ وہ اخلاص سے یہ کام کرے اگر اخلاص سے نہیں کرے گا تو وہ بھی جہنم میں جائے گا لہٰذا کافر انسانیت کا خادم نہیں ہوسکتا اور جاہل بھی انسانیت کا خادم نہیں ہوسکتا ! !

حدیث میں ایک عالم کی مثال آتی ہے اللہ کے دربار میں پیش ہوگا اور سوال ہوگا کہ تو نے کیا کام کیا ؟ حالانکہ آسمانی علوم اُس کے پاس ہوں گے مسلمان بھی ہے اور آسمانی علوم بھی ہیں، وہ کہے گا اے اللہ میں نے پڑھا اور پڑھایا اور اس اس طرح کی خدمات انجام دیں دنیا میں علم کا فیض ہوا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ٹھیک ہے یہ تو ہوا لیکن تم نے یہ اپنے لیے کیا تھا کہ میری شہرت ہو میرا نام ہو میرا چرچا ہو کہ میں بہت بڑا عالم میری خدمات میرے شاگرد میرے ادارے، اس لیے تو نے کیا تھا تو تو انسانوں کا خادم تھا وہ انسانوں کی خدمت تو دنیا تک کی چیز تھی اُس کے بدلے میں نے بدلہ دے دیا تھا جو تیری نیت تھی تیری شہرت بھی ہوگئی تیرا نام بھی ہوگیا تھا تیرے جوتے بھی اُٹھائے گئے تیرے ہاتھ بھی چومے گئے کندھوں پر بھی اُٹھایا لوگوں نے عزت دی دنیا میں بہت چرچا ہوا تھا وہ میں نے ہی دیا تھا اور تو نے اُتنا ہی مانگا تھا وہ میں نے دے دیا، حکم ہوگا اسے جہنم میں ڈال دو ! !

انسانیت کے خادم کا مطلب :

تو معلوم ہوا کہ وہ انسانوں کا خادم تھا انسانیت کا نہیں تھا انسانیت کا خادم کسے کہتے ہیں ؟ انسانیت کے خادم کا مطلب ہے کہ انسان جس گھر سے نکلا ہے اور اُس کے بعد نکل کر اِس دنیا میں مہاجر کیمپ میں زندگی گزار رہا ہے، اس مہاجر کیمپ میں اس کو اچھی طرح سہولتوں کے ساتھ زندگی گزارنے دو، اس کو عزت بھی دو، اس کو روحانی علوم بھی دو، اس کو مادّی چیزیں بھی دو، اسے ہر قسم کا فائدہ دو، اسے پیسے بھی دو، اسے ڈالر بھی دو، اسے روپے بھی دو، اسے ایمان بھی دو حتی کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوجائے

تو گویا تم نے اس مہاجر کو واپس اس گھر میں پہنچا دیا جس سے یہ نکلا تھا یہ ہے انسانیت کا خادم کہ اس انسان کو جس گھر سے یہ نکلا ہے اور اب یہ بھٹک رہا ہے اسے آنے کا راستہ بھی نہیں پتہ اور واپسی کا راستہ بھی نہیں پتہ شمال میں جانا ہے جنوب میں جانا ہے نیچے کی طرف کھدائی کر کے جانا ہے اوپر کی طرف جانا ہے کچھ نہیں پتہ، نبیوں نے بتایا آ کر کہ تو وہاں سے آیا تھا اس طرح آیا تھا اور اس راستے پر چلے گا تو واپس اپنے گھر میں پہنچے گا تو سب سے بڑے علمبردار اور قائد اور لیڈر انسانیت کی خدمت کے انبیاء علیہم السلام ہیں اور ہر نبی مسلمان ہوتا ہے اور سر سے پاؤں تک بال بال اس کا علم سے بھرپور ہوتا ہے اور دنیاوی علوم سے بھی اور آسمانی علوم سے بھی تو یہ انسانیت کا خادم ہے ! !

شام سے مہاجر نکل کر بھٹک گئے کوئی یورپ میں پہنچ گئے کوئی ترکی میں ہے صحیح خدمت ان کی یہ ہے کہ انہیں جب تک ہجرت کر رہے ہیں باہر ہیں ان کی تعلیم ان کے بچوں کی خدمت کھانا پینا دو، پھر کوشش کر کے واپس ان کے شہروں میں پہنچاؤ اور انہیں خرچہ دو اور ویسا ہی مکان بنا کر دو ویسے ہی فیکٹری اور کارخانے کے لیے ان کو مدد دو اور وہاں جا کر انہیں بٹھاؤ اور بساؤ تو گویا جس گھر سے نکلا تھا اس گھر میں لا کر اسے بٹھایا تو یہ انسانوں کی خدمت کہلائے گی بڑے اعلیٰ درجہ کی کہ جہاں سے نکلا واپس اسے اس گھر میں لا کر بٹھایا اور وہی سہولتیں دے دیں تو یہ کہا جائے گا کہ جیسی خدمت کا حق ہے مہاجر کی وہ اس نے کی ہے تو یہ مہاجر کی خدمت ہے یہ انسان کی خدمت ہے انسانیت کی نہیں، کیونکہ وہ جنہیں لائیں گے واپس ان میں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے اس میں کافر بھی بعض ہوں گے جو وہاں رہتے تھے عیسائی بھی ہوں گے فلاں مذہب کا بھی ہوگا وہ بھی چلا گیا جیسے برما سے بنگلہ دیش میں جو آئے ہوئے ہیں، اس میں ہندو بھی بہت سارے آئے ہوئے ہیں ان کو واپس بسانا مظلوم کی مدد کرنا چاہے وہ مسلمان ہے چاہے وہ ہندو ہے یہ اسلام سکھاتا ہے تو یہ جو کر رہا ہے یہ انسانوں کا خادم ہے ! !

لیکن اگر کسی مذہبی آدمی (یعنی مسلمان) نے یہ کام انجام دیا اور ساتھ ساتھ انہیں دینی تعلیم بھی دی اور انہیں لا کر واپس بسایا بھی تو یہ انسانوں کا خادم بھی ہے اور یہ انسانیت کا خادم بھی ہے کیونکہ یہاں دنیاوی علم بھی ہے اور آسمانی علوم بھی ہیں ایمان بھی ہے تو انسانیت کا خادم کہلائے گا ! !

آج ہمارے یہاں پروپیگنڈا ہوتا ہے این جی اوز آرہی ہیں وہ جس کو چاہے کہتی ہیں کہ یہ انسانیت کا خادم ہے انسانیت کا خادم ہے یہ بڑی خاموشی سے مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے انسایت کا خادم کوئی ان میں نہیں ہے ! ہم مانتے ہیں اور قدر ہر ایک کرتا ہے ان کی خدمت کی لیکن وہ انسانوں کے خادم ہیں انسانیت کے خادم نہیں ! جو ہسپتال بنا رہے ہیں دوائیں دے رہا ہے، گھر بنا کر دے رہا ہے انسانوں کا خادم ہے اجر و ثواب اس پر بھی ملے گا بشرطیکہ اخلاص سے کیا ہو اور اجر و ثواب نہیں ملے گا اگر دکھاوے کے لیے کیا ہو چاہے وہ عالم ہو چاہے وہ شہید ہو چاہے وہ سخی ہو ! تینوں کی مثالیں حدیث شریف میں دی گئی ہیں کہ ''سخی'' کو بھی جہنم میں ڈال دیا جائے ! ''شہید'' کو جہنم میں ڈال دیں گے کہ تو نے اخلاص سے جہاد نہیں کیا تھا تو نے بہادری کے لیے کیا تھا شجاعت کے لیے کیا تھا، چرچے کے لیے کیا تھا کہ میرا نام ہو وہ مل گیا تجھے، بڑے بڑے تمغے مل گئے ! اب حکم ہوگا اس عالم کو بھی جہنم میں ڈال دو، اس شہید کو بھی جہنم میں ڈال دو اور اس سخی کو بھی جہنم میں ڈال دو [1] تو جو آدمی خود جہنم میں جا رہا ہے وہ انسانیت کا خادم کیسے ہوسکتا ہے ؟ خود سوچا جائے انسانیت کا خادم تو وہ ہے جو نبی کے طریقے پر چل رہا ہے تو نبی کے طریقے پر چلتا چلتا جنت میں وہ خود بھی جائے گا اور ان لوگوں کو بھی لے کر جائے گا تو اسے انسانیت کا خادم کہنا چاہیے ! !

ہماری حکومت کو بھی توجہ دینی چاہیے حکومت کے لیڈر بھی پڑھے لکھے نہیں ہیں وہ بھی یہی بولتے ہیں کہ انسانیت کا خادم تھا یہ بہت بڑی ناواقفیت کی دلیل ہے علم سے دُوری کی دلیل ہے کہ ہم ایسے الفاظ استعمال کریں کہ جس سے زمین آسمان ہو جائے اور آسمان زمین ہو جائے تو انسانیت کے خادم انبیاء علیہم السلام اور وہ مخلص علماء ہیں بس جو انبیاء کی تعلیم دیں ! اور جو ریاکار ہے اور دنیاوی مفاد ہے وہ انسانیت کا خادم نہیں وہ اپنا خادم ہے بس ! !

انسان بھی ایک حیوان ہے تو جیسے گھوڑوں کا خادم ہے گھوڑا ہسپتال بنا دیا کتوں کا ہسپتال بنا دیا ایسے ہی یہ انسانوں کا تو جب تک یہ ایمان نہیں ہے تو ایسا ہے جیسے یہ گھوڑوں کی خدمت کر رہا ہے بس

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب من قاتل للریاء و السمعۃ استحق النار رقم الحدیث : ۱۹۰۵

ثواب ملے گا ٹھیک ہے اچھا کام کر رہا ہے اللہ کی مخلوق کی خدمت کر رہا ہے لیکن انسانیت کا خادم نہیں کہلائے گا یہ انسانوں کا خادم کہلائے گا ! !

انسانیت کے خادم کون ہیں :

انسانیت کے خادم علماءِ کرام، ائمہ مساجد، دینی مدارس، مدارس بنانے والے، چلانے والے ان میں پڑھنے والے، ان میں پڑھانے والے جو جو اخلاص سے کام کر رہے ہیں وہ انسانیت کے خادم ہیں لہٰذا ان کی مدد کرنا ان کا ساتھ دینا انسانوں کی خدمت کرنے والوں سے زیادہ باعثِ ثواب اور اجر ہے ان کی بھی مدد کی جائے اور اِن کی اُن سے زیادہ کی جائے کیونکہ اس پر انسانیت کی فلاح موقوف ہے ورنہ انسان اگر بدعمل ہو تو جانور سے بھی بدتر ہے ﴿اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ﴾[1] ﴿وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ﴾ اللہ تعالیٰ قسم کھا کر فرما رہے ہیں زمانے کی کہ انسان گھاٹے ہی میں ہیں ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ یہ مومن ہیں یہ وہ ہیں جو انبیاء کے طریقے پر چلنے والے ہیں لہٰذا صحیح معنی میں فلاحی ادارے یا فلاحی خادم وہ ہوں گے جو انسانیت کے خادم ہیں۔ جو دوسرے کام کر رہے ہیں وہ بھی فلاحی خدمات کر رہے ہیں لیکن وہ نمبر دو پہلے نمبر پر نہیں کیونکہ وہ خدمت کافر بھی کر سکتا ہے وہ جاہل بھی کر سکتا ہے وہ عالم بھی کر سکتا ہے اور یہ خدمت صرف ایمان اور علم اور اخلاص تین چیزیں ہوں گی تو یہ انسانیت کا خادم ہوگا اللہ کے یہاں ایسے لوگوں کا بہت بڑا درجہ ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے علم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اخلاص عطا فرمائے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مارچ ۲۰۱۸ء)

---

[1] سورۃ الاعراف : ۱۷۹

صرف دینِ اسلام کی تعلیمات مستند ہیں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۴؍ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ یکم اپریل ۲۰۱۸ء کو صبح دس بجے جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیل ختم بخاری شریف کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آپ حضرات نے بخاری شریف کی آخری حدیث سنی اور اس حدیث کی سند بھی جو نام بنام ہم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے ہمارے اساتذہ ہیں ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ سنائی گئی، ''سند'' کا مطلب ہوتا ہے تکیہ، دھارس جس پر ساری چیز کو ٹیک دیا جائے کسی عمارت کو کھڑا کر دیا جائے جس کی بنیاد پر ایک پورا عالم قائم ہو جائے اس کو ''سند'' کہتے ہیں !

اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ عالم میں مکان میں محل میں ٹوٹ پھوٹ اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے اُکھاڑ پچھاڑ چلتا رہتا ہے لیکن اس کی جو سند ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی وہ نہیں ہلتی کیونکہ اگر وہ سند جس پر وہ ٹکا ہوا ہے جس پر اس کا مدار ہے وہ ٹھہرا ہوا ہے اگر وہ ہل جائے تو پھر تباہی آئے گی، تبدیلی نہیں آئے گی پھر ختم ہو جاتا ہے سارا معاملہ ! تو اس دین پر جو ہمیں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بھیجا ہے اس پر حالات تو آئیں گے زیر و زبر تو ہوگا، ''دین'' میں نہیں، دین والوں میں تبدیلی، کبھی اُتار چڑھاؤ کبھی غلطی کی وجہ سے کبھی فسق و فجور کی وجہ سے کبھی باہم اختلاف کی وجہ سے کبھی اتحاد کی وجہ سے بہت بلندی نصیب ہو جائے گی، کبھی زوال ہوگا یہ اُکھاڑ پچھاڑ یہ تبدیلیاں یہ تو چلتی ہیں لیکن اس علم کی بنیاد جس سند پر ہے وہ اتنی مضبوط ہے کہ وہ ختم نہیں ہو سکتی ! !

مومن کی مثال :

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے مومن کو تشبیہ دی ہے ایک لچکدار شاخ سے، چھوٹی سی کمزور سی کونپل جو زمین سے نکلتی ہے چھوٹا سا پودا جو زمین پر ہوتا ہے اس سے مثال دی اس کی، یہ اتنا کمزور ہوتا ہے کہ ہوا کا جھونکا اسے ہلا دیتا ہے کبھی اِدھر کبھی اُدھر، بارش ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو اس پر کمزوری طاری ہو جاتی ہے، پانی نہ ملے ذرا یا دھوپ لگ جائے تو اس کو بچانے کی فکر ہو جاتی ہے اور ہوا کبھی دائیں چلتی ہے کبھی بائیں کبھی شمال کبھی جنوب یہ ہوا کے ساتھ جھکتا ہے اِدھر اُدھر لیکن جو اس کی ''سند'' ہے جسے اصل یا جڑ کہتے ہیں اس کو نہیں چھوڑتا اس سے اس کا رشتہ نہیں ٹوٹتا جس کی وجہ سے جب حالات کا نشیب و فراز ہٹتا ہے طوفان تھمتا ہے تو پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ وہیں کا وہیں کھڑا ہوا ہے پھر اس کا فیضان شروع ہو جاتا ہے، یہ اپنا نفع دینا شروع کر دیتا ہے لیکن یہ نفع کیوں دے رہا ہے ؟ اس لیے کہ اس کی سند بڑی مضبوط ہے یعنی زمین سے جو اس کا رشتہ ہے جڑ وہ بڑی مضبوط ہے وہ ٹوٹتی نہیں وہ قائم رہتی ہے ! تو مومن کی مثال ایسی ہے کہ وہ حالات کے سامنے جہاں ڈٹنا ہو ڈٹتا ہے جہاں نرمی دکھانی ہو وہاں لچک دکھاتا ہے، یہ جو لچک رکھی ہے اسلام میں اس لچک نے اسے دوام دے دیا ہے اس لچک کی وجہ سے ہر قسم کے طوفان بادوباران ہر چیز کا یہ مقابلہ کرتا ہے ! !

منافق کی مثال :

رسول اللہ ﷺ نے باطل اور منافق کی مثال بہت تن آور درخت سے دی ہے کہ آندھی اس پر اثر نہیں کرتی طوفان اس پر اثر نہیں کرتا جتنی آندھی آجائے ذرا بھی نہیں ہلتا وہ چھوٹے سے پودے پر آندھی گزر گئی وہ بیچارہ جھک کر زمین سے لگ جاتا ہے، لگا ہوا ہے لگا ہوا ہے پھر بمشکل کمر سیدھی کرتا ہے بمشکل سیدھا کھڑا ہوتا ہے، اسے کچھ نہیں ہوتا کتنا ہی طوفان ہو آندھی ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جب اللہ کا فیصلہ آتا ہے اور طوفان آتا ہے تو پھر یہ جب اُکھڑتا ہے تو جڑ سے ہی اُکھڑتا ہے پھر اس کی سند نہیں رہتی، تو یہ ایک دھونس کی بنیاد پر زندہ ہے ایک جبر کی بنیاد پر زندہ ہے ایک دہشت اور رُعب

ودبدبے کی بنیاد پر زندہ ہے کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے یہ کہتا ہے کہ بس میں جو ہوں ''میں'' ہوں، یہ جو اس کی ''میں'' ہے یہ اسے ایسا مارتی ہے کہ جب تیز ہوا آتی ہے تو وہ اسے اُکھاڑ کر دور پھینکتی ہے وہ لچک جو اللہ نے ایمان کی برکت سے دی اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ میں اور صحابہ کی برکت سے مسلمانوں کی مسلمان قیادت میں منتقل فرمائی، مسلمانوں کی منافق قیادت کے لیے نہیں اس کی بات نہیں کر رہا، اس وقت عالمِ اسلام منافقوں کی قیادت میں ہے پورا عالمِ اسلام کیونکہ جتنے حکمران ہیں سب منافق ہیں اس (منافق قیادت) کی بات نہیں کر رہا، وہ (مخلص) قائد وہ قیادت اب ہے یا نہیں ہے لیکن جب بھی ہوگی اب نہیں ہے تو آئے گی اور جب تک رہی ہے وہ قائم رہی وہ بڑے بڑے مصائب کو بڑی خندہ پیشانی سے جھیل گئی، یہ لچک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے مسلمانوں کو عطا فرمائی، وہ کون تھے ؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

کُوْنُوْا حُکَمَاءَ حاکم بن جاؤ ! حکماء بن جاؤ، حکماء میں داخل ہو جاؤ، جب حکماء بن جاؤ گے حکمت سیکھ لو گے تو تم میں توانائی کا ایک خزانہ جمع ہو جائے گا !

کُوْنُوْا عُلَمَاءَ عالم بھی بن جاؤ ! اس وقت جس زمانہ میں وہ عالم کی بات کر رہے تھے آج کے دور میں جب ہم عالم کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جو حدیث کا ماہر ہے فقہ کا ماہر ہے قرآن اور تفسیر کا ماہر ہے بس !

لیکن صحابہ کرامؓ قرآن کے بھی ماہر تھے، تفسیر کے بھی ماہر تھے، فقہ کے بھی ماہر تھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ حکومت چلانے اور حکومت کرنے کے بھی ماہر تھے، اور پھر جتنے شعبے حکمرانی کے لیے ضروری ہوتے ہیں ان سب کے ماہر تھے اور ان کو آگے سکھاتے تھے ان کو تربیت دیتے تھے !

رسول اللہ ﷺ نے اپنی جماعت میں کچھ ماہرین تیار کیے کیونکہ نظام چلانا تھا، اللہ نے رسول کی قوت تو ایسی رکھی ہوتی ہے کہ وہ اکیلا سب کام کر سکتا ہے، ہر شعبے کی نگرانی اور ہر شعبے کو چلا سکتا ہے اس کی دماغی صلاحیت، اعصابی قوت، سمجھ بوجھ، بیدار مغزی، استقامت وہ اللہ کی خصوصی تائید سے

ایسی ہوتی ہے کہ اس پر تزلزل نہیں آتا لیکن نبی کے علاوہ باقی لوگوں میں یہ چیز نہیں ہوتی تو سب نے مل کر چلانا ہے ! !

تو سب سے پہلی جماعت جو سب سے قیمتی تھی ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ ، حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللّٰہ عنہ جیسے لوگ جو تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے پوری طرح ''سیاسی حکمتِ عملی'' سکھائی تھی ''سیاست'' کا ماہر بنایا تھا ! !

کچھ لوگ تھے جنہیں جرنیل بنایا، جب تک آپ تھے آپ جرنیل تھے ساری چیزوں کی قیادت کرتے تھے لیکن بعد میں سارے مل کر یہ کام کریں گے، وہ کور کمانڈر تھے حضرت معاذ رضی اللّٰہ عنہ ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللّٰہ عنہ، حضرت خالد بن ولید رضی اللّٰہ عنہ ! اسی طرح کچھ لوگ زراعت کے ماہر، کچھ تجارت کے ماہر، کچھ حکومتی خزانے کے سنبھالنے اور اس کی آمد اور خرچ کے ماہر ! انتظامی صلاحیت تھی حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ اس کے ماہر، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللّٰہ عنہ تھے اس کے ماہر اَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃ پوری امت کے وزیر خزانہ، خزانہ کی چابی اس وقت ان کے پاس ہوتی تھی جتنا فنڈ ہوتا تھا اس کی آمد اور خرچ وہ کنٹرول کرتے تھے ! !

تو اس دور میں ''علماء'' کا لفظ جب وہ بولتے تھے اس سے مراد وہ عالم جو عملی طور پر دنیا میں لوگوں کی قیادت کر سکے، عالم ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی جانتا ہو کُوْنُوْا عُلَمَاءَ تو اگر سیاسی حکمت تمہیں آگئی، سیاسی قیادت تمہارے ہاتھ میں آگئی حکماء بن گئے اور علم نہ آیا تو بھی خراب ہو جائے گا کام تو فرمایا عالم بھی ہو علم بھی ساری چیزوں کا ہر شعبہ کا ورنہ زراعت نہیں چلے گی ،حضرت یوسف علیہ السلام نے سنت زندہ کر کے دکھائی زراعت کی بلکہ دوسرے زمین کے خزانوں کی ﴿اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَائِنِ الْاَرْضِ﴾ مجھے زمینوں کے خزانے دے دو بس میں اس کو چلاؤں گا، اس میں گندم اس میں غلہ اس میں چاول اس میں اناج اس میں معدنیات اس میں سونے کی کانیں چاندی کی کانیں تانبے کی کانیں کوئلے کی پیتل کی ہر چیز آگئیں تو یہ خزانے چھوڑنے کے لیے نہیں ہیں ، انبیاء اس لیے نہیں آئے انبیاء اس لیے آئے کہ

ان خزانوں پر ساری زمین کی چیزوں پر کنٹرول لے کر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان میں تصرف کرنا ہے تو فرمایا کُوْنُوْا حُکَمَاءَ ۔ روایتوں میں کُوْنُوْا حُلَمَاءَ بھی آتا ہے، (یعنی) ایسا نہ ہو کہ حاکم بن کر ڈکٹیٹر بن جاؤ آپے سے باہر ہو جاؤ بلکہ حلم اور بردباری ہو اور تمہارا اپنے آپ پر قابو ہو ! ''حلیم'' اسے کہتے ہیں جب حالتِ غضب اس پر طاری ہو تو وہ بے قابو نہ ہو، اگر حالتِ غضب اس پر طاری ہوگئی اور وہ بے قابو ہوگیا تو حکمران ''غصہ'' بن گیا وہ نہ بنا تو ''غصہ'' ملک کی قیادت نہیں کر سکتا ! ''غصہ'' کسی ادارے کی قیادت نہیں کر سکتا ! !

آخر میں فرمایا ''فُقَھَاءَ''[۱] فقیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ دیکھو کہ وہ پالیسی تمہاری جو آج سے دس سال پہلے تھی اگر آج وہ پالیسی کارگر نہیں ہے وہ پالیسی بدلنی پڑے تو حالات کے مطابق اس میں تبدیلی لاؤ، فقیہ بھی بنو، لکیر کے فقیر مت بنو، اسلام کے طے شدہ اصولوں میں تو تبدیلی نہیں آئے گی، یہ مطلب نہیں ہے کہ ان اصولوں کو بدل دینا، کتاب اللہ سنت رسول اللہ اجماع اور قیاس، قیاس تو چلے گا لیکن وہ بھی ہر ایک نہیں بلکہ صرف فقہاء اتقیاء علوم کے ماہر وہ حالات کے مطابق آج کے دور میں قیاس کریں گے یہ ہمارے جج وج نہیں کر سکتے انہیں کچھ نہیں پتہ کیونکہ یہ جس سکول اور کالج سے نکلے ہوئے ہیں، یہ وہ کالج اور سکول نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بنایا تھا، یہ وہ سکول اور کالج ہیں جو یہودیوں نے بنایا عیسائیوں نے بنایا اور این جی اوز اُس کو پانی دیتی ہیں اور ان سے ایڈ آتی ہے ان ہی سکول کالجوں سے سب نکلے ہیں، جتنی بھی ہمارے ملک کی ''سیاسی قیادت'' ہے وہ اسی سکول کالج کی پیداوار ہے، ''فوجی قیادت'' اسی سکول کالج سے نکلی ہے، ''عدالتی قیادت'' اسی سکول کالج سے نکلی ہے، ''سفارتی قیادت'' اسی سکول کالج سے نکلی ہے، ہر پارٹی کی قیادت ان ہی یہودیوں کے سکول اور کالجوں سے نکلی ہیں ! ان کے استاد اور ان کی استانیاں بھی وہی، ان کے مربی بھی وہی، ان کے بچوں کی مامائیں بھی وہی، جو تھائی لینڈ وغیرہ سے آتی ہیں وہ کافر ہوتی ہیں وہ ان کے بچوں کی پرورش کرتی ہیں وہ انہیں سنبھالتی ہیں پالتی ہیں تو ان کے رگ و ریشے میں ان کی عظمت ہے ! !

---

[۱] صحیح البخاری باب العلم قبل القول والعمل ج۱ ص ۱۶

محمود خان اچکزئی پاکستان میں بلوچستان کا لیڈر ہے شاید سیاسی پارٹی کا[1] اس کا انٹرویو ہے، آج ہی میں نے دیکھا ہے، ساری دیگ نہیں چکھنی ہوتی جو نائی دیگ پکاتا ہے وہ ساری دیگ نہیں چکھتا ایک دانا چکھ کر کہہ دیتا ہے صحیح ہے یا غلط، اور اگر خراب ہے تو ایک لقمہ چکھ کر کہہ دیتا ہے کہ ساری خراب ہے، ایسے ہی ہے نا طریقہ ! تو اس کا انٹرویو ہے اس میں نواز شریف اس کے بائیں طرف بیٹھا ہے دائیں طرف ایک اور لیڈر بیٹھا ہے، اس کی بیٹی مریم نواز ساتھ بیٹھی ہے، وہ پریس کانفرنس کر رہا ہے اس کے ورکر بیٹھے ہیں وہ جمہوریت کی تعریف اور عوامی قوت کے فائدے بیان کر رہا ہے، اس میں اس نے کہا کہ جمہوریت اور عوامی رائے اتنی زبردست اور اتنی طاقتور اور لازمی ہوتی ہے، آگے ایک جملہ کہا کہ

"عوامی طاقت کے بغیر نبی بھی ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتا"

اس نے یہ جملہ کفریہ کہا ہے، نبیوں کا مذاق اُڑایا ہے، نواز شریف ساتھ بیٹھا ہے کچھ نہیں بولا مریم نواز کچھ نہیں بولی، اتنے سارے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں کسی کی غیرت نہیں جاگی، کیوں ؟ اس لیے کہ وہ اس سکول سے نہیں نکلے ہیں وہ کسی اور سکول سے نکلے ہیں، وہ اسی سکول سے نکلے ہیں جس سے اچکزئی نکلا ہے، اگر اس پریس کانفرنس میں پیپلز پارٹی کی قیادت ہوتی وہ بھی خاموش بیٹھتی کیونکہ یہ ایک ہی سکول کی پیداوار ہے، ایم کیو ایم کی قیادت ہوتی ایسی ہی ہوتی، عمران خان کی قیادت ہوتی ایسے ہی ہوتی، ایک ہی سکول کی پیداوار ہیں سب کے سب، بتایئے یہ جملہ کفریہ ہے یا نہیں ؟ کہتا ہے کہ جمہوریت اور عوام کی حاکمیت اتنی زبردست ہے جبکہ اللہ اور رسول کا فیصلہ ہے کہ اللہ اس پوری کائنات کا خالق ہے وہی اس کا حاکم ہے، یہ عقیدہ ہمارا ہے کہ نہیں ؟ ؟

حضرت نوح علیہ السلام نے "عوام" کو سمجھایا سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے، باز نہیں آئے تو ایک کشتی میں جتنے لوگ آسکتے تھے وہ بچے اور اللہ نے پوری جمہوریت اور عوام کو ڈبو دیا، عذاب آیا ہے یا نہیں آیا ؟ قرآن میں لکھا ہے یا نہیں لکھا ؟ "عوام" اور "نبی" کا معرکہ قرآنِ پاک میں موجود ہے کہ عوام میں اور نبی میں معرکہ ہوا فتح "نبی" کو ہوئی ! ! "عوام" کو نہیں ہوئی ! !

[1] ممبر نیشنل اسمبلی آف پاکستان و چیئرمین پختونخواہ ملی عوامی پارٹی

پھر اس کے بعد حضرت ھود علیہ السلام آئے اتنی زبردست قوم، قومِ عاد کو آپ سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے سمجھاتے رہے ''جمہوریت'' کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے رہے تم میرے ساتھ مل جاؤ'' عوام'' تم میرے پاس آجاؤ میری بات مانو'' عوام'' انکار کرتے رہے ''عوام'' نے سرکشی کی ''عوام'' نے نافرمانی کی، کئی سال سمجھاتے رہے بالآخر اللہ کا عذاب نبی پر آیا ؟ نبی کی جماعت پر آیا ؟ ؟ یا عوام پر آیا ؟ ؟ کس پر آیا ؟ ؟ ؟ ''عوام'' پر ! ! تو قرآنِ پاک میں نقشہ کھینچا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ ایسی ہوا چلائی ایسی ہوا چلائی کہ پچھاڑ دیا، حدیث میں آتا ہے بخاری شریف میں کہ وہ فرشتے جو ہوا پر مقرر ہیں اس دن وہ ہوا ان فرشتوں کے قابو سے باہر ہوگئی طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانُ [1] آج کمان تمہارے ہاتھ سے نکل گئی اور براہِ راست اللہ کا حکم ہے کہ اس قوم کو تباہ کر کے چھوڑیں گے چنانچہ ان کے قد کھجور کے تنے کے برابر ہوتے تھے طاقتور قوم تھی !

آج یمن میں کھدائی ہوئی ہے اور اتنی بڑی بڑی کھوپڑیاں ان کی زمین کے اندر سے نکلی ہیں آپ بیٹھے ہوں تو آپ کے برابر صرف ان کی کھوپڑی ہے، قرآن نے اس وقت نقشہ کھینچا اور رسول اللہ ﷺ نے اور آج زمین کے نیچے سے ان کی باقیات اس طرح نکل رہی ہیں تو اس ''عوام'' کا حال اللہ آج ان عوامی لیڈروں کو دکھا رہا ہے کہ اس سرکش عوام کا یہ حال ہے

> ''نبی عوام کو پیچھے چلانے کے لیے آتا ہے عوام کے پیچھے چلنے کے لیے نہیں آتا، یہ مغرب کی جمہوریت کفر ہے، مسلمان اور اسلام کا اس جمہوریت سے کچھ واسطہ اور تعلق نہیں، جتنی جمہوریت اسلام میں ہے کسی مذہب میں نہیں ہے لیکن اسلام میں صالح جمہوریت ہے، جمہوریتِ صالحہ، جمہوریتِ فاسدہ نہیں ہے یہ جمہوریتِ فاسدہ ہے جو مغرب کی ہے جمہوریتِ کافرہ ہے جو مغرب نے دی ہے، اسلام میں جمہوریتِ صالحہ ہے''

---

[1] صحیح البخاری باب یوم یکشف عن ساق سورۃ الحاقۃ ج۲ ص ۷۳۱

ساری قوم تباہ ہوگئی عوام تباہ ہوئی یا نبی تباہ ہوا ؟ العیاذ باللہ !

عوام تباہ ہوئی ، نبی کو فتح ہوئی قرآنِ پاک نے کہا ﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

فلاح کس نے پائی ؟ ؟ نبی اور نبی کی جماعت نے پائی ! ! !

پھراس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام قومِ ثمود پر آئے ، سمجھایا نہیں مانے ، عذاب کس پر آیا ؟ اس جماعت پر آیا یا ان نافرمانوں پر آیا ؟ اکثریت پر آیا یا اقلیت پر آیا ؟ تو ایسی اکثریت جو شیطانوں کی بھیڑ ہو ان کا اسلام میں کوئی اعتبار نہیں جو اللہ کے نافرمان ہوں اللہ نے انہیں تباہ کردیا ! اور یہ (محمود اَچکزئی) کہتا ہے کہ ''نبی ان کے بغیر قدم نہیں چلا سکتا'' (حالانکہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کردیا اور نبی کو کامیاب کیا سرخرو کیا ! قرآنِ پاک میں جگہ جگہ آتا ہے ﴿ وَنَجَّیْنَاہُ وَنَجَّیْنَاہُ ﴾ ہم نے ان کو بچالیا ہم نے انہیں نجات دی ! کس کو ؟ نبیوں کو ! ! نبیوں کی جماعت کو ! ! !

حدیث شریف میں آتا ہے قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام آئیں گے ان کی امت ساتھ ہوگی ان کے ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بہت بڑی جماعت جو اُن پر ایمان لائی ہوگی جنت میں جائے گی ، ایسے ہی اور نبیوں کے ساتھ جو ایمان لائی ہوگی جنت میں جائے گی ، نوح علیہ السلام کے ساتھ جو چند آدمی تھے وہ جنت میں جائیں گے ، فرمایا بعض نبی ایسے آئیں گے کہ ان کے ساتھ صرف دس آدمی ہوں گے بعض ایسے آئیں گے ان کے ساتھ چار ، تین ، ایک ، ایک ایسا بھی ہوگا لَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ اَوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام[1] ایک بھی ساتھ نہیں ہوگا ، اب جب یہ نقشہ آرہا ہے کہ ایک بھی ساتھ نہیں ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اس نبی سے پوچھیں گے کہ تم ناکام کیوں آئے ہو ؟ (نہیں بلکہ) وہ کامیاب ہے اکیلا بھی کامیاب ہے کیونکہ نبی کا کام دعوت دینا صحیح راہ بتانا ، اس کے لیے اپنی جان کھپا دینا ، جان مال سب کچھ لٹا دینا ، ہدایت کے لیے کوشش کرنا نبی کا کام ہے ! ہدایت دینا ، نہ دینا یہ اللہ کا کام ہے لہٰذا اپنے اس فریضہ میں وہ کامیاب جاتا ہے وہ سرخرو ہوتا ہے کوئی ساتھ دے یا نہ دے وہ اللہ کے ہاں سرخرو ہوتا ہے ، تو عوامی طاقت کا اعتبار نہیں ہوتا ، ان کی جو قوم ہے وہ قیامت کے دن

---

[1] صحیح البخاری کتاب الطب رقم الحدیث ۵۷۰۵

برباد ہو جائے گی، تباہ ہو گی، جہنم میں جائے گی، دنیا میں بھی رسوائی آخرت میں بھی اُنہیں رسوائی ہو گی !
اور انبیاء علیهم السلام اور ان کی جماعت کامیاب ! ! قرآن پاک ان کے بارے میں کہتا ہے
﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ [1] ''مؤمنین فلاح پاگئے'' ''فلاح'' کا مطلب کہ پہلے ہی مرحلہ میں
بغیر عذاب کے جنت میں چلا جائے تو یہ وہ خوش نصیب جماعت ہے ! !

اس ملک پاکستان میں جو اسلام کے نام پر بنا اس کے لیے آپ نے ہم نے اور ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دیں، عورتوں کی عزتیں لٹ گئیں لاکھوں لوگوں نے جانیں دیں اس میں بیٹھ کر یہ منافقین کی جماعت ایسی باتیں کرتی ہے، ان کو لگام دینے والا کوئی نہیں، دہشت گرد وہ ہیں یا یہ ہیں ؟ دہشت گرد یہ ہیں جو اس اکثریتی ملک میں جو مسلمانوں کا ملک ہے (اسلام کے خلاف بولے) !
اصولی بات کر رہا ہوں فرقہ بندی سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جس ملک میں جس کی اکثریت ہو اس کا راج ہوتا ہے، ہم چین میں مطالبہ نہیں کرتے اسلام نافذ ہونے کا کیونکہ ہم پاگل نہیں ہیں الحمد للہ، ہم پاکستان میں مطالبہ کرتے ہیں اسلام نافذ کرنے کا کیونکہ ہمیں اللہ نے عقل دی ہے، ہم مطالبہ نہیں کریں گے (کہ چین میں اسلام نافذ کرو) کیونکہ ہم پاگل نہیں ہیں، (پاکستان میں) یہ مطالبہ کریں گے کیونکہ اللہ نے عقل دی ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے یہاں اسلام ہی ہو گا قانون، اس کے علاوہ کوئی قانون نہیں ہو گا، وہ کافروں کا ملک ہے ان کی حکومت ہے !
ہم روس میں جا کر اسلامی نظام کا مطالبہ نہیں کرتے (البتہ) اسلام کی دعوت دیں گے پیوٹن کو کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ، تم اسلام لاؤ لیکن ہم اس سے کہیں کہ تو اسلام نافذ کر تو کافر اسلام نافذ نہیں کر سکتا ! !

رسول اللہ ﷺ جہاد کی تیاری کر رہے تھے لشکر تیار صحابہ تیار، ایک آدمی آیا زِرہ بند، متاثر تھا مسلمانوں سے، ان کے اخلاق سے ان کے عدل و انصاف سے لیکن کافر تھا اسلام نہیں لایا تھا، کہنے لگا میں آپ کے ساتھ مل کر لڑائی کروں گا یا اسلام لاؤں ؟ آپ نے فرمایا نہیں اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ [2] پہلے اسلام میں داخل ہو پھر ہماری صفوں میں داخل ہو کر جہاد کرو، اس سے پہلے نہیں کیونکہ جہاد کا مقصد

[1] سورۃ المؤمنون : ۱ [2] بخاری شریف کتاب الجهاد و السیر رقم الحدیث ۲۸۰۸

کیا ہے''اعلاءِ کلمة اللّٰہ'' اللہ کے دین کی سر بلندی ! تو اللہ کے دین کی سر بلندی وہ کرے گا جس کے اندر خود دین ہو، جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا وہ جھنڈے کو اٹھا سکتا ہے، جس کے ہاتھ میں جھنڈا ہی نہیں ہوگا وہ جھنڈے کو کیسے اٹھائے گا ! فرمایا پہلے اسلام میں داخل ہو جاؤ چنانچہ وہ اسلام لایا اور اس نے پھر جہاد میں حصہ لیا اور اسی میں شہید ہو گیا !

اس لیے ان سے ہم مطالبہ نہیں کریں گے، اس سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد کا مطالبہ نہیں کیا اسلام کا مطالبہ کیا ! ہم پیوٹن کو بھی کہیں گے اسلام میں داخل ہو (مگر) تم نہیں کہو گے کبھی بھی، یہ منافق نہیں کہیں گے، ان میں جرأت ہی نہیں ہے، یہ شرماتے ہیں اسلام کی مذہب کی بات کرتے ہوئے انہیں شرم آتی ہے، یہ سر پر ٹوپی رکھ کر دکھائیں جیسے آپ نے ٹوپی رکھی ہے، نواز شریف سے کوئی کہے کہ ٹوپی پہنو وہ کہے گا کہ میں کوئی ڈرائیور ہوں، میں خانساماں ہوں یہ ان کی ذہنیت ہے غلاموں والی، عمران خان کو ٹوپی پہنائے کوئی، آپ اپنی ٹوپی دے کر کہیں کہ ٹوپی پہنو، شرمائے گا گھر والے اس کا مذاق اُڑائیں گے کبھی نہیں پہنے گا، اسے ہیٹ دیں ہیٹ کہ یہ ہیٹ پہنو فوراً سر پر رکھ لے گا، شہباز شریف بھی رکھے گا نواز شریف بھی رکھے گا عمران بھی رکھے گا ساری قیادتیں ہیٹ رکھ لیں گے سر پر، لیکن کہو یہ ٹوپی رکھو تو ٹوپی نہیں رکھیں گے ! کیا نشانی ہے یہ ؟ یہ غلامی کی نشانی ہے ، یہ غلام ہیں یہ سب منافق ہیں ! !

مومنین اور منافقین کی معرکہ آرائی :

اس وقت دنیا میں معرکہ آرائی کفر اور اسلام کی تو ہے لیکن براہِ راست نہیں ہے ! اس وقت معرکہ آرائی اسلام کی اور منافقوں کی ہے ! نفاق کی ہے، مومن اور منافق معرکہ آراء ہیں، در پردہ ان کی مدد کر رہے ہیں کفار، انہیں خود لڑنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ ہمیں آپس میں لڑا رہے ہیں، ہمارے اندر منافق گھسے ہوئے ہیں جو اسلام کا نام لیتے ہیں، مسلمانوں کی بات کرتے ہیں اس کی وجہ سے ہم آپس میں ٹوٹ پھوٹ اور اختلاف کا شکار ہیں ! یہ جو دور چل رہا ہے یہ انتہائی خطرناک دور ہے آنے والا دور ہر اگلی صبح پچھلی صبح سے زیادہ خطرناک ہے ! !

حدیث میں آتا ہے معرکہ ہوتا رہے گا معرکہ چلتا رہے گا حتی کہ دو کیمپ بنیں گے ! یہ وہ دور آرہا ہے، اب تقسیم شروع ہونے والی ہے مسلمانوں کے اندر اس طرح کی معرکہ آرائی کہ آہستہ آہستہ ایسی تقسیم ہو جائے گی، خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو گروپ بنیں گے، ایک ایسے مومنین کا گروپ بن جائے گا لَا نِفَاقَ فِیْہِ ، لَا کُفْرَ فِیْہِ نہیں فرمایا کہ ان میں کفر نہیں، فرمایا ایسے مومنین کی جماعت بن جائے گی کیمپ بن جائے گا لَا نِفَاقَ فِیْہِ ان میں نفاق نہیں ہوگا خالص مومن ہوں گے !

فُسْطَاطُ نِفَاقٍ فرمایا اور فُسْطَاطُ کُفْرٍ نہیں فرمایا ! اور ایک کیمپ منافقین کا بن جائے گا لَا اِیْمَانَ فِیْہِ[1] ان کے دل میں ایمان رتی بھر بھی نہیں ہوگا ! یہ چھانٹی ہو کر دونوں آمنے سامنے آئیں گے پھر ان کا مقابلہ ہونا ہے یہ صف بندی دنیا میں شروع ہو گئی ہے قدرتی عمل کے تحت، یہ میرے اور آپ کے اختیار میں نہیں ہے یہ قدرتی عمل ہے، یہ اللہ کی طرف سے ایک عمل شروع ہوا ہے ظلم انتہا کو پہنچ چکا ہے جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو پھر اللہ کی مدد و نصرت اترتی ہے اور وہ مختلف شکلوں میں آتی ہے، ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں اس کیمپ میں شامل کرے جو مومنین کی منافقین سے پاک جماعت ہوگی اور اللہ ہمیں اس جماعت سے بچائے جو منافقین کی ہوگی اور وہ ایمان سے بالکل عاری اور خالی ہوگی ! شام میں یہی ہو رہا ہے پاکستان میں یہی کچھ کھیل کھیلے جا رہے ہیں، یمن میں یہی کچھ ہو رہا ہے، سعودی عرب میں یہ ہو رہا ہے، اسلامی ممالک لیبیا میں عراق میں سب جگہ افغانستان میں یہی کچھ ہو رہا ہے ! !

آپ اس دین کے علمبردار ہیں جس کی رسول اللہ ﷺ نے سند بیان کی، آج جو سند آپ نے سنی ہے ہم سے لے کر ہمارے استاذ اس سے آگے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک، ایسا پختہ پکا دین اور مذہب کہیں بھی نہیں ہے، یہ شرف صرف اور صرف اسلام کو حاصل ہے مسلمانوں کو حاصل ہے ! !

اس لیے بھائی بات لمبی ہو جائے گی وقت تھوڑا ہے بہت چیزیں ہیں سوچا تو بہت کچھ تھا لیکن سارا کچھ نہیں بتا سکتا وقت نہیں ہے اتنا، جتنی بات ہو گئی اللہ اسی میں خیر و برکت ڈال دے اور ہماری

---

[1] سنن ابی داوٗد کتاب الفتن و الملاحم رقم الحدیث ۴۲۴۲

رہنمائی فرمائے اوراس میں ہماری خطائیں اورلغزشیں ہیں ان کے وبال سے ہمیں بچائے، تکمیلِ بخاری کی تقریب ہوئی آئندہ سال ان شاء اللہ پھرابتداء ہوگی اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ تاقیامت دنیا میں جوتمام دینی مدارس ہیں ان میں قائم ودائم رکھے ! !

آخرمیں نصیحت ..... سورۂ کہف کا عمل :

آپ سے آخری باتیں کرتا ہوں کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۂ کہف کی نصیحت کرتے تھے اوردیکھوسورۂ کہف اخلاص کے ساتھ پڑھنی ہے،عقلاً یہ امکان موجود ہے کہ جتنے منافق ہیں یہ بھی سورۂ کہف پڑھتے ہوں جو مسلمان لیڈر ہیں ان کے کارکن ہیں وہ سورۂ کہف پڑھتے ہوں موجود ہیں یانہیں کیونکہ وہ مسلمان ہیں، ہم بھی انہیں مسلمان سمجھتے ہیں ہم انہیں متعین کرکے نہیں کہہ سکتے کہ یہ منافق ہی ہے،اس کے دل میں ایمان نہیں یہ اللہ کو پتہ ہے ظاہری حالات کی بنیاد پر ہم انہیں منافق سمجھتے ہیں بس اس سے زیادہ ہم ان پر ایسافتویٰ کہ جس کی وجہ سے وہ کافر سمجھے جائیں وہ فتویٰ ہم نہیں لگاسکتے، نہ وہ فتویٰ مسلم لیگ پر، نہ نواز شریف پر، نہ عمران خان پر، نہ اِن پر نہ اُن پر، وہ نہیں لگاسکتے لیکن ان کے عمل میں نفاق ہے، یہ بھی پڑھتے ہوں مگر سورۂ کہف تب اپنا رنگ دکھائی گی جب ہم اخلاص سے پڑھیں گے، جب ہم حق پر اخلاص سے پڑھیں گے، باطل پر جمے رہیں اور سورۂ کہف پڑھتے رہیں، حدیث میں آتا ہے کہ یہ قرآن قیامت کے دن تمہارے حق میں حجت ہوگا یا تمہارے خلاف حجت ہوگا،ممکن ہے خدانخواستہ ہم جو پڑھتے ہوں یہ پڑھ تو رہے ہیں لیکن کوئی ایسافتور ہماری نیت میں ہوجس پر خدا کی ناراضگی کی وجہ سے ہم مطلع نہ ہورہے ہوں وہ فتور ہم سے دور نہ ہورہا ہو اورسورۂ کہف پڑھتے پڑھتے مربھی جائیں اورقیامت کے دن سورۂ کہف ہمارے خلاف حجت بن جائے ہمارے حق میں حجت نہ بنے، یہ خطرہ موجود ہے، یہ ان کے لیے نہیں یہ ہم مولویوں کے لیے،علماء کے لیے، ولیوں کے لیے بھی خطرہ موجود ہے ! تو خوداپنی نیتوں کوٹٹولواپنے روّیوں کوٹٹولواپنی سوچ کی اصلاح کرتے رہو ! یہ احتمال ہے کہ ایک آدمی غلط کام کررہاہوظالم غنڈابدمعاش ہواورسورہ کہف بھی پڑھتاہو

پابندی سے، سن لیا کسی عالم سے اور پڑھ رہا ہے ہر جمعہ کو ! ہے کہ نہیں یہ احتمال ؟ اور بہت سے ہوں گے ایسے، لیکن خدانخواستہ گناہوں پر ہی مر گیا ہو وہ سچی توبہ کیے بغیر تو سورۂ کہف اس کے حق میں حجت ہوگی یا اس کے خلاف حجت ہوگی بتایئے ؟ یہ قرآن ہمارے حق میں حجت بھی بن سکتا ہے اور یہ ہمارے خلاف بھی کھڑا ہو جائے ! سورۂ کہف گریبان پکڑ لے ،سورۂ ملک قبر میں مدد کرنے کے بجائے گریبان پکڑ لے کہے کہ تجھے میں نہیں بچاؤں گی تو پڑھتا تو تھا لیکن تیرا عمل ایسا تھا تو پڑھتا تو تھا لیکن تیری نیت ایسی تھی ! !

اس لیے بھائی اپنے نیتوں اپنی رائے پر غور کرو، مت ڈٹو اس پر (صرف اس بنیاد پر کہ یہ میری رائے ہے بلکہ) نیک صالح لوگوں کو دانا بینا لوگوں (کی جماعت) کو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں اور اللہ سے مانگو کہ ''اے اللہ ! وہ لوگ جو تیرے علم میں سچے اور خالص و مخلص بندے ہیں مجھے ان ہی کے ساتھ جوڑے رکھ، مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے ان سے جوڑ اور ان ہی کے ساتھ میرا خاتمہ فرما'' ﴿ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾[1] اے اللہ ! میرا سچوں کے ساتھ کھروں کے ساتھ حشر کر دے'' یہ مت کہو کہ مجھے محمود میاں سے جوڑ دے، مجھے مولوی حسن صاحب سے جوڑ دے، مجھے فلاں سے جوڑ دے، فلاں سے کسی کا نہیں پتہ کہ کس کی بخشش ہونی ہے کس کی نہیں ہونی ؟ اللہ بڑا بے نیاز ہے وہ بے پرواہ ہے وہ چاہے تو پیر کو جہنم میں ڈال دے مرید کو جنت میں ڈال دے ! چاہے تو مرید کو جہنم میں پھینک دے اور پیر کو جنت میں ڈال دے ! چاہے تو دونوں ہی کو جنت میں ڈال دے ! بڑا بے نیاز ہے اس کے دربار میں سب کو ڈرنا چاہیے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا ! !

کسی کے بارے میں جنتی یا دوزخی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے :

اس لیے سوائے نبیوں کے یا وہ لوگ جن کے بارے میں نبی نے کہہ دیا ان کے بارے میں کہیں گے کہ وہ جنتی ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ بتاؤ کیا ہیں ؟ جنتی ! دعوے سے کیوں کہہ رہے ہو، تمہیں وحی آئی ہے ؟ ؟ نہیں بلکہ اس نے کہا جس پر وحی آتی تھی، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

[1] سورۃ التوبۃ : ۱۱۹

حضرت عمرؓ ، ازواجِ مطہراتؓ ، اہلِ بیتؓ ، صحابہ کرامؓ ، جنتی ! لیکن اس کے علاوہ کسی کا نام لے کر ہم اور آپ نہ جنت کا دعویٰ کر سکتے ہیں نہ جہنم کا دعویٰ کر سکتے ہیں ! !

کافر کے بارے میں بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے یہ کہ پیوٹن جہنم میں جائے گا ، یہ نہیں کہہ سکتے ، یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسی حالت پر مر گیا تو یہ جہنمی ہے کیونکہ موت سے پہلے کیا معلوم اس کا کیا حشر ہو ؟ ایمان لے آئے ، ہاں دجال کے بارے میں کہو کہ یہ جہنم میں جائے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے کہہ دیا ، ابوجہل کے بارے میں ، ابولہب کے بارے میں ، ان سب کے بارے میں ہم جہنم کا بھی دعویٰ کریں گے ، جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے جنت کا کہہ دیا ہے ان کے بارے میں جنت کا دعویٰ کریں گے ! یہی عقیدہ ہے ہمارا سب مسلمانوں کا اہلِ سنت والجماعت کا پڑھا پڑھایا جاتا ہے کہ اپنے بارے میں بھی نہیں کر سکتے دعویٰ کہ میں جنتی ہوں یا میں جہنمی ہوں ، یہ دعویٰ کوئی نہیں کر سکتا ، نہ اپنے بارے میں نہ دوسروں کے بارے میں ، بس اللہ کی پکڑ سے ڈرنا بھی ہے اور اس کی رحمت اس کے فضل اور مہربانیوں پر نظر بھی رکھنی ہے کہ اے اللہ تو بہت مہربان ہے تو مہربانی فرما کر ہماری بخشش فرما کر ہمارے گناہوں کو معاف فرما ، ہماری اطاعت کو قبول فرما ، ہمارے ظاہر اور باطن کی اصلاح فرما اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما ، اللہ بے نیاز ہے برا حشر بھی ہو سکتا ہے خدانخواستہ موت برے انداز میں آسکتی ہے تو یہ خوف بھی رکھو !

اللہ تعالیٰ میری آپ کی سب کی مدد فرمائے ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے ، وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مئی ۲۰۱۸ء)

حضرت مولانا سیّد محمد میاںؒ کا مقصد اور مشن

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ/۳۰ دسمبر ۲۰۱۸ء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل سٹی لاہور کے زیرِ اہتمام جامعہ مدنیہ لاہور میں منعقد ہونے والے ''مولانا سیّد محمد میاںؒ سیمینار'' میں حضرتؒ کی حیات و خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے مفصل بیان فرمایا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات سے متعلق یہ نشست ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم مسلمان واپس اس چیز کی طرف آئیں جس چیز کے لیے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس امت کو تیار کیا تھا، یہ امت صرف حجرے کے لیے تیار نہیں کی گئی تھی، صرف لوٹے کے لیے بھی تیار نہیں کی تھی، تسبیح کے لیے بھی نہیں، صرف پھونکیں مار کر یا تبرک کے لیے ہاتھ پانی میں ڈوبے دے کر اور چھو چھو کر کے (اپنی بزرگی بانٹنے کے لیے نہیں اور) بہت بلند بہت بلند مقام سے چھوٹے مقام پر اسلام کو لے آیا جائے اس کے لیے بھی نہیں ! یہ (دم پھونکوں کے) کام بھی منع نہیں ہیں لیکن یہی سب کچھ اسلام نہیں ہے کہ اسلام کی ابتداء یہیں سے ہوگی اور اسلام کا اختتام اسی پر ہوگا اور بس مسلمانوں سے ان کی سیاسی شوکت چھین لی گئی لیکن کچھ چھوٹی چھوٹی چیزیں دے دی گئیں جسے کہا گیا کہ یہ تمہای اسلامی شوکت ہے ! اب ہم بہت نچلی سطح پر آگئے سوچ بہت چھوٹی ہوگئی اب ایک عالم کو بھی بہت چھوٹی سی چیز جو ہے وہ اسلامی شوکت نظر آتی ہے اس کے شاگرد کو بھی وہی نظر آئے گا جو استاد کو

نظر آئے گا، پیر کی بھی شوکت محدود ہو گئی اس کے مریدین کی شوکت بھی محدود ہو گئی وہ لامحدود شوکت عالمی شوکت وہ جلال اور دبدبہ اب صرف ڈیڑھ اینٹ کی شکل میں مسجد کو ہم اپنی شوکت تصور کرتے ہیں !

اسلام کی شوکت ؟

اگر کسی کے پیر کی توقیر اور عزت ہو جائے اور اس کے ہاتھ زیادہ چوم لیے جائیں تو وہ اور اس کے سارے مرید سمجھتے ہیں کہ ساری دنیا میں اسلام زندہ ہے اور کوئی خطرے کی چیز نہیں ہے اور پیر صاحب کے گرد حلقہ ہو اور جب چلیں تو ساتھ مجمع چل رہا ہے ان کا، ایک نے جوتے اٹھا رکھے ہیں ایک نے مسواک ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہو اور ایک نے تولیہ اٹھا رکھا ہے اور جب بیٹھتے ہیں تو پیروں کے نیچے تکیہ رکھ دیا جاتا ہے تو وہ (پیر و مرید) یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں اسلام کے ایسے جانثار موجود ہیں تو پھر اسلام کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے ؟ تو گویا پیر کی ذات کسوٹی ہے اسلام کے جانثاروں کو پرکھنے کے لیے اور اسلام کی شوکت کو پرکھنے کے لیے، استاد کا حلقہ ہو گیا شاگرد ہو گیا پیروں کا حلقہ ہو گیا اور حلقوں کے لیے پیر ہو گیا، ایک محدود سے محدود ناپائیدار غیر مؤثر ترین قوت، جسے ہم قوت سمجھتے ہیں حالانکہ وہ قوت نہیں جو تابع ہو وہ محکوم ہو صرف اس میں اتنا ہے کہ موجودہ سامراجی نظام میں مسجد کا امام تو آپ کو بنا دیا ہے خطیب بھی بنا دیا تقریر بھی ہو گی لیکن مسجد کی چابی انہوں نے اپنے پاس رکھی ہے چابی آپ کے پاس نہیں ہے چابی ان کے پاس ہے تو جب چابی ان کے پاس ہے تو اسلام کی شوکت ہوئی یا اسلام کی تذلیل ہوئی، یہ عزت ہو گئی یا بے عزتی ہو گئی ! !

مقصد میں کامیابی ؟

یہاں یہ بیان کرنا مقصد نہیں ہے کہ مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے محدث تھے یا فقیہ تھے یا اتنی کتابوں کے مصنف تھے، ضرورت اس بات کی ہے وہ اور ان کے اساتذہ اور ان کے ہم عصر اُن کا اوڑھنا بچھونا اور ان کی کی فکر کیا تھی ؟ وہ یہ بتانے کے لیے آئے تھے کہ ان چھوٹی چھوٹی شوکتوں پر قناعت مت کرو، ان چھوٹی چھوٹی شوکتوں نے تمہارے کان اور آنکھیں بند کر دی ہیں اور جو

طوق تمہارے گلے میں پڑے ہوئے ہیں غلامی کے، تم اس طوق کو نکالنے کی قوت کھو چکے ہو، ان کی تمام تر توجہ اور فکر تھی کہ آپ ہم سب بیدار رہوں ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہم قناعت نہ کریں ان پر خوش نہ ہوں انہیں کسوٹی مت سمجھیں ورنہ کبھی ترقی نہیں ہوگی اور چھینی ہوئی عزت کبھی واپس نہیں آئے گی ! کفر بھی یہی چاہتا ہے کہ شاگرد یہ سمجھے کہ میرے استاذ جیسا کوئی استاذ نہیں ہے اور اس (پیر کے) حلقے والے بھی یہ سمجھیں کہ میرے پیر جیسا کوئی نہیں ہے، اس خوش فہمی نے اس حسنِ ظن نے ہر حلقے میں آگ لگا رکھی ہے، اس آگ پر ہم خوش ہو رہے ہیں اور یہ ہمیں جلا رہی ہے جھلسا رہی ہے اور ہمیں پتا ہی نہیں کہ دشمن اس کام پر کتنا خوش ہے، جب تک ہم اپنی چھوٹی چھوٹی تمناؤں کو قربان نہیں کریں گے اس بڑے مقصد کے لیے اور اپنے کو تابع نہیں کریں گے اس بڑے مقصد کے بڑے علمبرداروں کے مقصد کے لیے اور ان کے قدم سے قدم نہیں ملائیں گے ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی ! !

عدی ابن حاتمِ طائی کا واقعہ :

اسلام کی تاریخ کو ہی دیکھ لیجیے، رسول اللہ ﷺ جب عدی ابن حاتم طائی، ان کے والد حاتمِ طائی مشہور ہیں سخاوت میں، ان کے بیٹے عدی بہت بڑے شکاری بھی تھے سردار اور بادشاہ بھی، جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ طے کے خلاف مہم پر بھیجا تو وہ فرار ہو کر شام چلے گئے جان بچانے کے لیے، ان کی بہن پکڑی گئی تھی ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بھائی کے لیے امان طلب کی ! ! تعویذ طلب نہیں کیے، وظیفہ طلب نہیں کیا، گنڈہ طلب نہیں کیا ! ! حالانکہ گنڈوں کا دور تھا توہم پرستی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز نہیں مانگی وہ تو چھوٹی سی چیز تھی بلکہ جان کی امان مانگی ! ! !

تو معلوم ہوا اقتدارِ اعلیٰ یعنی سیاسی قوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھی لہٰذا اس نے یہی مانگی کہ میرے بھائی کی جان بخش دیجیے ! ماحول ایسا بن گیا تھا خود بخود کہ ہر ایک کو پتہ تھا کہ مسلمان کیا ہوتا ہے اور اسلام کیا ہوتا ہے، ان سے کیا چیز لی جائے گی ! جو جان کی امان دے گا

تعویذ گنڈا کیا چیز ہے اس کے لیے، پھونک پھانک کیا چیز ہے اس کے لیے ! جتنے معجزے رسول اللہ ﷺ نے دکھائے وہ معجزات اس لیے دکھائے کہ مسلمانوں کو اسلام کا غلبہ نصیب ہو جائے قیامت تک کے لیے اور اعلاءِ کلمة اللّٰہ کے لیے ! تو معجزوں کا مقصد یہ تھا، معجزہ برائے معجزہ نہیں تھا اس لیے نہیں تھا کہ معجزے دکھانے ہیں کہ ابوجہل متاثر ہو جائے، نہیں، معجزے اس لیے دکھائے کہ ابوجہل اسلام لے آئے اور اعلاءِ کلمة اللّٰہ ہو جائے ! تو اس (بہن) نے جان کی امان چاہی (بھائی کے لیے)، آپ نے کہا ''جاؤ دے دی'' وہ گئی ملکِ شام بھائی کے پاس اور کہنے لگی کہ تمہاری جان کی امان میں طلب کر کے آئی ہوں رسول اللہ ﷺ سے، چلو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا ! !

سوچنے کی بات :

اب بتایئے اگر ریکارڈنگ چل رہی ہو یہاں کسی کھوکھے پر اور آپ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں اذان ہو رہی ہو اور وہ گانا بجا رہا ہو آپ اور میں سب مل کر دارُالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کو بھی لے آئیں تبلیغی مرکز کے بزرگوں کو بھی لے آئیں، میں بھی چلوں اور سب چلیں اور جا کر اس سے کہیں کہ یہ ذرا بند کر دو، وہ اگر لحاظ اور ادب میں بند کر دے تو یہ اس کی مہربانی ہوگی لیکن اگر وہ کہے کہ میں بند نہیں کرتا تو کیا آپ بند کروا سکتے ہیں ؟ اور اگر آپ میں سے کسی نے جوش میں آکر یہ کہا کہ میرا تو پیر بھی ساتھ ہے اور میرا استاذ بھی ساتھ ہے اسے تھپڑ مار دیا تو اسی وقت وہ شور مچائے گا لوگوں کو اکٹھا کر لے گا پولیس آئے گی آپ کو اور آپ کے استاذ کو اور پیر کو ہتھکڑی لگا کر اسی وقت گاڑی میں لے جائے گی اور حوالات میں بند کر دے گی ! کیوں ؟ پیر صاحب ساتھ تھے، اتنے بڑے پیر صاحب پھر یہ کیوں ہوا ؟ اتنے بڑے بڑے شیوخ ساتھ تھے پھر یہ کیوں ہوا ؟ اس لیے کہ یہ شیوخ ہیں لیکن ان کے پیچھے کرسی اقتدار کی سیاسی قوت جو ہے اس سے فارغ ہیں ! شوکت و دبدبہ جو تھا اس سے فارغ ! کوئی حیثیت نہیں ! !

اور سیاسی شوکت آپ کے پاس ہو، اقتدار آپ کے پاس ہو اور کوئی بجا رہا ہو تو آپ صرف

اپنے ایک سپاہی کو بھیجیں کہ اس کو کہیں کہ میوزک کو بند کرے تو کہنا بھی نہیں پڑے گا کہ دور سے سپاہی کو دیکھ کر ہی بند کر دے گا، دکان کا شٹر نیچے گرا دے گا، سپاہی کہے گا کہ کہاں جا رہا ہے تو کہے گا نماز پڑھنے جا رہا ہوں ایسا دماغ درست ہو جائے گا صرف سیاسی قوت سے ! !

آج کل آپ دیکھ رہے ہیں یا نہیں، بتایئے کیا عزت ہے ہماری، ہم معاشرے میں حقیر ہیں حدیث میں آتا ہے ایک وقت آئے گا مومن کی حیثیت ایک بکری جیسی ہوگی لیکن وہ مومن (اس حالت پر) اپنے فسق و فجور اور بداعمالیوں کی وجہ سے ہوگا ! آج ہم بداعمالیوں میں اجتماعی طور پر شامل ہیں، ہم شیوخ ہونے کے باجود گناہ کے مرتکب ہیں اور ہمیں اپنے گناہ کا پتہ نہیں، توبہ کیسے کریں گے ؟ توبہ تو جب گناہ کا احساس ہو تو کرتا ہے اور جب گناہ کا احساس ہی نہیں پھر تو زوال ہوگا۔

خیر...... عدی ابن حاتم کو لینے گئیں بہن اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئیں وہ نبی علیہ السلام سے ملے اور انہیں لے کے آپ اپنے مکان کی طرف چلے تو وہاں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک بڑھیا ملی، اس بڑھیا نے روک لیا میری بات سنو جو بھی بات تھی اس کی، اس نے بات کی رسول اللہ ﷺ کھڑے رہے اس کی بات سنتے رہے !

عدی ابن حاتم حالانکہ کافر ہے اور عیسائی ہے منظر دیکھ کر کہنے لگا، میں نے دل میں کہا یہ اللہ کے سچے نبی ہیں بادشاہ نہیں ہیں، یہ میری طرح بادشاہ نہیں ہے وہ بھی بادشاہ تھے انہیں بھی سیاسی قوت حاصل تھی مگر یہ ایسا بادشاہ ہے جس کی سیاسی شوکت کو آسمانی شوکت بھی شاملِ حال ہے، اس کے بعد نبی علیہ السلام آگے بڑھے اور مجھے اپنے مکان میں لے گئے، مکان میں لے جا کر جب بیٹھے ہیں تو فرش بچھا ہوا تھا اس پر مجھے بٹھایا اور خود زمین پر بیٹھ گئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، کہنے لگے میں نے دل میں سوچا یہ بادشاہ نہیں یہ اللہ کے نبی ہیں ایماندا، ...... بادشاہ رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں بیٹھ گئے .... آپ سے تعویذ لے گا لیکن ریکارڈنگ بند نہیں کرے گا، یہ نہیں ہوگا ! !

بس والا ڈرائیور آپ کی نماز کے لیے گاڑی دل چاہے گا تو روکے گا نہیں چاہے گا تو نہیں روکے گا اور ریکارڈنگ بند نہیں کرے گا ! وہ کہے گا یہ تو میری خوراک ہے میں تو سو جاؤں گا گاڑی

چلاتے چلاتے ، آپ کی بات کو نہیں مانے گا اور ایک پولیس اسے کہے کہ ریکارڈنگ منع ہے تو بند کر دے گا سیدھا ہو جائے گا، نیند بھی نہیں آئی گی ! !

عدی ابن حاتمؓ کا قبول اسلام :

تو عدی ابن حاتم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی ! ہماری مفلسی اور تنگدستی کو دیکھ کر ہوسکتا ہے تم اسلام لانے سے رُکے رہو کہ یہ کیا کہ ان کے پاس تو کھانے کو نہیں، اس حال میں اسلام لانے سے کیا ملے گا ، نہ شان وشوکت نہ دبدبہ نہ پڑوٹوکول ! یہ رکاوٹ بنے گی تمہیں اسلام لانے میں ! لیکن اے عدی ایک وقت ایسا آنے والا ہے اتنا مال آئے گا کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا، اے عدی اتنا امن آئے گا مال اور امن، امن کے بغیر مال بیکار ہے وبالِ جان بن جاتا ہے امن ہو تو یہ مال آپ کا مطیع اور فرمانبردار گھوڑا ہوگا، ایسا امن آئے گا اے عدی کہ قادسیہ سے بیت اللہ تک تنہا عورت چلے گی سوائے اللہ کے اسے راستہ میں کسی کا ڈر نہیں ہوگا تنہا سفر کر سکے گی ۔ اور اے عدی ایک وقت ایسا آئے گا بابل کا جو سفید محل ہے وائٹ ہاؤس یہ اسلام کے قبضہ میں ہوگا وائٹ ہاؤس پر اسلام کا قبضہ ہو جائے گا اور ہر چیز اسلام کے قبضہ میں آجائے گی ! اور عدی اسلام لے آئے رضی اللہ عنہ پھونک نہیں ماری انہیں نبی علیہ السلام نے ان کو تعویذ گنڈا نہیں دیا بات کی ڈنکے کی چوٹ پر ! ! !

وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام جیسا بادشاہ نہیں دیکھا، میں حیران ہو گیا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں، میں نے دیکھ لیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا وائٹ ہاؤس بھی مسلمان فتح کر چکے ہیں میں نے دیکھ لیا امن بھی ایسا قائم ہوا کہ قادسیہ سے شام سے ایران سے تنہا عورت آتی ہے اسے سوائے اللہ کے کسی کا ڈر نہیں ہوتا اور اگر میں زندہ رہا تو مال کی فراوانی جو آپ نے بتائی تھی وہ بھی میں ضرور دیکھ سکوں گا اسی طرح ! آج ہم بہت چھوٹی سی چیز پر قناعت کرتے ہیں اسلام بہت بڑی چیز ہے وہ ایسی بڑی چیز ہے ﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾[1] تم ہی سپر طاقت ہو اگر سچے مومن ہو ! !

---

[1] سورۃ اٰلِ عمران : ۱۳۹

ہمارے اکابر کا مشن :

تو بھائی آپ اگر یہاں مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بیٹھے ہیں تو ان کا مشن وہی تھا جو حسین احمد مدنیؒ کا تھا جو شیخ الہندؒ کا تھا جو گنگوہیؒ اور نانوتویؒ کا تھا اور جو حضرت حاجی صاحبؒ کا تھا ! اور آگے بڑھتے بڑھتے جو سول اللہ ﷺ کا مقصد تھا وہی ان کا مقصد تھا، اس مقصد کی طرف ہم سب کو نظر جمانی ہوگی پیشِ نظر رکھنا ہوگا اور اپنی چھوٹی چھوٹی .....سے جب تک توبہ نہیں کریں گے، لڑیں نہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ ان سے لڑیں، وہ آئیں شامل ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ آپ شامل ہو جائیں، اللہ کے ہاں آپ اس جماعت میں شامل ہوں گے جو اعلاءِ کلمۃ اللّٰہ کی مقدس جماعت ہے اللہ اس کے ساتھ آپ کا حشر کرے گا ! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو سمجھ بھی دے عمل کی توفیق بھی دے، ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ فروری ۲۰۱۹ء)

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۶؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ/۲۴؍مارچ ۲۰۱۹ء کو دوپہر دوبجے جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیل ختمِ بخاری شریف کی پُروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھائی اور سیر حاصل تقریر فرمائی اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

محترم سامعین اور عزیز طلباء کرام ! آپ حضرات کے سامنے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی گئی اور سنی گئی اللہ تعالیٰ اس پڑھنے کو اور سننے کو قبول فرمائے اور اس کی برکات سے ہم سب کو متمطع فرمائے، حدیث شریف آسمانی علوم کا نام ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتاری ہوئی کتاب جس کو قرآنِ پاک کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر پر نازل ہوئی علومِ حدیث اس کی تفصیل ہے اس کی یہ تشریح ہے یہ بھی ایسے ہی اہم اور ذی قدر علم ہے جیسے کہ قرآنِ پاک بس وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے جو برتری اس کو حاصل ہے وہ کسی اور کلام کو نہیں ہوسکتی اور یہ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا کلام ہے اس لیے اس کے بعد اگر درجہ اور مرتبہ ہے تو وہ حدیث کا ہے حدیث شریف کے بغیر ہم قرآن کو نہیں سمجھ سکتے یہ لازم اور ملزوم ہیں ! اگر حدیث کا انکار کر دیا جائے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے قرآنِ پاک کا انکار کر دیا گیا ہو، اسی وجہ سے امت کا اتفاق ہے ہمیشہ سے کہ جیسے قرآنِ پاک کا انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے ایسے ہی حدیث کا منکر بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے ! !

انبیاء کیوں بھیجے ؟

اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا اور نبیوں کے ذریعے یہ علوم انسانوں کو سکھلائے ، کیوں بھیجا ؟ اور یہ علوم کیوں سکھلائے ؟ نبیوں کو اللہ نے اس لیے بھیجا کہ دنیا میں آکر دنیا کی قیادت سنبھالیں نبی قیادت کے لیے آتا ہے نبی آگے چلنے کے لیے آتا ہے پیچھے چلنے کے لیے نہیں آتا، ایسا نہیں ہوسکتا کہ نبی آئے اور اس مجلس کی صدارت اور قیادت کوئی لیڈر کرے، کوئی سیاست دان کرے، کوئی صنعت کار کرے کوئی نواب ، وڈیرہ ، بڑا زمیندار ، جاگیردار کرے ، یہ نہیں ہوسکتا، نبی جب آئے گا تو وہی صدارت کرے گا ، وہی قیادت کرے گا ، چھوٹا بڑا جو بھی جلسہ ہوگا اس کی صدارت نبی کے ہاتھ میں ہوگی، باقی اس کے مقتدی ہوتے ہیں، وہ جلسہ چاہے جنگل میں ہو رہا ہو، دیہات میں ہو رہا ہو، شہر میں ہو رہا ہو، کسی چھاؤنی میں ہو رہا ہو، کسی پارلیمنٹ میں ہو رہا ہو، اس جلسہ کا قائد نبی ہوگا اور کوئی نہیں ہوسکتا ! !

قیادتیں نبیوں کی دشمن کیوں بنیں ؟

فرعون موسیٰ علیہ السلام کا کیوں دشمن بنا ؟ نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کیوں دشمن بنا ؟ حضرت داؤد علیہ السلام کو میدان میں کیوں اترنا پڑا ؟ اسی طرح اور انبیاء علیہم السلام کو تلوار نیام سے کیوں نکالنی پڑی ؟ وہ اس لیے کہ جو اُس وقت کی لیڈر اور قیادتیں تھیں انہیں یہ پسند نہیں تھا کہ ہماری قیادت ختم ہوجائے اور یہ قائد بن جائے ، ہماری چودھراہٹ ختم ہوجائے گی اور پھر انہیں کے پیچھے چلنا ہوگا اور انہیں آگے چلانا ہوگا اگر ہم نے انہیں بڑا تسلیم کرلیا، تو نبی آتا ہی کرسی (تخت) پر بیٹھنے کے لیے وہ بوریا نشین ہوتا ہے لیکن اس کا بوریا تخت پر ہوتا ہے، بوریا نشین کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کوئی ملنگ ہوتا ہے جو فٹ پاتوں پر زندگی گزارتے ہیں یہ مطلب نہیں ہوتا، اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ بوریا تختِ شاہی پر رکھتا ہے اور پھر تختِ شاہی کو اپنے انداز میں چلاتا ہے ! !

اگر انبیاء قیادت نہ کرتے ؟

اگر اس کام کے لیے نبی نہ آتے اور صرف اس لیے آتے کہ آپ نے ایک گوشہ میں جنگل میں ایک حجرہ میں یا غار میں بیٹھ جانا ہے اور آپ تعویذ لکھ کر لوگوں کو دے دیا کریں، گنڈوں پر دم کر کے دے دیا کریں، کوئی آئے تو چھو چھو کر دیا کریں، پھونک مار دیا کریں، سر پر ہاتھ پھیر دیا کریں، پانی میں تبرک کے لیے ہاتھ ڈبو کر سب کو پلا دیا کریں، تو ظاہر ہے اس میں برکت تو ہوتی ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ ساری چیزیں بھی نبیوں نے کی ہیں برکت تو ہوگی البتہ فرعون دشمن نہ ہوتا نمرود بھی دشمن نہ ہوتا ابولہب اور ابوجہل بھی حضرت محمد ﷺ کے دشمن نہ ہوتے بلکہ وہ بھی آیا کرتا روزانہ سر پر ہاتھ پھیرانے فرعون بھی لائن میں لگا ہوتا اور جوتے سیدھے کرتا اور سر پر ہاتھ پھیروایا کرتا اور اپنے بچوں کو بھیجا کرتا کہ ان کو دم کر دیجئے، نمرود بھی ایسا ہی کرتا عقیدت سے اور ان سے پوچھتا کہ حضرت کوئی خدمت ہو تو بتایئے ! وہ نہ بھی بتاتے تو ان کے نام زمینیں الاٹ کرتا کہ یہ جاگیریں آپ کی ہیں حضرت ! ! ہم آپ کے خادم ہیں جب کوئی ضرورت ہو ارشاد فرما دیجئے فقیر حاضر ہے، نمرود بھی یہی کہتا، فرعون بھی یہی کہتا، شداد اور قارون سب یہی کرتے ! ! لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ وہ دشمنی پر اُتر آئے اس لیے کہ نبی جب آئے تو نبی نے آ کر ان سے یہ کہا کہ اس سیٹ سے اتر جاؤ اور مجھے سیٹ پر بیٹھنا ہے، سیٹ چھوڑ دو ! انہوں نے کہا یہ سیٹ تو سیاسی ہے، اس میں آپ کیا کریں گے پارلیمنٹ میں گفتگو ہو رہی ہے، فرعون کی پارلیمنٹ نمرود کی پارلیمنٹ میں گفتگو ہو رہی ہے، انہوں نے کہا کہ تم چھوڑ دو بنو اسرائیل کو میں جانوں اور وہ جانیں (لیکن) وہ مقابلے پر آ گیا اور انہیں ''دہشت گرد'' قرار دے دیا ! اس کے وزراء نے کہا یہ زمین پر فساد کریں گے ! یہ دہشت پھیلائیں گے ! یہ انتہاء پسند اور دہشتگرد ہیں ! لہٰذا جو بھی سخت ترین کارروائی ہے وہ کرنی ہے ! !

نبیوں کے سیاسی وعسکری معرکے :

کس کے دشمن ہوئے ؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ پڑھیں لمبا طویل قصہ آ رہا ہے قرآنِ پاک میں ، نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو ہوئی قرآنِ پاک میں کیسے عجیب وغریب شان وشوکت کے ساتھ بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ، حضرت داؤد علیہ السلام کا معرکہ وہ قرآنِ پاک میں بیان ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے معرکوں سے قرآنِ پاک بھرا ہوا ہے ، سیاسی معرکوں سے بھی بھرا ہوا ہے اور عسکری جہادی معرکوں سے بھی بھرا ہوا ہے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یا تو پھر ہم ان کے پیچھے چلیں ورنہ تو لڑنا اور فساد ہوگا ! جو خوش نصیب تھے جن کے مقدر میں اللہ نے تابعداری لکھی ہوئی تھی وہ تابعدار ہوگئے مونچھ نیچی کر لی اور پیچھے بیٹھ گے نبی کے کہ ہم آپ کے غلام ہیں جیسے آپ کہیں گے ویسے ہوگا ، دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوگئے ، جنہیں اپنی مونچھ اونچی رکھنے کی فکر تھی وہ مقابلے پر آ گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم ہرگز آپ کو تسلیم نہیں کریں گے ! انہوں نے کہا میں امین نہیں ہوں ؟ کیا تم مجھ پر کسی تھانے میں پرچہ درج کرواسکتے ہو ، کوئی پرمٹ میں نے لیا ہے ؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ! کوئی اور مفادات میں نے حاصل کیے ہیں اپنے خاندان کے لیے ؟ انہوں نے کہا نہیں ! انہوں نے کہا کہ کیا ہوں میں ؟ انہوں نے کہا کہ آپ صادق ہیں ! انہوں کہا کہ کیا ہوں میں ؟ انہوں نے کہا کہ آپ امین ہیں ! ! صادق اور امین بھی مانتے ہیں لیکن قائد بنانے کے لیے تیار نہیں تھے ! ! البتہ اگر وہ صرف دم کرتے اور پھونکیں مارتے تو کہتے بہت بھلے انسان ہیں ، ان سے اچھا انسان کون ہوسکتا ہے ؟

تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو دنیا کی قیادت سنبھالنے کے لیے بھیجا ، ہر قسم کی قیادت سیاسی قیادت بھی

اور سیٹ بھی اسی کے تابع ہوگی ،فوجی اور جہادی سیٹ بھی اسی کے تابع ہوگی ،سفارتی امور بھی اسی کی مرضی سے چلیں گے تجارتی معاملات بھی اسی کی مرضی سے چلیں گے اور زرعی معاملات بھی اسی کی مرضی سے چلیں گے، سارے معاملات نبی کی مرضی سے چلیں گے ! قیادت اس کے ہاتھ میں ہوگی باقیوں کو تابعداری کرنی پڑے گی ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ ﴾ [1] اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو میرے پیچھے آجاؤ ! !

صدارت میرے پاس ہوگی صدر کی کرسی پر میں بیٹھوں گا ، یہ تکبر کے لیے نہیں کہتا تھا، نبی کے کہنے میں اور وڈیرے کے کہنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے ! وہ عدل قائم کرنے کے لیے کہتا تھا، ظلم بند کرنے کے لیے اور دین اور کلمۂ حق اور اس زمین کا جو اصل مالک ہے اللہ تعالیٰ ،اور بندوں کا جو اصل مالک ہے اللہ تعالیٰ ، ان کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رہنمائی کے لیے آتا ہے ! !

نبی کے وارث کیا کریں گے ؟

جب نبی اس لیے آئے گا تو نبی کے وارث کیا کریں گے ؟ نبی کے وارث بھی یہی کام کریں گے اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ [2] علماء نبیوں کے وارث ہیں چنانچہ سیاسی قیادت بھی جہادی قیادت بھی تجارتی قیادت بھی عالم کرے گا ، مالی قیادت بھی عالم کرے گا ،سفارتی بھی عالم کرے گا ، ملک کے اندر بھی ملک سے باہر کی خارجہ پالیسی سب وہ سنبھالے گا ! رسول اللہ ﷺ نے کر کے دکھائی ، تمام معاملات سے بھری پڑی ہیں کتابیں ! !

☆ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں پہلے نیت کی اصلاح کرائی اس لیے کرائی کہ پہلے نیت صحیح کرو

☆ پھر ایمان سکھایا کہ ایمان درست ہونا چاہیے کیونکہ تم نے نبی کی چھوڑی ہوئی سیٹ پر بیٹھنا ہے ! تو کافر نہیں بیٹھ سکتا مومن بیٹھ سکتا ہے اس سیٹ پر تو سب سے پہلے ''کتاب الایمان'' لائے !

---

[1] سورة اٰلِ عمران : ۳۱ [2] مشكوة المصابيح كتاب العلم رقم الحديث ۲۱۲

☆ پھر ایمان کے بعد فرمایا کہ یہ یہ چیزیں کرو یہ نہیں کرو اور یہ یہ فسق و فجور کی چیزیں ہیں یہ بھی نہیں کرنی کیونکہ اس سیٹ پر مسلمان بھی وہ بیٹھے گا کہ جو فاسق فاجر اور غنڈہ لٹیرا بدمعاش نہ ہو ظالم نہ ہو، عادل بیٹھے گا مسلمان بھی ہو اور عادل بھی ہو !

☆ پھر سمجھاتے سمجھاتے جب وہ بلوغت کی طرف آ گیا لڑکا لڑکی جب بالغ ہوتے ہیں چھوٹے ہوتے ہیں تو اس حساب سے ماں باپ ان کو سکھاتے رہتے ہیں بتاتے رہتے ہیں کہ ہاتھ ایسے دھونے ہیں، ناک ایسے صاف کرنی ہے، دانت ایسے صاف کرنے ہیں، مجلس میں ایسے بیٹھنا ہے، یوں کھانا ہے یوں پینا ہے، پھر لکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں، لیکن بلوغت پر پیش آنے والے معاملات نہیں سکھاتے انہیں وہ چھپاتے ہیں، بچی کو یہ نہیں بتانی باتیں بچے کو بھی یہ نہیں بتانی باتیں جب وہ بلوغت کے قریب آتا ہے اور اس کے کندھوں پر ذمہ داری آنے لگتی ہے تو ماں تنہائی میں بیٹی کو سمجھاتی ہے کہ بیٹی دیکھ اب تو زندگی کے اس مرحلے میں قدم رکھنے لگی ہے اس مرحلے میں تیرے لیے یہ یہ خدشات ہیں یہ یہ خطرات ہیں اور اس میں تیری آبرو اور عزت ہے اور یہ تیرا زیور اور زینت ہے اور اس میں تجھے دنیا جہان کی عزت ملے گی ! تو یہ آخری باتیں ماں اس کو بعد میں سمجھا دیتی ہے ! باپ بیٹے کو سمجھاتا ہے یہ راز بعد میں آخر میں دیتا ہے، پہلے نہیں بتاتا پہلے بتائیں گے تو خرابی آئے گی یا سمجھ ہی نہیں آئے گا، بعد میں سمجھانا شروع کرتے ہیں پھر جب وہ سمجھ جاتے ہیں سب کچھ تو پھر وہ ان کے کندھوں پر ذمہ داری آتی ہے ! !

امام بخاریؒ نے سب چیزیں سمجھائیں آپ کو، اس میں گزری ہیں بین الاقوامی مسائل، بارڈروں کے مسائل، کسٹم کے قوانین، عدالتوں کے قوانین، فوجداری کیس دیوانی کیس سب آپ نے پڑھے سفارتی معاملات، آپ نے پڑھے مذاکرات کا طریقہ، وہ آپ کو سکھایا گیا تو اس بخاری شریف کی تشریح جب کریں گے تو وہ تیس تیس جلدوں میں ان قوانین کی تفصیل ان کتابوں میں موجود ہے پچیس پچیس

بیس بیس جلدوں میں جو اس ایک صفحہ میں بات بیان ہو رہی ہے جو باب آرہا ہے جو کتاب آرہی ہے دس صفحوں میں تو فقہاء نے اس پر کتابیں لکھی ہیں تین تین جلدوں میں تشریح کی ہے قوانین کی ! ! تو اگر دم اور پھونک کرنی ہوتی تو پھر ان سب چیزوں کی تو ضرورت ہی نہیں تھی، ساری چیزیں بتائیں لڑائی کے مسائل، کب تلوار نیام میں داخل رہنی چاہیے اور کب نکلنی چاہیے یہ بھی بتایا، یہ بھی بتایا کہ جہاں تک ممکن ہو معاملے کو گفت و شنید سے حل کرنا ہے، تشدد سے سختی سے نہیں کرنا یہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے آپ نے وہ منظر پڑھے ہیں حدیبیہ کے موقع پر اسی طرح اور مواقع پر کہ اخیر وقت تک تمام معاملات میں کوشش کی رسول اللہ ﷺ نے کہ سیاسی حل نکل آئے سفارتی حل نکل آئے جہاں تک اس میں نیچے آسکتے تھے اور ڈھیل دے سکتے تھے مخالف کو وہ ڈھیل بھی آپ نے دی، آپ حضرات نے پڑھی جگہ جگہ اس کی ہم نے نشاندہی کرائی جب دیکھا اب کوئی حل نہیں ہے تو یہ تو آپ بھی جانتے ہیں ہر ایک جانتا ہے دیہاتی بھی جانتے ہیں کہ جب سیدھی اُنگلی سے گھی نہیں نکلتا تو پھر کون سی اُنگلی سے نکلتا ہے ؟ ٹیڑھی اُنگلی سے نکالنا پڑتا ہے ! تو نکال تو گھی ہی رہے ہیں ! ! خون تھوڑی نکال رہے ہیں ! ! ! وہ سیدھی اُنگلی ہے تو گھی نکالا جا رہا ہے وہ ٹیڑھی اُنگلی ہے تو بھی گھی نکالا جا رہا ہے خون نہیں نکالا جا رہا ! جب سب صورتیں ناکام ہوئیں تو پھر آخر میں نوبت آئی تلوار کی اور جہاد کی فوجیوں کو چھاؤنیوں سے باہر نکلنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے اور بنفسِ نفیس قیادت کی تو یہ ساری چیزیں سمجھائیں ! !

اب جب پورا شباب ہوگیا اسلام کا، کھیتی پڑوان چڑھ گئی شباب آگیا جوبن آگیا اس کو اب کفار کو غیض و غضب ہو رہا ہے، اس کا شباب دیکھ کر اس کا حسن و جمال دیکھ کر اس کی شان و شوکت دیکھ کر حاسدین کا حسد اُچھل رہا ہے ﴿ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ ﴾[1] جب یہ جوبن آیا

[1] سورة الفتح : ۲۹

اب ماں بتاتی ہے کہ بیٹی خبردار ! اور بیٹا خبردار ! اب تیرا یہ جو جوبن ہے اس کو فلاں راستے سے بھی ڈاکہ پڑ سکتا ہے، فلاں راستہ سے بھی، فلاں تیرا ہمدرد بن کر آئے گا اور فلاں تو خون خوار ہی بن کر آئے گا ! تو اندر کا دشمن اور باہر کا دشمن دونوں بتاتا ہے باپ بھی اور ماں بھی ! !

☆ اور یہ امام بخاریؒ بھی بتا رہے ہیں اور جب یہ ساری چیزیں بتا دیں اور پوری طرح زیب و زینت ہوگئی اور اسلام اپنی شان و شوکت کے ساتھ آپ کے دل و دماغ میں اتر گیا تو آخر میں امام بخاریؒ لا رہے ہیں ''کتاب الفتن'' دیکھ تو نے قدم رکھ دیا (جوانی میں) حسن جمال شان و شوکت مل گئی اب دشمن اور حاسدوں سے ٹکر ہوگی تو ''کتاب الفتن'' میں بتائے کہ فتنے اندرونی اور بیرونی یہ یہ ہوتے ہیں ان سے ایسے بچنا ہے ان سے ایسے بچنا ہے ! !

☆ جب فتن بھی بتا دیے (مزید) سمجھدار ہوگیا تو پھر ''کتاب الاحکام'' لے آئے اس کے بعد کہ اب صدارتی احکام کا مطلب کہ اب حکومت تختِ شاہی پر بیٹھ جاؤ تخت پر کرسی پر وزیرِ اعظم پرائم منسٹر ہاؤس تمہارا ہے مسلمانوں کا ہے پھر آخر میں کتاب الاحکام لائے ہیں کتاب الاحکام میں کیا حکومت چلانے کے مسائل نہیں بتائے امام بخاریؒ نے ؟ ؟ ؟

اب جب آپ وزیرِ اعظم بن گئے صدرِ مملکت بن گئے سب کچھ ہوگئے تو اب ہوسکتا ہے کہ اس سب کچھ ہونے کے بعد کچھ مستیاں آجائیں دماغ میں تمہارے، انسان ہو تم ! نبی کو نہیں ! نبی کی حالتِ غضب اور بغیر غضب دونوں میں عدل و انصاف ہوتا ہے، عام آدمی نہیں کرسکتا ! قانون کی کتابوں میں لکھا ہے آپ نے پڑھا ہے کہ جج غصہ کی حالت میں عدالت میں نہیں بیٹھے گا اگر غصہ کی حالت ہے اس کا بلڈ پریشر ہائی ہے گھر میں جھگڑا ہے میاں بیوی کا یا دماغ میں اثر ہے تو لکھ دے گا اپنے اوپر کے جج کو کہ آج میں عدالت میں حاضر ہونے سے معذور ہوں میں فیصلہ نہیں کرسکتا ! کیونکہ یہ غلطی کر لے گا

غلط ہو جائے گا فیصلہ، غصہ میں دماغ کام نہیں کرتا صحیح سوچ کام نہیں کرتی تو اس میں لکھا ہے کہ یہ اس دن عدالت نہیں جائے گا، تو جب یہ اقتدار میں آئے گا تو اقتدار میں آ کر یہ نبی نہیں ہے چاہے نیک ہے ولی ہے قطب ہے ابدال ہے غوث ہے لیکن نبی نہیں ہے، بشری چیزیں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں، حالتِ غضب اور حالتِ رضا دونوں میں اس کے جذبات ضروری نہیں کہ (اعتدال پر) قائم رہیں، اس میں تزلزل آ سکتا ہے فرق آ سکتا ہے ! !

☆ تو جب حکومت ہوگئی اقتدار مل گیا تو اس کے بعد امام بخاریؒ فرما رہے ہیں ہوش میں رہنا ! ! ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ ایک اور جہاں اس جہاں کے بعد آئے گا دم نکلے گا اور اللہ تعالیٰ کی عدالت آخری سپریم کورٹ سب سے بڑی لگنی ہے اس میں پیشی ہوگی لہٰذا صدر صاحب اپنا دماغ درست رکھیں، وزیر اعظم صاحب بھی درست رکھ لیں اور چیف آف آرمی سٹاف بھی درست رکھ لیں، فضائیہ کا سربراہ بھی ! یہ سمجھے کہ ایک پیشی ہونی ہے کام میں نے ٹھیک کرنا ہے ! !

امام بخاریؒ آخر میں فرما رہے ہیں کہ تمہارے اعمال جو تم نے کیے چھوٹی سیٹ پر تھے یا بڑی سیٹ پر تھے، گھر کے امور تھے یا باہر کے امور تھے، ملک کے تھے یا بین الاقوامی تھے، جو معاملات بھی تھے تمہارے، ان معاملات میں اللہ کا خوف اور آخرت میں پیش ہونا اور یہ کہ میرے تمام اعمال تولے جائیں گے اور اگر میرا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا تو میں بچ سکوں گا ورنہ مجھے اُٹھا کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو سب کو یہ مضمون سکھایا جا رہا ہے ! !

تو یہ تکمیلِ بخاری کی تقریب صرف یہ نہیں ہے کہ اس میں جمع ہوگئے ہم اور بس نہیں بلکہ یہ پوری زندگی ہے پوری زندگی اور پورے جہان کو چلانے کا ضابطہ اور اصول سکھائے گئے ہیں اس کا آج یہ آخری سبق ہے جس میں آخرت یاد دلائی جا رہی ہے کہ کسی مرحلہ پر غفلت میں مت پڑنا، نشہ میں

مت آنا اقتدار کے، جس اللہ نے تم پر یہ انعام کیا اور اللہ نے تم کو نبیوں کا وارث بنایا اور ان کی سیٹ پر تم نے آ کر یہ خدمت سرانجام دی یہ تمہاری قابلیت نہیں تھی یہ تو اللہ کی عنایت تھی اس کا فضل تھا، تمہارا کوئی کمال نہیں ہے لہٰذا اپنے کو ہر مرحلہ پر حقیر سمجھنا اور اللہ سے ڈرتے رہنا، جو کام صحیح ہو جائے اس پر فخر مت کرنا کہ میرا کمال ہے میرا کرشمہ ہے میری کرامت ہے، نہیں (بلکہ یوں سمجھے) یا اللہ یہ تیرا فضل ہے میں تو اس قابل ہی نہیں تھا، غلطی ہو جائے فوراً رجوع کرے اللہ کی طرف اور استغفار کرے اگر بندے کا حق ہے تو اس کو اس کا حق واپس دے کر تلافی کرے اس کی ! !

بارہ صدیوں اسلام سپر طاقت رہا :

صحابہؓ کی ایسی ہی شان تھی صحابہؓ نے نبی علیہ السلام کے بعد اسی طرح اقتدار سنبھالا اور کر کے دکھایا اور اس کے بعد بارہ سو سال تک واحد اسلام سپر طاقت رہا، (اسلام کے سوا) دنیا میں کائنات میں تاریخ میں کبھی بھی اکیلی سپر طاقت دنیا میں کوئی نہیں رہی ! !

امریکہ سپر طاقت نہیں ہے :

آج بھی ایک سپر طاقت نہیں ہے یہ جو امریکہ کہتا تھا نا میں ہوں New World Order میں ہوں سپر طاقت اکیلا، اللہ نے ایسے ذلیل کیا کہ اب اسے سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ میں نے کرنا کیا ہے ؟ سپر طاقت کوئی نہیں ہے، روس بھی سپر طاقت ہے، امریکہ بھی سپر طاقت ہے، اس وقت چین بھی سپر طاقت ہے، فرانس بھی سپر طاقت ہے تو امریکہ تو ان سے پوچھ کر کرتا ہے ان کے بغیر تو کر ہی نہیں سکتا ! امریکہ میں اتنا دم خم کہاں ہے یہ تو ویسے ہمارے یہاں کے لوگ ڈرتے ہیں امریکہ سے، اللہ کے فضل سے مولوی امریکہ سے نہیں ڈرتا الحمد للہ ! امریکہ کا حشر افغانستان میں دیکھ لو پیمپر باندھ کر اس کے فوجی

پھر رہے ہیں، یہ ڈرتے ہیں مولوی عالم نہیں ڈرتا، کیونکہ اس نے سیاست کا سبق وہ سیکھا جو حضرت محمد ﷺ نے اسے سکھایا، وہ نہیں ڈرتا اس سے ! !

مدد کا بھکاری :

یہ امریکہ حملہ کرنے سے پہلے سلامتی کونسل کا اجلاس بلاتا ہے اس میں کہتا ہے فرانس سے تیری مہربانی تو نے بھی میری مدد کرنی ہے، چین سے بھی کہتا ہے تو نے بھی مدد کرنی ہے، روس سے بھی کہتا ہے تو نے بھی مدد کرنی ہے، جاپان سے بھی کہتا ہے جو بیچارا انگھوٹھا ہے فوج ہے ہی نہیں اس کے پاس کہ تو نے بھی میری مدد کرنی ہے، پھر کہتے ہیں کہ اب ہم نے فیصلہ کیا کہ (اس ملک کے) جہاز ہوا میں نہیں اُڑ سکیں گے، دوائیں وہاں نہیں بن سکیں گی، یہ پابندیاں لگا دیں، تجارت اس ملک سے نہیں ہوگی اب اسے باندھ کر اچھی طرح ہاتھ منہ باندھ کر اس کو بے جان کر کے نہتہ کر کے اب وہ راکٹ لے کر حملہ آور ہوتا ہے نہتے پر، تاریخ میں ایسا ہوا یا نہیں ہوا ؟ لیبیا کو نہتہ کرنے کے بعد حملہ کیا کہ نہیں کیا ؟ عراق کو نہتہ کر کے حملہ کیا یا نہیں کیا ؟ افغانوں کو نہتہ کر کے حملہ کیا یا نہیں کیا ؟ یہ نہتوں پر شیر ہیں ہتھیار والوں پر نہیں، یہ نہتہ کر کے تین تین چار چار ماہ سوچنے کے بعد حملے کا سوچتے ہیں، ویسے یہ حملہ نہیں کر سکتے ! لیکن آپ دیکھ لیں ان بوریا نشینوں نے ناکوں چنے چبوائے، پہلے روس کو اللہ کے فضل سے، اس کے بعد سب کے دادا کو جو یہ کہتا تھا کہ میں ہوں ورلڈ آرڈر عالمگیریت میرا حق ہے، ساری دنیا پر قیادت کرنا میرا کام ہے، میں جو چاہوں گا وہ کروں گا، اس کو ایسے ناکوں چنے چبوائے کہ آج وہ خوشامد کر رہا ہے کہ مجھے باعزت نکلنے کے لیے چھوٹا سا سوراخ دے دو تاکہ افغانستان سے میں نکل جاؤں ! کر رہا ہے یا نہیں یہ ! یہ کوئی راز کی چیزیں نہیں بتا رہا اخبارات میں میڈیا میں سب میں آ چکا ہے ! !

کفار تابع ہوں گے :

تو معلوم ہوا کہ دنیا کے یہ تمام امور جو ہیں تمام معاملات جو ہیں، اس کی قیادت مسلمانوں نے کرنی ہے یہ مسلمانوں کے لیے کائنات بنی ہے کافروں کے لیے نہیں بنی ہے، کافروں کو ذبح نہیں کرنا کیونکہ کافر ختم نہیں ہو سکتے رہیں گے، کافر تابع ہو کر رہیں گے غالب اوپر آپ مسلمانوں نے رہنا ہے مسلم طاقت اوپر رہے گی کافر تابع ہوں گے (لیکن) کافر سے ظلم وزیادتی نہیں ہو سکتی۔

''حیرہ'' کی فتح بغیر خون ریزی کے :

''حیرہ'' ایک جگہ ہے حیرہ کا ایک واقعہ میں سوچتا ہوں کہ آپ کو سنادوں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اُدھر ایران کی طرف بھی آئے ایران میں حیرہ جو ہے یہ ان کی اہم مرکزی جگہ تھی یہاں سے سارے عراق میں داخل ہو سکتے ہیں، جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ر ہجری میں حیرہ پہنچے، حیرہ دریائے فرات کے کنارے پر ہے اور دریائے فرات بارڈر ہے اس سے پار جانا تھا، ادھر مسلمانوں کی فوجیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں اپنے مرکز مدینہ منورہ سے بہت دور تقریباً پندرہ سو کلومیٹر دور سپلائی لائن باقی رکھنا کتنا مشکل کام ہے اس جدید دور میں تیز رفتار مواصلات کے باوجود پندرہ سو میل دور لائن کو قائم رکھنا ایک مصیبت ہے یہاں اگر کوئی فوجی لوگ بیٹھے ہیں تو وہ میری بات کو بڑی اچھی طرح سمجھیں گے کتنا مشکل کام ہوتا ہے سپلائی لائن کو بحال رکھنا اور دشمن بھی جو دنیا کی سپر طاقت تھی وہ تھی کسریٰ ! قیصر شام میں روم میں وہ بھی دنیا کی سپر طاقت ! اور ادھر یہ دنیا کی سپر طاقت، تو حیرہ بڑی اہم پوسٹ تھی اور جتنی اردگرد کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں نواب اور چودھری تھے وہ انتظار میں تھے کہ حیرہ کا کیا انجام ہوگا پھر ہم دیکھیں گے

کہ کیا کرنا ہے اگر حیرہ پر ہم مضبوط رہ گئے اس معرکہ میں تو ٹھیک ہے اور اگر حیرہ نکل گیا ہمارے ہاتھ سے تو ہم سب تابعداری کریں گے اور اسلامی فوجوں کے خلاف ہم نہیں لڑیں گے، یہ انہوں نے کہا تو جب وہاں یہ پہنچے ہیں تو اس میں دو بڑے اہم آدمی ایاز بن قبیصہ اور عمرو بن عبدالمسیح، یہ آئے بات چیت کرنے کے لیے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، عمرو بن عبدالمسیح کو ابنِ بُقیلہ بھی کہتے ہیں، اس کی عمر کئی سو سال تھی جب یہ آیا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تو انہوں نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے ؟ اس نے کہا کئی سو سال ہے تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اپنی زندگی کی کوئی عجیب بات سناؤ اس نے کہا کہ حیرہ سے دمشق تک میں نے وہ دور دیکھا ہے کہ مسلسل آبادی تھی گاؤں متصل تھے ایک گاؤں ختم اگلا شروع ہوتا تھا اور کوئی عورت تنہا بھی سفر کرنا چاہے حیرہ سے دمشق تک تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی سوائے ایک روٹی کے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی ہر چیز اسے تمام راستے میں مل جاتی تھی ! جب یہ اس نے بتایا تو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے اور فرمانے لگے تمہارا جو قائد بات چیت کرنے کے لیے آیا ہے اس کا تو دماغ ہی درست نہیں ہے وہ تو باتیں ایسی کر رہا ہے اور تم اس کو گفتگو کرنے لے آئے ہو ! تو اس کے بعد وہ سنبھل گیا پھر اس نے سنبھل کر مزید باتیں کی پھر معقول اور اچھے جوابات دیے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ ہوشیار ہے سمجھدار ہے ابھی بات ہو رہی تھی تو عمرو بن عبدالمسیح کے ساتھ اس کا جو خادم تھا اس کے پاس ایک تھیلی تھی تو انہوں نے کہا اس تھیلی میں کیا ہے ؟ تو کہنے لگا کہ اس میں زہر ہے اور اس کا نام لیا اس نے کہ یہ ''سَمٌّ سَاعَةٍ'' ہے یعنی فوری ہلاک کرنے والا زہر جسے ہم ''سائنائٹ'' کہتے ہیں جو آدمی اس زہر کو زبان پر رکھتا ہے اسی وقت ختم ہو جاتا ہے ہاتھ نیچے بھی نہیں آتا ! تو سائنائٹ ملتا بھی نہیں ہے وہ تو خاص جگہوں میں رکھا جاتا ہے حکومتیں بہت سنبھال کر رکھتی ہیں ! انہوں نے کہا یہ کیوں رکھا ہوا ہے ؟ تو کہنے لگا کہ

میں جب آیا اور آپ لوگوں سے ملا تو میں اپنی قوم کا نمائندہ تھا میں اپنی قوم کو ذلت سے پریشانی سے دوچار نہیں کرنا چاہتا تھا تو میں نے یہ سوچا کہ اگر میری قوم کو میری وجہ سے کوئی ذلت ہوگی تو یہ زبان پر رکھ کر اپنے کو مارلوں گا بجائے زندہ رہنے کے، لیکن میں نے آکر جب بات چیت کی آپ لوگوں سے ملا دیکھا تو پتہ چلا کہ

" آپ تو دہشت گرد نہیں ہیں آپ تو بڑے امن پسند ہیں "

حالانکہ تلواریں ہاتھ میں ہیں لیکن وہ مان رہا ہے کہ آپ دہشت گرد نہیں ہیں آپ امن کے علمبردار ہیں اس وجہ سے میں مطمئن ہوں ورنہ میں نے اس لیے لیا تھا کہ میں مرجاؤں گا کئی سو سال عمر تھی اس کی !

سائنائٹ حضرت خالدؓ کے ہاتھ پر :

انہوں نے فرمایا کہ اچھا یہ نکالو ! زہر لیا ! ہاتھ میں رکھا خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اور اسے فرمایا کہ موت اللہ تعالٰی کے ارادے کے بغیر نہیں آسکتی، جب وہ چاہتا ہے تو موت آتی ہے، اس سے ایک لمحہ بھی پہلے موت نہیں آسکتی اور دعا پڑھی

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ وَ السَّمَآءِ الَّذِیْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَآءٌ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اور زہر منہ میں رکھ کر اُتار لیا حلق سے نیچے ! اب وہ حیران کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ ویسے ہی کھڑے ہیں اور زہر نے کوئی اثر نہیں کیا وہ حیران رہ گیا، اس کے تو ہوش اُڑ گئے یہ کیا بات ہے ؟ !

کافر لیڈر کے تاثرات ! حکومت کا فرض فوری انصاف و معاشی استحکام :

جب یہ صورتِ حال دیکھی تو اُس نے کہا وَاللّٰهِ لَتَبْلُغُنَّ مَا اَرَدْتُّمْ مَا دَامَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰكَذَا [1] بخدا تم نے جب بھی کوئی بیڑا اُٹھایا تو تم اسے لازمی سر کرو گے جب تک تمہارے اندر اس جیسے لوگ

---

[1] الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۳۹

موجود ہیں ! ! صلح کرنی پڑی اسے ! ! گئے تھے تلوار لے کر (مگر) قتلِ عام نہیں کیا (بلکہ فرمایا) اللہ کا دین تمہیں پہنچانے کے لیے آئے ہیں تمہارا مال لوٹنے کے لیے نہیں آئے ! سونے چاندی کے خزانے لینے کے لیے نہیں آئے چنانچہ اس نے مصالحت کی کہ سب کو امان ملے گا ! انہوں نے کہا ایسا امان ملے گا جیسے ہمارے مسلمانوں کو امان حاصل ہے، تمہاری عزت کی بھی حفاظت کریں گے، تمہارے مال کی بھی حفاظت کریں گے، تمہاری جان کی بھی حفاظت، سب کی حفاظت ہمارے ذمہ ہوگی چنانچہ ان سے جزیہ طے ہوا اور مصالحت ہوگئی اور معاملہ خوش اسلوبی سے بات چیت کے ذریعہ سے طے ہوا تلوار نہیں چلی تو اسلام تلوار سے نہیں پھیلا ! ! اسلام اپنی کشش سے اپنے کمال سے، اپنے عدل وانصاف سے پھیلا اور دنیا کی سپر طاقت کا جو علاقہ تھا حیرہ سارا فتح ہوگیا ! اس کے فتح ہونے کی دیر تھی کہ آس پاس کے جتنے چھوٹے بڑے علاقے تھے سب اسلام میں داخل ہوگئے اور اسلام کا کلمہ بلند ہوگیا ! !

تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے تربیت دلا کر دنیا کی قیادت ان کے ہاتھ میں دی اور انہوں نے دنیا کی قیادت اور عالمگیریت کر کے دکھائی ، ہم ان نبیوں کے ماننے والے ہیں، ہماری حکومتوں کو اللہ سمجھ عطا فرمائے کہ جتنے سکول کالج یونیورسٹیز ہیں ان میں علماء کی سیٹ ہونی چاہیے اور اس میں علماء علمِ دین سب کو سکھائیں کیونکہ جتنی پاکستان کی آبادی ہے سب مسلمان ہیں ! !

سب ڈاکٹر یا سائنسدان بن جائیں تو بحران آجائے گا :

اب اگر سب کو دینی مسئلہ معلوم ہوجائے گا تو ملک میں کوئی بحران پیدا نہیں ہوگا لیکن ہماری حکومتوں نے اگر سب کو ڈاکٹر بنا دیا تو پانچ دس سال میں پورے ملک میں بحران پیدا ہوجائے گا کیونکہ سارے ہی ڈاکٹر ہیں ! آئے گا بحران یا نہیں آئے گا ؟

ہندوستان ہندوؤں کا ملک ہے، اگر اس میں جتنے ہندو ہیں اگر ان کو ہندو مذہب سکھائیں تو کوئی بحران آئے گا ؟ کیونکہ وہ ہندو ہیں لیکن اگر سب کو وہ انجینئر سائنسدان بنادیں تو بحران آجائے گا ملک نہیں چل سکتا ! تو اس لیے مذہبی تعلیم ہر ایک کی ضرورت ہے ! !

مدارس کی سند :

میں نے معتبر ذریعوں سے سنا ہے کہ بنگلہ دیش کی حکومت نے وہاں کے جتنے دینی مدرسے ہیں ان سے رابطہ کیا رابطہ کر کے حسینہ واجد ہے وزیراعظم بنگلہ دیش کی، اس نے کہا کہ جتنی آپ کی ڈگریاں ہیں ان کو ہم ماسٹر کے برابر تسلیم کر رہے ہیں سرکاری طور پر ! تو اب ہر عالم دین جو مدرسہ سے نکل رہا ہے اس کے پاس جو سند ہے وہ ماسٹر کی ڈگری کے برابر ہے، ہم اور آپ سب مطالبہ کرتے ہیں حکومت پاکستان سے کہ وہ جو مدارس کے فضلاء ہیں ان کی ڈگریوں کو ماسٹر کا درجہ تو دیں کم سے کم جو بنگلہ دیش نے دیا ! یہ تو پہلے آپ کو دینا چاہیے تھا ہماری نقل بنگلہ دیش اُتارتا لیکن ہم پیچھے رہ گئے ! لیکن کوئی حرج نہیں تلافی ہو جاتی ہے ہر چیز کی، کیا یہ مطالبہ ہمارا صحیح ہے یا غلط ہے ؟ آپ حضرات کیا کہتے ہیں ہاتھ اُٹھایئے ہاتھ اُٹھا کر (اظہارِ رائے کریں) یہاں انٹیلی جنس بھی موجود ہوتی ہے تاکہ آپ کے جذبات اور آپ کی رائے ان تک پہنچے کہ ساری یونیورسٹیوں میں کالجوں میں علماء مقرر کیے جائیں اور دینی مدرسوں کی سندوں کو ماسٹر کی ڈگری کا درجہ دیا جائے ! یہ بات درست ہے ؟ ؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سب کو دین کی سمجھ بھی دے، دین پر عمل کی توفیق بھی دے اور اللہ تعالیٰ دین اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں، ان سے حفاظت فرمائے پاکستان کی حفاظت فرمائے ! !

علماء اور دین کی کرامت :

ابھی موقع آیا (فروری میں) لڑائی کا ہندوستان سے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی لاج رکھی تو یہ بھی

علماء کی کرامت ہے، یہ پائلٹ کی کرامت نہیں ہے نہ F-16 کی کرامت ہے، یہ کسی کرنل جرنل کی کرامت نہیں ہے (بلکہ) فوج کے ہر یونٹ میں عالم دین موجود ہے یہ اس دین کی کرامت ہے جس کی وجہ سے اللہ نے ہمیں غلبہ اور کامیابی عطاء کی اور ناکامی سے بچالیا تو یہ دین کی برکت ہے کیونکہ ہر جگہ علماء موجود ہیں وہ فوجی افسر کو بھی فوجی سپاہی کو بھی دین کی بات بتاتے ہیں کلمہ سے جوڑتے ہیں، کلمہ سکھاتے ہیں جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی عطا کی، اللہ کرے کہ ہماری فوج بھی ہمارے سیاستدان بھی ہماری عوام بھی اور عوام سے اوپر کے لوگ بھی سب دین سے مضبوط تعلق قائم کریں تا کہ دنیا پر ہمارا غلبہ ہو اور ہم ذلت اور رسوائی سے جو دوچار ہیں مسلمان اس سے نکلیں، اللہ پاک ہماری خطاؤں کو معاف فرمائیں وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مئی ۲۰۱۹ء)

حضرت شیخ الحدیثؒ سے جدی تعلقات

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۶ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ/ ۶ ستمبر ۲۰۱۹ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلویؒ کی ہندوستان میں رحلت کے حوالہ سے جامع مسجد احسان چوبرجی لاہور میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ کا آڈیو بیان جلسہ میں نشر کیا گیا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

سب سے پہلے میں معذرت خواہ ہوں کہ اپنے کچھ عوارض کی بنا پر میں خود حاضر نہ ہو سکا جبکہ اس موقع پر حاضری ہمارے لیے باعثِ سعادت ہوتی لیکن بھائی انیس صاحب کا اصرار ہوا کہ کوئی چیز تھوڑی بہت بذریعہ ٹیپ ریکارڈ ارسال کر دی جائے اس لیے ان کی بات کی تعمیل میں تھوڑی بہت باتیں پیش کروں گا

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ [1] حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادے اور جانشین تھے ان کے بعد اپنے اکابر کے اسلوب اور طریقے کو جس پختگی سے انہوں نے تھامے رکھا اور اس پر عمل کیا اور کرایا اور رہن سہن میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا جو اسلوب تھا اس پر قائم رہے یہ چیز ان کی بہت قابلِ رشک ہے ! !

۲۰۱۳ء میں جب ہندوستان میں ایک سیمینار ہوا اور یہاں سے جمعیت علماء اسلام کا وفد

---

[1] تاریخ وفات : ۱۰/ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ/۱۲/ اگست ۲۰۱۹ء

ہندوستان گیا تو سہارنپور بھی جانے کا موقع ملا، وہاں میں نے رہن سہن بالکل ویسا ہی دیکھا معمولی سی ترمیم اور ردّ وبدل بھی نہیں تھا جیسے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں تھا حالانکہ اس میں ردّ وبدل کر کے اور موجودہ رواج کے مطابق دستور کے مطابق بہتر سے بہتر کر سکتے تھے لیکن کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی وہاں میں نے، محسوس ہوا کہ حضرت میں بہت زیادہ ''زُہد'' ہے اللہ نے زُہد عطا کیا ہے اور دیگر بہت اعلیٰ اوصاف حضرت مولانا طلحہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تھے اور اس میں بہت خاص ممتاز وصف ان کا ''زُہد'' تھا ! !

'' زُھد '' کیا ہے :

''زُہد'' کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ پیسہ نہ ہو گاڑی نہ ہو، جیب میں بھی پیسے نہ ہوں کپڑے گھٹیا ہوں، یہ نہیں ہے اسے زہد نہیں کہتے، زُہد کا اصل تعلق قلب کی کیفیت سے اور حالت سے ہوتا ہے کہ دل میں دنیا اور مال کی محبت نہ ہو چاہے جیب میں اور بنک میں پیسہ بہت سارا کیوں نہ ہو ! تو آثار سے یہی لگتا تھا کہ اللہ نے ان کے دل کو اس دنیا کی محبت سے دھو رکھا تھا پاک صاف تھا ! اصل چیز بھی یہی ہے، پیسہ نہ ہونا غریب ہونا یہ کوئی دینداری کی نشانی نہیں ہوتی جب تک دل کی حالت درست نہ ہو اور ہمارے اکابر اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات یہی ہیں اور ان کی تعلیمات کی روشنی میں اکابر کا یہی طریقہ رہا کہ قلب کی حالت اور اپنے دل پر محنت کرتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا بدن درست ہوتا ہے جب اس میں بگاڑ آ جاتا ہے تو سارے بدن میں بگاڑ آ جاتا ہے ارشاد فرمایا ہے'' اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ ''[1] اور وہ قلب ہے دل ہے ! !

حضرت شیخؒ کی خدمت میں خط اور اس کا جواب :

ہمارا ان کے ساتھ تعلق بہت پرانا ہے ویسے تو حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق شروع ہوتا ہے، حضرت دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے ان کے بعد حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۷۶۲

میں نے ایک دفعہ حضرت شیخ زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں خط لکھا جس میں دعائیں لکھیں کہ آپ میرے لیے یہ دعا فرمایا کیجئے اور غالباً وہ خط میں نے حضرت حاجی صغیر احمد صاحب مد ظلہم[۱] کے ہاتھ مدینہ منورہ ہی بھجوایا تھا اور ان ہی کے ہاتھوں پھر اس کا جواب بھی حضرتؒ نے ارسال فرمایا تھا اور میں نے یہ بھی اس میں لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا فرماتے ہیں روزانہ تو میرا نام بھی ''محمود'' ہے تو میں یہ لکھ رہا ہوں تاکہ اس بہانے اس موقع پر میں بھی یاد آجایا کروں ! تو اس پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نہیں تمہیں یاد کرنے کے لیے اس حوالے کی ضرورت نہیں ہے، تمہارے دادا ہی کے مجھ پر بہت سارے احسانات ہیں جو یادداشت کے لیے کافی ہیں ! یعنی بہت تواضع والی تحریر جیسے بڑے لوگوں کی ہوتی ہے وہ انداز اختیار فرما رکھا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اور بہت زیادہ محبت کا جواب عنایت فرمایا اور جو جو دعائیں میں نے درخواست کی تھیں وہ دعائیں بھی حضرت نے خط میں لکھ کر دہرائیں اور وہ دعائیں مجھے حضرت نے دیں اور ان کی برکت ہے کہ جو کچھ آج تھوڑا بہت ہے وہ انہیں حضرات کی دعاؤں کی برکت سے ہے ! !

ایک خواب :

ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے خواب میں دیکھا جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئے دو تین سال ہی گزرے ہوں گے اور کچھ ناخوشگوار حالات ان کی وفات کے بعد ہندوستان پاکستان اور وہاں مدینہ منورہ میں بھی سننے میں آرہے تھے، تو ان دنوں میں مدینہ منورہ بھی گیا وہاں حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان چیزوں سے بہت فکرمند تھے، دل برداشتہ بھی تھے، بعد میں اللہ نے کیا حالات بھی بہتر ہوگئے، تو میں جب پاکستان آیا تو میں نے ایک خواب دیکھا جیسے حضرت شیخ زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر سے باہر لیٹے ہوئے ہیں اور آنکھیں بند ہیں اور چہرہ بہت زیادہ غبار آلود ہے بہت زیادہ اور بہت زیادہ مکھیاں بھی بھن بھنا رہی ہیں تو مجھے یہ دیکھ کر بہت کوفت ہوئی اور

---

[۱] شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے خلیفہ مجاز، بانی و مہتمم مدرسہ احسان القرآن والعلوم نبویۃ چوبرجی و مالک مدینہ سٹیشنری مارٹ انارکلی لاہور تاریخ وفات : ۱۶؍شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ/ ۸؍جون ۲۰۲۰ء

میں دل میں کہہ رہا ہوں کہ حضرت شیخ کا تو رنگ روپ مدینہ منورہ میں بہت خوشنما تھا سرخ اور سفید تھا تو یہ بالکل رنگ میں سیاہی سی بھی آ گئی اور یہاں ہندوستان آنے کے بعد یہ کیا ہو گیا ! ! ! خواب میں ایسے تھا جیسے حضرت ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں تو یہاں آ کر اس رنگ کو کیا ہو گیا اور پھر میں نے کوئی چیز لے کر بہت آہستہ آہستہ مکھیاں جھلنی شروع کیں تاکہ حضرت سو رہے ہیں تو آرام میں بھی خلل نہ ہو اور یہ مکھیاں بھی ہٹ جائیں تو میں کوئی چیز ہلا رہا ہوں اور اس سے مکھیاں ہٹا رہا ہوں تو اتنے میں حضرتؒ کی آنکھ کھلی میری طرف دیکھا تو کچھ فرما رہے ہیں تو میں ایک دم جھکا کان قریب کیا تاکہ جو ارشاد فرما رہے ہیں وہ سنوں تو میں نے دیکھا کان میں فرما رہے ہیں کہ سیرت کی اشاعت کرو سیرت کی اشاعت کرو اور بار بار فرما رہے ہیں اور میں بار بار عرض کر رہا ہوں حضرت بالکل ٹھیک ہے بہت اچھا بہت اچھا، اس قسم کا میں ان کو جواب دے رہا ہوں اور سیرت کی اشاعت سے میرا خواب میں ذہن جا رہا ہے جیسے کہ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی جو کتاب ہے سیرتِ مبارکہ پر جو لکھی انہوں نے ''محمد رسول اللہ'' کہ شاید وہ مراد ہے کہ اس کو طبع کرایا جائے تو خواب اور بھی کچھ تھا اس وقت اتنا ہی یاد ہے میں بیدار ہو گیا پھر میں نے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خواب سنایا حضرتؒ نے بھی دعا کی کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ ساری جگہوں پر کرے، حضرت شیخ تو بہرحال اچھے حال میں ہیں لیکن بعد کے حالات خراب ہو جاتے ہیں اور امت کے حالات ہیں پریشان کن جو دکھائے گئے ہیں ! !

حضرت حاجی عبدالوہاب صاحبؒ کی آمد :

تو میں ان ہی دنوں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر کی جو بیٹھک تھی وہ تین کمروں پر مشتمل تھی ایک حضرت اپنے کمرے سے نکلتے ہی تھے تو پہلے بیٹھک تھی اور اس کے بعد ایک اور بیٹھک متصل تھی اس کا اندر سے دروازہ بھی تھا میں ایک دن اس بیچ والے کمرے میں دوپہر کو لیٹا ہوا تھا، اس وقت کوئی مہمان وغیرہ نہ تھا تو مجھے محسوس ہوا کہ والد صاحب والی بیٹھک میں کوئی صاحب داخل ہوئے ہیں اور وہ دروازہ اندھے شیشہ کا تھا تو اس اندھے شیشے سے عکس سا مجھے نظر آیا کہ کوئی صاحب

اندر آئے ہیں اور یوں دروازے کے قریب بھی آ رہے ہیں اور اندر اس کمرے میں جس میں میں ہوں اس میں وہ دیکھنا چاہ رہے ہیں میرے جوتے چونکہ اس طرف تھے وہ انہوں نے دیکھ لیے ہوں گے تو وہ صاحب اس طرف کو آ کر دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ کوئی ہے یا نہیں ہے تو میں نے لیٹے لیٹے آواز دی کہ کون صاحب ہیں کس سے ملنا ہے ؟ دروازے کی تھوڑی جھری کھلی تو میں نے دیکھا کہ حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت کے جو بزرگ ہیں وہ تھے تو وہ آگے بڑھ آئے میں نے کہا حضرت تشریف لائیں میں لیٹا تھا اُٹھ گیا، میں نے بٹھایا اکرام کیا، خیر، تو فرمانے لگے کہ میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ! میں نے کہا آپ تشریف رکھیے میں اندر اطلاع دے دیتا ہوں ، میں نے والد صاحب کے پاس جا کر اطلاع دی کہ ایسے باہر حاجی صاحب تشریف لائے ہیں تو حضرت فرمانے لگے میں آتا ہوں ،تو میں اتنے باہر آ کر بیٹھ گیا تو باتیں تو کچھ ہو ہی رہی تھیں تو مجھے یہ خواب یاد آیا تو میں نے حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ خواب سنایا، وہ بھی سن کر کچھ فکر مند بھی ہوئے کچھ دعائیں بھی کرنے لگے ! ! !

پہلی ملاقات :

تو بہرحال یہ تعلق بہت قدیم سے تھا پھر مولانا طلحہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب پاکستان تشریف لائے ہیں تو میری پہلی ملاقات حاجی غلام دستگیر صاحب مرحوم [1] کی رہائش گاہ پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ٹھہرے ہوئے تھے تو وہاں پر میری ان سے پہلی دفعہ ملاقات ہوئی اور انہوں نے بھی شاید پہلی دفعہ ہی دیکھا ہوگا، مجھے یاد ہے کہ پہلی ملاقات میں وہ دور سے پورے بازو کھول کر معانقہ کے لیے کھڑے ہوگئے اور میں ابھی کافی دور تھا تو میں بھی بڑا حیران ہوا کہ اس قدر محبت سے اور میرا کوئی پہلے سے

[1] مالک لاہور مڈیسن کمپنی بیرون لوہاری دروازہ لاہور تاریخ وفات : ۱۹/جنوری ۲۰۰۶ء مرحوم حضرت والد صاحبؒ کے پرانے عقیدت منداور شاگرد تھے ۱۹۶۴ء سے پہلے تک حضرتؒ سے صرف ونحو کے اسباق بھی پڑھتے رہے مگران کا یہ تعلیمی شوق ابتدائی کتب سے آگے نہ بڑھ سکا۔ (مولانا سید محمود میاںؒ)

ملنا ملانا بھی نہیں ہے لیکن خیر بہت اچھی طرح ملے پھر اس دن کھانا بھی تھا دو پہر کو وہیں پر کوئی دعوت تھی اس میں کھانا بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا اور اس طرح کھلایا کہ بعض دفعہ اپنے ہاتھ سے لقمہ میرے منہ میں دیا پھر کھانے کے بعد فارغ ہو کر جو انگور اور پھل تھے وہ بھی اپنے ہاتھ سے دیتے رہے۔تو بہر حال یہ ان کا تعلق اور محبت تھی اللہ اس کا ان کو بہت بہت اجر عظیم عطا فرمائے ! !

جامعہ مدنیہ جدید سے تعلق :

تو اس وقت بھی اور اس کے بعد بھی پھر ہمیشہ اخیر تک جب بھی تشریف لائے پاکستان ہمارے ہاں بھی تشریف لاتے پھر جامعہ مدنیہ جدید کا ہوا سلسلہ تو جامعہ مدنیہ جدید میں با قاعدہ تشریف لاتے یہیں کھانا بھی تناول فرماتے حتی کہ ہندوستان سے بھی عرب جاتے تو وہاں سے جیسے کھجور اور کتابوں کا ہدیہ، زمزم کا اور بعض دفعہ نقد رقم جامعہ کے لیے بھیجتے کہ یہ میری طرف سے جامعہ کے لیے ہے مسجد حامد کے لیے ہے، بعض نوٹ تو میں نے تبرکًا اسی طرح ابھی تک رکھے ہوئے ہیں کہ ان کی برکت ہوگی ان شا اللّٰہ العزیز اس وقت سے ان کا جو تعلق اور محبت ہے اس کو ہم الفاظ میں تو بیان نہیں کر سکتے تھوڑا بہت جو اس کا نقشہ میں نے سنایا ہے تو یہ اللہ نے ان کو بہت عالی ظرف اور عالی حوصلہ اور دین پر بہت مضبوط اور مستحکم ، اللہ تعالیٰ نے بہت بڑے درجے کی استقامت دی تھی اور اخیر دم تک وہ اس پر قائم دائم رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو حسنِ خاتمہ کی نعمت سے نوازا ہے جو سب سے بڑا انعام ہوتا ہے اللہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور ان کو آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے ان کی برکات جو ہیں ان سے بعد والوں کو محروم نہ فرمائے اور ان کو قائم دائم رکھے اور ان کی دنیا سے رحلت سے پیدا ہونے والا جو خلا ہے اپنے فضل سے اس کو پُر فرمائے ! !

خانقاہِ حامدیہ سے تعلق :

میرا تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہی بیعت کا اور تمام اسباق کا تعلق تھا والد صاحبؒ کا

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا لیکن اس کے باوجود کئی سال پہلے مجھے فون آیا مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کہ ہم آنا چاہتے ہیں آپ کے پاس تو میں نے کہا ضرور تشریف لائیے ! پندرہ بیس سال کی بات ہوگئی ہوگی یا زیادہ کی تو وہ بھی تشریف لائے غالبًا حاجی صغیر صاحب کا بھی تشریف لانے کا تھا ارادہ تشریف لاسکے یا نہیں لاسکے مجھے یاد نہیں ہے، بہرحال وہ آئے انہوں نے ایک خط بھی دیا حضرت مولانا طلحہ صاحب کا اور ایک ٹوپی بھی برکت کے لیے وہ بھی دی اور اس خط میں یہ تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو اس سلسلہ کی اجازت دے دوں جو میرا سلسلہ ہے ! ! تو یہ ان کی انتہائی درجہ کی مہربانی اور شفقت تھی جس کے ہم کسی درجے میں بھی لائق نہیں ہیں بس یہ اللہ کی طرف سے تھا، اللہ ان سب چیزوں پر انہیں بہت بہت اجر عظیم عطا فرمائے اور بعد والوں کے لیے اللہ تعالیٰ جو خلا پیدا ہوا اسے پُر فرمائے اور ہم سب کو دین متین پر چلنے کی اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے ، امتِ مسلمہ میں باہم اتفاق اور اتحاد عطا فرمائے اور انتشار سے ہماری حفاظت فرمائے

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اکتوبر ۲۰۱۹ء)

ربیع الاوّل اور عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد صاحب

۱۰ ؍ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ / ۷ ؍ اکتوبر ۲۰۲۲ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے حاضرین سے خطاب فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

ربیع الاوّل کا مہینہ چل رہا ہے اور ۱۲ ؍ ربیع الاوّل حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یوم پیدائش ہے آپ کی جب پیدائش ہوئی تو کسی کو معلوم نہیں تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نبی ہیں، یہ کوئی نہیں جانتا تھا ! آپ اللہ کے رسول ہیں اس کا پتہ چالیس سال بعد چلا تھا جب آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا، آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور دین کی دعوت دی تو لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ! پتہ آج چلا، حالانکہ آپ پہلے ہی سے رسول تھے بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی رسول ہی تھے کیونکہ اللہ کے تو علم میں ہے، جب کائنات بھی نہیں بنی تھی ! تو اللہ کو پتہ تھا کہ فلاں آدم ہے، فلاں موسیٰ ہے، فلاں عیسیٰ ہے، فلاں ابراہیم ہے، فلاں محمد ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامْ تو اللہ کے علم کی تو بات نہیں ہو رہی، ہمارے اور آپ کے علم کی بات ہو رہی ہے ! !

چالیس سال تک لاعلمی :

یہ اللہ کے نبی کی پیدائش کا دن ہے، اس کا چالیس سال کسی کو پتہ نہیں چلا یہ تو پتہ تھا کہ یہ محمد ﷺ ہیں اس وقت نام "محمد" تھا، "احمد" یہ قرآن میں نام لیا گیا ہے، یہ اس دن پیدا ہوئے، فلاں کے بیٹے ہیں

فلاں کے پوتے ہیں یہ فلاں دن پیدا ہوئے بس اتنا معلوم تھا لیکن یہ نبی ہیں، یہ بات تو اس وقت کوئی بھی نہیں کرتا تھا بلکہ جن کے دوست تھے نبی علیہ السلام جیسے ہم عمر ہوتے ہیں، وہ کہتے تھے کہ میرے یہ دوست فلاں دن پیدا ہوئے، میرے اس دوست کی عمر اب اتنی ہوگئی بس اس قسم کی باتیں کی جاتی تھیں ! تو معلوم ہوا یہ چالیس سال جو گزرے اس میں حالانکہ آپ نبی تھے لیکن بارہ ربیع الاوّل کسی نے نہیں منائی جیسے ہم مناتے ہیں ! !

نبوت کا اعلان :

پھر نبی علیہ الصلٰوۃ و السلام کی بعثت ہوگئی آپ نبی بن گئے اعلان ہوا تو وہ جو آپ کی توقیر اور عزت کرتے تھے، وہ بھی دشمن بن گئے، تو بارہ ربیع الاول کیسے مناتے ؟ پہلے جب سارے دوست تھے اس وقت نہیں مناتے تھے تو دشمن بننے کے بعد کیسے مناتے ؟ اب تو وہی دوست، وہی رشتہ دار دشمن تھے کوئی کوئی جسے اللہ نے ایمان کی توفیق دی وہ ایمان لے آیا باقی تو آپ کے جانی دشمن بن گئے تھے آپ کے ساتھیوں کے جانی دشمن بن گئے تھے، تو جب دوستوں نے نہیں منائی تو دشمن کیوں منائیں گے ؟

ہجرتِ مدینہ :

پھر رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی، جب حالات حد سے زیادہ خراب ہوگئے، مسلمانوں پر بہت تنگی ہوگئی، کوئی حد ہی نہیں رہی اور مسلمانوں نے مکہ سے نکل کر ادھر ہجرت شروع کی، اپنے دین کو اپنے ایمان کو بچانے کے لیے، اللہ کی عبادت کے لیے تو بالآخر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی ہجرت فرمائی، مدینہ منورہ تشریف لے گئے !

اب مدینہ منورہ میں کئی سال گزرے، جتنے سال مدینہ منورہ میں رہے، اتنی ہی دفعہ ربیع الاوّل کا مہینہ بھی آیا، تیئیس سال آپ نبی رہے، زندگی کے تیرہ سال تقریباً مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں، تیئیس دفعہ ہی ربیع الاوّل بھی آیا لیکن آپ نے اس دن کو نہیں منایا جیسے ہم کرتے ہیں

نبی علیہ السلام کا وصال :

پھر نبی علیہ السلام کی وفات ہوگئی، آپ دنیا سے تشریف لے گئے، پھر دو چیزیں آنی شروع ہوگئیں ربیع الاوّل کے مہینے میں، آپ کی پیدائش کا دن بھی آتا تھا اور آپ کی وفات کا دن بھی آتا تھا جب آپ تشریف لے گئے دنیا سے تو صحابہ کرامؓ کے دور میں ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدائش کا دن بھی اور وفات کا دن بھی آتا ! توجب پیدائش کا دن کوئی نہیں منا رہا تھا، نہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے منایا، نہ صحابہؓ نے منایا، تو اب وفات کا موقع آیا تو کسی صحابی نے ہرگز نہیں منایا ! !

بارہ وفات :

اور پہلے تو بارہ ربیع الاوّل کو آپ کو یاد ہوگا ''بارہ وفات'' ہی کہتے تھے ''عید میلاد النبی'' تو اس کا نام اب رکھا گیا پچیس تیس سال سے، ورنہ اس سے پہلے ''بارہ وفات'' ہی کہتے تھے سن رکھا ہوگا آپ نے بھی، بوڑھیوں کے منہ سے نکلے گا، خاندان میں بوڑھیاں ہیں، بوڑھے ہیں، وہ کہتے ہیں ''بارہ وفات'' عید کوئی نہیں کہتا ! !

عیدیں دو ہیں :

کیونکہ عیدیں تو دو ہی ہیں اسلام میں، ایک ''عید الفطر'' ہے اور ایک ''عید الاضحی'' ہے ! اس کے علاوہ کوئی عید نہیں ہے، حدیث میں جو آیا وہ تو یہی ہے ! ہم اور آپ مسلمان ہیں، ہم تو قرآن اور حدیث سے باہر نہیں نکل سکتے، تو اس میں دو عیدوں کا ذکر آتا ہے تیسری، چوتھی، پانچویں کوئی عید نہیں ہے تو اسے ''بارہ وفات'' کہتے تھے، لیکن اب دونوں چیزیں جمع ہوگئیں، اب بارہ ربیع الاوّل یوم وفات بھی ہے اور یوم پیدائش بھی ہے دونوں ہیں، تو ہم نے تو پیروی نبی علیہ السلام کی کرنی ہے یا صحابہ کرامؓ کی کرنی ہے یا صحابہؓ کے شاگرد جنہیں تابعین کہتے ہیں ان کی کرنی ہے بس، یہ خیر القرون کے زمانے ہیں خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ [1] ان کی پیروی جو کرے گا وہ کامیاب ہے ! !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق رقم الحدیث ٦٤٢٨

ربیع الاوّل اور ہمارا ضمیر :

تو اب جو ربیع الاوّل آتا ہے اس میں جو کام ہوتے ہیں وہ جو کرتے ہیں اس وقت جوش میں کر رہے ہیں لیکن ان سے بھی اگر آپ تنہائی میں بٹھا کر پوچھیں گے کہ یہ جو تم نے کام کیا ہے، تمہارا ضمیر کیا کہتا ہے ؟ ؟ یہ جو ناچے ہو، یہ صحیح کام کیا ہے ناچنے کا ؟ ؟ یہ جو بھنگڑا ڈالا تھا، یہ صحیح ہے ؟ ؟ اگر آج کوئی یہ کہہ دے العیاذ باللہ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھنگڑا ڈالا تو وہ ناچنے والا بھی اس کا گریبان پکڑ لے گا کہ تم نے حضرت ابو بکر کو یہ بات کہہ دی، حضرت عمر کے بارے میں کہہ دے کوئی، حضرت عثمان و حضرت علی کے بارہ میں کہہ دے رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین کہ انہوں نے بھنگڑا ڈالا، انہوں نے لوگوں کو بلا کر ایسے جلوس نکالا اور اس میں بینڈ باجے بجائے تو بینڈ باجے بجانے والے بھی پکڑ لیں گے اس کو کہ یہ تو کیا کہہ رہا ہے ؟ ؟ تو گویا ہمارے کان اور آنکھوں پر پٹی بندی ہوئی ہے اگر دیکھا جائے ! اس میں ایک کام کیے چلے جا رہے ہیں بغیر تحقیق کے کہ صحیح کیا ہے ؟

نبی علیہ السلام کی محبت ایمان کا جزو ہے :

نبی علیہ الصلوۃ السلام سے محبت تو ایمان کا جزو ہے، اگر محبت نہیں ہے تو آپ مسلمان ہی نہیں رہ سکتے ! سب سے پہلے اللہ اور رسول کی محبت ! یہ نہیں ہوگی تو مسلمان نہیں ہوگا ! خود فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ وہ کامل مومن نہیں ہے جب تک کہ میں کسی کو اس کی جان، مال، عزت، آبرو سے زیادہ عزیز نہ ہوں، خود اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ میں عزیز نہ ہوں ! حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بات نبی علیہ السلام نے فرمائی تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت آپ مجھ کو سب سے زیادہ عزیز ہیں لیکن میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں، میں ایسی چیز محسوس نہیں کرتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے آدمی نے کہی وہ کھرے لوگ تھے، وہ سچے اور صادق تھے نبی علیہ السلام کے سچے مرید، سچے اور شاگرد اور تابعدار تھے اور سچے طالب تھے علم کی سچی طلب تھی ! تو جو کیفیت تھی سچ بتائی، پوری بتائی۔ تو غالبًا ایسے ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایسے ہاتھ سینے پہ مارا یا گلے لگایا جیسے بھی روایت ہے، اس وقت صحیح بات پوری ذہن میں نہیں ہے اور پھر جب چھوڑا ان کو، وقفہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب میری کیفیت یہ ہوگئی ہے کہ

میری جان سے بھی آپ مجھے زیادہ عزیز ہو چکے ہیں ! یہ ہے عشقِ رسول ! !

نبی کی تعلیمات پر عمل ہی عشقِ رسول ہے :

عشق رسول نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل کا نام ہے ! تعلیمات سے ہٹ کر اپنی خواہشات پر چلنے کا نام عشق رسول نہیں ! وہ تو اپنی خواہشات سے عشق کا نام ہے کہ میرا یہ دل چاہ رہا ہے، میں یہ کر رہا ہوں، تو میں گویا اپنی خواہش کا بندہ ہوں، اپنی خواہش سے مجھے عشق ہے تو جسے اپنی خواہش سے عشق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے اپنے آپ سے عشق ہے جبکہ اپنے آپ سے تو عشق کی نفی ہے ! دین کا تو مطلب یہی ہے کہ اپنی خواہشات کی نفی کر دو عشق اور محبت کی، صرف نبی کی محبت رہ جائے، اپنی نفی ہو جائے ! !

حضرت عمرؓ کے ساتھ وہی ہوا ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اب میری یہی کیفیت ہے کہ مجھے آپ اپنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں، یعنی میرا اپنا عشق مجھ سے جو تھا وہ ختم ہو گیا، اس کی جگہ اب آپ کا عشق آ گیا ! آپ کا عشق آنے کا مطلب ہے آپ کی تعلیم کا بھی عشق آ گیا، آپ کے اعمال کا بھی عشق آ گیا، آپ کی جو طرز زندگی ہے، اس کا بھی عشق ہو گیا۔ دنیا میں بھی جیسے آپس میں کسی سے محبت ہوتی ہے تو اس کی چیزوں سے بھی محبت ہوتی ہے، اس کی اداؤں سے بھی محبت ہوتی ہے، اس کے کپڑوں سے بھی محبت ہونے لگتی ہے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ محبت تو اس سے ہو اور کپڑے دوسروں کے اچھے لگیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ ! جس سے محبت ہے اسی کے کپڑے بھی اچھے لگیں گے، اسی کے جوتے بھی اچھے لگیں گے، محبت ایک سے ہے اور چیزیں دوسرے کی اچھی لگ جائیں، یہ نہیں ہو سکتا !

محبت کا دعویٰ :

تو ہم محبت کا دعوی کریں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اور کام وہ کریں جس طرف شیطان لگاتا ہے، ناچ، گانا، موسیقی ! یہ تو سب شیطانی چیزیں ہیں بھائی، سب مانتے ہیں، قرآن میں آتا ہے حدیث میں آتا ہے تو دعویٰ رسول اللہ ﷺ سے محبت کا ہے اور چیزیں شیطان کی پسند کر رہے ہیں،

عمل اس پر کرتے ہیں تو بہت عجیب وغریب صورتحال میں مبتلا ہے بڑی تعداد !

وجہ یہ ہے کہ دین سیکھتے نہیں، دین جانتے نہیں، نہ سیکھتے ہیں، نہ پڑھتے ہیں، نہ اٹھتے بیٹھتے ہیں کہ چلو باقاعدہ نہیں پڑھا تو کسی سے پوچھ لیں کچھ کرنے سے پہلے، یہ بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے بہت زیادہ خرابیاں پھیل رہی ہیں کوشش کریں کہ ان سے خود بھی بچیں، اپنے عزیز واقارب، چھوٹے بڑوں کو بھی سمجھائیں اور بچائیں اور رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ہو یا یوم ولادت ہو، اس میں عہد کریں کہ آپ کی طرز پر زندگی گزاریں گے ! !

عشق کیا ہے ؟

عشق یہ ہے کہ ہم نے سنت پر عمل کرنا ہے، دین کے مطابق زندگی گزارنی ہے اور عہد کر لیں آج سے میں دینی تعلیم سیکھوں گا، میں بوڑھا ہوں تو بھی سیکھوں گا، جوان ہوں تو بھی سیکھوں گا اور اپنے بڑوں، چھوٹوں اور بچوں کو بھی سکھانے پر لگاؤں گا ! یہ ہے بات، اس کا تو فائدہ ہوگا، باقی چیزوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے ! !

اللہ عمل کی اور سمجھ کی توفیق عطا فرمائے اور جو ہماری کوتاہیاں ہیں ان سے درگزر فرمائے، آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور آپ کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ مئی ۲۰۱۹ء)

ہر نبی کی گستاخی کی سزا موت ہے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۷؍ربیع الاوّل ۱۴۴۲ھ/ ۲۵؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز اتوار جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں مجلس ذکر کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب آقائے نامدار ﷺ سے روایت فرماتے ہیں مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ [۱] تم میں سے کوئی اگر بری بات دیکھے گناہ کی چیز دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے قوتِ بازو سے بدل دے یعنی '' مُنکر '' کو ختم کر دے یا اس مُنکر کے بدلے میں جو اچھی چیز ہے وہ آگے لے آئے ، دونوں ہی صورتوں میں تغیر ہوتا ہے تو فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ والی چیز جو ہے یہ سب سے پہلا درجہ ہے جو تقریباً ختم ہو چکا ہے ! کیونکہ اس کام کے اصل ذمہ دار جن کو یہ کرنا ہے وہ اسلامی حکومتیں ہیں ! ! مسلمانوں کے حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے ،عوام ان کی رعیت ہے اور رعیت نے ان کو اس کام کے لیے منتخب کیا مقرر کیا ! رعیت نے یا رعیت کے سمجھداروں نے ذمہ داروں نے کیونکہ خود براہِ راست رعیت جسے منتخب کرے اس کا تو نتیجہ تباہی ہوتا ہے !

یہ جسے جمہوریت کہتے ہیں ، مغرب والوں کی جمہوریت تو غلاظت اور گندگی کا ٹوکرا ہے '' صالح جمہوریت'' جسے مقرر کرے ، صالح جمہوریت یہ ہوتی ہے کہ عوام الناس میں جو صالحین ہیں باصلاحیت اور صاحبِ بصیرت ہیں وہ کریں ، عام آدمی کو کیا پتا کہ ملک کیسے چلتا ہے اور کس نے اچھا چلانا ہے ؟ عام آدمی کیا جانے

[۱] مشکوۃ شریف کتاب الاداب باب امر بالمعروف رقم الحدیث ۵۱۳۷

ان چیزوں کو ؟ اگر عام آدمی کو یہ باتیں پتا ہوں تو عام آدمی کو ہی وزیرِاعظم بناؤ اور صدر بھی بناؤ ! لیکن اس بچارے کو خبر ہی کچھ نہیں ہوتی اور اتنے اہم کام کے لیے اس سے رائے لیتے ہیں، کبھی آپ اپنے کپڑے سلوانے کے لیے یا کپڑوں میں خرابی آجائے تو اسے ٹھیک کرانے کے لیے ڈاکٹر کے پاس گئے ہیں ؟ کہ ڈاکٹر صاحب یہ ٹھیک کردیں ! ڈاکٹر کہے گا مجھے تو اس کی الف ب بھی نہیں پتا ! لیکن اگر آپ نے اسی سے کروائی اور کروانی ہے تو وہ اس کا ستیاناس کردے گا ! !

اسی طرح بیمار آدمی درزی کے پاس چلا جائے کہ میں بیمار ہوں نزلہ زکام، کھانسی ہے ! تو وہ کہے گا کہ میں تو کر نہیں سکتا یہ تو میری لائن نہیں ہے، ظاہر ہے لائن ہی نہیں ہے اس کی !

جب ایک درزی مریض کی دوا نہیں دے سکتا اور ایک ڈاکٹر کپڑا درست نہیں کرسکتا تو پھر یہ حکومت کا اتنا بڑا نظام عام آدمی سے ان پڑھ اور جاہل سے اور مزدور سے اور کسان سے کیسے درست ہوسکتا ہے ؟ تو یہ جاہلانہ نظام ہے، یہ ان کی جمہوریت ہے یہ اپنے ملکوں میں رکھیں، ان کو مبارک ! ! لیکن بدنصیبی ہم مسلمانوں کی ہے کہ ہمارے اندر ان کے ایسے غلام ہیں جنہوں نے ان کی جمہوریت کو سر پر رکھا ہوا ہے چوم چاٹ کر ! !

تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنے ہاتھ سے تبدیل کرو، قوتِ بازو سے ! اب وہ قوتِ بازو تو رہی نہیں حکمرانوں کی ! وہ تو بہت عیاشیوں میں ہیں، سارے عالَم میں، یہ نہیں کہ یہاں پاکستان کے حکمران، عربوں کا بھی، سب کا یہی حال ہے، افریقہ کی مسلم حکومتیں ہوں، یہاں کی ہوں، وہاں کی ہوں سب ایسے بزدل، نالائق، نکمّے اور کسی کام کے نہیں، کافروں کا تسلط ہوگیا وہی سب کچھ کے مالک، سیاہ سفید کے مالک اور ہمیں اپنا غلام سمجھتے ہیں ! !

ابھی آپ کو پتہ ہے کچھ دن پہلے فرانس میں ایک تازہ واقعہ ہوا جہاں ان کا پیرس میں ایک ٹیچر تھا استاذ تھا ''استاذ'' نہیں ''ٹیچر'' ہی کہنا چاہیے وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے خاکے گستاخانہ بناتا تھا اور سکول میں طلباء کو دکھاتا تھا، تو وہ خاکے دکھاتا تھا توہین کرتا تھا، ان پڑھنے والوں میں ساری

دنیا کے مختلف ملکوں کے طلباء ہوتے ہیں کافر بھی ہوتے ہیں مسلمان بھی ہوتے ہیں ! اس بدتہذیب قوم کا یہ حال ہے ! ! !

ایک اہم اخلاقی اصول :

جبکہ اصول ہے کہ کسی بھی قوم کے بڑے آدمی کی تکریم کرو اکرام کرو تا کہ وہ تمہارے بڑوں کا اکرام کرے ! قرآنِ پاک میں بھی یہی سکھایا گیا ہے کہ کافروں کے جو معبود ہیں ان کو گالی مت دو ﴿ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾ یہ اللہ کو برا بھلا کہیں گے، گالیاں دیں گے بغیر علم کے، تو مہذب قوموں کو تو یہ تعلیم قرآن دے رہا ہے اور مہذب قوموں نے اسے اپنایا ہے ﴿ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾ [1] کتنا زبردست اصول قرآن نے بتلایا ! ! اخلاقی بھی اسے کہیں گے، روحانی بھی کہیں گے، سیاسی بھی کہیں گے، جہادی بھی کہیں گے ! جو اسلامی فوج ہوگی اسے بھی یہی اصول سکھایا جائے گا ! تو یہ (اصول) جہادی بھی بن گیا ! جو مسلمانوں کے سیاستدان ہوں گے انہیں بھی یہ اصول سکھایا جائے گا یہ سیاسی بھی بن گیا ! ہر اعتبار سے یہ اصول کارآمد ہے ! اور بڑوں کو بھی اور عوام کو بھی یہ سکھایا جائے گا مدرسوں سے سکولوں سے یہ اخلاقیات سکھائی جائیں گی، کالج یونیورسٹی سے یہ اخلاق نہیں سکھایا جائے گا وہاں گالی سکھائی جاتی ہے، وہاں ناچ گانا، ڈانس، میوزک، باجا بجانا، بین بجانا، بانسری بجانا، کھڑے ہوکر پیشاب کرنا، پیشاب کر کے استنجا نہ کرنا، یہ چیزیں وہاں سکھائی جاتی ہیں ! ! گندگی، ناپاکی، پاکی نہیں جانتے وہ ! ! !

اعلیٰ تعلیم کہاں ؟

دنیا کی ''اعلیٰ تعلیم'' مدرسوں میں دی جاتی ہے ! وہ غلاظت ہے جو کالج یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے ! وہ اعلیٰ تعلیم نہیں ہے وہ ''ادنیٰ تعلیم'' ہے ! ! چاہے وہ ہمارے ہوں، چاہے ان کے ہوں ! ان میں جو سائنسی علوم ہیں، طبی اصول ہیں، ڈاکٹری علوم ہیں وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں ان میں کوئی بات نہیں، لیکن ساتھ ساتھ جو تعلیم ان کے لیے ضروری ہے جو ڈاکٹر کو انسان بنائے،

---

[1] سورۃ الانعام : ۱۰۸

سائنسدان کو بھی انسان بنائے ، نِرا سائنسدان بن کر وحشی درندہ مت بنے ، ڈاکٹر بن کر وحشی مت بنے ! (بلکہ) مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا ہو، وہ تب ہوگا جب یہ کالج یونیورسٹیاں ساری علماء کی سرپرستی میں چلیں گی تو پھر اخلاق والے ڈاکٹر بھی پیدا ہوں گے، اخلاق والے سائنسدان پیدا ہوں گے، اخلاق والے انجینئر پیدا ہوں گے، نہ کہ ایک دوسرے کے خون کے دشمن (اور) پیاسے ! ! !

ٹیچر بداخلاق :

تو وہ ٹیچر گستاخیاں کرتا تھا، یہ ان کے ٹیچر کی اخلاقی گراوٹ کا حال ہے تو اس کے شاگردوں کا کیا ہوگا ؟ اور اس ٹیچر کے استادوں کا کیا ہوگا ؟ کیونکہ انہوں نے ہی تو اسے سکھایا ہے وہ جو ٹیچر تھا کسی مدرسے کا پڑھا ہوا تھوڑی تھا ؟ مدرسے کا پڑھا ہوا نہیں تھا ! !

وہ چیچن نوجوان طالبعلم جب تنگ آ گیا اس کی خباثتوں سے، جب کسی کے باپ کو گالی دے، ماں کو دے تو کیا اسے برداشت ہوگا ؟ تھپڑ مارے گا یا نہیں مارے گا ؟ تو جب اس کے رسول کو گالی دے گا تو کیا وہ برداشت کرے گا ؟ مگر یہ بے غیرت قومیں ہیں ! عیسائی اور یہودی ! کیونکہ زنا یہ کرتے ہیں، بے پردیہ پھرتے ہیں، ننگے یہ پھرتے ہیں، ماں بیٹے کے سامنے ننگی پھرتی ہے تو وہ معاشرہ ان کا ایسا ہے، بیٹا ماں کے سامنے ننگا پھرتا ہے، باپ اپنے بیوی بچوں کے سامنے ننگا آتا جاتا ہے، بیت الخلاء میں بیٹھ جائے گا ، کرسی والا بیت الخلاء، دل میں آئے گا دروازہ بند کرے ورنہ وہ بھی نہیں کرے گا، منہ میں سگریٹ پھنسالے گا ! اور ہاتھ میں اخبار پکڑ لے گا ! باہر سے بیٹی بھی گزر رہی ہے بیٹا بھی گزر رہا ہے، بیوی بھی گزر رہی ہے ! اور وہ وہاں سے کوئی کام ہے تو آوازیں بھی دے رہا ہے اور مطالعہ بھی کر رہا ہے اخبار کا ! ! یہ ان کے معاشرے میں عام چیز ہے اسے عیب ہی نہیں سمجھتے ؟ ! جو معاشرہ اسے عیب ہی نہیں سمجھتا وہ مہذب ہے یا غیر مہذب ہے ؟ ! وہ یہ اخلاقیات کیسے جانے کہ بڑے کا کیا ادب ہے اور چھوٹے کا کیا ادب ہے ؟ ان کا باپ ان کے سامنے ہگ رہا ہے بیٹھا ہوا تو وہی باپ والی نقلیں اتارے گی اولاد ! ! شراب پیتے ہیں ! خنزیر کھاتے ہیں ! پھر ننگے ناچتے ہیں

کلبوں میں ! اور سڑکوں پر ننگے آتے ہیں ! سمندر کے کنارے ننگے ! باپ اپنی فرینڈ کے ساتھ اور بیٹا اپنی فرینڈ کے ساتھ ننگا پھر رہا ہے ساحل پر ! تو جس معاشرے کا اخلاق ہی یہ ہو ! بداخلاقی ہی ان کا اخلاق ہو اس سے اچھائی کی امید رکھنا ؟ ؟ ! !

مجاہد کا عمل ..... پولیس کا ظلم :

تو اس مجاہد نے جو چیچن مجاہد تھا اس نے بالکل ٹھیک کیا چھرا لے کر اس کا سرتن سے جدا کر دیا اس کو قتل کیا اس نے، سڑک پر اس نبی کے گستاخ کا سر پڑا ہوا ہے ! یہی اسلام نے اصول رکھا ہے لیکن اس کے ردِعمل میں پولیس آئی، پولیس کو بلایا گیا ہر جگہ بلایا جاتا ہے قتل ہو گیا، پولیس زیادہ سے زیادہ اگر جلدی بھی آئی ہو گی جیسا کہ ان ممالک میں ہے ہمارے ہاں تو تھانیدار سو رہا ہوتا ہے، نشے میں پڑا ہوتا ہے تھانے میں، اس کا محرر بھی نشئی ہوتا ہے، وہ (یورپی) بھی نشے میں ہوتے ہیں لیکن ڈیوٹی کے وقت کچھ پابندی ان کی ہوتی ہے، (خیر) تین منٹ میں آ گئی ہو گی اس سے پہلے تو نہیں آتی، پہلے سے تو پولیس موجود نہیں تھی وہاں ! سکولوں میں، مدرسوں میں، کالجوں میں، یونیورسٹی میں پہلے سے پولیس کہاں ہوتی ہے ؟ کوئی بھی نہیں ہوتی، کہیں لڑائی، جھگڑا، بدامنی ہو، پھر تو ہوتے ہیں پہلے سے ورنہ نہیں ہوتے پولیس نے آ کر اس چیچن مجاہد کو گولیاں مار کر شہید کر دیا، یہ سب سے پہلا غیر قانونی کام کیا پولیس نے کہ اسے قتل کرنے کا پولیس کو حق نہیں تھا ! اس نے قصور کیا یا نہیں کیا ؟ یہ فیصلہ عدالت کرتی ہے، پولیس کا کام ملزم کو پکڑ لینا ہوتا ہے ! وہ تو ایک آدمی کو جسے مارنا تھا مار چکا ! اب وہ کوئی باقی لوگوں کو چھرا لے کر تھوڑی مار رہا تھا ! اگر وہ چھرا لے کر اوروں کو مارتا ادھر بھی بھاگ رہا ! اُدھر بھی بھاگ رہا ! اور پولیس نے اندازہ کیا کہ اگر ہم نے ذرا دیر کی تو یہ اسے بھی قتل کر دے گا اور اسے بھی ! تو چلو مار دی گولی اس لیے ! بات سمجھ میں آتی ہے ! جب ایسا نہیں ہے تو پولیس کو لازم ہوتا ہے کہ ملزم کو زندہ گرفتار کرے ! کیونکہ پولیس سزا دینے کی مجاز نہیں ہے ! سزا دینے کی مجاز عدالت ہوتی ہے ! پولیس کا کام ہوتا ہے اسے قابو کرنا اور قابو کر کے عدالت میں پیش کرنا ! پھر عدالت فیصلہ کرتی ہے !

''عدالتیں'' بھی ان کی کیا ہیں ؟ ''بے عدالت'' ! سب کو پتا ہے کہ کیا فیصلہ کرنا تھا ؟ ! ! لیکن چلو جیسا کیسا قانون ہے اس پر کیوں عمل پولیس نے نہیں کیا ؟ تو کارروائی تو پولیس کے خلاف ہونی چاہیے ! اس (مجاہد) نے تو ماردیا وہ تو مرگیا ! وہ زندہ تو ہو نہیں سکتا تھا ! لیکن یہ زندہ پکڑا جاسکتا تھا ! ! جو زندہ پکڑا جاسکتا تھا اسے تم نے کیوں قتل کیا ؟ ! یہ سوال اُٹھنا چاہیے تھا جو ابھی تک کسی نے نہیں اُٹھایا میرے علم کے مطابق ! ممکن ہے کسی نے اُٹھایا ہو !

پوری دنیا میں لیڈر موجود ہیں، حکومتیں ہیں، وہ فرانس کو گریبان سے پکڑیں فرانس کے سفیر کو بلائیں ! اپنی وزارتِ خارجہ میں طلب کریں اور اس سے کہیں کہ اس کا جواب دو کہ مسلمان کو جس نے قصور اگر کیا بھی ہے تو اسے قتل کیوں کیا ہے انہوں نے ؟ عدالت کہتی قتل کرنا ہے اور پولیس کرتی (تو اور بات ہوتی) کہ وہ قانون نافذ کرنے والے ادارے کرتے ہی ہیں ! لیکن فیصلے کا اختیار تو پولیس کو نہیں ہے ! ! ہاں اگر اس کے ہاتھ میں پسٹل ہوتا مشین گن ہوتی اور یہ آتے اور کہتے کہ جی ہوسکتا ہے کہ وہ فائر کر دیتا، ہوسکتا ہے ہمیں ماردیتا اس لیے ہم نے اسے مارا، پھر بھی ایک بات سمجھ میں آتی ہے لیکن اس کے ہاتھ میں نہ مشین گن ہے، نہ پسٹل، نہ ریوالور، صرف خنجر ہے، خنجر تو جب آدمی قریب آئے تو مار سکتا ہے، دور سے تو نہیں مار سکتا ؟ ! تو اگر گولی مارنی ضروری ہی تھی تو اس کی ٹانگوں پر مارتے زخمی کر دیتے اسے ! یہ پولیس کو سکھایا جاتا ہے کہ ٹانگ پر مارو ! ربڑ کی گولی مارو ! اس کی چوٹ اتنی ہوتی ہے کہ وہ آدمی قابو آجاتا ہے پولیس کے، اسے (ناحق) قتل کیا ہے دانستہً ! وہ جو اس (مجاہد) نے قتل کیا اس کو وہ بالکل صحیح کیا اور جو پولیس نے اسے قتل کیا یہ بالکل ظلم کیا !

ہر نبی کے گستاخ کو قتل کیا جائے گا :

ہر گستاخ کا یہی علاج ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دور سے لے کر آج تک ! ! ! ہم تو اور آگے کہتے ہیں کہ اگر وہ خبیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو وہ خود نبی مانتے ہیں ان کی گستاخی کرتا تو غیرت مند مسلمان اس کا بھی سر تن سے جدا کر دیتا تو اسلام یہی حکم دیتا ہے کہ اس کو

قتل کر دو ! نبی کے گستاخ کی سزا موت ہے ! !

یہ تعصب نہیں ہے :

ہم تعصب نہیں کر رہے ! کہ ہم صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ کہتے ہیں ! ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اکرام ایسے ہی کرتے ہیں جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کرتے ہیں ! ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام کا گستاخ دائرہ اسلام سے خارج ہے ! اور ہمارا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا گستاخ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے ! !

یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں اور نبیوں کو بھی مانتے ہیں، اگر کوئی یہودی اپنے نبی کی گستاخی کرے گا تو غیرت مند بیٹھا ہوا مسلمان اس کو یا تو روکے گا ایک دفعہ کو تنبیہ کرے گا ! نہیں باز آئے گا تو اس کا سر تن سے جدا کر دے گا ! اور اسے وہی ثواب ملے گا جو رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو قتل کرنے کا ملتا ہے وہی ثواب اسے ملے گا ! ! تو (فرانسیسی پولیس نے) اسے شہید کیا وہ شہید ہے !

''اب کیا ہوگا'' ؟ ایک نمازی کی پریشانی :

پچھلے جمعہ نمازِ جمعہ کے بعد ایک صاحب آئے بہت اچھے نیک نمازی ہیں پڑھتے ہیں نماز یہاں بڑے آدمی ہیں افسر ہیں، بہت پریشان کہنے لگے کیا ہوگا ؟ ؟ ! یہ فرانس میں ایسے ہو گیا ! ! اور اب وہ فرانس میں مسلمانوں کو اس اس طرح تنگ کر رہے ہیں ! اور باقاعدہ فرانس کے صدر نے اور حکومت نے اس خبیث گستاخ بدتمیز بداخلاق بدتہذیب کو موت کے بعد سب سے بڑا سرکاری اعزاز دیا ہے فرانس کا !

''گلیر قوم'' اعزاز بھی گلیر کو ہی دیتی ہے :

گالی دینے والے کو جو قوم عزت اور اعزاز دے اس کی اخلاقی پستی کا سب کو اندازہ کر لینا چاہیے ؟ ! شرم کرنی چاہیے ہمارے مسلمانوں کو جو وہاں جا کر ان کی چاکریاں اور خوشامد کرتے ہیں ! ان کی طرح کھاتے اور پیتے ہیں ! ہماری عورتیں ان کی طرح فیشن کر کے نقلیں اتار کر

ننگی بازاروں میں پھر رہی ہیں ! اور خدا سے نہیں ڈرتیں ! ! یہ کتنی گری ہوئی قوم اور کتنی بداخلاق قوم ہے ! گلیر قوم ہے جس کے پیچھے ہم چل کر فخر محسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ترقی یافتہ ہیں ! ! اسی وجہ سے نوبت یہاں تک آئی کہ کافروں کو نبی السلام کے گستاخانہ خاکے بنانے کی جرات ہوگئی کیونکہ ہمارا مسلمان مجرم اور قصور وار ہے جو فرانس میں جا کر فرانسیسیوں کی نقل کرتا ہے، کہنے کو مسلمان ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا ! شراب خانوں میں جاتا ہے ! جرمنی کا مسلمان بھی یہی کرتا ہے اور ہالینڈ کا، یورپ کا، امریکہ کا، برطانیہ کا، آسٹریلیا کا، اکثر یہ چیز کرتے ہیں ! ! سوائے چند کے، کم ہیں ایسے ! اچھے بھی ہیں جن میں اس مجاہد جیسے باغیرت بھی ہیں موجود ! ! !

یورپ میں جہاد :

اور اگر انہوں نے یہ گستاخیاں، خباثتیں جاری رکھیں تو ان شاء اللہ یورپ کے اندر آگ لگ جائے گی ! اور ان شاء اللہ علمِ جہاد بلند ہو جائے گا ! تو وہ (نمازی) میرے پاس آئے بیچارے، کہنے لگے کیا ہوگا ؟ میں نے کہا اس سے بھی برا ہوگا ! مسلمان بے غیرت ہوگیا ہے میں نے کہا یہ (کافر) لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے، جب تک تلوار نہیں اُٹھائیں گے عالَمِ اسلام میں مسلمان ! اور جہاد کا علم بلند نہیں ہوگا، یہ بے غیرت، بے حیا قومیں اسی طرح خباثتیں کرتی رہیں گی ! ! ! یہ لاتوں کے بھوت ہیں جو لاتوں سے ٹھیک ہوں گے باتوں سے ٹھیک نہیں ہوں گے ! ! ! میں نے انہیں کہا یہ اس کا واحد علاج ہے، شرافت کی زبان نہیں جانتے، کمی کمینہ آدمی جو ہوتا ہے وہ شرافت سے مزید سر چڑھ جاتا ہے ! یہ فرانس ہو، برطانیہ ہو، امریکہ ہو جتنے ممالک ہیں یہ کمینے اور غلیظ قومیں ہیں ان کے حکمران اور جرنیل کمینے لوگ ہیں، ان کو باعزت سمجھنے والے بھی انتہائی بداخلاق اور کمینگی کی لکیر سے بھی نیچے گرے ہوئے لوگ ہیں ! چاہے وہ عالَم اسلام کی قیادت ہو ! اور چاہے عالَم اسلام کے جرنیل ہوں ! اور چاہے سیاسی قیادت ہو ! سب کے سب بے غیرتی اور کمینگی کی آخری لکیر سے بھی نیچے آئے ہوئے ہیں ! ! ! جب یہ گستاخی اس نے کی تو اس کے وزیر اعظم نے بھی بیان دیا، اس کی

حوصلہ افزائی کی ! ! ؟ اور اب انہوں نے وہ خاکہ جو اس خبیث نے بنایا تھا رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا ، وہ فرانس کی بہت بڑی بلڈنگ پر لگا کر مسلمانوں کو اذیت پہنچا رہے ہیں ! ! کیا ہوا (جواب میں) ؟ پاکستان نے کیا کیا ردِعمل میں ؟ سعودی عرب نے کیا کیا ؟ کچھ نہیں سب سو رہے ہیں ! ! ہونا یہ چاہیے تھا کہ سفیر کو بلاتے گریبان سے پکڑتے ، بے غیرت لوگوں کے ساتھ اسی طرح کرنا پڑتا ہے ! شرافت کی زبان نہیں جانتے یا تو اس اعزاز کو واپس لو اور اس شہید کا جو تم نے ظلماً قتل کیا اس کا حساب دو ! ! عالمی عدالت میں کیس لے کر جائیں کہ اس کو کس بنا پر انہوں نے قتل کیا ؟ اس کو کیا اختیار تھا کہ اسے قتل کریں ؟ ؟ وہ شہید ہو گیا، وہ شہید ہے ان شاء اللہ بڑے درجے کا شہید ہے اس کو ظلماً مارا ہے انہوں نے، وہ مظلوم ہے اس نے اقدام بالکل صحیح کیا ! !

''تہذیب'' مسلمان کا خمیر :

عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی ہم اسی طرح کریں گے، موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی ایسے ہی کریں گے، سلیمان علیہ السلام کے لیے بھی ایسے ہی کریں گے، داؤد علیہ السلام کے لیے بھی ایسے کریں گے جس نبی کا نام بھی مسلمان لیتا ہے'' علیہ السلام '' کے بغیر نہیں لیتا ہے، مسلمان اتنا بااخلاق اور اتنا تہذیب یافتہ ہے، مہذب ہے اتنا ! ! ان بدتہذیب کو کیا پتا کہ تہذیب کیا ہوتی ہے ؟ ! !

کیا ہونا چاہیے ؟

تو ہونا یہ چاہیے کہ سفارتی تعلقات قطع کریں اعلانِ جہاد کریں ،نہیں کریں گے تو خود بخود ان شاء اللہ ماحول جہاد کا بنے گا اور خدانخواستہ پھر نوبت ایسی آجائے گی کہ اپنے جو بے غیرت مسلمان حکمران جو ہیں وہ اس آگ کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے ! ! کیونکہ یہ آگ یورپ کے اندر لگے گی یہ امریکہ کے اندر لگے گی ان شاء اللہ ! ان ہی کی ان پالیسیوں کے نتیجے میں ! ! وہی بے غیرت مسلمان جو کلبوں میں ناچ رہے ہیں اللہ ان ہی میں ایمانی غیرت پیدا کر دے گا ! اور وہ تلوار لے کر میدان میں آجائیں گے ان شاء اللہ ! ! اللہ انہیں سے پھر کام لے گا ! ! (کفر کے امام)

یہ کام بدحواسی میں کر رہے ہیں ! ان کاموں میں ان شاء اللہ خیر نکلے گی مسلمانوں کے لیے ! ! عالَمِ اسلام کے لیے ! ! یہ حماقتوں پر حماقت کر رہے ہیں ٹرمپ کر رہا ہے ! یورپ کر رہا ہے ! اللہ نے ان کی عقلوں پر پردے ڈالے ہیں ! !

سردار کون ؟

یہ دنیا کے سیانے بنے ہوئے ہیں ! سیانے نہیں بنے ہوئے (بلکہ) ہم مسلمان گر گئے ہیں ! ہمارے گرنے نے ہماری آنکھوں کے اندھا ہونے نے ان کانوں کو سردار بنا دیا ہے ! ہم اندھے نہیں تھے ! نہ ہیں ! لیکن ہم اندھے بن گئے ہیں ! ! لیکن وہ کانے تھے اور کانے ہیں ! اور کانے رہیں گے ! لیکن ہم جو اندھے بن گئے ہیں اپنی ہی کرتوت اور اعمال سے اس نے ان کانوں کو سردار بنا دیا ! ! !

تو اللہ کرے کہ مسلمانوں میں ایمانی غیرت پیدا ہو، مسلمان حکمرانوں میں، جرنیلوں میں ہو، اور جرنیلوں میں بھی ہیں اچھے ! پاکستان میں بھی ہیں ! مصر میں بھی ہوں گے ! سعودی عرب میں بھی ہوں گے ! دبے ہوئے ہیں ابھی حالات کی وجہ سے ! موقع ہاتھ آئے گا تو ان شاء اللہ وہی لوگ قیادت کریں گے ! اور علَمِ جہاد بلند ہوگا ان شاء اللہ کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ! ! !

اگر رسول اللہ ﷺ کی گستاخیاں ہوں گی تو پھر حالات قابو سے باہر نکل جائیں گے اور اس کے ذمہ دار یہی حکمران اور یہی حکومتیں ہوں گی ! ! انہیں چاہیے کہ صحیح راست اقدام کریں اس سے پہلے کہ حالات قابو سے باہر نکل جائیں ! ! ! ہمارا فرض ہے کہ ان کو آئینہ دکھائیں اور انہیں نوشتۂ دیوار بتا دیں وہ ہمارا فرض ہے ہم چونکہ پاکستانی ہیں، ہم سب سے پہلے مسلمان پاکستانی ہیں، ہم اپنے دین کے بھی وفادار ہیں اس ملک کے بھی وفادار ہیں اس ملک کے خیر خواہ ہیں لہٰذا اپنے ملک کے حکمرانوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ خیر کا راستہ دکھا دیں کہ یہ راستہ اختیار کرو، یہ (دوسرا) راستہ خطرناک ہے اس سے اسلام کا بھی نقصان، اس سے قوم کا بھی، اس سے مسلمانوں کا بھی اور سب کا نقصان ہے اور یہ تباہی کا راستہ ہے ! ! !

ترکی کے طیب اُردگان نے اچھا بیان دیا ہے باقی تو سب چپ بیٹھے ہیں اس نے کہا یہ جو (فرانس کا) وزیرِاعظم ہے اس کو اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے ! یہ پاگل ہے ! (مگر) وہ (علاج) کرائے گا نہیں کیونکہ اگر وہ سچ مچ پاگل ہوتا تو اس کے ماں باپ ورثاء (علاج) کراتے (بلکہ) وہ پاگل بنا ہوا ہے اس کا علاج ہوتا ہے ! بٹھاؤ اور سر پر سو جوتے مارو ! پھر دیکھو کیسے دماغ ٹھیک ہوجائے گا ! ان پاگلوں کا علاج سروں پر جوتے مارنا ہے اور کچھ نہیں ہے ! ! پاگل خانہ ان کا علاج نہیں ہے ! ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو مجاہدین کے حوالے کردو ! جو اسلام کے غیرت مند مسلمان ہیں ان کے حوالے کرو ! (پھر) دیکھو دس منٹ میں سب کا دماغ ٹھیک ہوسکتا ہے ! ! لیکن حوالے تو کرو ! تم نے تو اپنے ہی مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں جکڑ رکھے ہیں ! اور صرف ان کی نوکری چاکری میں لگے ہوئے ہو ! تو پھر یہ تباہی آئے گی ! ! !

(اللہ تعالیٰ) ہمیں بھی اور آپ سب کو بچنے کی توفیق دے اور اللہ ہم میں ایمانی غیرت پیدا فرمائے پوری دنیا میں جہاں جہاں اہلِ حق ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور ان کی غیبی تائید اور نصرت فرمائے اور اہلِ باطل کو تباہ و برباد فرمائے اور اللہ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرما کر آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ دسمبر ۲۰۲۰ء)

قربِ قیامت اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۰ ر رجب المرجب ۱۴۴۴ھ/۱۲ر فروری ۲۰۲۳ء بروز اتوار جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیل بخاری شریف کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

بخاری شریف کی آخری حدیث شریف آپ کے سامنے پڑھی گئی اور سند کے ساتھ پڑھی گئی ''سند'' کا مطلب یہ ہے کہ یہاں جس طالب علم نے پڑھی ہے وہ اپنے استاد کا نام اس میں بیان کررہے ہیں اور آگے ان کے استاد کا نام بیان کررہے ہیں اور یہ استادی شاگردی کا سلسلہ آپ کی اسی مجلس میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک بیان کیا ہے ! !

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے عزیزو اقارب اور بچوں نے جس چیز کو اس مدرسہ میں حاصل کیا ہے یہ ایک بنیادی چیز کو سیکھا ہے کیونکہ جو ایک چھوٹی سی حدیث پڑھ کر سنائی انہوں نے ایک چھوٹا سا جملہ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنْ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانْ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانْ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم یہ چھوٹا سا جملہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کو پڑھنے میں مجھے دس سیکنڈ لگے ہوں گے مشکل سے، لیکن اس چھوٹے سے جملے کے لیے پوری سند محفوظ ہے، پوری سند یہاں سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ! اس قدر اللہ نے اس دین کو محفوظ فرمادیا اور اسے ایسا مستحکم اور مضبوط بنادیا کہ دنیا کی ساری طاقتیں اسے ختم کرنے میں لگی ہوئی ہیں مدت سے اور آئندہ بھی لگی رہیں گی لیکن ان شاء اللہ وہ ناکام ہی ہوں گی ! !

یہ بہت بابرکت دین ہے، بابرکت نظام ہے جس سے آپ کی اولادیں متعارف ہو رہی ہیں، سیکھ رہی ہیں پھر اپنے اپنے علاقوں میں جا کر آپ کی آنے والی اگلی نسلوں کو یہ علوم پہنچاتی ہیں ! ! عیسائیوں کے پاس چھوٹی سی بات بیان کرنے کے لیے بھی سند نہیں ہے ! ؟ یہودیوں کے پاس بھی سند نہیں ہے ! ؟ مشرکین کے پاس بھی سند نہیں ہے ! ؟ کسی کے پاس بھی نہیں ہے ! جتنے باطل فرقے ہیں، قادیانیوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے ! ؟ جو بات ہے بلا سند ہے ! جو بات ہے بلا اصل ہے ! اسلام کے خلاف یہ سارے متفق اور متحد ہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ اس کی بنیاد مستحکم ہے الحمد للہ اسے وہ نقصان نہیں پہنچا سکے ! ! !

تھوڑا بہت نقصان عالمِ اسلام اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اٹھا رہا ہے مگر اس دین میں اس نظام میں کوئی خرابی نہیں ہے، وہ ہمارے فسق و فجور اور ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے !

ایک تلخ حقیقت :

وقت تھوڑا ہے اس وقت یہ بات خلاصۃً عرض کروں گا آپ سب حضرات سے کہ یہ جو دور ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں یہ ہمارے عروج کا دور نہیں ہے، یہ ہمارے زوال کا دور ہے، تنزل اور پستی کا دور چل رہا ہے اس سے بھی بڑھ کر اگر دیکھا جائے تو ہمارے مسلمانوں کی ذلت اور رُسوائی کا دور چل رہا ہے ! اس وقت باطل مضبوط ہے وہ آپ پر حاوی ہے آپ ان کے محکوم ہیں ! وہ جو کہتے ہیں وہ کرنا پڑتا ہے ! طاقت نہیں ہے مسلمانوں میں، عالم اسلام کی فوجیں، عالمِ اسلام کے حکمران، ظالم حکمرانوں کے سامنے سربسجود ہیں ان کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت ان میں نہیں ہے ! یہ طاقت تب تک نہیں آئے گی جب تک ہم دین کے ساتھ اپنے کو نہیں جوڑیں گے، جب تک رسول اللہ ﷺ کے دور میں واپس نہیں جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کا دور اور زمانہ سب سے مضبوط دور ہے جتنے اُس کے قریب فکری طور پر اور اپنے عمل کی وجہ سے جائیں گے عمل کے اعتبار سے اُتنی ہی ترقی ہوگی اور اُتنا ہی کفر پر غلبہ حاصل ہوگا اور کفر مغلوب ہوگا ! ! !

سفرِ ہجرت :

یہاں پر ایک واقعہ آپ کو سناؤں گا جو بخاری شریف میں ہی آتا ہے مختصر سی بات کرنی ہے رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے مکہ مکرمہ سے تو مدینہ منورہ میں اطلاع تھی کہ وہ روانہ ہو چکے ہیں اور کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں ! متعین وقت تو بتانا مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ سفر ہی آپ کا خفیہ رکھا گیا تھا اُس میں خطرات تھے ! ورنہ اُس وقت بھی سفر کا وقت بتلا دیتے تھے کہ ہم فلاں دن تک پہنچ جائیں گے اور اندازے اُن کے صحیح ہوتے تھے ! لیکن یہاں حفاظتی نقطہ نظر سے بھی اس سفر کو راز میں رکھا گیا اور بہت احتیاط سے کام لیتے ہوئے یہ سفر کیا گیا اس لیے حتمی وقت معلوم نہیں تھا اندازے تھے ! ! !

مدینہ منورہ آمد :

رسول اللہ ﷺ کا ہجرت کا جو سفر ہے اُس کے بارے میں یہ آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی جب مدینہ منورہ آمد کی خبر ہوئی وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّةَ کہ آپ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں، یہ جب سنا فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ اِلَى الْحَرَّةِ تو اہلِ مدینہ جو منتظر تھے جن میں صحابہ بھی تھے اور عام مسلمان بھی تھے جو صحابہ کے ساتھ وابستہ ہو چکے تھے اگرچہ بہت تھوڑی تعداد تھی مسلمانوں کی اور مہاجرین بھی تھے جو نبی علیہ السلام سے پہلے ہجرت کر کے پہنچ چکے تھے مدینہ منورہ میں ! ! تو اس میں آتا ہے کہ ہر روز صبح کو وہ حضرات ایک خاص جگہ پر پہنچ جاتے تھے جہاں سے نبی علیہ السلام نے تشریف لانا ہے آپ کے انتظار میں اور استقبال کے لیے کھڑے ہوتے تھے جیسے ریلوے اسٹیشن یا ہوائی اڈے پر آپ جاتے ہیں تو وہاں کا وہ ریلوے اسٹیشن تھا، اڈا تھا اُس پر آتے تھے آنے والے تو وہاں یہ سب پہنچ جاتے تھے فَيَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ انتظار کرتے رہتے کرتے رہتے حتی کہ گرمی کی شدت جب ہو جاتی اور آپ نہیں تشریف لاتے تو یہ حضرات واپس اپنے اپنے گھروں میں آجاتے، قیلولہ کرتے، آرام کرتے، کیونکہ نبی علیہ السلام بھی

اور عام طور پر سفر کرنے والا بھی اس وقت آرام کرتا ہے اس وقت پڑاؤ کرتا ہے قیلولہ کرلیتا ہے تو آنے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں ! تو اسی طرح کئی دن گزر گئے اور جتنا وقت گزرتا اُن صحابہ کا اضطراب اور بے قراری بڑھ جاتی تھی ! فَانْقَلَبُوْا یَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوا انْتِظَارَھُمْ ایک دن جب بہت زیادہ انتظار کیا پھر آپ تشریف نہ لائے تو پھر مایوس ہوکر کہ آج نہیں شاید کل تشریف لائیں، سب واپس آگئے فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰی بُیُوْتِھِمْ جب اپنے گھروں میں سب آ کے صحابہ کرام بیٹھ گئے کسی نے کھانا کھایا ہوگا کوئی لیٹ گیا ہوگا حدیث میں آتا ہے اَوْفٰی رَجُلٌ مِّنْ یَھُوْدَ عَلٰی اُطُمٍ مِنْ اٰطَامِھِمْ لِاَمْرٍ یَنْظُرُ اِلَیْہِ تو وہاں کا یہودی ، یہودی بھی بہت رہتے تھے وہاں ، عیسائی اور مشرک بھی تھے ، مدینہ کی آبادی میں

صلحاء ، صلحاء کا کیسے استقبال کرتے ہیں :

تو ایک یہودی اپنے کسی کام سے اپنے قلعے پر چڑھا، کوئی کام کوئی چیز تھی اسے دیکھنے کے لیے چڑھا تو وہ دیکھ رہا تھا اور چرچا تھا نبی علیہ السلام کی تشریف آوری کا، ہر ایک کو پتا تھا کفار کو بھی پتا تھا کہ ان کے بڑے آنے ہیں ان کے بزرگ جو ہیں وہ آرہے ہیں فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اَصْحَابِہٖ مُبَیَّضِیْنَ تو اُس کی نظر پڑی دُور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو آپ کے رُفقاء تھے ان پر کہ وہ سفید سفید کپڑوں میں کوئی دور سے چلا آرہا ہے ؟ ! پہچان تو نہیں سکتا تھا لیکن اتنا سمجھ گیا کہ ہیں اجنبی نئے لوگ، طور طریقہ ہر چیز سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے اور اسے معلوم بھی تھا کہ یہ انتظار میں ہیں اور وہ سب جا چکے تھے تو اس کی جب نظر پڑی تو کہتے ہیں یہاں پر کہ یہودی کو اپنے پر قابو نہیں رہا وہیں سے اس نے بہت زور سے چیخ کر کہا مسلمانوں کو یَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ ھٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ یہ تمہارے بزرگ جن کا تم انتظار کررہے تھے وہ آرہے ہیں وہ آگئے ہیں ! ! اب یہ آواز گھروں میں پہنچی اور گھروں سے دوسرے گھروں میں گئی، سب کو گئی، صحابہ کرامؓ آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے تھے، تو یہاں آرہا ہے اس میں کہ جب یہ آواز پہنچی ہے تو فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَی السَّلَاحِ [1] تو مسلمان ایک دم اٹھے اور اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکے، ہتھیار اٹھائے فوراً تلواریں اٹھائیں ، تیر اُٹھائے ،

[1] صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار رقم الحدیث ۳۹۰۶

ڈھال اٹھائی اور جو ترکش تھے وہ اٹھائے اور اُٹھا کر وہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لیے دیوانہ وار وہاں پہنچے ! ! !

اس حدیث میں صلحاء کا نقشہ پیش کیا گیا کہ صلحاء زندگی کیسے گزارتے ہیں ؟ ان کے شب و روز کیسے ہوتے ہیں ؟ اس لیے میں نے آپ حضرات کے سامنے یہ حدیث پیش کی کہ صحابہؓ سے بڑھ کر کوئی صالح نہیں ہے بھائی، ان سے بڑھ کر نہ کوئی درویش، نہ کوئی بزرگ، وہ قطبوں کے بھی سردار، وہ غوثوں کے بھی سردار، وہ پیروں کے بھی سردار، علماء کے بھی سردار، محدثین کے بھی سردار اور فقہاء کے بھی سردار ! تو ان کا طرز یہ تھا کہ اپنے ساتھ ہتھیار ہر وقت رکھتے تھے مسلح رہتے تھے ! اور اس کے بعد صحابہ گئے اور ان ہتھیاروں کے ساتھ گھیر کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں آپ کو لے کر آئے ! ! !

ہتھیار اور مسجد :

حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں تشریف لائے وہاں پر ٹھہرتے ہی آپ نے سب سے پہلے مسجد بنائی مسجد کی بنیاد رکھی ! ! ! تو اس سے کیا پتا چل رہا ہے کہ ماحول صلحاء کا کیا ہوتا ہے ؟ کہ ہتھیار اُٹھانے ہیں لیکن مسجد سے جڑنا ہے ! اور اللہ کی عبادت کرنی ہے !

سب سے پہلے مسجد کیوں ؟

تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی بنیاد رکھی کیونکہ آپ تو عالمی لیڈر تھے اور قائد تھے تو دفتر کی ضرورت تھی اور مسجد مرکز ہوتا ہے ساری چیزوں کا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ہی میں زندگی گزاری اور مسجد سے ملے ہوئے آپ کے حجرے تھے اور تمام لوگوں کی آمد و رفت اور ملاقات اور لشکروں کی ترتیب اور مسائل کا بیان کرنا، سیاسی امور انجام دینا، وفود سے گفتگو کرنا، سیاسی گفتگو، تجارتی گفتگو، وفود تشکیل دینا اور روانہ کرنا یہ سارے کا سارا سیکریٹیٹ ہی میں ہوتا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمایا تھا مسجد میں ! تو صلحاء کا یہ ہے ماحول جو حدیث میں پیش کیا گیا ! !

تو معلوم ہوا کہ اب ہم صلحاء سے دور ہو گئے، اب ہم جہاد سے بھی دور ہو گئے ہم مسجد سے بھی دور ہو گئے !

مسجد سے جڑنے کا مطلب صرف نماز نہیں ہے کہ نماز پڑھ لی پانچ وقت کی، نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام تمام امور وہاں انجام دیتے تھے لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے کو واپس صلحاء کے طریقے کے ساتھ جوڑیں، خود اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو جہاد کی تربیت دیں ! ! !

جہاد اور جنگ کا فرق ؟

جنگ اور جہاد میں فرق ہوتا ہے ! جنگ نام ہے تخریب کاری کا ! جہاد نام ہے امن کو قائم کرنے اور کلمہ حق کو بلند کرنے کا ! ظالم کو روکنے کا ظلم سے ! اور مظلوم کی مدد کرنے کا ! یہ ہے جہاد ! اور جنگ جو ہوتی ہے وہ تو تخریب ہے سارا عالمِ کفر جو ہے وہ جنگ کرتا ہے وہ جہاد نہیں کرتا ہے ! ! جہاد تو محمد رسول اللہ ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کرتے رہے ہیں ! ! ! اسی وجہ سے یہ جہاد کے لفظ سے ڈرتے ہیں ! کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ جب جہاد بلند ہوتا ہے تو ظالم کی کمر ٹوٹ جاتی ہے ! اور مظلوم کی مدد ہوتی ہے اور اس سے ان کا سارا ظالمانہ نظام تباہ و برباد ہوتا ہے ! !

تو بھائی اس سے جڑنے کی ضرورت ہے اس وقت ہم میں فسق و فجور عام ہو چکا ہے ابھی کچھ عرصہ پہلے مجھے ایک طالب علم نے کہا یہیں پڑھتا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے خواب میں ملاقات کی نامعلوم جگہ پر اور بات ہوئی تفصیلی، سنایا تھا اس نے کہ وہ بہت پریشان تھے امام مہدی علیہ السلام ! بلکہ شاید غضب ناک تھے ! اور فرما رہے تھے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ؟ یہ عمل نہیں کرتے، بدعمل ہیں اور سب داڑھی منڈا رہے ہیں داڑھی کا خاص طور پر ذکر کیا انہوں نے کہ داڑھی منڈاتے ہیں ! ! ! تو اس نے ان سے پوچھا کہ یہ جو میری داڑھی ہے یہ جو ہم اس کو تھوڑا تھوڑا اِدھر سے کاٹتے ہیں ؟ تو فرماتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے، اور بعد میں کچھ جہاد شروع ہوا وہ بھی اس نے دیکھا یہ جو دور آرہا ہے یہ ہمارے کمربستہ ہونے کا دور ہے، غفلت سے نکلنے کا دور ہے، عمل کی طرف آنے کا دور ہے ! !

حضرت والد ماجدؒ کا مُکاشفہ پر مشتمل ایک خط :

اس موقع پر آپ کو میں حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط بھی سنانا چاہتا ہوں تاکہ اس طرف بھی توجہ ہو، یہ خط حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک کشف ہے اس کشف کو حضرتؒ نے اس

میں تحریر فرمایا ہے یہ ہمارے جامعہ مدنیہ جدید کے وٹس ایپ گروپ میں بھی آیا ہے ! انوارِ مدینہ میں بھی یہ پہلے چھپ چکا ہے [1] اور ہمارے وٹس ایپ کے مجموعہ میں بھی، میرے بڑے بھائی حضرت مولانا رشید میاں صاحب مدظلہم العالی کا اس پر کچھ بیان بھی ہے پانچ سات منٹ کا وہ بھی ہم نے اس پر ڈالا ہوا ہے ! تو اس میں ۱۵ / ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کو جو حج کے لیے تشریف لے جارہے تھے خط لکھا اس میں حضرتؒ لکھتے ہیں :

محترمی و مکرمی ادام اللّٰہ معالیکم السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ
گرامی نامہ شرف صدور لایا اللہ تعالیٰ آپ کو بصحت رکھے اور بسہولت سفر پورا کرائے اور اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے !
یہ عریضہ درخواستِ دعا کے لیے ہے ۔ زمانہ کی بے چینی سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید نزولِ عیسیٰ علیہ السلام پچاس ساٹھ سال کے اندر ہو جائے اس لیے اللہ تعالیٰ سے مقاماتِ مقدسہ اور اوقاتِ اجابہ میں اپنے اور میرے لیے اور اپنی اولادوں کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اتنی عمر نصیب فرمائے کہ ہم بحالتِ صحت اور قوت سیّدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلٰوۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوں اور سعادت مندی کے ساتھ مشرف ہوں اور حسن خاتمہ نصیب ہو !
وما ذٰلك علی اللّٰہ بعزیز .
(۲) والد ماجد رحمہُ اللّٰہ تعالٰی کے لیے مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا فرماتے رہیں ان کے لیے طواف بھی فرمائیں ! [2]
(۳) روضہ اقدس پر صلاۃ و سلام میں یاد فرماتے رہیں !

---

[1] ماہنامہ انوارِ مدینہ جون ۲۰۲۰ء

[2] اس سے تقریباً ایک مہینہ پہلے ۱۶ / شوال ۱۳۹۵ھ / ۲۲ / اکتوبر ۱۹۷۵ء میں دادا جان رحمۃ اللہ علیہ کی دہلی میں وفات ہوئی تھی اس لیے ان کا بھی حضرتؒ نے لکھا ہے کہ اُن کے لیے بھی دعائے مغفرت کیجئے (مولانا سید محمود میاںؒ)

(۴) خط وکتابت کے لیے اپنے پتہ سے بھی مطلع فرمائیں !

نوٹ بک ہو تو یہ چیزیں نوٹ فرمالیں !

والسلام

حامد میاں

۱۵ ؍ ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ / ۲۰ ؍ نومبر ۱۹۷۵ء

☆

یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اُس وقت کا خط ہے اب یہ خط ۱۹۷۵ء میں اور آج کتنے سال ہو گئے بھائی ؟ یہ سنتالیس اڑتالیس سال ہو گئے ہیں۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا مُکَاشِفَہ ہے ! آپ اسی جامعہ کے بانی بھی ہیں ! اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے !

ایک خواب :

۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء میں حضرت والد صاحبؒ نے خواب دیکھا کہ جیسے آج حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش ہو گئی ہے تو حضرت اٹھے اور بتلایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان آج پیدا ہو گئے ! تو ۱۹۸۴ء سے اگر آپ اندازہ کریں گے تو بھی پچاس سال ہونے والے ہیں ! اور پچاس ساٹھ سال اس میں بھی لکھ رہے ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ ! ! !

افریقہ کے ایک صاحب کا عجیب قصہ :

اچھا اسی زمانہ میں ایک طالب علم تھے جو برما کے تھے مولانا نور محمد صاحب برمی ہمارے جامعہ کے فاضل تھے افریقہ کے ملک مارشس میں ان کا جانا آنا تھا وہاں ان کے ایک میزبان تھے انہوں نے یہ بات مولانا رشید میاں صاحب کو بتائی، میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی، مارشس میں ان کے میزبان ان سے کہنے لگے کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ جیسے حرم شریف میں حضرت امام مہدی علیہ الرضوان

چھوٹے سے بچے ہیں اور ان کے والد صاحب ان کے ساتھ ہیں دونوں کو میں نے خواب میں دیکھا ! ! اس کے بعد ان کے میزبان کا حج یا عمرہ پر جانا ہوا وہ کہتے ہیں جب میں وہاں گیا تو یہ یاد نہیں کہ حرمِ مکی تھا یا حرمِ مدنی جو بھی تھا وہاں میں نے دیکھا ایک صاحب کو، ان کے ساتھ ایک بچہ ہے اور مجھے وہ خواب یاد آ گیا اور بعینہ وہی شکل وصورت والد کی اور وہی بچے کی ! وہ وہاں موجود تھے تو کہنے لگے میں بہت حیران ہوا کہ بالکل وہی شکلیں جو مجھے خواب میں دکھائی دیں یہ باپ بیٹا وہی ہیں ! پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آگے بڑھوں اور ان سے مصافحہ کروں لیکن جب ارادہ کیا تو ایسی ہیبت طاری ہوئی مجھ پر کہ مجھ میں آگے بڑھنے کی جسارت نہیں ہو سکی ! اتنی دیر میں وہ تشریف لے گئے دونوں باپ بیٹے !

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے لیے تلوار :

اسی طرح دار العلوم دیوبند کے مہتمم تھے غالباً حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کا اسمِ گرامی تھا، یہ بہت صالح بڑے پاکیزہ تھے یہ حج پر تشریف لے گئے بہت عرصہ پہلے، تو قرآنِ پاک بھی لے گئے اور ایک تلوار بھی لے گئے ساتھ ! ! اور وہاں کلید بردار ہیں بیت اللہ کے متولی جو نبی علیہ السلام کے زمانہ سے خاندان چلا آ رہا ہے انہیں مصحف بھی دیا اور تلوار بھی دی کہ آپ حضرات کی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگی کیونکہ آپ کا خاندان متولی چلا آ رہا ہے تو میری طرف سے یہ تلوار ان کی خدمت میں آپ پیش کر دیں تاکہ وہ جو جہاد قائم کریں گے اس میں ہمارا حصہ ہو جائے ! ! تو یہ دور فتنے کا چل رہا ہے اور اس فتنے کے دور میں ایمان پر حملہ ہوگا ! آپ کے پیسے پر، مال جائیداد پر نہیں بلکہ سب سے بڑا حملہ ایمان پر کیا جائے گا ! اپنے ایمان کو بچانے کی فکر امت کو کرنی چاہیے ! اللہ تعالیٰ توفیق دے عمل کی بھی اور جو کوتاہیاں ہیں ان کو دور کرنے کی بھی اور ہم میں آپس کا اتفاق اور اتحاد عطا فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اپریل ۲۰۲۳ء)

قرآن اور ناموسِ رسالت کی اِہانت کا سبب اور اس کا علاج

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۸ ر ذوالحجہ ۱۴۴۴ھ/ ۷ ر جولائی ۲۰۲۳ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے جمعہ کا بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

سویڈن میں جو قرآنِ پاک کی بے حرمتی ہوئی ہے پچھلے جمعہ بھی ہم نے اس پر کچھ بیان کیا تھا اور اس کی وجوہات بھی بیان کی تھیں اور یہ بھی بتلایا تھا کہ باقاعدہ (وہاں کی) حکومت کی سرپرستی میں یہ کام ہوا ! اس آدمی نے عدالت میں درخواست دی کہ میں احتجاج کرنا چاہتا ہوں، اس قسم کا احتجاج کروں گا قرآن جلا کر عید کے دن مسجد کے سامنے، مسجد کے باہر مجھے اس کی اجازت دی جائے ! تو سویڈن کی عدالت نے اس کی اجازت دی ! اس کا مطلب ہے کہ حکومت کی مرضی اور سرپرستی میں ہورہا ہے ایسا نہیں کہ اچانک ایک آدمی نے ایک شرارت کردی اور حکومت کو پتہ نہیں تھا بلکہ جج بھی شریک ہیں، ان کا پورا عدالتی نظام اس میں شریک ہے ! پھر حکومت کی ساری انتظامیہ، کیونکہ اس پر عمل پھر انتظامیہ نے کرانا ہوتا ہے اپنی نگرانی اور اپنی حفاظت میں ! تو انہوں نے یہ عمل کروایا ! یہ سن سن کر کہ سویڈن نے کرایا، حکومت نے کرایا، اس پر بھی غصہ آتا ہے ! عدالت نے کرایا، اس پر بھی غصہ آتا ہے ! ہر ہر چیز پر غصہ آتا ہے ! !

لیکن میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ وہ اپنا کام کر رہے ہیں اس میں غصے اور حیرت کی کیا بات ہے ؟ غصہ تو اپنے آپ پر آنا چاہیے مسلمانوں کو ! کیونکہ مسلمانوں کی اسلام سے بے مروّتی ہے، دین اور مذہب سے بے وفائی ہے، خود قرآن کی ایک طرح سے بے حرمتی ہے ! تو یہ تو مسلمان خود کر رہا ہے اسی لیے وہ کرتے ہیں ! بلکہ وہ تو اپنی فطرت کی وجہ سے کرتے ہیں ! وہ تو کریں گے انہوں نے ہمیشہ یہی کیا اور یہ کرتے رہیں گے لیکن مسلمان ایسا تھا نہیں، جب سے ایسا ہوا یہ چیزیں وہ اعلانیہ کرنے لگ گئے، پہلے ان کا دل چاہتا تھا کہ یہ کریں لیکن مسلمانوں کی مضبوطی اور جہاد کی وجہ سے ان میں جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ یہ کام کرسکیں ! اب مسلمان جو ہیں وہ اپنا اتحاد پارہ پارہ کر بیٹھے ہیں، مختلف سلطنتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں، ان مسلمان سلطنتوں کے آپس میں اختلافات ہیں ان پر ان کی لڑائیاں ہیں ! پھر سلطنتوں کے اندر کئی دین ہیں حالانکہ اپنے کو سب مسلمان کہتے ہیں لیکن ہر جماعت ہر گروپ کا اپنا ایک دین ہے تو یہ سب چیزیں ایسی ہیں جس نے کفر کو اپنا جو خبث ہے اپنے دل کے اندر جو باطن میں ان کے خبث ہے اسلام کے خلاف نفرت ہے، اس کا اس انداز میں اظہار کرنے کی جرأت دے دی ! !

سیاسی کعبے :

اس کے ذمہ دار میں اور آپ سب ہیں کیونکہ پاکستان میں بھی سیاست ہے، بنگلہ دیش میں بھی سیاست ہے، عرب ملکوں میں بھی سیاست ہے، لیکن پھر سیاست کے بے شمار قبلے اور کعبے ہیں ! پاکستان میں سیاست کا ایک قبلہ پیپلز پارٹی ہے، ایک قبلہ کعبہ مسلم لیگ ہے، ایک قبلہ اور کعبہ ایم کیو ایم ہے، بلوچستان کی قوم پرست جماعتیں ہیں، یہ تو موٹی موٹی جماعتوں کا نام لیا ورنہ تو بے شمار جماعتیں ہیں جو ہم میں سے کوئی بھی گن کے نہیں بتا سکتا !

یہی حال بنگلہ دیش میں ہے، یہی حال مصر میں ہے، یہی لیبیا میں ہے، یہی تیونس اور مراکش میں ہے، یہی عرب ملکوں میں ہے، تو مسلمان تاریخ میں اتنے ٹکڑوں میں تقسیم کبھی نہیں ہوا جو اَب ہے ! !

جہاد کے بغیر اتحاد ناممکن ہے :

ان کا سیاسی قبلہ ایک ہو جائے وہ جب تک نہیں ہوگا جب تک ''جہاد'' کا کلمہ بلند نہیں کریں گے اصل چیز ''جہاد'' ہے ! ان شیاطین کو ان کی خباثتوں سے باز رکھنے کے لیے واحد حل اعلاءِ کلمة الله ہے اور تلوار کو نیام سے نکالنا ہے جو ہماری مسلم حکومتیں کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ! نہ سعودی عرب تیار، نہ لیبیا اس قابل، نہ مراکش، نہ اَلجزائر، نہ تیونس، نہ سوڈان ! آپس میں لڑ رہے ہیں، سوڈان میں کتنے مہینے ہوگئے ہیں خانہ جنگی ہو رہی ہے، مسلم ممالک پاکستان میں سرد خانہ جنگی ہے، ہر گھر میں لڑائی، ہر گھر میں چار چار ذہن، شکر ہے کہ ہاتھ میں چھرا نہیں آیا اس لیے اس کو ہم خانہ جنگی نہیں کہتے لیکن کھینچا تانی چل رہی ہے ہر گھر میں، رشتے داروں میں، برادریوں میں ! !

تو اصل قصور ہمارا ہے ہماری مسلمان حکومتوں کا ہے اتنی بڑی بڑی فوجیں ہیں جدید ہتھیاروں سے لیس بھی ہیں لیکن جہاد نہیں ہے، جذبہ جہاد نہیں ہے ! اس لیے یہ نوبت آئی کہ آج سرِ عام قرآنِ پاک کو نذرِ آتش کیا جاتا ہے اور مسلمان کچھ نہیں کرتے ! بس جیسے میں ایک احتجاجی بیان کر رہا ہوں اور آپ اس میں شریک ہوگئے، بس یہ ہے ہمارا احتجاج !

آپ اور میں تلوار لے کر نکل جائیں باہر کہ ہم جہاد کریں گے، کچھ بھی نہیں ہوگا ! الٹا یہی کہ پولیس اُٹھا کے ہمیں بھی اور آپ کو بھی بند کر دے گی اور مقدمہ چلے گا ! کون سے قانون کے تحت ؟ انگریز کے قانون کے تحت ! ؟ پاکستان میں قانون کس کا ہے کتاب اللہ ہے ؟ ؟ سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے ؟ ؟ نہیں، بلکہ انگریز کا قانون ہے !

یہاں قانون اسلامی نہیں کفریہ ہے :

یہ جو پاکستان کا آئین بنا اس میں یہ لکھا گیا کہ جتنے بھی ہمارے ہاں کفریہ قوانین ہیں انہیں کتاب وسنت کی روشنی میں تبدیل کیا جائے گا ! اس کا مطلب ہے کہ آئین بنانے والے پوری قوم کے جو نمائندے تھے وہ یہ تسلیم کیے ہوئے ہیں کہ قانون اسلامی نہیں ہے تبھی تو اس کو اسلام میں بدلنا ہے ! ؟

اگر اسلامی قانون ہوتا تو پھر یہ کہنا کہ اس کو اسلامی شقوں میں بدلنا ہے یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، تو گویا پاکستان کی پوری قوم یہ بات تسلیم کیے ہوئے ہے، جتنے کروڑ عوام بھی ہیں یہاں، ان کے نمائندوں نے آئین بنایا اور اس میں یہ کہا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے مطابق آئین کو بدلا جائے گا اور غیر اسلامی شقوں کو ختم کیا جائے گا ! !

عوام اور فوج کی ترجمان :

تو جو آئین بنایا جن جماعتوں نے وہ عوام کی ترجمان بھی ہیں وہ فوج کی ترجمان بھی ہیں کیونکہ سب اس آئین کو تسلیم کرتے ہیں آئین کی وفاداری جیسے سول اداروں پر لازم ہے ایسے ہی فوج کے اداروں پر بھی لازم ہے ! ایسے ہی انٹیلی جنس کے اداروں پر بھی لازم ہے ! ایسے ہی منصوبہ ساز جو بھی ہیں پاکستان میں بیٹھے ہوئے ان سب کو آئین کا وفادار پہلے ہونا پڑے گا ! اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب نے تسلیم کیا کہ ہمارا جو قانون ہے وہ غیر اسلامی ہے اور اسے اسلامی کرنا ہے جس پر آج تک عمل نہیں ہوا !

آج کی اصل بات :

ایک تقریر کل (مورخہ ۶/ جولائی ۲۰۲۳ء) میں نے سنی ہے احمد علی کُرد کی جوان وکیلوں کے لیڈر ہیں بڑے جوشیلے ! انہوں نے تقریر میں ایک جملہ کہا بس وہ جملہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں ! اللہ کرے کہ میری یہ باتیں ان تک بھی پہنچ جائیں اور وہ بھی سنیں کہ میں بحیثیتِ مسلمان ہونے کے ان کے ساتھ بھی ہمدردی رکھتا ہوں ! لیکن میں عقائد کے اعتبار سے ایک سنگین غلطی کی طرف ان کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ

''کالی ٹائی اور کالا کوٹ روشنی کے مینار ہیں'' العیاذ باللّٰہ

کالے کوٹ سے کیا مراد ہے ؟ اسلامی قانون ؟ بتایئے سارے، کیا کالے کوٹ سے کتاب اللہ مراد ہے، فقہ حنفی مراد ہے، فقہ حنبلی، فقہ شافعی، فقہ مالکی، کوئی سی فقہ اس سے مراد لے سکتا ہے ؟ کالی ٹائی سے مراد کتاب اللہ ہے ؟ سنت رسول اللہ ﷺ ہے ؟ اجماع جو اسلام کی دلیلوں میں سے

ایک دلیل ہے وہ ہے ؟ بلکہ کالا کوٹ اور کالی ٹائی سے مراد برطانیہ کا کفریہ نظام ہے جس کو کہا جا رہا ہے کہ یہ روشنی کا مینار ہے العیاذ باللہ ! یہ بات وہ طبقہ کہہ رہا ہے جو قانون کی بالادستی اور قانون کی عملداری کی بات کرتا ہے ! جو یہ تسلیم کیے ہوئے ہے کہ قانون غیر اسلامی ہے ملک میں ! آئین میں مان چکے ہیں کہ یہ کفریہ نظام ہے ! اس کفریہ نظام کو جو روشنی کا مینار کہے گا اس کا کیا بنے گا، بتائیے ؟ ایسا جملہ خطرناک انہوں نے کہا کہ جس کی خرابی اور خطرے کا خود انہیں بھی احساس نہیں ہوگا ! شاید اب ہو جائے ! مجھے بتائیے جب یہ کالا کوٹ روشنی کا مینار ہے اور یہ کالی ٹائی روشنی کا مینار ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جو جج ہے وہ بھی روشنی کا مینار ہے، جو وکیل ہے وہ بھی روشنی کا مینار ہے ! !

اب بتائیے ایک آدمی وکیل کے پاس گیا کہ میرا فلاں آدمی قتل ہو گیا، وکیل نے کہا دس لاکھ فیس یہاں رکھ دو، پہلی قسط دس لاکھ کم از کم ! ورنہ چھوٹے موٹے کیسوں میں تین لاکھ چار لاکھ سے کم میں وکیل نہیں کرتے کام ! وہ مرتا کیا نہ کرتا ! جہاں سے کہاں سے اس نے کر دیا !

اب اسی مقتول کا جو قاتل ہے وہ بھی وکیل کے پاس گیا وکیل سے کہتا ہے کہ یہ واردات ہوئی ہے آپ نے کیس لڑنا ہے ! ! وکیل یہ نہیں دیکھتا کہ ان میں کون ظالم ہے کون مظلوم ہے ؟ وہ کہتا ہے ٹھیک ہے ہو جائے گا، لاؤ بیس لاکھ رکھ دو ! اس نے جائز قتل کیا یا ناجائز قتل کیا یہ بعد کی بات ہے، پہلے اسے بیس لاکھ دینے ہیں، وہ مقتول صحیح قتل ہوا جائز قتل ہوا یا ناجائز قتل ہوا یہ بعد کی بات ہے ! ابھی طے نہیں ہوا ہے مگر اس وکیل نے بیس لاکھ اور اُس وکیل نے دس لاکھ نکال لیے ! تیس لاکھ تو ابھی نکل گیا ! ان میں پتہ نہیں کہ ظالم کون ہے مظلوم کون ہے ؟ وکیل اس کے ساتھ بھی جا رہا ہے اور وکیل اس کے ساتھ بھی عدالت میں جا رہا ہے ! ایک تو صحیح ہے ان میں سے، دونوں تو صحیح نہیں ہو سکتے ! یہ بات یقینی ہے کہ ان میں سے ایک ظالم ہے مگر اس کے ساتھ بھی وکیل جا رہا ہے اس کا دفاع بھی وکیل کر رہا ہے یعنی اس کا دفاع بھی یہ قانون کر رہا ہے ! ! !

سوال یہ ہے کہ یہ قاتل ہے، یہ مقتول کے ورثا ہیں، یہ جج بیٹھا ہوا ہے، یہ وکیل کون ہوتے ہیں یہاں گفتگو کرنے والے ؟ جب اصل ذمہ دار جن کا معاملہ ہے وہ موجود ہیں وہ بات کریں،

وکیل کیوں کر رہے ہیں بات ؟ وکلاء کو کیا حق ہے کہ یہ آ کر بات کریں ! وہ کہتا ہے میرا بندہ قتل ہو گیا یہ بات کرنے کا حق مقتول کے ورثا کو ہے، وہ کریں گے بات ! وکیل سے نہیں پوچھا جائے گا ! سزا ہو گی اگر تو وکیل کو نہیں ہو گی قاتل کو ہو گی ،اور بری ہو گا تو وکیل نہیں ہو گا قاتل ہو گا ! یہ وکیل کیوں آیا ؟ اس کی کیا ضرورت ہے ؟ میری بات سمجھ میں آ رہی ہے ؟ یہ ظالمانہ نظام ہے یا نہیں کہ معاملہ میرا ہے اور میں محتاج ہوں وکیل کا ! اور میں اس کو دس یا بیس لاکھ روپیہ بھی دوں ! ! اور ایک مظلوم ہے ان میں سے یقیناً وہ مظلوم بھی پیسے دے رہا ہے ! !

آپ بتائیے یہ روشنی کا مینار ہے وکیل یا تاریکی کا گڑھا ہے ؟ دوسری پارٹی کا جو وکیل ہے روشنی کا مینار ہے یا اندھیر کنواں ہے ؟ وہ جج جو بیٹھا ہوا ہے جو تنخواہ لے رہا ہے اور مراعات لے رہا ہے وہ دلائل دونوں وکیلوں کے سن رہا ہے اور دونوں وکیل دلیل دے رہے ہیں عیسائیوں کی انگریزوں کی کہ یہ فلاں سن میں یہ فیصلہ یوں ہوا تھا ایسے کیس کا، تو جج وہ سنتا ہے کتاب اللہ نہیں ہے ! بلکہ اس کے پیچھے جو کتابیں لگی ہوئی ہیں الماری میں عدالت کے اندر ان میں کوئی کتاب کتابُ اللّٰہ کے نام کی نہیں ہے ! نہ اس میں قانون کی کتاب هداية ہے جو ہم پڑھتے پڑھاتے ہیں ہمارے ہاں پڑھائی جاتی ہے، اسلامی قانون کی کتاب اس الماری میں بڑی چھوٹی کوئی نہیں ہے ! البتہ انگریزی قوانین کی کتابیں ہیں ! ! بتائیے یہ کتابیں روشنی کے مینار ہیں یا کفر کے نظام کی کتابیں ہیں ؟ اب ایک وکیل کھڑے ہو کر کہتا ہے اور سارے وکیل اس کی تائید میں جوش میں نعرے لگاتے ہیں اور اس کے ساتھ جو سول بعض نادان جو نہ وکیل ہیں نہ کچھ ہیں وہ بھی جوش میں کہتے ہیں واہ واہ ! پتہ ہی نہیں مطلب کیا ہے، نہ تقریر کرنے والے کو نہ سننے والوں کو کہ ہم کفر کہہ رہے ہیں کفریہ جملہ کہہ رہے ہیں ! العیاذ باللّٰہ

دیگر سب نظام کفریہ ہیں :

نبی ﷺ کے آنے کے بعد کسی نظام کو روشنی کا مینار کہنا یہ کفر ہے سوائے کتابُ اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے کوئی نظام روشنی کا مینار نہیں ہو سکتا، روشنی کا مینار ہے تو حضرت محمد ﷺ کی ذات اور کتابُ اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ روشنی کا مینار ہیں ! باقی سارے کے سارے تاریک گڑھے ہیں !

مجھے بتائیے یہ دو وکیل جو جا رہے ہیں ایک اس کے ساتھ ایک اس کے ساتھ، یہ دو مظلوم جا رہے ہیں ؟ دونوں مظلوموں کے ساتھ ہیں ؟ دونوں مظلوم نہیں ،بعض دفعہ دونوں ہی ظالم ہوتے ہیں، دونوں نے ہی ظلم کیا ہوتا ہے ایک نے اُنیس کیا ہوتا ہے ظلم، ایک نے بیس کیا ہوتا ہے ظلم، اُنیس بیس کا فرق ہوتا ہے، ہوتے دونوں ہی ظالم ہیں، اس کا داؤ چل گیا وہ مارا گیا اس کا داؤ چلا تو یہ ! ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ قاتل مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے ! صحابہؓ نے عرض کیا حضرت یہ جو قاتل ہے اس کا جہنم میں جانا تو سمجھ میں آتا ہے مقتول جہنم میں کیوں جائے گا ؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ تلوار اس نے بھی لی ہے یہ بھی قتل کے درپے تھا اس کے، گو اُس کا داؤ چل گیا اس لیے یہ مارا گیا اگر اس کا چلتا تو اُس کو مارتا لہٰذا دونوں جہنم میں جائیں گے ! دونوں اگر ظالم ہیں تو دونوں ظالموں کے ساتھ دو وکیل چل رہے ہیں تو یہ وکیل بھی ظالم ہوئے یا عادل ہوئے ؟ روشنی کا مینار ہوئے یا تاریکی کا ؟ ؟

آج قرآن کی بے حرمتی کی ہے آج دین کی بے حرمتی کی اس لیے کہ کفر کے نظام کو ہم نے آپ نے سینے سے لگا رکھا ہے ! جتنے بڑے وکیل ہوتے ہیں یہ ڈگری لینے کے لیے کہاں جاتے ہیں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ یا جامعہ مدنیہ جدید میں آتے ہیں یا دارالعلوم دیوبند میں جاتے ہیں ؟ ؟ کہاں جاتے ہیں ؟ انگلینڈ ! اور اس گندی تعلیم کو کہتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے گئے ہیں ! یہ ذہن کی پستی اور غلامی ہے کہ ادنیٰ تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کہتے ہیں ! گھٹیا تعلیم کو اعلیٰ تعلیم کہتے ہیں ! جہالت کو تعلیم کہہ رہے ہیں ! ''جہالت'' تو ''تعلیم'' ہو ہی نہیں سکتی ! جہالت تو جہالت ہے وہ جہالت کو پڑھنے پڑھانے جاتے ہیں یہاں کا جتنا بڑا وکیل ہے ڈگریاں کہاں کی لاتا ہے، وہاں کی ! اور جج بھی وہی بڑا ہوتا ہے جس کے پاس وہاں کی ڈگریاں ہوں ! عہدوں کے نام بھی وہی ہیں جو انہوں نے رکھے ہوئے ہیں، انگریز کا جب یہاں قبضہ تھا ہندوستان پر تو ''جج'' تو انگریزی لفظ ہے ورنہ اصل تو ''قاضی'' ہے ! چیف جسٹس کو قاضی القضاۃ کہتے تھے ! اب بھی ہمارے پڑوس افغانستان میں قاضی ہیں، سعودی عرب میں قاضی کہتے ہیں، جج وج نہیں کہتے ! ہم غلام بنے ہوئے ہیں تو جج کہتے ہیں

چیف جسٹس کہتے ہیں، سپر یٹنڈنٹ بھی انگریز ہوتا تھا، ایس پی بھی انگریز ہوتا تھا، ڈی ایس پی بھی انگریز ہوتا تھا، سب کے سب انگریز ہوتے تھے، کمشنر، ڈپٹی کمشنر، وائسرائے، گورنر سب انگریز ہوتے تھے وہ دفع ہوگئے، ان کی اولادیں آگئیں آج وہی نام اسی طرح چل رہے ہیں پورا نظام اسی طرح چل رہا ہے یہ وجہ ہے ہماری پستی اور ذلت کی ! ابھی ایک واقعہ نہیں ہے ابھی دسیوں ہوسکتے ہیں اللہ تعالیٰ بچائے اس چیز سے !

حل اور علاج :

جب تک عالمِ اسلام متفق اور متحد نہیں ہوگا اور جہاد کا اعلان نہیں کرے گا یہ کفر صحیح نہیں ہوگا، لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانیں گے جنہوں نے نبی ﷺ کی بات نہیں مانی وہ میری اور آپ کی بات کیسے مان سکتے ہیں ؟ ان کے خلاف نبی ﷺ کو تلوار ہی نکالنی پڑی وہ میرے اور آپ کے تلوار نکالے بغیر کیسے ٹھیک ہوسکتے ہیں ؟ وہ تو ہیں ہی لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مان سکتے ! تو ہر طرف تاریکی ہے ! اس وقت بہت زیادہ ضرورت ہے کہ آنکھیں کھولیں استغفار کریں ! !

احمد علی گُرد میرے مسلمان بھائی ہیں میں ان کا بھی بھلا چاہتا ہوں ! اور وکیلوں کا بھی بھلا چاہتا ہوں کہ توبہ کریں استغفار کریں ! وکیل بننا چھوڑ دیں، یہ حلال کی کمائی نہیں ہے !

حضرتؒ کی نصیحت :

حضرت والد صاحبؒ کے پاس اگر کوئی وکیل ان کا جاننے والا آتا تو وہ ان کو نصیحت فرماتے تھے کہ یا تو وکالت چھوڑ دو کیونکہ ساری کمائی حرام کی ہے، اگر کرنی ہی ہے تو کیس لینے سے پہلے تحقیق کر لینا کہ کون ظالم ہے کون مظلوم ہے ؟ مظلوم کا کیس لینا ظالم کا کبھی مت لینا، ورنہ قیامت کے دن ظالم کے ساتھ تم بھی اُٹھائے جاؤ گے، تم ظالم کے ساتھ ظالم کے مددگار و معاون شمار ہوگے ! اس لیے مظلوم کا کیس لینا، لیکن مظلوم کا کیس لے کر جو جیب بھر رہا ہے یہ بھی حرام ہے ! اگر مظلوم کے ساتھ چل رہا ہے تو پھر اُتنی لے فیس جتنی بنتی ہے، یہ نہ سوچے کہ جتنا زیادہ پھنسا ہوا ہے مصیبت میں اُتنی زیادہ فیس

کردوں ! کیونکہ وہ مجبور ہوتا ہے پھر وہ فیس دس کے بجائے بیس لاکھ بھی دیتا ہے، بیس کے بجائے تیس لاکھ بھی دیتا ہے ! لٰہذا خدا سے ڈرے کیونکہ اللہ کا پنجہ اتنا سخت ہے کہ وہ وکیل پر بھی پڑ جاتا ہے آپ کئی کیسوں میں دیکھیں وکیل پھنسے ہوئے کچہریوں میں پھر رہے ہیں اور اسی قانون اسی ظالم قانون کے ہاتھوں جس کو انہوں نے سینے سے لگا رکھا ہے جسے ''روشنی کا مینار'' کہتے ہیں یہی روشنی کا مینار انہیں تازیانے مارتا ہے، جج بھی آ جاتے ہیں لپیٹ میں اور آئے ہوئے بھی ہیں !

تو ہماری اور آپ کی جو نجات ہے اور عزت ہے وہ کس چیز میں ہے ؟ وہ اسلامی قانون کے آنے میں ہے کہ پاکستان میں فوری طور پر اسلامی قانون آنا چاہیے ! آپ اس سے متفق ہیں یا نہیں ہیں کہ پاکستان میں اسلام کا قانون آئے اور یہ کفر کا نظام پاکستان سے بیک وقت ختم کر دیا جائے اس سے متفق ہیں بحیثیتِ مسلمان کے یا نہیں ؟ (پورے مجمع کی طرف سے کھڑے ہو کر پُر زور تائید) ! !

اللہ تعالیٰ حالات بہتر کرے اور مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد عطا فرمائے !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اگست ۲۰۲۳ء)

اجتماعی مقاصد کو پیشِ نظر رکھیں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۸ صفر ۱۴۴۶ھ/ ۲۶ اگست ۲۰۲۴ء کو امیر پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جمعیۃ علماء اسلام اقبال ٹاؤن کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی غرض سے تشریف لے گئے اور مختصر بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْدُ !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ﴾ (سورة اٰلِ عمران : ۱۰۳)

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو اور اس ارشاد کے فوراً بعد فرمایا ﴿ وَلَا تَفَرَّقُوْا ﴾ اور دیکھو تفرقے میں نہ پڑنا !

تفرقہ ایسی چیز ہے یہ بہت بڑی قوتوں کو بھی تباہ و برباد کر دیتی ہے اور اگر آپس کا اتفاق ہو جائے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے تو یہی جماعت اپنے مدمقابل جو مخالف جماعت ہوگی اس کو تباہ و برباد کر دے گی اتحاد و اتفاق کی برکت سے !

اس وقت پوری دنیا کے جو عالمی حالات چل رہے ہیں وہ عالمِ اسلام کے لیے بہت پُر پیچ ہیں صرف پاکستان میں نہیں عربستان میں افریقہ میں اور وسطی ایشیاء میں بھی مسلمانوں کے حالات بہت خراب چل رہے ہیں اور مسلمانوں کے دشمن یہود اور نصاریٰ اور ہنود وہ اپنی سازشوں کو کامیاب ہوتا

دیکھ رہے ہیں ! لیکن اگر ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوط تھاما، آپس کا اتفاق اور اتحاد پیدا کیا اور انتشار سے بچے رہے اور اپنی ذاتی خواہشات کو پس پشت ڈال کر اجتماعی مقاصد اور مفاد کو پیشِ نظر رکھا ! تو پھر ان شاء اللہ ہماری کامیابی میں کوئی چیز رُکاوٹ نہیں بن سکتی !

آج ختمِ نبوت کے نام پر جو اجتماع ہوا اس میں آپ اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کریں کہ ہم آپس میں کسی بھی قسم کا ذاتی اختلاف اگر ہے بھی تو اجتماع کے کام میں اس کو نہیں آنے دیں گے، یہ آپ اللہ سے عہد کیجئے اللہ میاں سے معاملہ درست کیجیے، جب اللہ سے معاملہ درست ہوگا تو ایسی مدد آئے گی جو گمان میں بھی نہیں ہوگی ! لیکن اگر ہمارا معاملہ اللہ سے درست نہیں ہے خدانخواستہ تو چاہے ہمارے پاس بہت سے ذرائع اور وسائل کیوں نہ ہوں سب کے سب ناکام ہو جائیں گے کیونکہ جب تک اللہ کی تائید اور نصرت نہیں ہوگی کامیابی نہیں ہوگی ! اس وقت ہم لوگوں میں یہ کمی ہے بہت بڑی کمی ہے اور ہمیں اپنے کو جانچنا ہے دوسرے کی طرف نہیں دیکھنا کہ دوسرے میں کیا خامی ہے، یہ دیکھیں کہ ہم میں کیا خامی ہے ؟ جب ہمیں یہ دیکھنے کی عادت پڑے گی، ہم خود اِحتسابی کا عمل اپنے اوپر جاری کریں گے تو پھر کامیابی میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہوگی ! !

خود اِحتسابی کیسے کریں ؟

خود اِحتسابی کا مطلب یہ ہے کہ روزانہ پانچ سات منٹ کے لیے ہر آدمی اپنا محاسبہ کرے ! اور اپنے آپ سے یہ کہے کہ تو سب سے بڑا مجرم ہے ! آپ اپنے گریبان میں جھانکیں صرف اپنی خامیوں کو یاد کریں ان پر روئیں رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل بنائیں اور پھر عہد کریں اور اللہ سے مدد مانگیں کہ اے اللہ جو دن بھر میں میرے اندر یہ عیوب رہے اور خامیاں رہیں یہ جو دل کے اندر چیزیں ہیں میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں تو مجھے معاف کر دے تو میری مدد فرما تو میری اصلاح کر، اور ان خامیوں سے مجھے پاک کر ! اور جتنے بھی میرے ساتھی ہیں ان میں بھی جو ظاہری اور باطنی کوتاہی ہے

اس کو بھی ختم فرما اور ہمیں آپس میں شیر وشکر کردے ! اس عمل کو اگر آپ کریں گے تو اس کے اثرات بہت زبردست آپ خود محسوس کریں گے اور پوری دنیا میں اس کا اثر ظاہر ہوگا ان شاء اللّٰہ !

بڑی قوت ؟

باہمی قوت اور اللہ سے تعلق بس یہ سب سے بڑی قوت ہے ہماری کہ تعلق مع اللہ قائم ہو جائے اور جو کام ہو اللہ کے لیے ہو، آگے بڑھیں تو اللہ کے لیے اور پیچھے ہٹیں تو بھی اللہ کے لیے ! جب یہ چیز ہوگی آگے بڑھنا بھی اللہ کے لیے ہوگا اور پیچھے ہٹنا اور دستبردار ہونا بھی اللہ کے لیے ہوگا کسی کو آگے بڑھانا بھی اللہ کے لیے ہوگا اور کسی کو پیچھے ہٹانا بھی اللہ ہی کے لیے ہوگا اپنی ذاتی خواہش اور ہوس کو دخل نہیں ہوگا تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور کوئی طاقت ہمیں شکست نہیں دے سکے گی ان شاء اللّٰہ العزیز

عہد :

لٰہذا آج آپ عہد کیجیے میں بھی عہد کروں گا آپ بھی عہد کیجیے اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ جو ہماری کوتاہیاں اور خامیاں ہیں انہیں معاف کردے اور ہمارا جو باطن ہے وہ دھودے اسے صاف ستھرا کردے اور ہمارا ظاہر بھی اس کی برکت سے صاف ستھرا ہو جائے تو ان شاء اللّٰہ العزیز ہم منزل کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا شرمندگی اور رسوائی سے بچائے گا ! !

یہی بس آپ سے بھی درخواست ہے یہی نصیحت اپنے لیے بھی ہے اور آپ کے لیے بھی ہے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہم میں اتفاق اور اتحاد پیدا فرمائے اور شر اور فتنوں سے حفاظت فرمائے اور جو باطل قوتیں ہیں اللہ ان کو تباہ و برباد فرمائے، ناکام اور نامراد فرمائے !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اکتوبر ۲۰۲۳)

القدس اور فلسطین کس کا ہے ؟

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۶ ربیع الاوّل ۱۴۴۵ھ/۱۳ اکتوبر ۲۰۲۳ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے مسجد حامد میں جمعہ کا بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آپ حضرات کے علم میں ہے کہ اِس وقت فلسطین میں مسلمانوں پر بہت زیادہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور آج سے نہیں اس عمل کو تقریباً سو سال ہونے والے ہیں جبکہ یہ سارا خطہ فلسطین اور بیت المقدس کا ہمیشہ سے اور ہر اعتبار سے مسلمانوں کا خطہ ہے اور بلاشرکتِ غیر اُن کا حق ہے، تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے بھی اور جو عالمی قوانین ہیں ان کے اعتبار سے بھی اور دینی اور مذہبی اعتبار سے بھی یہ صرف اور صرف مسلمانوں کا ہے ! جس طرح مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ مسلمانوں کا ہے اسی طرح یہ بھی مسلمانوں کا ہے ! لیکن مسلمانوں کی دین سے دوری اور اپنی تاریخ سے ناواقفیت نے مسلمانوں کے لیے بہت سی مشکلات اور مسائل پیدا کر دیے ہیں اس معاملہ کا حل ہونا اتنا مشکل نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کی دین سے بے تعلقی کی وجہ سے یہ مشکل ہوگیا ! عیسائیوں کا اور یہودیوں کا نشرواشاعت کے ذرائع پر قابو ہے ان کا غلبہ تسلط ہے ان کا کنٹرول ہے اس میں وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر دیتے ہیں اور ساری حقیقت گڈمڈ کر دیتے ہیں اور جو مسلمان دین سے دور ہیں وہ پھر اسی میں بہہ پڑتے ہیں، بعض کہتے ہیں صحیح ہیں بعض کہتے ہیں غلط ہیں ! مطلب یہ کہ ان میں مضبوطی اور پختگی ختم ہوگئی یا تو ان کے پیچھے چلنے لگ گئے ہیں ! یا پھر کھڑے ہیں کہ کریں تو کیا کریں ؟

علم اور علماء بیزار طبقہ :

علماء کی بات تو سنتے نہیں ہیں ، منبر سے تعلق کم سے کم کرلیا ! پروفیسر، کالج ، یونیورسٹی سے خود کو جوڑ لیا، ان میں ان ہی کے آلہ کار تمہارے استاد ہیں ! جو پروفیسر ہے وہ بھی ان ہی کا شاگرد ! جو پروفیسرنی ہے وہ بھی ان ہی کی شاگرد ! جو استانی ہے جو استاد ہے وہ ان ہی کے شاگرد اور وہی زہر آپ کے ذہنوں میں گھول دیتے ہیں ! !

اور آپ مسجد اور منبر سے نہیں جڑتے جو اصل درس گاہ ہے آپ کی ! جو اصل مدرسہ ہے آپ کا ! اسی کا وبال ہے یہ کہ آج ہم ذلت اور رسوائی سے دوچار ہیں ! ؟ ہمارے پاس اس وقت بیان کرنے کا وقت تھوڑا ہوتا ہے میں مختصر آپ کو حقائق بتاؤں گا !

یہ سارا خطہ شام کا اور فلسطین کا اسلام کے آنے سے پہلے عیسائیوں کے قبضے میں تھا، عیسائیوں کے زیرِ تسلط تھا ! جب اسلام آیا اور نبی علیہ السلام تشریف لائے تو (اس وقت) دو سپر طاقتیں تھیں دنیا میں ! ایک کو کہا جاتا تھا رُوم یہ عیسائیوں کا ملک تھا ان کا بادشاہ ''ہرقل'' تھا، بہت بڑی طاقت تھی، یورپ پر ان کا قبضہ تھا اور مصر شام وغیرہ سب ان کے پاس تھے ! !

اور یہ جو اِیران ہے یہ فَارْس جسے کہتے ہیں [1] اس کا بادشاہ کسریٰ تھا دوسری سپر طاقت یہ تھی ! ! ان میں آپس میں لڑائی جھگڑے چلتے تھے جیسے سپر طاقتیں لڑتی رہتی ہیں، مسلمان اور عربوں کی کوئی بڑی سیاسی قوت نہیں تھی بس ایک چھوٹی سی جگہ تک محدود تھے باقی اصل میں ان کی چلتی تھی ! یمن کا خطہ ان ایرانیوں کے زیرِ تسلط تھا ! !

پہلا بڑا معرکہ :

جب اسلام آیا تو مسلمانوں سے رُوم کے عیسائیوں نے چھیڑ چھاڑ کی ! انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ نبی علیہ السلام کی قیادت میں جو ایک سیاسی ، مذہبی اور دینی انقلاب آرہا ہے یہ کہیں ہمارے لیے

---

[1] ''ر'' کے سکون کے ساتھ یہ ایران کا پرانا نام ہے ۱۱ر مارچ ۱۹۳۵ء کو بدل کر ''ایران'' کر دیا گیا۔

مسائل پیدا نہ کردے تو انہوں نے سوچا کہ ان کو ابھی کچل دیں چنانچہ خود بنفس نفیس رسول اللہ ﷺ اپنی قیادت میں لشکر لے کر شام کی طرف گئے اور غزوۂ تبوک واقع ہوا آپ کی وفات سے ایک دو سال پہلے ! اور ان کے مقابلہ کے لیے خود (بجسدِ خبیث) رُومیوں کا بادشاہ سپر طاقت کا بادشاہ ان کے مقابلے میں آیا لیکن اللہ نے ان پر ایسی دہشت طاری کی کہ وہ مقابلے پر نہیں آسکے اور مسلمان سرخرو ہو کر واپس لوٹے !

پھر نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے پھر بھی چلتے رہے ان سے سیاسی اور جہادی معاملات ! آپ کا دورِ خلافت پونے دو سال رہا صرف ! ! اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے جہاد بڑے پیانے پر شروع ہو گیا اسلام بہت بڑی سیاسی قوت بن چکا تھا فوجی قوت بھی بن گیا لیکن ان کے مقابلے کے اب بھی نہیں تھے، ان کے مقابلے میں قوت بہت تھوڑی تھی لیکن ایمان تھا الحمدللہ ایمان اور اللہ کی مدد اور نصرت ! !

سن ۱۶ ہجری، فلسطین و شام کی فتح :

نبی علیہ السلام کو ہجرت کیے ہوئے صرف پندرہ سولہ سال ہوئے تھے اس عرصہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور تھا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ کی قیادت میں جہاد ہوا اور انہوں نے سارا خطہ فتح کر لیا پورا بیت المقدس اور فلسطین یہ سب ان رُومیوں سے چھین لیا اور انہیں پسپا کر کے شکستِ فاش دی، پوری سپر طاقت سرنگوں ہوگئی اسلام کے آگے ! پاؤں تلے روند دیا اسلام نے سپر طاقت کو ! عیسوی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ چھ سو چھتیس سن عیسوی (۶۳۶ء) تھا ! اس کے بعد چار سو سال مسلسل یہ خطہ مسلمانوں کے قبضے میں رہا، یعنی چار صدیاں !

مسلمانوں کی پسپائی :

پھر ایسا ہوا کہ ۴۹۲ ہجری میں یعنی ایک ہزار ننانوے عیسوی (۱۰۹۹ء) میں عیسائیوں نے پھر اس پر قبضہ کر لیا ! صرف اٹھاسی (۸۸) سال عیسائی اس پر قابض رہے !

صلاح الدین ایوبیؒ، قبضہ واپس :

اٹھاسی سال کے بعد پانچ سو تراسی (۵۸۳) ہجری میں جو گیارہ سو ستاسی (۱۱۸۷ء) عیسوی

بنتا ہے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے بہت بڑے جرنیل تھے اللہ نے ان کو ہمت دی انہوں نے حملہ کیا اور حملہ کر کے ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کو عیسائیوں سے آزاد کرا دیا ! اس کے بعد پورے آٹھ سو سال مسلمان اس پر قابض رہے ! چار سو سال پہلے والے اور آٹھ سو سال آخر والے، کُل بارہ سو سال مسلمان بلا شرکتِ غیر اس پر قابض رہے ! !

نبی علیہ السلام کے دور سے لے کر اب تک کا دور ساڑھے چودہ سو سال ہے اس ساڑھے چودہ سو سال کے عرصہ میں مسلمانوں کا اقتدار بارہ سو سال رہا اور عیسائیوں کا اقتدار صرف اٹھاسی سال ! تو اس پر صرف اور صرف مسلمانوں کا حق ہے ! !

زوال :

پھر آج سے سو سال پہلے مسلمانوں ہی کی اپنی بد قسمتی اپنے جھگڑوں اپنی لڑائیوں اپنے اندر منافقین اور بغاوتوں کی وجہ سے مسلمانوں کی خلافت ختم ہوگئی اور عیسائیوں کو موقع مل گیا، برطانیہ کے جرنل ایڈمن نے ۱۹۲۴ء میں پھر برطانیہ کی قیادت میں اس پر حملہ کیا اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا !

یہودی صفر :

اس سارے قصے میں یہودیوں کا تو کوئی کردار نہیں ہے اس وقت بھی دنیا کی آبادی دس ارب سے اوپر ہے جبکہ ساری دنیا میں یہودی مشکل سے ایک کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ بنتے ہیں ! ! ان ایک کروڑ یا ڈیڑھ کروڑ یہودیوں کو نمٹنے کے لیے اگر امریکہ، برطانیہ اور منافق مسلم حکمران راستے سے ہٹ جائیں اور آزاد چھوڑ دیں تو میں رسوخ سے کہتا ہوں کہ صرف یہ رائیونڈ اور پاجیاں کے جوان کافی ہیں پورا اسرائیل فتح کرنے کے لیے ان شاء اللہ ! ! باقی کسی ملک کی ضرورت نہیں ہے، ہاتھوں میں صرف بندوقیں دے دو، دستی بم دے دو اور خنجر ایک ایک دے دو پھر ایمان کی قوت سے پوری بزدل اسرائیل فوج کو شکست دیں گے ان شاء اللہ ! !

یہودی یہاں کیسے آئے ؟

اب سو سال پہلے سے برطانیہ کا ناجائز قبضہ آج تک چل رہا ہے اس پر ! یہودیوں کو انہوں نے دنیا سے اکٹھے کر کے یہاں آباد کیا اس لیے کہ یہودی اتنے گندے اور شرارتی ہیں کہ فرانس جیسے گندوں نے انہیں اپنے ہاں آباد کرنے سے انکار کیا، امریکہ جیسے گندوں نے اپنے ہاں آباد کرنے سے انکار کیا، خود برطانیہ جیسے گندے نے اپنے ہاں آباد کرنے سے انکار کیا، جرمنی نے انکار کیا، بیلجیم نے انکار کیا، پورا یورپ ان کو پسند نہیں کرتا، روس نے نفرت کی اس نے انکار کر دیا کیونکہ سب جانتے تھے کہ جس نے انہیں رکھا یہ اسی کو ڈستے ہیں ان کی فطرت ہے لہٰذا ہم ان کو اپنے ملکوں میں نہیں رکھیں گے ! !

یہاں کیوں آباد کیا گیا ؟

برطانیہ نے یہ سوچ کر کہ یہ جگہ ہم نے قبضہ میں لی ہے ہماری تو ہے بھی نہیں مسلمانوں کی ہے تو یہ مسلمانوں کے لیے دردِ سر بنے رہیں تو ہمارا فائدہ ہے ! انہوں نے انہیں یہاں لا کر جمع کیا، آج امریکہ اور برطانیہ کی چھتری کے نیچے یہ غنڈے بدمعاش رہ رہے ہیں اور بدمعاشی دنیا میں کر رہے ہیں ! یہ تاریخی حقائق آپ کو بتا رہا ہوں میں، یہ یہودی تو بغل بچہ ہے امریکہ اور برطانیہ کا، اس کی اپنی کوئی اوقات ہی نہیں ہے ! آج یہ اپنی چھتری ہٹا دیں تو یہ پاجیاں اور رائیونڈ کے نوجوان اسے ختم کر دیں گے !

مسلمان حکمران :

مسلمانوں کے اکثر حکمران سب بزدل اور منافق ہو چکے ہیں، اندر سے ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اس لیے اسرائیل آج مسئلہ بنا ہوا ہے ورنہ ہمارے اور آپ کے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے تو یہ اوّل بھی ہمارا تھا بیت المقدس آخر بھی ہمارا ہے، بیچ میں بھی یہ ہمارا تھا جیسے حرمین شریفین ہمارے لیے مقدس ہیں اور ہمارے ہیں ایسے ہی بیت المقدس بھی ہمارا ہے ! نہ عیسائیوں کا ہے نہ یہودیوں کا !

یومِ طوفانِ اقصیٰ :

اب آج جمعیۃ علماء اسلام نے مطالبہ کیا ہے کہ جمعہ کے دن یومِ قدس یومِ طوفانِ اقصیٰ منانا چاہیے

اور حماس کی تائید کرنی چاہیے اور اس جہاد کی مدد اور تائید جس طرح بھی ممکن ہو وہ کرنی چاہیے، پیسے سے ہو، جان سے ہو، مال سے ہو، دعاؤں سے ہو، اس کی مدد کرنی چاہیے آپ اس کے لیے تیار ہیں یا نہیں ؟

اعلانِ جہاد :

ہماری حکومت کو چاہیے کہ اس کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جہاد کرے، آپ اس کی تائید کرتے ہیں ؟ سعودی عرب جہاد نہیں کرتا اس کو چھوڑ دیں، دبئی مسقط نہیں کرتے، امارات نہیں کرتے بس انہیں اتنا کہیں کہ بس ہمیں راستہ دو، ہمارے ہاں سے جوان جائیں گے اور بیت المقدس فتح کر کے دکھائیں گے ان شاء اللہ ! !

آج کا یہ دن جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے اسرائیلی جارحیت کے خلاف ''طوفانِ اقصیٰ'' کی حمایت کے طور پر منایا جا رہا ہے، آپ بتلائیے پیپلز پارٹی نے مطالبہ کیا یومِ قدس منانے کا ؟ نہیں ! مسلم لیگ نے مطالبہ کیا ؟ نہیں ! پی ٹی آئی نے کیا ؟ نہیں ! ایم کیو ایم نے کیا ؟ نہیں ! تو آپ کہاں پھر رہے ہیں ؟ ؟ اس مجمع میں میرے کئی بھائی ایسے بھی ہوں گے جو اور جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں مگر میری بات پر ہاتھ اُٹھا رہے ہیں ! ! ؟ اگر ان پارٹیوں میں سے کسی نے کہا کہ بیت المقدس کا ساتھ نہیں دینا تو کیا اس وقت بھی ہاتھ اُٹھائیں گے ؟ یہ سب پارٹیاں ہمیں کفر اور گمراہی کی طرف لے کر جا رہی ہیں، یہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہیں ! ! !

یہودی عورتیں اور بچے :

اسلام میں یہ اصول ہے کہ عورتوں اور بچوں کو نہیں مارا جائے گا لیکن اس عورت کو جو لڑائی میں شریک ہو یا ان کی سیاسی قیادت کر رہی ہو سیاسی ماہر ہو معاملات سمجھتی ہو، وہ بچہ جو لڑائی میں شریک ہو رہا ہے ان کے ساتھ، درخت پر اس کو باندھ دیا اور وہ بندوق لے کر مار رہا ہے، اسے فوجی سمجھا جائے گا یا عام شہری سمجھا جائے گا ؟ ظاہر ہے انہیں فوجی سمجھا جائے گا ! انہیں گرفتار کیا جائے گا قتل کرنا پڑے تو قتل کیا جائے گا جو بھی شکل ہو گی ان کے شر سے بچنے کے لیے وہ اختیار کی جائے گی !

اسرائیلی یہودی عام شہری نہیں :

آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ اسرائیل کا قانون ہے کہ ہر بچہ اور بچی فوجی تربیت لے گا اور لیتا ہے اور لے رہا ہے ! وہ ہر ایک کو فوجی تربیت دے رہے ہیں، جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو پھر ان پر لازم ہوتا ہے کہ ڈیڑھ دو سال فوج کے ساتھ خدمات انجام دیں یہ ہر شہری پر لازم ہے ! اس کا مطلب ہے کہ اسرائیل کا ہر شہری چاہے عورت ہو یا مرد وہ فوجی ہے وہ عام شہری نہیں ہے !

مشورہ :

اس لیے میں یہ مشورہ دیتا ہوں فلسطینیوں کو یہ جو تم نے اعلان کیا ہے کہ عورت اور بچوں کو نہیں ماریں گے یہ تمہارا اعلان غلط ہے فقہی اصول اور اسلام کے مارشل قوانین سے ہٹ کر ہے، اس پر نظر ثانی کریں اور علماء سے رائے لیں جو بڑے بڑے مفتیانِ کرام ہیں ان سے رائے لیں، ان کا فتویٰ اگر آئے تو پھر ٹھیک ہے پھر ہم بھی فتوے کے تابع ہیں ! ورنہ جو میں عرض کر رہا ہوں پھر اس کے مطابق عورت مرد سب کو نشانہ بنانا چاہیے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے، صرف وہ عورت مرد اور بچے جو ہاتھ کھڑے کر دیں اور اعلان کر دیں کہ میں لڑائی میں شریک نہیں ہوں اسے گرفتار کر لو، اسے مارنا پھر ٹھیک نہیں ہے، یہ اسلام کا قانون ہے ! !

اپنی شناخت کا واحد راستہ :

بہرحال حالات انتہائی خطرناک ہو رہے ہیں، آگے کو اور خطرناک ہوں گے ! اگر آپ نے بزدلی دکھائی تو پھر آپ کا نام و نشان کائنات سے مٹ جائے گا ! اگر اپنی شناخت باقی رکھنی چاہتے ہو تو مذہب سے جوڑ لو دین سے جوڑ لو اپنے کو، پیپلز پارٹی کو چھوڑ دو، مسلم لیگ کو چھوڑ دو، میری بھی دوستیاں ہیں پیپلز پارٹی والوں سے مسلم لیگ والوں سے یہ ایم کیو ایم والے بھی اور یہ پی ٹی آئی والے بھی سب دوست لیکن میں میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اپنے دین ،ایمان اور آخرت کو بچاؤ انہیں چھوڑو، جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہو جاؤ ! ! آج جمعیت علماء اسلام کا جو القدس کے بارے میں اعلان ہے

آپ سب جب اس کی تائید کرتے ہیں تو اس جماعت کا ساتھ کیوں نہیں دیتے ہر چیز میں ؟ آج سے عہد کرو سوچو ! ؟ برادریوں کے پیچھے مت چلو کہ میری برادری کس کو ووٹ ڈال رہی ہے، یہ پنجاب کے برادری سسٹم نے ہمیں جہنم کے راستے پر ڈال دیا ہے ! اس کو چھوڑ دو ! آخرت میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، سب دھرا رہ جائے گا، آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنی برادری کا رُخ بھی موڑ کر انہیں ادھر لائیں گے کہ تم سب ادھر آؤ جمعیت میں ! !

قنوتِ نازلہ :

قنوتِ نازلہ ایک دعا ہے جب ایسی مصیبت آئے جس میں دشمن کی طرف سے خطرہ ہو وہ پڑھنے کا معمول بنائیں وہ خانقاہ نے طبع کرائی ہے دفتر سے لے سکتے ہیں اس کا ورقہ، اس کو لے جا کر اگر مسجد میں امام صاحب نماز میں پڑھیں تو سب سے اچھی بات ہے ورنہ ہر نماز کے بعد گھر میں عورتیں مرد ایک مرتبہ اسے پڑھ لیں اور ہر نماز نہیں تو کسی ایک نماز کے بعد گھر میں اسے ضرور پڑھیں روزانہ ! یہ معمول آج سے شروع کریں، خانقاہ حامدیہ کی طرف سے وہ چھاپا گیا ہے !

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ہماری آپ کی سب کی مدد فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد عطا فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ دسمبر ۲۰۲۳ء)

کیا مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے ؟

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

مؤرخہ ۶ / ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ / ۲۲ / اکتوبر ۲۰۲۳ء کو خانقاہِ حامدیہ میں پیر کی شب ہفتہ وار مجلسِ ذکر کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حدیث شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل ہوتی ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تمہیں اَمر بالمعروف کرنا ہی ہوگا اور منکر سے روکنا ہی ہوگا، ہر حال میں روکنا ہی ہوگا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے ! تاکید کا صیغہ استعمال کیا رسول اللہ ﷺ نے، ورنہ اللہ کی جانب سے تم پر تیزی سے عذاب آئے گا اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ جب عذاب آتا ہے تکلیف ہوتی ہے پریشانی ہوتی ہے تو پھر آدمی اللہ کو یاد کرنے لگ جاتا ہے غافل کو بھی ہوش آجاتی ہے آہ وزاری کرتا ہے معافی مانگتا ہے توبہ استغفار شروع کر دیتا ہے میری توبہ مجھ سے غلطی ہوئی یہ ہوا وہ ہوا فرمایا ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ جب عذاب آئے گا تو تم اس کو پکارنا شروع کرو گے ارشاد فرمایا وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ [۱] تمہاری کوئی دعا قبول نہیں کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا دروازہ بند کر دیتے ہیں ! یہ اتنا بڑا گناہ ہے !

تو یہ جو دور چل رہا ہے اس میں برائیاں بہت ہوگئیں اور اَمر بالمعروف کرنے والے کم ہوگئے

[۱] مشکوۃ المصابیح کتاب الاداب باب الامر بالمعروف رقم الحدیث ۵۱۴۰

ہلکی ہلکی چیز کا تو اَمر بالمعروف کر دیتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج کرو، زکوٰۃ ادا کرو لیکن ذرا بھاری چیز ہو تو اَمر بالمعروف نہیں کرتے، دوکاندار تاجر سے یہ نہیں کہیں گے کہ تجارت صحیح کرو ! وہاں مصلحتیں آجاتی ہیں آڑے ! سیاستدانوں سے نہیں کہیں گے کہ سیاست صحیح کرو، ججوں اور قاضیوں سے نہیں کہیں گے کہ فیصلے صحیح کرو، عدل کرو عدل سے کام لو، مجھے آپ کو کہہ دیں گے اگر ہم مان لیں گے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں مانیں گے تو کوئی نقصان تو نہیں کر سکتے ان کا ! تو ہمیں اَمر بالمعروف کر دیں گے لیکن انہیں کرنے میں ڈریں گے کہ پتہ نہیں اسے بری نہ لگ جائے یہ چندہ ہی بند نہ کر دے، یہ جج جو ہیں یہ بگڑ نہ جائیں، یہ سیاستدان نہ بگڑ جائیں، یہ خیالات آتے ہیں ! !

اسی طرح برائی سے روکنا یہ اَمر بالمعروف سے بھی زیادہ مشکل کام ہے ! سود کھا رہے ہو، بھائی سود مت کھاؤ گناہ ہے ! بری لگے گی اُسے خدا کا خوف ہوا اُسے حق کی طلب ہے سن لے گا، مانے گا، سوچے گا، ورنہ نہیں، ملنا چھوڑ دے گا، بات کرنی چھوڑ دے گا، آپ کا فون بھی نہیں سنے گا اور اگر اسے نقصان پہنچانے پر قدرت ہوگی تو آپ کے مفادات پر چوٹ بھی مار دے گا ! !

تو جہاد کرو یہ اَمر بھی جرم بن گیا ! کشمیر میں جہاد کرو، ہندوستان کے خلاف جہاد کرو، فلسطین میں کرو، بیت المقدس کے لیے کرو، شام میں کرو، تو یہاں اگر ہم شام میں جہاد کرنے کا کہہ دیں گے تو اتنا شور نہیں ہوگا لیکن شام میں اگر یہ کہہ دیں گے تو بس شامت آگئی، فلسطین میں کہیں گے جہاد کرو تو قوتیں فوراً دبوچ لیں گی !

لیکن جہاد بعض جگہ تو فرضِ کفایہ ہے کم درجہ کا ہوتا ہے بعض جگہ فرضِ عین ہو جاتا ہے جب فرضِ عین ہے تو پھر تو ضروری ہے کوئی قوت اٹھے اور جہاد میں شریک ہو ان مظلوموں کی مدد کرے ظالموں کا مقابلہ کرے اور نہی عن المنکر بھی کرے کہ یہ مت کرو، تم اسرائیل کا ساتھ دے رہے ہو رک جاؤ ! او حکمرانوں منافقت سے باز آجاؤ ! تو ان کو روکنا فرض ہے ضروری ہے ! !

سچے جذبات :

اب لوگ پوچھتے ہیں پریشان ہیں نوجوان ہیں ان کی سنتے ہیں میڈیا پر بڑے بڑے ایمانی جذبات

قابلِ رشک ہیں جیسے وہ تڑپ رہے ہیں کہ ہمیں پر لگ جائیں ہم پہنچ جائیں قربان ہوجائیں وہاں، ہم جانا ہی مرنے کے لیے چاہتے ہیں، ایسے لوگ دنیا میں ہر جگہ ہیں یہاں پاکستان میں بھی ہیں، ہندوستان میں بھی ہیں، بنگلہ دیش میں بھی ہیں، عرب ملکوں میں بھی ہیں !

منافق حکومتیں :

مگر اُن کی منافق حکومتوں نے انہیں کسا ہوا ہے ! بس یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اس وقت جتنے حکمران ہیں عالمِ اسلام کے سب کے سب پکے منافق ہیں اور ایسے منافق ہیں کہ کفر کا ساتھ دے رہے ہیں ! کفر کے خلاف اٹھنے والوں کو روک رہے ہیں ! انہیں ملنے نہیں دیتے زیادہ حرکت کریں گے تو ان کو جیل میں ڈال دیں گے یا مار ہی دیں گے ! !

مجھ سے کسی نے سوال کیا کل پرسوں جذباتی باتیں ہیں اور صحیح ہیں ہمارے بھی ایسے ہی جذبات ہیں

جہاد فرض ہو چکا ہے ؟ جواب !

مجھ سے پوچھا کہ موجودہ حالات میں جہاد فرض ہوا کہ نہیں ؟

میں نے عرض کیا کہ جہاد فرض ہو چکا ہے فرضِ عین ہو گیا ہے ! جو جس سے بن سکتا ہو وہ کرے لیکن جو سب سے قریب اس جگہ کے ملک ہیں ان پر پہلے درجہ میں فرض تو ہو ہی گیا، ان کی تو سرحد مل رہی ہے، ان کی سرحد کے ساتھ ان ہی کے ہم زبان مسلمان اور ان کی آپس کی رشتے داریاں ہیں اور کفار اُن کو قتل کر رہے ہیں ! تو اُردن والوں پر فرض جس کی سرحد فلسطین کے ساتھ لگ رہی ہے مصر ہے، لبنان ہے، شام ہے، ذرا سے فاصلے پر سعودی عرب ہے اور تھوڑے زائد فاصلے پر ترکی ہے ! یہ وہ ممالک ہیں جن کی بالکل سرحد ملی ہوئی ہے اس کے قریب تر ہیں ان پر فرض ہے، یہ اٹھیں ! لیکن وہ اٹھنے نہیں دے رہے !

مجھ سے انہوں نے پوچھا وہاں کیا کیا جائے ؟

میں نے کہا اگر ان ملکوں میں کوئی ایسی طاقتور جماعت ہے جو اِن فاسق اور فاجر منافق حکمرانوں کا تختہ الٹ سکتی ہے تو تختہ الٹ دے اور خود اُس پر قابض ہو جائے اور اعلانِ جہاد کرے یہ ہے فرض ! ! ہم پاکستانیوں اور افغانوں کے لیے سب سے پہلے ایران رُکاوٹ ہے، وہ نہیں جانے دیں گے، بیچ میں

کویت ہے، دُبئی ، امارات ہیں، سعودی عرب ہے یہ ساری منافق ریاستیں کفار کا ساتھ دے رہی ہیں ! اگر لبنان میں ایسی کوئی جماعت ہے جو وہاں کی منافق حکومت کا تختہ الٹ سکتی ہے تو الٹ کر قبضہ کرے اور کام شروع کرے، مصر میں ہے تو کرے، شام میں ہے تو کرے !

تختہ کون اُلٹے ؟

لیکن ایسی تنظیم یہ کام کرے جس میں یہ طاقت ہو کہ تختہ الٹنے کے بعد حالات کو قابو رکھ سکتی ہے اگر ایسی تنظیم نہیں ہے تو محض تختہ الٹ دیا تھوڑی دیر کے لیے تو پھر کیا ہوگا ؟ آپس کی جنگ ہوگی ان کی، ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی تو پہلے تو تباہی ہے ہی اب اس سے بڑی تباہی آجائے گی ! ! جیسے لوگ بڑے جذبے اور شوق سے لیبیا کے صدر کے خلاف اٹھ گئے، قذافی کو کیا کچھ کہا، قذافی کو یہ کیا وہ کیا حتی کہ اسے مار دیا ختم ہو گیا ! لیکن بعد میں لیبیا کا کیا حشر ہوا ؟ وہ آپ کے ہمارے سب کے سامنے ہے قذافی کو مارنے میں عیسائی ملک شریک تھے، اٹلی اسپین شریک تھا فرانس شریک تھا ایران بھی شریک تھا ! ! اسے مروا دیا پھر آپس کی جنگ شروع ہو گئی وہاں ! ! !

شام میں ہم مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر دیا گیا کیونکہ امریکہ نے بھی مداخلت کی، روس نے بھی بمباری کی اور کی صرف آپ اہلِ سنت پر، امریکہ نے بھی بم گیس کے مارے اہلِ سنت پر، روس نے بھی مارے اہلِ سنت پر، ایران ساتھ ملا ہوا تھا ان کے، اب وہاں پچیس تیس لاکھ مسلمان عورتیں بچے بچارے تتر بتر ہو گئے یورپ چلے گئے اِدھر گئے اُدھر گئے ترکی گئے، اب تک کیمپوں میں پڑے ہوئے ہیں بے یار و مددگار، پہلے اپنے گھروں میں تو بیٹھے ہوئے تھے کم سے کم ! تو وہ طاقت جو تھی وہ بھی ختم ہو گئی ! یہی حال عراق اور یمن میں ہوا ! اتنا گہرا جال آپ کے گرد لگا ہوا ہے تو ایسی صورت میں ایسی تنظیم جو تختہ الٹ کر پھر حالات پر قابو پا کر آگے بڑھ سکتی ہو وہ تو کرے یہ کام، اگر نہیں بڑھ سکتی تو پھر جو حالات اب ہیں اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائیں گے ! !

فرضِ عین کا مطلب ؟

اچھا فرضِ عین کا مطلب کیا ہے ؟ نماز فرضِ عین ہے، روزہ فرضِ عین ہے، حج فرضِ عین ہے،

زکوۃ بھی فرض ہے جب شرائط پوری ہو جائیں ، لیکن اگر نماز کی شرائط نہ ہوں تو وہ بھی فرض نہیں رہتی ! بے ہوش ہو گیا نماز معاف ہو گئی ! ہوش میں آ گیا فرض ہونا شروع ہو گئی ! کتنی فرض ہے ؟ وضو ہی نہیں کر سکتا ، ڈاکٹروں نے کہا کہ پانی نہیں لگانا تو اللہ نے کہا تیمّم کر کے پڑھ لو ! بیٹھ نہیں سکتا فرمایا لیٹ کر پڑھ لو ! قوت کے کتنا قریب ہے ؟ جتنا قوت کے قریب ہے اس قدر فرضیت آ رہی ہے اب اگر کم قوت ہے تو کم درجے کی فرضیت آ رہی ہے کہ اس طرح پڑھ لو تو وہ بڑا فرض ادا ہو جائے گا اس طرح کرنے سے !

پھر ذرا اور طاقت آئی کہ بیٹھ کر پڑھ سکتا ہو لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا فرمایا بیٹھ کر پڑھ لے رکوع سجدہ اشارے سے کر لے ! توانائی طاقت آئی فرمایا اب لیٹ کر نہیں پڑھ سکتا اب بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا اب کھڑے ہو کر ہی پڑھنی ہے ! تو ایسی ہی حیثیت فلسطین کے قریب والوں کی ہے پھر بعد والوں میں پھر ان کے بعد والوں میں فرضیت کی ہے !

مثال سے وضاحت :

فرض کریں حالات خراب ہو گئے ، لڑائی ہو گئی ہندوستان سے ہندوؤں سے سکھوں سے اور ہمارے بڑے بڑے شہر خطرے میں پڑ گئے فوج بھی پریشان ، خدانخواستہ پسپا ہونے کا خطرہ ہو رہا ہے تو حکومت اعلان کرے گی کہ سب جہاد کے لیے نکلیں ! ریڈیو ٹی وی سے اعلان ہو گا آؤ فرضِ عین ہو گیا اب ہندوستان کے خلاف نکلنا عورت پر بھی فرض جیسے نماز عورت پر بھی فرض تھی مرد پر بھی فرض تھی ، روزہ عورت پر بھی فرض مرد پر بھی فرضِ عین ، تو یہ جہاد بھی فرضِ عین ہو گیا عورت پر بھی اور مرد پر بھی ! !

اچھا اعلان ہو گیا جہاد فرضِ عین ہے آپ نے گھر سے چارپائی توڑی ایک ڈنڈا اِس نے پکڑا دوسرا ڈنڈا چارپائی کا اُس نے پکڑا اور پایا اس نے پکڑا ، اس نے پکڑا ، جس کو بندوق ملی اس نے بندوق اُٹھائی جس کو غلیل ملی اس نے غلیل اٹھائی واہگہ باڈر کی طرف بھاگتے ہوئے چلے گئے ، میں بھی آپ بھی ، عورتیں بھی بچے بھی ، آدھے زخمی ہو کے گر گئے راستہ میں ، آدھے پہنچ رہے ہیں دوسرے چیخ رہے ہیں اب جب وہاں پہنچ گئے ! وہاں جو فوجی لڑ رہے ہیں وہ کہیں گے یا اللہ یہ کیا مصیبت آ گئی

ہم ان کو سنبھالیں یا دشمن سے لڑیں ؟ کیا کریں ؟ نفیر عام کا یہ مطلب نہیں کہ بس اب نکل کھڑے ہوں کہ جس طرف منہ اٹھے وہ واہگہ باڈر کی طرف جائے یا قصور کی طرف باڈر پر چلا جائے یا اِدھر چلا جائے ایسے نہیں، ایسے جائیں گے تو دشمن خوش ہوگا وہ کہے گا یہ تو معاملہ ہمارا آسان ہو گیا سارے بدھو جمع ہو گئے !

نفیرِ عام کی عملی شکل :

فرضِ عین پر عمل کا طریقہ یہ ہوگا کہ ریڈیو ٹی وی سے حکومت اعلان کرے گی کہ سب پر فرضِ عین ہو چکا ہے حکومت اپنی ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً اعلان کرے گی تو اس اس قسم کے لوگ فلاں فلاں دفتر میں پہنچ کر اپنی توانائیاں اور خدمات فوراً پیش کریں گے مثلاً حکومت سب سے پہلا اعلان کردے گی کہ جتنے ریٹائیر فوجی افسر ہیں یا پولیس افسران ہیں وہ اپنی خدمات دیں اور دفتروں میں رابطہ کر کے پہنچ جائیں !
پھر اور ضرورت پڑ گئی وہ کہے گی ڈاکٹر آجائیں فلاں فلاں جگہ دفاتر ہیں وہاں اپنے نام آکر لکھوائیں، حکومت ان کو لے لے گی، اب ڈاکٹروں کو کہاں لگائے گی ؟ ڈاکٹری کے کام میں کیونکہ زخمی ہو رہے ہیں جوان فوجی، وہ بمباری کر رہے ہیں اس میں عورتیں بچے زخمی شہید تو علاج معالجہ کا نظام کون چلائے گا ؟ وہ میں اور آپ نہیں چلا سکتے وہ ڈاکٹروں نے کرنا ہے، ٹیکہ ڈرپ نرسوں نے لگانی ہے، نرس مرد بھی ہوتے ہیں نرس عورتیں بھی ہوتی ہیں، انہوں نے لگانا ہے !
پھر حکومت کہے گی کہ ہمیں عورتوں کی خدمات کی ضرورت ہے فلاں علاقہ میں عورتیں زخمی ہو گئی ہیں ان کے لیے عورتیں چاہئیں جو میڈیکل سٹاف ہے عورتوں کا وہ آئے تو عورتیں جائیں گی !
پھر حکومت کہے گی ہمیں راشن کو سنبھالنے کے لیے کھانا پکانے کے لیے پچھلے کیمپوں میں پکانے والے ماہر چاہئیں، عورتیں ہوں یا مرد جو بھی ملے ! اب عورت گھر سے نکل جائے گی شوہر روکے گا نہیں رکے گی جو دفتر بتایا وہاں اطلاع کرے گی کہ میں آگئی ہوں میں کھانا پکانا جانتی ہوں روٹی پیڑے آٹا گوندھنا، مرد بھی جائے گا اپنی خدمات پیش کرے گا، حکومت انہیں لے کر ان کو ذمہ داری دے کر کام چلائے گی !
اب بتلائیے کام خوش اسلوبی سے چل رہا ہے یا نہیں چل رہا ؟
پھر حکومت کہے گی ہمیں ایسے سول انجینئر چاہئیں جو فوری سڑکیں اور پل بنا سکیں فلاں محاذ پر تاکہ فوج

آر پار جا سکے، سول انجینئر جائیں گے وہاں کام ہی سول انجینئر کا ہے وہاں آپ کا کیا کام، میرا کیا کام ہے ؟ پھر حکومت کہے گی ہمیں ایسے علماء چاہئیں جو جہادی مسائل (Islamic Martial Rules) بتائیں ہمیں احکامات کی ضرورت ہے علماء پہنچیں فلاں دفتر میں ! فلاں جگہ بٹھائیں گے وہاں قوم سے بھی خطاب کریں گے وہ عوام کو بتائیں گے تاکہ جہاد کا جذبہ بڑھے ، جذبہ شہادت جاگے ! ! پھر اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح اور نصرت دیتے ہیں ! !

یہ قانون کی کتابوں میں ہمارے ہاں ساری تفصیل لکھی ہے فوجیوں کو نہیں پتا اتنا جتنا ہمیں پتا ہے الحمد للہ جنہیں تم نِکما سمجھتے ہو مولویوں کو یہ ان کو پتا ہے وہ جانتے ہیں یہ کام اور سمجھتے ہیں چونکہ ہمارے پاس نہ اقتدار ہے نہ کرسی اس لیے ہمارے علماء کی جو صلاحیتیں ہیں وہ ان کے سامنے نہیں آتیں ! ! ! افغانستان میں ان کی صلاحیتیں سامنے آئیں اب انہوں نے چند دنوں میں پاکستان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، ہندوستان کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، بنگلہ دیش کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ان کی کرنسی ہم سب کی کرنسیوں سے بہتر ہے اور ترقی کی رفتار ہم سب سے اچھی ہے ! تو ہمارے عام مسلمانوں کے جذبات ہیں مگر قیادتیں منافق ہیں بس ! اگر ان میں ایمان کا جذبہ آجائے تو ساری دنیا میں مسلمانوں کی ذلت عزت سے بدل جائے گی ان شاء اللہ !

رجوع اِلی اللہ اور سرمایہ کی فراہمی :

تو اللہ سے رجوع کریں ہم آپ اس وقت اللہ سے رجوع کر سکتے ہیں ! جیب پر بوجھ ڈالو کنجوسی کو ختم کرو چندہ نکال کر اُن کو دو، ہم بیٹھے ہیں یہاں خانقاہ میں، ہم دے رہے ہیں ، یہاں سے جارہے ہیں، کل ہی چھ لاکھ ساڑھے چھ لاکھ بلکہ سات آٹھ لاکھ ہوئے ہیں یہاں، وہ بھجوا رہے ہیں الحمد للہ اور پورے ملک سے پچیس کروڑ کم سے کم بھیجنا ہے جمعیۃ علماء اسلام نے لیکن پچیس کروڑ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پچیس کروڑ سے ایک پائی بھی زیادہ نہ کرو بلکہ ایک ارب کرو ! اپنا کھانا راشن آدھا کرو، دو کی بجائے ایک روٹی کھاؤ، تین کے بجائے دو جوڑے بناؤ، عورتوں کو بھی بتاؤ اور حصہ ڈالو، پھر یہ بھی جہاد میں شرکت ہو جائے گی کسی درجہ میں !

یہ نہیں کہ صرف نعرے جذباتی لگاؤ خرچ کا معاملہ آئے تو اِدھر اُدھر جھانکو، نہیں، خرچ کرو اللہ کے

راستہ میں، ہمارے گھر میں الحمد للہ بچوں نے بھی حصہ لیا ہے چھوٹے بچوں نے نابالغ بچوں نے بھی چندے میں حصہ لیا ہے، میں نے گھر میں تحریک چلائی رشتے داروں میں بھی چلائی میں نے کہا جوان سے بھی لو، نابالغ سے بھی لو، بچی سے بھی لو، بچے سے بھی لو، تاکہ ان میں جہاد کا شعور اور جذبہ پیدا ہو کہ ہمیں اس کے لیے کیا کرنا چاہیے تو دیے ہیں پیسے ! میری بہنوں نے دیے، ان کی اولادوں نے دیے، ان کی اولادوں کی اولادوں نے دیے، جو بچہ گود میں ہے اس کا ہاتھ لگوا کر پچاس روپے سو روپے آٹھ سو روپے ہزار روپے دیے ! گود کے بچے کو کیا پتا ؟ لیکن بڑوں نے اس کا ہاتھ لگوا کر کہ یہ حصہ تیری طرف سے وہاں بھیج رہے ہیں ! اس طرح کرو تو پھر دیکھو مدد آئے گی اللہ کی، اتنا تو کر سکتے ہیں نا !

اب تم قوی نہیں ہو اُس بڑے درجہ کے جہاد پر تو جتنی طاقت ہلکی پھلکی سی ہے اتنا تو کرو، وہ فرضِ عین ہے ! یہ بھی نہ کیا، پیسے بھی نہیں دیے تو پیپلز پارٹی والا بھی جواب دہ ہوگا، مولوی بھی جواب دہ ہوگا، مسلم لیگی بھی جواب دہ ہوگا، پی ٹی آئی کا بھی مجرم ہوگا اللہ کے ہاں، ایم کیو ایم کا بھی مجرم ہوگا، مذہبی جماعت کا بھی مجرم ہوگا اگر اتنا حصہ بھی نہیں لیا اس نے جہاد میں !

میں نے کوشش کی ہے کہ آپ حضرات کو آسان کر کے اس بات کو سمجھایا جائے ! تو اللہ سے مدد مانگو، رجوع اِلَی اللہ رکھو، غریب سے غریب طالب علم بھی ایک روپیہ تو دے سکتا ہے، ایسا طالب علم کوئی نہیں ہوگا جو ایک روپیہ نہ دے سکے، دس دے دو، جتنا دے سکتے ہو دو، تمہارے اساتذہ موجود ہیں ان کے پاس جمع کرواؤ جا کر کہو یہ ہماری طرف سے ہے، اپنے گھروں میں فون کرو، وہ وہاں کے علاقے میں علماء کے پاس جمع کروائیں اور اس مہم کو چلائیں !

اللہ عمل کی توفیق دے اور ہمیں افراط اور تفریط سے بچائے، ہدایت پر اِستقامت کے راستے پر رکھے اور ہر حال میں ہماری مدد اور نصرت فرماتا رہے کوتاہیوں کو درگزر فرمائے ! آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ نومبر ۲۰۲۳ء)

ظلم دیکھ کر خاموش رہنے والا ؟

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِثانی : ڈاکٹر محمد امجد

مؤرخہ ۱۳؍ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ/ ۲۹؍اکتوبر ۲۰۲۳ء کو خانقاہِ حامدیہ میں پیر کی شب ہفتہ وار مجلسِ ذکر کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت عُرس بن عَمِیرۃ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِیْئَۃُ فِی الْاَرْضِ مَنْ شَھِدَھَا فَکَرِھَھَا کَانَ کَمَنْ غَابَ عَنْھَا

کہ جب زمین پر کوئی برا کام کیا جائے خراب کام ظلم زیادتی تو جہاں یہ کام ہورہا ہے وہاں جو آدمی موجود ہیں انہیں وہ روکنا چاہیے امر بالمعروف نہی عن المنکر دونوں ضروری ہیں لیکن وہ نہیں روک سکتا ظالموں کی طاقت اتنی ہے اور یہ کمزور ہے روکنے کی طاقت نہیں ہے لیکن یہ اس کو دل سے ناپسند کررہا ہے اور کہتا ہے، سمجھتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ظلم اور زیادتی ہے یہ نہیں ہونی چاہیے تو یہ ایسے ہے جیسے وہ اس گناہ میں یا اس خطا میں شریک ہی نہیں ہے، وہاں موجود نہیں ہے ! !

بعض جگہ کسی انسان پر کہیں زیادتی ہورہی ہوتی ہے (دوسرا آدمی اس کو زیادتی بھی) سمجھ رہا ہے (اور مدد کی) کوشش بھی کرتا ہے اور نہیں کر پا رہا، تو ارشاد فرمایا یہ ایسے ہے جیسے اس گناہ کے کام میں شریک نہیں ہے موجود نہیں ہے اس پر اس گناہ کا وبال نہیں ہوگا ! !

(مزید ارشاد فرمایا) وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا [1] اور جو وہاں موجود نہیں ہے گناہ ہو رہا ہے ظلم ہو رہا ہے جیسے کہ دنیا کے بعض خطوں میں چل رہا ہے آپ کے سامنے ہے فلسطین میں، شام میں، یمن میں، کشمیر میں، ہندوستان میں جگہ جگہ، تو جہاں جہاں یہ مظالم ہو رہے ہیں وہاں یہ شخص موجود نہیں ہے لیکن خوش ہے کہ اچھا ہو رہا ہے ٹھیک ہے اور ٹھکائی ہونی چاہیے اور پٹائی ہونی چاہیے ان کی، جیسے کہ ہمارے منافق حکمران اور منافق جرنیل امریکہ کی بولی بول رہے ہیں فلسطین کے معاملہ پر بیت المقدس کے معاملے پر حالانکہ وہاں موجود نہیں ہیں، کوئی دو ہزار میل دور، کوئی تین ہزار میل دور، کوئی ایک ہزار میل دور، کوئی آٹھ ہزار میل دور، اسی طرح ملحد جماعتیں، تو جو کافر ہیں وہ تو ہیں ہی کافر لیکن جو اس طرح کے اتحادی ہیں (کفار کے) وہ بھی ایسی چیزوں پر خوش ہوتے ہیں، پاکستان میں بھی ایسے منافق بہت ہیں ! جگہ جگہ ہیں سب جگہ ہیں ! !

لیکن خوش ہے (اس ظلم پر) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ موجود نہیں ہے لیکن اگر موجود ہوتا وہاں تو مدد کرتا تو یہ اس آدمی کی مانند ہے جو وہاں موجود ہو اور اس جرم میں شریک ہو تو یہ بھی ان گناہگاروں کی فہرست میں ہے ! !

بڑا واضح نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے یہ ہمارے حکمرانوں کو پاکستان کے ہوں بنگلہ دیش میں ہوں عرب کے ہیں ان کے لیے واضح پیغام ہے رسول اللہ ﷺ کا کہ یہ کفر کے ساتھ ہیں کیونکہ جب کچھ کر سکتے ہیں پھر بھی کر نہیں رہے تو مطلب یہ ہے کہ یہ راضی ہیں اس پر، یہ اس پر خوش ہیں ! مسلمان عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں، شہادتیں ہو رہی ہیں، ان کی پوری پوری بستیاں برباد ہو گئیں اور آگ بن گئیں تو یہ شریک ہیں اس میں ! !

خاموش ظالموں کا کیا کرنا چاہیے ؟

جب شریک ہیں تو کیا کرنا چاہیے ان کا ؟ تو پھر ان حکومتوں کا جو اس کے قریب ہیں تختہ الٹ دو سب سے پہلے ! پچھلی دفعہ بھی ہم نے بتایا تھا جو اس کے قریب ممالک ہیں اُردن ہے،

---

[1] سنن ابو داؤد کتاب الملاحم باب الامر و النهی رقم الحدیث ٤٣٤٥

لبنان ہے، شام ہے، سعودی عرب اس کے قریب ہے تو ان کا تختہ وہ (قوتیں) الٹیں جو اُلٹ کر حالات کو قابو میں کر کے پھر ان کی مدد کر سکیں ورنہ نہیں ! اگر تختہ الٹ دیں گے پھر حالات قابو میں ہی نہ آئیں اور وہاں آپس ہی کی لڑائی شروع ہوگئی ، آپس ہی کی خانہ جنگیاں تو اب حالات جتنے خراب ہیں پھر اس سے بھی زیادہ خراب ہو جائیں گے ! !

پاکستان کے بہت سے لوگ ہیں اور سب جگہ ہیں وہ تڑپ رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ کچھ کریں ہم جائیں افغانستان میں ہیں تڑپ رہے ہیں کہ ہم جائیں مدد کریں لیکن نہیں کر سکتے ارشاد فرمایا وہ ایسے ہیں جیسے وہ اس گناہ میں شریک نہیں ہیں وہ اس سے بچے ہوئے ہیں اللہ انہیں اس وبال سے بچائے رکھے گا ! تو یہ مختصر سی حدیث ہے ، بشارت بھی ہے اور بہت بڑی وعید بھی ہے، مخلصین کے لیے بشارت ہے اور منافقین اور ملحدین کے لیے اس میں بہت بڑی تباہی کا پیغام ہے ! رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں یہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے !

تو اللہ کرے ان کی مدد ہو، ان کی حفاظت ہو، جو مجاہدین وہاں برسرِ پیکار ہیں اللہ ان پر سکینہ نازل کرے ان کو استقامت دے اور ایسے راستے پیدا کریں کہ مسلمان جو لڑنا چاہتے ہیں جہاد میں خفیہ راستوں سے یا کھلے راستوں سے، ان کے لیے اللہ آسانی کرے کہ وہاں پہنچنا شروع ہوں اور اپنے مسلمان بہن بھائیوں کی مدد کریں !

اللہ تعالیٰ ہمیں جو ہماری کوتاہیاں ہیں ان پر اپنی پکڑ سے بچائے اور ہم سب میں اتحاد و اتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ جنوری ۲۰۲۴ء)

یہودیوں کا بائیکاٹ کر کے اپنا ایمان بچائیں !

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ/ ۵ نومبر ۲۰۲۳ء کو خانقاہِ حامدیہ میں پیر کی شب ہفتہ وار مجلسِ ذکر کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

گزشتہ ہفتہ اور اس سے بھی پہلے فلسطین کے معاملات کے بارے میں گفتگو ہوئی تھی اور اس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ موجودہ حالات میں فلسطین میں مجاہدین کے ساتھ اور وہاں کی عوام کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے وہ ہم میں کسی سے مخفی نہیں ہے ! اور اس کے بارے میں عالمِ اسلام کی جو بے حسی ہے وہ بھی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے ! جبکہ جہاد وہاں فرضِ عین ہو چکا ہے ! اور ظلم کا سلسلہ مسلسل جاری ہے لہٰذا ان کی مدد کرنا بقدرِ استطاعت وہ فرض عین ہو چکی ہے ! آپ اور ہم جا کر لڑ نہیں سکتے، رکاوٹیں ہیں لیکن یہاں بیٹھ کر جو کر سکتے ہیں وہ فرضِ عین ہے ! وہ نہیں کریں گے تو گناہِ کبیرہ ہوگا ! ایسے ہی جیسے فرض نماز چھوڑنے کا گناہ ہے فرض روزے چھوڑنے کا گناہ ہے ! حدیث شریف میں آتا ہے مَنْ مَّشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَہٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ [1]

حضرت اَوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ سے سن کر کہ جو آدمی کسی ظالم کے ساتھ چلے یعنی اس کا ساتھ دیتا رہے اور اس لیے چل رہا ہے کہ اس کو تقویت دے اور وہ جانتا ہے یہ بات کہ یہ ظالم ہے اور جانتا ہے یہ بات کہ میں یہ جو کام کر رہا ہوں

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۱۳۵

اس سے اس کو تقویت پہنچے گی تو ارشاد فرمایا کہ وہ اسلام سے نکل گیا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ یہ بہت بڑی وعید ہے بہت واضح رسول اللہ ﷺ کا فتویٰ ہے !

تو اسرائیل کا ظلم اور اس کے ساتھ امریکہ اور برطانیہ کا ظلم اور مغرب اور یورپ کا ظلم اور عربوں کا ظلم یہ کسی سے چھپا ہوا ہے ؟ سب کو معلوم ہے اور خود یہ ظالم بھی جانتا ہے کہ میں ظلم کر رہا ہوں ! بعض ظالم ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کسی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہم ظلم نہیں کر رہے مگر یہ ایسے ظالم ہیں کہ جانتے ہیں کہ ظلم کر رہے ہیں کیونکہ ایسی سرزمین جو وہاں کے فلسطینیوں کی ہے عربوں کی ہے اور صدیوں سے ہے ہزاروں سالوں سے ہے ! اس پر دنیا کے کونے کونے سے یہودیوں کو لا کر بیٹھانا جن کا واسطہ ہی کوئی نہیں اس سرزمین سے تو کیا یہ دہشت گردی نہیں ہے ؟ یہ جبر سے کسی کی ملکیت پر قبضہ کرنا نہیں ہے ؟ اسے امریکہ اور برطانیہ اور مغربی ممالک اور منافق عربوں نے مل کر بٹھایا، جمایا اور آج تک ان کی مدد کر رہے ہیں پشت پناہ بنے ہوئے ہیں ان کے ! !

مسلمانوں کا عمل :

اب مسلمان کیا کر رہے ہیں ؟ میکڈونلڈ کی چیزیں کھا رہے ہیں خرید و فروخت کر رہے ہیں ان کی چیزوں کی ! یہ کس کا ہے میکڈونلڈ ؟ یہودیوں کا ! کے ایف سی کی مصنوعات لیتے ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں، کس کا ہے ؟ یہودیوں کا ! کوکا کولا، پیپسی کولا، آرسی کولا یہ جتنے ''کولے'' ہیں جتنے ''سیون اپ'' ہیں سب یہودیوں کے ہیں ان کو فائدہ پہنچ رہا ہے وہ اس پیسے کو کھلم کھلا دے رہے ہیں اسرائیل کو، مدد کر رہے ہیں اس کی اور وہ ان سے ہتھیار خرید کر آپ کے مسلمان معصوم بچوں کا قتل کر رہے ہیں، خون بہا رہے ہیں ! !

جہاد میں حصہ کیسے ڈالیں ؟

تو مسلمانوں پر یہ بھی فرضِ عین ہو چکا ہے کہ یہ ان چیزوں کا مقاطعہ کریں کیونکہ یہ جہاد کا حصہ ہے، جہاد میں یہ بھی شامل ہے، جہاد میں یہی نہیں ہے کہ وہ بندوق چلائے ! بندوق تو ہم چلا نہیں سکتے ! لہٰذا ہم باقی کام بھی نہ کریں یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ جو کر سکتے ہو وہ کرو ! جو بس میں ہے وہ کرو !

لہٰذا ہمارے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے دسترخوانوں پر دعوتوں میں شادی بیاہوں میں پیپسی اور کوکا کولا رکھتے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے بالکل گناہ اور حرام ہے جبکہ پانی موجود ہوتا ہے پانی رکھو ! ہمارے گھر میں ہمارے مہمان خانے میں مدرسے میں خانقاہ میں آج سے نہیں کئی سالوں سے الحمد للہ یہ معمول ہے کہ دسترخوان پر کوئی مشروب اس قسم کا نہیں رکھا جاتا ! جبکہ دسترخوان پر مالدار بھی غریب بھی درمیانے بھی سب ہوتے ہیں لیکن پیپسی کولا آر سی کولا سیون اپ یہ ہمارے دسترخوان پر ہوتا ہی نہیں ہے ! ! عام پانی ہوگا سادہ پانی برف والا پینا ہے برف والا رکھ دیا جاتا ہے کم ٹھنڈا ہے وہ رکھ دیں گے ! پانی ہی تو ہے اصل، اصل نعمت اللہ کی پانی ہے ! کوکا کولا پیپسی کولا یہ کوئی نعمت نہیں ہے انعام نہیں ہے یہ فضول خرچی اور اسراف ہے ! !

﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ﴾[1] فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں ﴿ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴾[2] اسراف نہیں کرنا کیونکہ وہ مسرفین کو پسند نہیں فرماتا لہٰذا مکڈونلڈ سے، کے ایف سی سے اور اسی طرح یہودیوں کے بہت سارے (ہوٹل اور مصنوعات) ہیں جن کے مجھے نام نہیں آتے اور آپ کو آتے ہیں جو میری باتیں سنتے ہیں انہیں پتا ہے وہ شیطان کے بھائی ہیں ! قرآن کے فرمان کے مطابق اپنے کو بچائیں اس نحوست سے یہ عمل آخرت اور قبر دونوں برباد کر دے گا ! اور مظلوموں کی آہ الگ پڑے گی مظلوموں کا صبر الگ پڑے گا سب پر ! یہ نہیں کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا بس سب کچھ ٹھیک ہے، ہم نمازیں پڑھ رہے ہیں ہم حج کر رہے ہیں عمرے کر رہے ہیں لہٰذا یہ سب چیز ٹھیک ہے بالکل ٹھیک نہیں ہے، ان چیزوں کو لینا، اپنانا اور انہیں فائدہ پہنچانا جبکہ ہمیں پتا ہے کہ انہیں فائدہ پہنچ رہا ہے اور وہ اس سے ہتھیار ہی خرید رہے ہیں وہ چیزیں خرید رہے ہیں جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو ہم سب پر لازمی ہے کہ اس سے بچیں ! خود ارشاد ہے نبی علیہ السلام کا (جو شروع میں گزر چکا ہے) مَنْ مَّشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَهٗ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ یہ اسلام سے نکل گیا تو اس لیے بھائی مسلمانوں کو چاہیے اپنی شادی بیاہوں اور تقریبات میں مکمل مقاطعہ کریں،

[1] سورة بنی اسرائیل : ۲۷ [2] سورة الاعراف : ۳۱

بائیکاٹ کریں ان چیزوں کا، بالکل استعمال نہ کریں، یہ آپ کا جہاد میں حصہ ہوگا کیونکہ اتنی استطاعت ہم میں سے ہر ایک میں موجود ہے کہ وہ یہ کام کر سکتا ہے یہ اسے کرنا چاہیے ! !

کسی دعوت میں جائیں اور کوئی آپ کو بوتل پلا رہا ہے پھر بھی نہ پئیں جیسے قادیانیوں کی اور شیزان وغیرہ کی ایسے یہ بھی نہ پئیں جیسے وہ مدد کرنا حرام ہے ایسے یہ بھی حرام ہے ! !

مجھے تقریباً الحمدللہ پچپن سال ہوگئے ہوں گے میں نے پیپسی کولا، آرسی کولا اور یہ کوکا کولا چکھی بھی نہیں ہے ! اس سے پہلے کبھی پی ہے میں نے پھر اس کے بعد اس سے مجھے نفرت ہوگئی میں نے یہ چکھی بھی نہیں ہے آدھی صدی سے بھی زیادہ ہوگیا اس کو چھوڑے ہوئے ! چائے بھی مت پئیں جو یہودی کمپنیاں بنا رہی ہیں، چائے بھی میں نہیں پی رہا ہوں الحمد للہ، چائے کو چھوڑے ہوئے پینتالیس سے پچاس سال ہوگئے ہیں چکھی بھی نہیں میں نے چائے ! سبز چائے کبھی کبھی وہ بھی سال میں گنتی کی، اگر گنیں گے تو زیادہ سے زیادہ چھ سے سات دفعہ ہوگی جو میں پی لیتا ہوں دس دفعہ ہوگی یعنی ہر مہینہ میں ایک دفعہ بھی نہیں بنتی ہے، وہ پیتا ہوں جو اپنی ہو یا کسی مسلمان ملک کی ہو یا پشاور سے آئی ہوئی ہو سبز پتی ہماری اپنی، یہودیوں کی نہیں لیتے ہم ! ! الحمد للہ آپ کو کیا ہوا ؟ کیا یہ نہیں کر سکتے ؟ کوئی بڑا کارنامہ تو نہیں ہے جو ہم نے کیا ایک ارادہ کرنا ہے پختہ ارادہ کرنا ہے کہ میں یہ نہیں کروں گا بس ! !

اندر کی قوت :

اللہ نے ہر انسان کے اندر ایک طاقت رکھی ہے اس کا نام ہے'' قوتِ ارادی'' ارادہ کی قوت استعمال کرے کہ میں نے یہ نہیں کرنا پھر آپ کی اللہ مدد کرے گا اور آسان ہوجائے گا، اتنا آسان ہوجائے گا کہ آپ کو بعد میں خیال آئے گا تو ندامت ہوگی کہ اتنا آسان کام میں نہیں کر سکا ! ! اتنا آسان کام میں نے آج تک نہیں کیا اور اتنے بڑے ظلم میں میں شریک رہا ! یہ سارے احساس پیدا ہوں گے یہ جاگ جائیں گے لیکن اگر یہ چیزیں لیتے رہیں گے تو ایمان کمزور ہوگا یہ احساسات بھی نہیں جاگیں گے جب ایمان میں جلا آئے گی تو یہ احساسات جاگیں گے بیدار ہوں گے پھر یہ دوسروں کو بیدار کریں گے ! !

بچت والا کام کرلو :

تو بھائی کچھ تو کرو اتنا ہی کرلو ! بچت ہی تو ہو رہی ہے تمہاری، پیسے انہیں نہیں جا رہے تمہاری جیب میں ہیں اس کا دودھ لے کر بچوں کو پلا دو بادام لے کر کھلاؤ خود کھالو اخروٹ لو بادام لو کام کی چیز بناؤ

قوتِ ارادی، ملائکہ اور شیاطین :

پیپسی کولا سے کیا ہوگا نہ طاقت آتی ہے نہ صحت، کچھ بھی نہیں ہوتا ایک منہ کا مزا ذائقہ بس اور وہ جا کر آنتوں کو برباد کرتی ہے یہ تیزاب ہے ! ! تو ان اشتہاروں پر مت جاؤ اشتہاری مت بنو کہ اچھے اچھے اشتہارات دیکھے اور بس بہہ گئے اس سیلاب میں ! بھاری مضبوط پتھر بنو کہ بڑے سے بڑا سیلاب آ کر گزر جائے پتھر اپنی جگہ مضبوط قائم رہے، خس وخاشاک بہہ جاتے ہیں !

اب ہم خس وخاشاک بنے ہوئے ہیں، پانی کا ہلکا سا ریلہ ہمیں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر پھینکتا ہے، مضبوط پتھر بنو پہاڑ بنو چٹان بن جاؤ، بڑے سے بڑے سیلاب تمہیں ہلا نہ سکیں ! اپنے اندر قوتِ ارادی پیدا کرو اس کو استعمال کرو اللہ نے طاقت دی ہے ہر مسلمان میں، یہ قوت تو ہر انسان میں ہے، کافر بھی اسی کو استعمال کر رہا ہے کیا یہ قوتِ ارادی نہیں ہے یہودیوں کی کہ ہم نے مسلمانوں کو نہیں چھوڑنا کچل کے رکھ دو ! ؟ اب ان کو ترس ہی نہیں آرہا اتنا خون ہو رہا ہے قوتِ ارادی ہے اور شیطان ساتھ ہے ان کے، وہ انہیں جما رہا ہے !

اس کام پر آپ لگیں گے تو آپ کے ساتھ ملائکہ آپ کو جمائیں گے ! ان کو شیطان جما رہا ہے اس چیز پر، ٹھیک ہے کرتے جاؤ کرتے جاؤ، امریکہ کو شیطان جما رہا ہے برطانیہ کو شیطان جما رہا ہے ہندوستان کو شیطان جما رہا ہے، ان کے قَرِیْن شیاطین ہیں !

آپ کے دوست ملائکہ ہوں گے ! تو ہم بہت کام کر سکتے ہیں جب جانے کا موقع آئے گا راستہ کھلا تو پھر ان شاء اللہ وہاں جا کر بھی دیکھیں گے، لڑیں گے، جو بھی جس کی صلاحیت ہے وہ اس کو کام میں لائے گا استعمال کرے گا، لیکن یہ تو خرچ نہ کرنے کی بات ہے تمہارا پیسہ بچ رہا ہے میں تو ایسی بات کہہ ہی نہیں رہا کہ جس میں پیسہ خرچ ہو رہا ہے، نہ میں چندہ مانگ رہا ہوں آپ سے کہ ہمیں چندہ

دے دو، فلسطینیوں کو دے دو، حالانکہ دے رہے ہیں اور ہم مانگ رہے ہیں لیکن اس بات میں کہ بھائی ان کی چیزیں مت خریدو، خرچ کا مطالبہ بھی نہیں ہے، آپ کے ملک میں جو نعمتیں ہیں ان کے مقابلہ میں یہ پیپسی کی کیا اوقات ہے کچھ بھی نہیں ! ان نعمتوں کو کھاؤ پیو، انہیں استعمال کرو، ان کی چیزوں کو چھوڑ دو، یہ یہودی غاصب ہیں، امریکہ غاصب، برطانیہ غاصب ! ان یہودیوں کو ساری دنیا سے لا کر فلسطین میں جمع کیا، کوئی ایک وطن ان کا کبھی بھی نہیں ہوا ! روس سے لا کر انہیں وہاں بٹھایا، امریکہ سے لا کر وہاں بٹھایا، جرمنی سے بٹھایا، فرانس سے بٹھایا لا کر انہیں، ایران سے لا کر بٹھایا ! اب بھی اسرائیل کے بعد سب سے بڑی تعداد اصفہان ایران میں ہے یہودیوں کی ! ان کا مرکز ہے ایک اسرائیل دوسرا ایران کا اصفہان ! اور اوّل خروج جو ہوگا دجال کا تو اصفہان کی بہت بڑی تعداد فوج کی یہودیوں کی اس کے ساتھ نکلے گی ! یہ حدیث میں آتا ہے ! !

میں آپ کو کیا کہوں میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں کہنے کے لیے جو کہہ سکتا تھا وہ کہہ دیا میں خود عمل میں کوتاہ ہوں تو میری بات میں اتنی طاقت بھی نہیں آتی، اللہ کرے کہ ہمارا ایمان مضبوط ہو، ہم عمل میں مضبوط ہوں پھر ہماری بات میں بھی طاقت ہوگی اس کا اثر بھی ہوگا ! ! اس لیے اپنے ایمان کو جانچنا چاہیے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن کا تعلق ایمانیات سے ہے، جب ایمانیات سے ہوگا تو ایمان مضبوط ہوگا ان شاء اللّٰہ ! اور آسان سا نسخہ ہے کہ ان کا مقاطعہ کرو ان کا بائیکاٹ کر دو اس سے ایمانیات کی تقویت ہونی شروع جائے گی ان شاء اللّٰہ العزیز !

دھوکے سے بچنا !

اور اس دھوکے میں مت آؤ کہ آخر یہودی بھی تو مخلوق ہیں جیسے عیسائی رہ رہے ہیں، ایک ملک میں چائنہ والے رہ رہے ہیں، ہندو رہ رہے ہیں ان کی سلطنت ہے ملک ہے ایک ریاست ہے ان کی بھی ! بھائی اگر ہے تو وہ وہاں رہیں ہم نے کب روکا ؟ مگر یہ تو ان کی ہے ہی نہیں، اگر اتنے ہی لاڈلے ہیں تو انہیں امریکہ، برطانیہ اور ان ملکوں میں واپس لے جائیں جہاں سے انہیں لائے تھے ! وہاں نہیں لے جاتے تو اتنا بڑا امریکہ ہے وہاں دے ان کو جگہ کہ یہ علاقہ یہودیوں کے لیے خاص کر دیا

وہاں یہودیوں کو لے جاؤ بساؤ ! روس کی اتنی بڑی سرزمین آدھا ایشیا آدھے سے زیادہ ایشیا پر تو صرف روس ہے پھیلا ہوا، روس میں انہیں جگہ دے دو وہاں رکھو انہیں، چین میں دے دو وہاں رکھو انہیں، برازیل میں دے دو اتنا بڑا ملک ہے برازیل، جنوبی امریکہ میں کئی ملک ہیں جو ریاستیں ہیں بڑی بڑی وہاں پر آبادی ہی نہیں ہے، چار چار ایکڑوں پر ایک مکان ہے جس میں دو دو افراد رہ رہے ہیں ! ایک مر گیا تو اکیلی بڑھیا ہی رہ رہی ہے وہ بڑھیا مر گئی تو بوڑھا ہی رہ رہا ہے اتنے بڑے مکان میں ! بچے تو ہوتے نہیں، کتے ہوتے ہیں، کتے پال رہے ہیں، کتا ہے یا بڑی بی ہے ! کتا ہے یا بڑے میاں ہیں ! یا دونوں ہیں اور کتا ہے بس ! کیوں رہ رہے ہیں چار ایکڑ پانچ ایکڑ میں ؟ کینڈا کتنا بڑا ہے کینڈا میں لے جا کر رکھو ! اور آسٹریلیا تو پورا براعظم ہے یہ یہاں سے جنوب مشرق کی طرف ہے وہاں کیوں نہیں رکھتے لے جا کر ؟ خالی پڑا ہوا ہے، کئی کئی سو میل آبادی ہی نہیں ہے وہاں ! ! لیکن مسلمانوں کے یہ سب دشمن ہیں یہ مسلمانوں کی دشمنی میں لائے ہیں ! !

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطاء فرمائے ہمارا ایمان مضبوط فرمائے اور ایمانی غیرت پیدا فرما دے، اگر مری ہوئی ہے تو اسے زندہ کر دے اور ہمیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی رسوائی اور پکڑ اور گرفت اور اپنے عذاب اور قہر سے بچالے کیونکہ وعید آئی ہے جو ہم پہلے بتا چکے ہیں حدیث میں کہ تمہیں یہ کرنا پڑے گا، نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر عذاب بھیجے گے اور عذاب عام ہو جائے گا بہت بڑا عذاب بھیج دیں گے اللہ تعالیٰ ! !

اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِی اپنے طرف سے عذاب بھیج دیں گے اللہ تعالیٰ ! ایک جگہ آتا ہے یُوْشِکُ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابِہٖ کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی پکڑ میں گھیر لیں عام کر دیں گے کوئی نہیں بچے گا ایسی پکڑ آسکتی ہے خدانخواستہ، اللہ تعالیٰ تو کہیں سے بھی گرفت کر لے اور کہیں سے بھی باہر نکال کر انسان کو بچالے، اللہ تعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور استقامت عطا فرمائے، ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ فروری ۲۰۲۴ء)

اسلام ایک مدلل دین ہے

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۶؍رجب۱۴۴۵ھ/ ۲۸؍جنوری۲۰۲۴ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیلِ بخاری کی تقریب منعقد ہوئی اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آپ کے سامنے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی عظیم کتاب بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی گئی اور سند کے ساتھ پڑھی گئی آج کے دور سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اس حدیث کو سکھانے والے جو جو اساتذہ ہیں ان سب کے نام آپ کو بتائے گئے سنائے گئے اور آپ نے سنے ! یہ تو ایک حدیث ہے جو اس وقت پڑھی گئی ، سات ہزار سے بھی زیادہ حدیثیں ہیں بخاری شریف میں وہ ساری کی ساری اسی (طرح) سند سے پڑھی جاتی ہیں ! اور بخاری کے علاوہ جو بقیہ صحاح ہیں اور (ان کے علاوہ دیگر) احادیث لاکھوں کی تعداد میں سب کو سند سے بیان کیا جاتا ہے ! تو سند صرف میری نہیں ہے یا آپ کی نہیں ہے صرف طلباء کی نہیں ہے یہ سند ہر مسلمان مرد اور عورت کی ہے ! ہر کام چھوٹا ہو یا بڑا اجتماعی ہو یا انفرادی ، عام زبان میں جسے ہم دنیاداری کہتے ہیں اور دینداری کے جو بھی کام ہیں ان کے پیچھے سند موجود ہے ، اسی طرح انہوں نے ان سے پڑھا انہوں نے ان سے پڑھا انہوں نے ان سے پڑھا حتیٰ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا !

یہ کھانا تم نے سیدھے ہاتھ سے کیوں کھایا ؟ اس کے پیچھے یہ سند موجود ہے کہ اس لیے کھایا کہ

انہوں نے یہ بات ان سے سنی انہوں نے اپنے فلاں استاذ سے پڑھی انہوں نے فلاں استاد سے پڑھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھی ! !

تم نے اسمبلی میں حزبِ اختلاف کیوں بنائی ؟ تو اگر پیپلز پارٹی کرے گی اور اس سے آپ پوچھیں کہ اس کی بنیاد بتاؤ تم حزبِ اختلاف میں کیوں ہو، اس کی وجہ بتاؤ سند کے ساتھ ؟ نہیں بتا سکتی، اس کے بعد بےنظیر تھی اب آصف زرداری ہے ان سے پوچھیں تمہارے اس کام کی بنیاد اور سند کیا ہے ؟ نہیں بتا سکتے ! مسلم لیگ ن سے پوچھیں اس سے پہلے کے جو ہیں ان سے پوچھ لیں ہر مسلم لیگی سے پوچھ لیں کہ تم نے جو یہ کام کیا فلاں وقت تم حزبِ اختلاف میں تھے فلاں وقت تم حزبِ اقتدار میں تھے، کیوں تھے ؟ سند اور بنیاد بتاؤ ؟ بنیاد کے بغیر کوئی چیز معتبر نہیں ہوتی تو بنیاد نہیں بتا سکتے ! !

امریکہ کے صدر سے پوچھیں جو اسلام سے خارج ہے کافر ہے کہ تم جو صدر ہو یہ تم کس بنیاد پر ہو، اس کی سند بیان کرو ؟ وہ کہے گا سند کوئی نہیں ہے ! روسی صدر پیوٹن سے پوچھیں، چین کے صدر سے پوچھیں اس کی دلیل بتاؤ کہ تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ؟ سند لاؤ تو نہیں بتا سکتے ! !

لیکن اگر آپ علماء کرام سے پوچھیں کہ آپ جو جہاد جہاد کرتے رہتے ہیں کیا سند ہے ؟ ؟ تو ایک طالب علم اٹھ کر پوری سند رسول اللہ ﷺ تک بیان کردے گا ! ! آپ جو سیاست کرتے ہیں اور سیاست میں آتے رہتے ہیں کبھی آپ حزبِ اقتدار میں آجاتے ہیں کبھی آپ اپوزیشن میں آجاتے ہیں (کبھی آپ ایوان سے واک آؤٹ کر جاتے ہیں اور پھر آپ دوبارہ آکر بیٹھ جاتے ہیں) کیا سند ہے کیا دلیل ہے ؟ تو وہ پوری دلیل بیان کریں گے ! [1] تو مسلمانوں کی موجودہ قیادتیں جن کو ہم

---

[1] واک آؤٹ کر جانا پھر دوبارہ آبھی جانا، اس عمل کی دلیل قرآن پاک کی اس آیت میں ہے اس کے ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں

﴿ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِىْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِىْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴾ (النساء : ۱۴۰)

"اور حکم اُتار چکا تم پر قرآن میں کہ (ایوانوں کی مجالس وغیرہ میں) جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو ان کے ساتھ، یہاں تک کہ (اس موضوع کو چھوڑ کر) مشغول ہوں کسی دوسری بات میں، نہیں تو تم بھی ان ہی (اہلِ ایوانوں) جیسے (منافق) ہو گے، اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ"

بھٹو صاحب کہتے ہیں، مسلم لیگ کے قائدین کا نام لیتے ہیں، ایم کیو ایم کا نام لیتے ہیں ان کا جواب بھی سکوت میں ہوگا، ایسے ہی جیسے پیوٹن کا جواب سکوت میں ہے، امریکی صدر کا جواب سکوت میں ہے، جاپانیوں کا جواب سکوت میں ہے ! ! کتنا بڑا سانحہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے پاس کوئی سند نہیں ہے، پیپلز پارٹی کو ووٹ دینے والے کے پاس سند کوئی نہیں، اس کی مالی مدد کرنے والے کے پاس اس کام کی سند کوئی نہیں، مسلم لیگ کی مدد کرنے والے کے پاس بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے ! ! جرنیلوں سے پوچھو کہ تم جرنیل کیوں بن گئے، تم کرنل کیوں بن گئے، بریگیڈیئر کیوں بن گئے ؟ سند بتاؤ، کوئی سند نہیں اور امریکی جرنیل سے پوچھ لیں چین کے جرنیل سے پوچھیں کوئی سند ہے ؟ بس اتنا کہے گا بس مجھے پسند تھا میرا شوق تھا میرا رجحان فوج کی طرف تھا میرا رجحان فضائیہ کی طرف تھا میرا رجحان بحریہ کی طرف تھا میں ادھر آ گیا ! جو چیزیں اس نے کالج اسکول میں پڑھی ہیں یونیورسٹی میں پڑھی ہیں ان کی بھی نہیں ہے سند ! !

تو اس کا مطلب ہے کہ ''الف'' سے لے کر ''ے'' تک یہ دین مستند ہے ! اور ان دینوں کی ''الف'' سے لے کر ''ے'' تک کوئی تختی ہی نہیں ہے تو سند کیسے ہوگی ! ؟ بنیادی تختی جو ''الف'' سے شروع ہوتی ہے ''ے'' پر ختم ہوتی ہے وہ ہی نہیں ہے ! تو ہم نے یہ سوچنا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں ؟ ! تو اللہ نے ہمیں اتنا مضبوط بنایا کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کی سند موجود ہے ! الٹے ہاتھ سے کھانا کیوں نہیں کھاتے ؟ آپ کہیں میں حدیث اٹھا کر لے آؤں گا ڈھونڈ کر لے آؤں گا الٹے ہاتھ سے کھاؤ ! اگر آپ ساری زندگی صرف کر دیں ایک حدیث نہیں لا سکتے ہیں جس میں آئے کہ الٹے ہاتھ سے کھانا کھالو ! ! تو نہ کھانے کی بھی دلیل ہے اور کھانے کی بھی دلیل ہے ! نہ جانے کی بھی دلیل ہے اور جانے کی بھی دلیل ہے ! تم اپوزیشن بن گئے ہو تو اٹھ کر کیوں آ جاتے ہو بائیکاٹ کیوں کرتے ہو ؟ تو اس کی بھی دلیل ہے (اسلام میں) ! لیکن وہی دلیل اگر آپ باقی پارٹیوں سے مانگیں کہ تم نے بائیکاٹ کیوں کیا ؟ کوئی دلیل نہیں ہے ان کے پاس ! مگر قرآن میں اس کی بھی دلیل ہے (جیسا کہ گزری)

تو اتنا مستحکم دین کہ سیاست کی بھی دلیل ہے، تجارت کی بھی دلیل ہے، گھریلو زندگی کی بھی دلیل ہے، گھر سے باہر کی زندگی کی بھی دلیل ہے، اور یہ دلیل جو آپ کے سامنے پڑھی ہے (بخاری شریف سے) چالیس سے زیادہ اسماء گرامی اساتذہ کے بیان ہوئے ہیں یہاں سے لے کر نبی علیہ السلام تک اور سب کے آخری استاد کون ہیں ؟ حضرت محمد ﷺ آخری استاد اور نبی علیہ السلام کے استاد کون ہیں ؟ اللہ تعالیٰ ! تو جس کے استاد اللہ تعالیٰ ہوں وہ علم اللہ سے لے رکھا ہو اس نے اور جن کا استاد اللہ نہیں ہے، کون ہے ؟ اس کا انہیں بھی نہیں پتا کیونکہ وہ ہا ہا ہا کہیں گے دلیل نہیں ہے [1] تو آپ کو اللہ نے بہت بڑے دین سے جوڑ دیا یہ مضبوط اور مستحکم چیز سوائے دینی مدارس کے کہیں بھی کائنات میں آپ کو نہیں ملے گی کیونکہ جن عالمی لیڈروں کے میں نے نام لیے ہیں وہ کالج یونیورسٹیوں سے پڑھے ہوئے ہیں لیکن کیا پڑھا ہے ؟ بے بنیاد، ہر چیز بے بنیاد ان کی سیاست بے بنیاد ان کی جنگ بے بنیاد ! امریکہ نے ویتنام پر بم کیوں مارا کوئی دلیل ؟ کوئی دلیل نہیں ہے ! ویتنامیوں سے پوچھو تم امریکہ سے کیوں لڑے، کوئی دلیل ؟ بس اپنی مقامی کچھ وجوہات بتائیں گے علاقائی بتا دیں گے زیادہ سے زیادہ عالمی کوئی چیز بتا دیں گے اپنے ہی دور کی اور اس کے بعد ختم ! مگر آپ کے پاس دلیل ہے !

مثال سے وضاحت :

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک صاحب آئے وہ کافر تھے لیکن مسلمانوں کے اخلاق اور اسلام کی برتری دیکھ کر متاثر تھے، آپ کی جہاد کے لیے تیاری تھی وہ آئے پوری طرح وردی پہن کر زِرہ بند ہو کر اور نبی علیہ السلام سے کہنے لگے میں آپ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑوں گا ! ! کافر آکر کہتا ہے کیا میں لڑوں یا اسلام لاؤں ؟ ؟

---

[1] دنیا میں بھی دلیل نہیں ہے اور آخرت میں کچھ بات نہ بن پائے گی احادیثِ مبارکہ میں منافقین اور کافر کی بے بسی اور لاچاری کا متعدد جگہ ذکر آیا ہے اس بات سے ان ہی احادیث کی طرف اشارہ ہے ملاحظہ ہو :
مشکوۃ المصابیح باب اثبات عذاب القبر ص ۲۴ رقم الحدیث ۱۳۱ و فصل ثالث باب ما یقال عند من حضرہ الموت ص ۱۴۲ رقم الحدیث ۱۶۳۰

نبی علیہ السلام نے فرمایا اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ [1] پہلے اسلام لا پھر ہمارے ساتھ صف میں مل کر دشمن سے لڑ، تا کہ اس لڑنے کی سند اور بنیاد تجھے مل جائے ! ورنہ تیری لڑائی بے بنیاد ہوگی ! یہ ایسی ہی بے بنیاد لڑائی ہوگی جیسی (ہمارے مدمقابل) کافر ہم سے لڑ رہے ہیں ! تو تو اور وہ برابر ہوں گے (حالانکہ تو ہماری طرف سے لڑ رہا ہوگا) ! ! !

اسلام میں دہشت گردی کا خاتمہ :

دہشت گردی انتہا پسندی کا دروازہ اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے بند کر دیا کہ نہیں اسلام میں صرف مار کٹائی برائے مار کٹائی نہیں ہے ! تلوار چلانا برائے تلوار چلانا نہیں ہے ! بلکہ کس لیے ہے ﴿ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ﴾ [2] تا کہ اللہ کا دین سر بلند ہو جائے یہ بنیاد اور یہ مقصد بتایا ! !

مدرسہ بمقابلہ کالج :

آپ جو اپنے گھروں سے یہاں آئے ہیں، ان بچوں کے رشتے دار عزیز و اقارب اور جو رشتہ دار نہیں تعلق دار ہیں وہ بھی آئے ہیں، آپ اس کی بھی سند بتا سکتے ہیں ان سے پوچھ کر اور یہی سند چالیس افراد کی مل جائے گی کہ میرے پاس یہ دلیل ہے اس آنے کی، اتنی چھوٹی سی چیز کی بھی دلیل موجود ہے ! ! یہی تقریب اگر یونیورسٹی میں ہو آپ کے کسی بچے کی وہاں تقریب ہو رہی ہو آپ جائیں پھر پوچھے آپ سے کوئی، آپ کیوں آئے ؟ آپ کہیں گے میرا بیٹا پڑھ کر فارغ ہوا ہے بس مجھے اس کی خوشی ہے ! بھائی کیا پڑھا جو پڑھا اس کی سند بتاؤ ؟ ! سند نہیں بتا سکتا کوئی ! ! یہیں سے اٹھی ہے وہ چیز یہیں دفن ہوگئی، اسی وقت مرگئی تو اس کی سند کیسے بتائیں گے ! !

آپ کپڑے پہن کر کیوں آئے ہوئے ہیں دلیل ہے آپ کے پاس اسی طرح سند کے ساتھ ! آپ بغیر لباس کے کیوں نہیں آئے ؟ دلیل ہے آپ کے پاس ! کیونکہ کوئی ایسی روایت نہیں ملتی اسلام میں ! ! لیکن اگر ان سے کوئی دلیل پوچھو تو کوئی دلیل نہیں ہے اس کی !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجهاد والسیر رقم الحدیث ۲۸۰۸ [2] سورة التوبة : ۴۰

گھریلو قائد :

تو آپ خوش نصیب ہیں یہ پڑھنے والے بھی ان کو پڑھانے والے بھی ، ان کے ماں باپ اور ان کے سرپرست بھی اور وہ خاندان اور وہ کنبہ جس کے یہ بچے اور افراد ہیں کہ ان کے گھروں میں ان کے خاندانوں میں اللہ نے ایک قائد اور ایک لیڈر پیدا کر دیا جس سطح کا بھی ہے وہ لیڈر ہے اس کے پیچھے چلنا ہے اسے پیچھے نہیں چلانا تم نے ! اگر تم چلانا چاہو گے تو وہ ان شاء اللہ تمہارے پیچھے نہیں چلے گا، تمہیں اس کے پیچھے چلنا ہے یا تو پڑھاتے ہی نہ اس کو یہ، جب پڑھایا تو اب تمہیں اس کے پیچھے چلنا پڑے گا ! یہ قائد ہے اس نے اس مدرسہ میں طب بھی سیکھی ہے اسی قرآن وحدیث سے ! اس نے گھر کے معاملات بھی سیکھے ہیں ! اس نے باپ کے حقوق بھی سیکھے ہیں ! اس نے شوہر کی ذمہ داریاں بھی سیکھی ہیں ! اس نے عورتوں کی اور بیویوں کی ذمہ داریاں بھی سیکھی ہیں ! اس نے جہاد بھی سیکھا ہے ! اس نے یہ سیکھا کہ کب تلوار نکالنی ہے اور کب نہیں نکالنی ! کب تلوار چلانا عدل اور انصاف ہے اور کب تلوار چلانا زیادتی اور ظلم ہے، یہ سب پتا ہے ! !

امریکی فوجی سے پوچھیں تلوار چلانا کب جائز ہے اور کب ناجائز، نہیں پتا ! وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہے گا میرے ملک کو جب کوئی خطرہ محسوس ہو تب، تو بھائی چلو ملک کو خطرہ ہو یہ کس سے پڑھا سبق تم نے ؟ اس کی سند بتا دو، وہ اس بات کی سند نہیں بتا سکتا ! وہ زیادہ سے زیادہ یہ کہے گا کہ میرے افسر نے یہ بتایا ہے فوج میں ہمیں یہ تربیت دی گئی ہے ! !

فوجی لیڈر :

لیکن اگر (جامعات سے اس) طالب علم کو لے جائیں آپ فوج میں تو وہ فوج میں یہ سکھانا شروع کر دے گا کہ تمہارے اندر یہاں یہ کمی ہے اس کو دور کرو ! اپنی نیت صحیح کرو ایسے کرو ایسے کرو ایسے کرو تو یہ قائد ہے یہ لیڈر ہے ! ! (اگرچہ) ہر ایک میں فرق ہوتا ہے صلاحیت کا، کوئی زیادہ لائق بن گیا کوئی کم، کسی سے اللہ نے زیادہ کام لینے کا ارادہ کر لیا کسی سے کم کا ! ! وہ فرق تو میں اور آپ ختم نہیں کر سکتے وہ رہے گا لیکن رہیں گے لیڈر کوئی چھوٹے درجے کا کوئی بڑے درجے کا ان کی توقیر

اور اکرام آپ سب کا فرض ہے کہ ان کی توقیر کریں اکرام کریں تمام چیزوں میں ! !

دیگر پارٹیاں :

پیپلز پارٹی میں ہماری خیر نہیں ہے ! مسلم لیگ میں ہماری خیر نہیں ہے ! جرنیلوں میں بھی ! مارشل لاؤں میں بھی ہماری خیر نہیں ہے ! ہم تو ڈوبتے جا رہے ہیں دن بدن، اگر خیر ہے تو آپ کو علماء کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا ہوگا ! میری بات کی تائید کرتے ہیں تو ہاتھ اٹھائیے سب ہاتھ اٹھائیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور ہماری مدد فرمائے ! !

مقدس سیاست اور جہاد :

تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو جس دین سے وابستہ کیا وہ مقدس ہے ! اسلام کی سیاست بھی مقدس ہے، اسلام کی لڑائی بھی مقدس ہے، اس کا نام جہاد ہے ! اور وہ تلوار سے ہو تو بھی مقدس ہے وہ بھی جہاد ہے ! وہ زبان سے ہو تو بھی مقدس ہے وہ بھی جہاد ہے ! ساری چیزیں جہاد ہیں ! ! گھر کے اندر جھاڑو دے رہا ہے تو یہ عبادت بن گئی کیوں ؟ سند موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے ساتھ گھر کے کام کاج میں حصہ لیتے تھے ! تو جھاڑ پونچھ بھی اس میں آ گیا سب چیزیں آ گئیں ! یہ بلب اتار کر دوسرا لگا دیا یہ فیوز ہو گیا، کیا سند ہے اس کی ؟ یہ لیڈر جو آپ کا بنا ہے یہ لیڈر آپ کو اس کی سند بتائے گا لیکن آپ نہیں بتا سکتے تھے سند اس کی، کوئی بھی نہیں بتا سکتا ! تو یہ بہت مستحکم دین ہے اتنا بڑا کہ جس کی عظمت پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے اور اللہ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے لہٰذا آپ نے مستقبل میں ہر معاملے میں اپنا قائد علماء کو بنانا ہے میری یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے یا نہیں آ رہی ہے ؟ ؟

(اچھا تو بتلائیے) آپ سب مسلمان ہیں یا نہیں ؟ دین ہمارا ہے یا نہیں ؟ تو دین سے جو دلیل آئے گی وہ آپ کو قبول کرنا واجب ہے اس لیے کہ میں اور آپ مسلمان ہیں اور اس کا انکار کرنا گناہ کبیرہ ہے ناجائز ہے ! ! تو آپ اپنے تمام معاملات اجتماعی ہوں، انفرادی ہوں، سیاسی ہوں، غیر سیاسی ہوں، تجارتی ہوں، آپ علماء کے سپرد کریں تو خیر ہے ورنہ خیر نہیں ہوگی ہماری ! !

زمینی حقائق :

آپ سب کو معلوم ہے بارش کتنے عرصہ سے نہیں ہورہی اور بارش کی کتنی ضرورت ہے، یہ ہم شہری لوگوں کو تو اتنا نہیں پتا ہوتا دیہاتیوں کو زیادہ پتا ہوتا ہے کسانوں کو جنہوں نے محنت کی ہے لیکن وہ بھی اللہ کی طرف رجوع نہیں کر رہے جنہوں نے محنت کی ہے ! ایک دوسرے کا رونا رو رہے ہیں مگر نماز نہیں پڑھیں گے ناپاک ہی رہیں گے، کھیتوں میں جائیں گے ضرورت کے لیے بغیر استنجا کیے اُٹھ کر آجائیں گے ! ناپاک پھریں گے صبح سے شام تک ! مگر اللہ کی طرف رجوع نہیں ہے ! !

کوئی زیادہ نصیحتیں آپ کو نہیں کرتا، آپ کو زمینی حقائق بتاتا ہوں، بارشیں یہاں نہیں ہورہیں یہی حال افغانستان کا ہے ! لیکن وہاں کس کی حکومت ہے (بقول لوگوں کے) بچارے مولویوں کی، عام طور پر لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ مولوی بچارہ بھوکا ہوتا ہے ! مگر مولوی الحمد للّٰہ بھوکا کبھی نہیں رہا، مولوی کے صدقہ (اور طفیل) میں کئی کئی کنبے پلتے ہیں اللہ کے فضل سے ! یہ ہم دیکھتے ہیں اور لوگ بھی دیکھتے ہیں جانتے ہیں ! اب (افغانستان میں) ان مولویوں کے ہاتھ میں حکومت ہے وہاں بھی بارش نہیں ہے ہم سے بہت کم غلہ وہاں پیدا ہوتا ہے یہ پنجاب ہے ''پنج آب'' کا مطلب پتا ہے ؟ پنجابیوں کو بھی نہیں پتا ہوگا ''پنج آب'' پانچ پانی پانچ دریا، بہت کم ایسے خطے ہیں دنیا میں ! [1] تو یہ پنج آب ہے مگر یہاں مشکل پڑی ہوئی ہے ! لیکن اللہ کی طرف رجوع نہیں ہے ! !

لیکن افغانستان میں یہ چیز نہیں ہے، کل ہفتہ تھا آج اتوار ہے، کل حکومت نے باقاعدہ اعلان کر کے اللہ میاں کا دروازہ کھٹکھٹایا، پوری قوم نکل کر وہاں چوکھٹ کو کھٹکھٹایا اور صلوٰۃ استسقاء ادا کی اتنا بڑا مجمع ہے جیسے کہ حج کا مجمع ہوتا ہے سارا افغانستان نکل آیا، کل اللہ کے دربار میں سجدہ کیا، اس کا کنڈا کھٹکھٹایا، آج پورے افغانستان میں بادل چھا چکے ہیں اور جہاں پر برف پڑتی ہے وہاں برف باری شروع ہوگئی ! اور آج باقی افغانستان میں بارانِ رحمت نازل ہونا شروع ہوگئی ہے ! !

کون اہل ہوا اقتدار کا ؟ مولوی اہل ہے کہ اقتدار پر آئے یا یہ جو بت ہیں دنیا میں، یہ جو دنیا کے بت ہیں

[1] دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی، دریائے بیاس اور دریائے ستلج

جن کو عوام نے بت بنایا ہوا ہے، صرف پاکستان میں ہی نہیں عرب میں بھی یہی حال ہے ! عربستان میں بھی شیاطین ہیں ، یہاں بھی شیاطین ہیں جن کو ہم نے اپنا قائد اور لیڈر بنا لیا ہے ! ! یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے کیونکہ جن سے اللہ ناراض ہے ان کو ہم نے اپنا قبلہ اور کعبہ بنا رکھا ہے انہیں بت بنا رکھا ہے ! لہٰذا ہمارا ملک خطرات میں اس وقت گھرا ہوا ہے اس لیے سوائے اللہ کی ذات سے رجوع کے کوئی صورت کام نہیں آئے گی اور اللہ کی ذات سے رجوع علماء سے جڑنے سے شروع ہوگا ان شاء اللہ العزیز آپ نے تمام معاملات میں جڑنا ہے اور اب اپنے طور پر جہاں تک ہو سکے جا کر اپنے علاقوں میں صلوٰۃ استسقاء بھی پڑھیں ! !

اہلِ شام و فلسطین کا حق :

اسی طرح فلسطین میں جو ہو رہا ہے وہ آپ کو سب کو پتا ہے ہم پر ان کا حق ہے یا نہیں ہے بتائیں بھائی، جو کہتے ہیں نہیں ہے ان کا ہم پر کوئی حق تو وہ ہاتھ اٹھائے ! ! ایک بھی نہیں ہاتھ اٹھائے گا کیونکہ سب الحمدللہ مسلمان ہیں، آپ اس جہاد میں حصہ لینا چاہتے ہیں ثواب چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے، چاہتے ہیں تو آپ اپنے علاقوں میں قنوت نازلہ شروع کیجیے ! ہمارے ہاں جس دن سے یہ معرکہ شروع ہوا ہے فجر کی نماز میں بھی الحمدللہ قنوتِ نازلہ ہو رہی ہے، مغرب کی نماز میں بھی قنوت نازلہ ہو رہی ہے اور جمعہ کی نماز میں بھی قنوت نازلہ ہو رہی ہے ! وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں، ان کا ہمارے پر حق ہے ہم اس جہاد میں حصہ لیں گے اور لے رہے ہیں کتنا ؟ جتنا بس میں ہے کیونکہ ہم بندوق لے کر نہیں جا سکتے ہیں ہمیں روک رکھا ہے رکاوٹیں ہیں تو جو کر سکتے ہیں وہ تو کریں کہ جیب میں سے چار پیسے نکالیں اور ان کے لیے جمع کرائیں اور قنوت نازلہ پڑھ کر دعا کریں دعا جو کریں گے اس میں آپ کا اس جہاد میں حصہ ہو جائے گا ! لہٰذا آپ نے اپنے مسلمان بھائیوں کا خیال رکھنا ہے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنی ہے رجوع الی اللہ کرنا ہے رجوع الی اللہ کے بغیر ہماری خیر نہیں ہے ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ جون ۲۰۲۴ء)

کسی جماعت کا امیر بننے کی خواہش رکھنا

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرِ ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۴؍ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ/ ۱۹؍ستمبر ۲۰۲۴ء کو جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی مجلسِ عمومی کا اجلاس جامعہ مدنیہ جدید میں منعقد ہوا اجلاس کی صدارت امیر پنجاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ نے فرمائی، حلف برداری کے بعد حضرت صاحبؒ نے حاضرین سے مختصر خطاب فرمایا اس کی افادیت کے پیش نظر اسے شائع کیا جارہا ہے !

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

ہمارے اسلاف و اکابر کے عمل سے ایک بات سامنے آتی ہے جس کی طرف توجہ ہونی چاہیے کہ ''اَمِیرْ'' کس کو کہتے ہیں ''اَمِیرْ'' کیا ہوتا ہے ؟

امیر کا مطلب :

امیر کا مطلب ''اَمِیرْ'' نہیں ہے ''اَمِیرْ'' کا مطلب ''مَامُوْرْ'' ہے ! ہر شخص جماعت کا بڑا ہے یا چھوٹا، وہ جماعت کی طرف سے ''مَامُوْرْ'' ہوتا ہے

اَلْمَامُوْرُ بِاُمُوْرِ الْجَمَاعَةِ بِاَمْرِ الْجَمَاعَةِ

کہ جماعت کے کاموں پر مامور کیا گیا ہو جماعت کے حکم سے

تو اصل حاکم اور امیر ''جماعت'' ہے، افراد مامور ہیں چاہے کوئی بھی فرد امیر ہو، ہمارے پچھلے اکابر کا بھی یہی طریقہ تھا ! لہٰذا امیر کے لفظ سے خوش ہونا اور امیر کے لفظ کی مبارک دینا اور ہار پہننا پہنانا اور اس چیز کو رواج اور دستور بنالینا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ اِمَارَتْ خطرے کی چیز ہے ! !

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے یَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ

اِمَارَتْ کا سوال مت کرنا فَاِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَسأَلَةٍ وُکِلْتَ اِلَیْهَا اگر تیری طلب اور مطالبہ پر تجھے دی گئی تو اس کے سپرد کر دیا جائے گا ! ! یہ تیرے گلے پڑ جائے گی ، اللہ کی مدد و نصرت تجھ سے ہٹ جائے گی ، اللہ کے مقرر کردہ فرشتوں کی طرف سے جو الہام ہوتا ہے یا جو مخلص بندے اللہ کی طرف سے مل جاتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہٹا دیے جاتے ہیں ! !

وَاِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ غَیْرِ مَسْأَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا [1] اور اگر یہ بغیر سوال اور مطالبے کے تجھے دی گئی تو پھر اللہ کی طرف سے مدد کی جائے گی ! !

تو یہ ایک امتحان ہے یہ کوئی خوش ہونے کی چیز نہیں ہے ! جب آدمی کمرہ امتحان میں جاتا ہے تو دنیا میں کہیں بھی کمرہ امتحان میں جانے والے کو ہار نہیں پہنائے جاتے ، خوشی نہیں منائی جاتی ! بلکہ کمرہ امتحان سے جب کامیاب نکلتا ہے تو اس وقت خوشی منائی جاتی ہے ہار پہنائے جاتے ہیں ! !

ہمارا تو کمرہ امتحان پانچ سال نہیں ہے بلکہ جو عالم ہے دین کو سمجھتا ہے اس کا کمرہ امتحان پوری دنیا ہے (تا حیات) اور آخری سانس اس دنیا سے نکلنے کے وقت کا جو ہوگا اس آخری سانس کے وقت نتیجہ اس کے ہاتھ میں آتا ہے کہ تو اِدھر والوں میں ہے یا پھر اُدھر والوں میں ہے ؟ ؟ تو خوشی کس چیز کی ؟ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس موقع پر ہار پہنانا ، یہ کم از کم میں اپنے لیے بالکل پسند نہیں کرتا ! ! اگر ہے بھی کسی کا ارادہ تو آپ اسے دعا میں بدل دیں ! ہم آپ کی دعاؤں کے محتاج ہیں ، اللہ تعالیٰ اس کام کی ذمہ داری سے ہمیں اور آپ کو سرخرو کرے ! کیونکہ ہم میں سے ہر ایک مَامُوْر ہے جماعت کی خدمت پر ، اَمِیْرْ کوئی نہیں ہے اصل اَمِیْرْ جماعت ہے ! ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے آپس میں اتحاد و اتفاق نصیب فرمائے ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (مطبوعہ ماہنامہ انوار مدینہ اکتوبر ۲۰۲۴ء)

---

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ و القضاء رقم الحدیث ۳۶۸۰

اسلام اور سیاسی جماعتیں

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظر ثانی : ڈاکٹر محمد امجد

۱۵؍ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ/ ۱۶؍ جنوری ۲۰۲۵ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں تکمیلِ بخاری کی تقریب منعقد ہوئی اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ نے بیان فرمایا اس کی افادیت کے پیشِ نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے !

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

عزیز طلباء کرام اور بہت ہی قابلِ قدر ان کے والدین اعزاء واقارب اور دیگر تمام مسلمان بھائی اللہ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ آج کی اس مبارک مجلس میں شرکت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اس کی برکات سے متمتع فرمائے !

اس وقت پوری دنیا میں جو اضطراب ہے اور کفر اور الحاد کا ایک طوفان برپا ہے، ان اندھیروں میں اس محنت کو اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے چراغ اور رہنمائی بنا دے !

اس آخری حدیث شریف میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری محنت کے بعد آخر میں ہر آدمی کو توجہ دلائی کہ نظر آخرت کی طرف رکھے ! کیونکہ اس میں ترازو کا ذکر آیا ہے اور ترازو سے گزرے بغیر انسان جنت میں نہیں جا سکتا جو میدانِ حشر میں میزان نصب ہوگی وہ بہت تلخ اور کڑوا وقت ہوگا ہر ایک کے لیے ! سوائے انبیاء علیہم السلام یا ان کے علاوہ جس کا اللہ نے خاص طور پر استثنیٰ فرما رکھا ہے جو اس کے علم میں ہے باقی نیک اور بد، عالم غیر عالم، پیر اور مرید، استاد اور شاگرد اس کڑے مرحلے سے گزریں گے اور اس سے دوچار ہوں گے اور جس کے نصیب میں بچنا ہوگا وہ بچے گا ورنہ وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا ! اللہ ہم سب کو اس سے بچائے !

آپ کے بچوں نے جو آٹھ نو سال یہاں پڑھا ہے، عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہمارا بچہ نماز کا طریقہ سیکھ رہا ہے، روزے کا طریقہ سیکھ رہا ہے، حج کا اور زکوٰۃ کا طریقہ سیکھ رہا ہے یہ ٹھیک ہے کہ اس کا طریقہ تفصیل سے سیکھتا ہے ورنہ یہاں آنے سے پہلے بھی اسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ مسائل معلوم تھے اور خود آپ کو جوان کے لواحق ہیں انہیں بھی یہ باتیں معلوم ہیں تو جو چیز انسان کو آتی ہو اس کو سیکھنے کے لیے پھر نہیں جاتا کہیں، کیونکہ وہ وقت کا ضیاع ہوتا ہے، ایسی چیز سیکھی جاتی ہے جس میں وقت کا ضیاع نہ ہو ! اس لیے اس مجلس میں یا اس جیسی پہلے بھی جو تقریبات ہوئی ہیں ان میں میری کوشش ہوتی ہے کہ علماء اور طلباء کے علاوہ باقی حضرات جو آئے ہوئے ہیں ان کو اپنا مخاطب بناؤں کیونکہ علماء بھی بیٹھے ہیں انہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو خود صاحب علم ہیں ان کو بتانا ایسے ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا تو ہماری یہ حیثیت نہیں ہے اور طلباء پڑھ چکے ہیں دس سال مَاشَاءَ اللّٰہُ ان کو بھی اب بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ان کے جو لواحقین ہیں اعزاء اور اقارب اور متعلقین ہیں جن کا تعلق معاشرے کے ہر طبقے سے ہے تجارتی طبقے سے بھی ہے، مزدور طبقے سے بھی ہے، ملازم طبقے سے بھی ہے، مالدار طبقے سے بھی ہے اور غریب طبقے سے بھی ہے جس میں ملکی بھی ہیں اور غیر ملکی بھی ہیں سب طرح کے ہیں میرا اصل مخاطَب وہ حضرات ہوتے ہیں کیونکہ ان سے ملنا نہیں ہوتا، آٹھ نو سال طلباء نے پڑھا مگر ان کے لواحقین سے آج ملاقات ہو رہی ہے اور آج کے بعد پھر کب ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں ہوگی، یہ اللہ کو پتا ہے !

دین کن کے لیے نصیحت ہے ؟

اَلدِّیْنُ اَلنَّصِیْحَۃُ دین خیر خواہی کا نام ہے ''نصیحت'' کا نام ہے، کس کے لیے ؟ آپس میں مسلمانوں کے لیے، ایک دوسرے کے لیے، دین میرے لیے بھی، ان کے لیے بھی، آپ کے لیے بھی، استاد کے لیے بھی، شاگرد کے لیے بھی، پیر کے لیے بھی، مرید کے لیے بھی ! !

اور دین ''نصیحت'' ہے پیپلز پارٹی والوں کے لیے بھی، دین نصیحت ہے مسلم لیگ والوں کے لیے بھی، دین نصیحت ہے پی ٹی آئی والوں کے لیے بھی، ایم کیو ایم والوں کے لیے بھی، پاکستان میں قوم پرست جماعتوں کے لیے بھی، کیونکہ یہ سارے کے سارے مسلمان ہیں ! تو جو دین کافر کے لیے بھی نصیحت

اور خیر خواہی ہے تو کیا اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے خیر خواہی اور نصیحت نہیں ہوگا ؟ یہ تو کافر کو بھی چاہتا ہے اخیر دم تک کہ یہ ایمان لے آئے ، جہنم سے بچ جائے ، کافر جو سب سے بدترین دشمن ہوتا ہے ہندو ہو، سکھ ہو، قادیانی ہو، عیسائی اور یہودی ہو ان کے لیے بھی اخیر تک اسلام خیر خواہی کرتا ہے اور ان کا دامن پکڑے رکھتا ہے کہ شاید یہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو جب ان کے لیے اس میں خیر خواہی ہے تو پیپلز پارٹی والے تو ہمارے مسلمان بھائی ہیں کافر تو نہیں ہیں، مسلم لیگ والے بھی ہمارے مسلمان بھائی ہیں کافر نہیں ہیں، پی ٹی آئی ہو یا دیگر جماعتیں یہ سب مسلمان ہیں لیکن آپس میں منتشر اور ایک دوسرے سے دل کٹے ہوئے ہیں ان کے، اسی چیز نے ہمیں تباہ کر دیا ہے ! !

عقیدہ :

آپ حضرات یہ بات یاد رکھیں یہ بات آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے اس کے بغیر نجات نہیں ہوگی یہ عقیدہ بحثیت مسلمان ہونے کے ہر مسلم لیگی کا ہونا چاہیے، ہر پی ٹی آئی والے کا ہونا چاہیے، ہر مسلم لیگی کا کہ میں جو کچھ بھی ہوں ، پہلے مسلمان ہوں بعد میں میں کچھ اور ہوں ، میں اپنے اسلام پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا ،کیا آپ میری اس بات سے متفق ہیں یا نہیں ؟ میرے مخاطب میں نے پہلے بتا دیا علماء اور طلباء نہیں ہیں آپ حضرات ہیں ، آپ میں مسلم لیگ والے بھی ہیں میں ان سے تعلق محبت رکھتا ہوں، پی ٹی آئی کے بھی ہوتے ہیں لیکن جب میں آپ کے لیے خیر خواہ ہوں تو آپ کو بھی تو میرا خیر خواہ ہونا چاہیے، مجھے بتایئے کہ یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ایمان اور اسلام کے مقابلے میں کوئی حیثیت کسی اور چیز کی نہیں ہے !

مذہب سے جڑنا :

جب یہ صحیح ہے تو سب سے پہلے آپ کو مذہب سے جڑنا ہے اور مذہب سے جڑنے کے لیے اپنی جان مال آبرو سب قربان کرنی چاہیے یا نہیں کرنی چاہیے ؟ کرنی چاہیے ! اب صورتحال یہ ہے کہ یہ تو ایک زبانی بات ہوئی عملی نہیں ہے، آپ نے کہہ دیا میں خوش ہو گیا لیکن کیا سچ مچ بھی ایسا ہے ؟ کیا باہر نکل کر بھی ہم ایسا کرتے ہیں ؟ تو سچ مچ ایسا ہے کہ ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ اگر ہم ایسا کرتے

تو پیپلز پارٹی والا پیپلز پارٹی میں نہ ہوتا بلکہ جاتا ہی نہ، مسلم لیگ والا مسلم لیگ میں جاتا ہی نہ، پی ٹی آئی والا بھی نہ جاتا کیونکہ پہلے اسلام اور مذہب ہے اور ان جماعتوں میں سے کسی جماعت کے دستور میں یہ چیز نہیں ہے کہ ہم اسلامی قانون نافذ کریں گے ! اگر ہے تو آپ میں سے کوئی بھی کھڑا ہو کر مجھے حوالے کے ساتھ بتادے کہ فلاں جماعت کے دستور میں یہ بات ہے ! کسی بھی دستور میں نہیں ان کے دستور عموماً ہیں ہی انگریزی زبان میں، اردو میں بھی نہیں ہیں، آپ کو سمجھ ہی نہیں آئیں گے آپ سندھی بولنے والے، پنجابی بولنے والے، سرائیکی بولنے والے، پشتو بولنے والے ! دستور بنا رکھا ہے انگریزی میں ! تو جس کا دستور انگریزی میں ہو وہ پنجابی کی کیا خدمت کرے گا مجھے آپ یہ بتایئے ؟ وہ سندھی کی کیا خدمت کرے گا ؟ وہ سرائیکی اور بلوچی اور پٹھان کی کیا خدمت کرے گا ؟

دھوکے میں مت آیئے :

دھوکہ دینے والا دھوکہ دیتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے المیہ یہ ہے کہ ہم دھوکے میں بڑے آرام سے آتے ہیں اور آج ستر پچھتر سال ہو رہے ہیں کہ ہم دھوکے میں بڑی خوشی سے آئے ہوئے ہیں اور اسی میں کامیابی سمجھتے ہیں، میرے مسلمان بھائیو یہ تمہارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو رہا ہے، ظلم کرنے والا تو ظلم کر رہا ہے لیکن ہم خود اپنے اوپر ان سے پہلے ظلم کر رہے ہیں !

میری درخواست ہے آپ سے کہ آپ اپنے سوچ اور فکر پر نظر ثانی کیجیے اس عرصے میں جس نے جو قربانی ان جماعتوں کے لیے دی ہے کسی بھی عالم اور مفتی سے پوچھ لیں کسی بھی پیر سے پوچھ لیں پاکستان کے پیر سے پوچھ لیں یا ہندوستان کے پیر سے یا بنگلہ دیش کے پیر سے کہ یہ ثواب کا عمل تھا یا گناہ کا عمل تھا ؟ کیونکہ اس پر اجر ثواب تو تب ہی ملے گا جب وہ کام ثواب کا ہو اگر گناہ کا ہے تو اس پر تو اجر ثواب نہیں اس میں تو پکڑ ہو جائے گی قیامت کے دن !

میرے عزیزو ! قوم و ملک کا حال خراب ہو چکا ہے اور اسی غلطی کی وجہ سے کہ آپ جو یہاں بیٹھے ہیں ان جماعتوں سے وابستہ ہیں ان کو چندہ بھی دیتے ہیں ان کو اپنی توانائی اپنی مدد بھی فراہم کرتے ہیں ان کو اپنی اولادیں پیش کرتے ہیں کہ ہمارے بچے تمہاری جماعت کے لیے کام کریں گے

ہماری بچیاں تمہارا جو عورتوں کا حلقہ ہے اس میں کام کریں گی ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہر جماعت میں ؟ تبلیغی جماعت میں بھی ہوتا ہے جمعیت میں بھی ہوتا ہے تبلیغی جماعت میں بھی جاتی ہیں وہ تو ثواب کا کام ہے لیکن پیپلز پارٹی میں بھی عورتوں کا شعبہ ہے مسلم لیگ میں بھی پی ٹی آئی میں بھی وہاں عورتیں جارہی ہیں وہ ہماری آپ کی بہنیں ہیں بیٹیاں ہیں وہ جارہی ہیں انہیں پتا ہی نہیں کہ ہم کس چیز کا ارتکاب کررہے ہیں ثواب مل رہا ہے یا گناہ مل رہا ہے ؟ اس پر سننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں !

ہوسکتا ہے میری بات آپ میں سے بھی کسی کو تلخ لگتی ہو لیکن مجھے تو اللہ سے ثواب چاہیے اور آپ کی خیر خواہی ، اس لیے میں کر رہا ہوں ، چاہے میری بات کڑوی ہو لیکن اس وقت آپ اسے سنیں پھر اس پر غور کیجیے غور کریں ، یہاں سے کپڑے جھاڑ کے ذہن کو جھٹک کر نہیں اٹھنا ! !

عالمِ کفر متحد ہے :

کفر متحد ہو رہا ہے کفر اپنے مذہب سے جڑا ہوا ہے یہودی جڑے ہوئے ہیں لیکن مسلمان نہیں جڑا ہوا ، مسلمان پیپلز پارٹی میں گیا ہوا ہے مسلم لیگ نون میں گیا ہوا ہے پی ٹی آئی میں گیا ہے اور ایم کیو ایم میں گیا ہے اور نہ جانے کتنی پارٹیاں ہیں ان میں تتر بتر اور تقسیم ہے مذہب سے نہیں جڑا ہوا مجھے بتلائیں روس شیطان ہے یا فرشتہ ہے ؟ بتایئے ایک زبان ہو کر بولیں ! اور امریکہ شیطان اور برطانیہ صرف شیطان نہیں ، برطانیہ کا نام آئے تو کہیں شیطان کا سردار شیطانوں کا سردار شیطانوں کا بوڑھا سردار ! اور یہودی کیا ہیں ؟ شیطان !

اسلام اور سیاست :

ہمیں ہمارے بھائی پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ اور پی ٹی آئی والے کہتے ہیں کہ آپ کا سیاست سے کیا کام ؟ سیاست الگ چیز ہے آپ الگ چیز ہیں ، کتنی بڑی غلطی ہے کسی دنیا کے عالم سے پوچھ لیں کہ آپ کی بات صحیح ہے یا غلط ؟ وہ کہے گا بالکل غلط ہے ، سیاست اور اسلام ایسے ساتھ ساتھ ہیں جیسے کہ اسلام اور صحابہ کرام آپ صحابہ اور اسلام کو الگ کر سکتے ہیں ؟ نہیں ! تو آپ سیاست کو بھی الگ نہیں کر سکتے ! !

باطل قوتیں اپنے دین سے جڑی ہوتی ہیں :

مگر عالمِ کفر اس نسخے پر عمل کر رہا ہے کہ اپنے باطل دین کے ساتھ ہر حال میں جڑا ہوا ہے (وہ اپنے دین کو سیاست سے جدا نہیں سمجھتا) حالانکہ اس کا دین منسوخ ہو چکا ہے جس کا سر پیر ہی نہیں ہے اس کے ساتھ پھر بھی جڑا ہوا ہے ! !

امریکی وزیر دفاع (Pete Hegseth) جو نیا بنا ہے وہ پریس کانفرنس میں اعلانیہ کہہ رہا ہے

'' میں ایک عیسائی صیہونی ہوں '' ! !

مانتا ہے میں عیسائی ہوں ! شرم نہیں آ رہی اسے ، صیہونی کا مطلب ؟ کہ یہودیوں کے جو مذہبی عقائد ہیں کہ آخر میں ان کا عروج ہوگا اور اسلام اور مسلمان کو کسی بھی قیمت پر باقی نہیں رہنے دینا ! چنانچہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میں ایک عیسائی صہیونی ہوں، یہ کوئی مولوی نہیں ہے ان کا ! پھر ذہن میں رکھو بات، ان کا مولوی بھی جو پوپ ہے ان کے چرچ کا یہی بات کہتا ہے ! لیکن ان کا سیاستدان بھی جو کالج یونیورسٹی سے نکلا ہوا ہے یہی بات وہ کہتا ہے میں ایک عیسائی صیہونی ہوں اور میں اسرائیل کی ریاست کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور جس طرح سے امریکہ اس کے ساتھ کھڑا ہے وہ بہت اچھا ہے ! اور یہودی جو کر رہے ہیں غزہ میں یا شام میں وہ ٹھیک کر رہے ہیں ! میں حماس کے ہر رکن کو آخری دم تک مارنے میں اسرائیل کی حمایت کرتا ہوں ! !

بیان ختم ہو گیا اس کا چند لفظی بیان ہے جو ڈٹ کے کر رہا ہے پوری دنیا کے میڈیا پر خطاب کرتے ہوئے آپ چاہیں تو ہمارے جامعہ مدنیہ جدید کا جو وٹس ایپ کا مجموعہ ہے اس میں یہ آئی ہے اس کو دیکھ لیں !

اللہ سے ڈریں :

اللہ سے ڈریں استغفار کریں کفر آپ کے خلاف ایک ہو گیا ! اور ہم مسلمان کیا ہیں ؟ پیپلز پارٹی والا پی ٹی آئی والے کا منہ دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے اور پی ٹی آئی والا مسلم لیگ ن کا منہ دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے ، یہی حال پیپلز پارٹی کا ان کا سب کا آپس میں ہے ، سچ سچ بتایئے

ایسا بیان جو اس نے جاری کیا نواز شریف صاحب ویڈیو پر آ کر جاری کر سکتے ہیں کہ میں افغانستان کے مجاہدین، غزہ کے مجاہدین، شام کے مظلوم مجاہدین کے ساتھ کھڑا ہوں اور میں آخری دم تک یہودیوں سے جب تک انتقام پورا نہیں لیا جائے گا میں ان کے ساتھ کھڑا رہوں گا اور ان کے ساتھ شریک رہوں گا کیا نواز شریف صاحب ایسا بیان جاری کر سکتے ہیں ؟ (بیک زبان مجمع کا جواب) نہیں ! ! شہباز شریف صاحب ؟ (بیک زبان مجمع کا جواب) نہیں ! عمران خان ؟ (بیک زبان مجمع کا جواب) نہیں ! آپ سب کہہ رہے ہیں ایک زبان ہو کر نہیں کہہ سکتے !

مگر ایک ''دیوانہ'' یہ بات کہہ سکتا ہے وہ ہے ''مولوی'' ! مولوی یہ بیان دے سکتا ہے جس کو آپ بات کرنے کے قابل نہیں سمجھتے !

یاد رکھیں کبھی بھی ہمیں اور آپ کو عزت نصیب نہیں ہوگی اگر آپ کی یہی سوچ رہی آج توبہ کر کے اٹھیں کہ اے اللہ یہ اب تک جو ہم نے کیا کفر کی مدد کی، ہم نے منافقین کی مدد کی کیونکہ ان تمام پارٹیوں کو امداد کہاں سے آتی ہے ؟ امریکہ، برطانیہ، این جی اوز، نیٹو سے مدد آتی ہے ان کے ڈالروں کے مطابق یہ سوتے بھی ہیں اور ڈالر ہی پر یہ جاگتے بھی ہیں ! پاکستان کی بات کرتے ہیں اسلام اور مذہب کی ہم سب بات کرتے ہیں اور فکر اور عمل ہمارا یہ ہے اس لیے میرے عزیز بھائیو ! توبہ کرو استغفار کرو ہزاروں میں دو چار علماء کے گھرانے بھی ایسے ہیں جو پی ٹی آئی یا پیپلز پارٹی کی بات کرتے ہیں انہیں تو بہت بڑی توبہ کرنی چاہیے سجدے میں گر جائیں اور جب تک ان کا ضمیر نہ آواز دے سجدے سے مت اٹھیں کہ اتنا بڑا گناہ کا ارتکاب کیا ہم نے ! !

میں ان مواقع پر عام روایتی خطاب نہیں کرتا روایتی خطاب تو ہم آپ روز سنتے ہیں مگر میں اس قسم کی باتیں کرنا اپنا شرعی فریضہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں نے یہ نہ کی تو میری پکڑ خدانخواستہ ہو سکتی ہے دنیا میں بھی سزا مل سکتی ہے اور آخرت میں بھی پکڑ ہو سکتی ہے ! اس فریضے کی خاطر میں آپ کا خیر خواہ ہوں آپ کو بھی میرا خیر خواہ ہونا چاہیے یا نہیں ہونا چاہیے ؟

ایک درخواست :

اس لیے آپ سب سے درخواست ہے کہ آپ جمعیۃ علماء اسلام سے جڑ جائیں آپ آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ علماء کی مذہبی اور سیاسی قوت اگر کوئی ہے تو وہ صرف ''جمعیۃ علماء اسلام'' ہے ! اگر کوئی اور ہے تو بتا دیں، تبلیغی جماعت تو نہیں ہے وہ تو خود کہتے ہیں ہم سیاست نہیں کرتے ! اور کہنا بھی چاہیے انہیں، کیونکہ ان کا کام اور نوعیت کا ہے وہ ہمارے ہیں ہم ان کے ہیں ! رتی بھر ہمارے میں اور ان میں اجنبیت نہیں ہے، یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دینی چاہیے وہ ہم اور ہم وہ ہیں ! ! ہماری ختم نبوت کی جماعت ہے وہ اور ہم ایک ہیں ! لیکن ان سب پر چھتری اگر کوئی ہے تو وہ جمعیۃ علماء اسلام سب کے اوپر چھتری ہے ! اگر جمعیۃ کی چھتری خدانخواستہ پھٹ گئی اور اس پر کاری ضرب کفر نے لگا دی تو یاد رکھو کہ نہ تبلیغی جماعت بچ سکے گی، نہ دینی مدارس بچ سکیں گے، نہ تنظیمیں بچ سکیں گی آپ اور ہم سب کو وہ نشانے پر لے چکے ہیں وہ داڑھی مونڈے کو بھی قتل کریں گے داڑھی والے کو بھی قتل کریں گے وہ شلوار قمیص والے کو بھی قتل کریں گے وہ پتلون کوٹ والے کو بھی قتل کریں گے ! ! کیا شام میں جو قتل ہوئے ہیں اور شہید ہوئے ہیں ہمارے مسلمان بھائی وہ آپ اور میری طرح شلوار قمیص پہنتے ہیں، بتائیں ؟ ان میں اکثر داڑھی والے ہیں یا داڑھی منڈھے ہیں ؟ داڑھی منڈے ہیں سب کو شہید کر دیا انہوں نے ! !

ان میں ایسی عورتیں بھی تھیں جو بے پردہ تھیں اور پردے والی بھی تھیں، کیا پردے والی کو قتل کیا اور بے پرد کو چھوڑا ؟ نہیں چھوڑا، لہٰذا کسی دھوکے میں نہ رہیں، شام میں یہی ہوا اسی طرح بغیر کسی فرق کے سب کو شہید کیا، فلسطین میں بھی اسی طرح کر رہے ہیں، عراق میں بھی یہی ہوا عراق میں اکثریت داڑھی منڈھوں کی ہے امریکہ اور برطانیہ اور نیٹو نے بمباری کر کے کتنے لاکھ افراد کو وہاں شہید کیا ! کیا داڑھی والے تھے ؟ علماء تھے ؟ شلوار قمیض پہنتے تھے ؟ نہیں پتلون، کوٹ، داڑھی مونڈھے تھے پھر کیا جرم تھا ؟ بس کلمہ گو ہونا جرم تھا !

یاد رکھیں کفر کے اس وار سے آپ کو مسلم لیگ نہیں بچا سکے گی ، پی ٹی آئی نہیں بچائے گی، پیپلز پارٹی نہیں بچائے گی ،اگر بچنا چاہتے ہو تو اللہ کے دیے ہوئے دین اور نظام اور اس نظام کی علمبر دار جماعت ''جمعیۃ علماء اسلام'' کی چھتری کے نیچے آؤ اور اس کو مضبوط پکڑو اس میں ہماری آپ کی خیر بھی ہے عزت بھی ہے مضبوطی بھی ہے دین کی سر بلندی بھی ہے !

کفر کا سب سے پہلا ہدف :

ورنہ آپ کے یہی مدرسے جن میں آپ کے ان عزیز بچوں نے پڑھا یہ خطرے میں ہیں یہ سب سے پہلا ہدف ہے کفر کا ، جمعیۃ علماء اسلام بھی بعد میں ہدف ہے، پہلے ان کا ہدف مدرسہ ہے ! کیونکہ جمعیۃ علماء اسلام کہاں سے آئی ، آسمان سے آئی ؟ نہیں بلکہ مدرسہ سے آئی ! حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سیاست کے علمبر دار عالمی لیڈر تھے یا نہیں تھے، کہاں سے آئے ؟ دارالعلوم دیوبند سے ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سیاست کے بھی قائد تھے پیروں کے بھی قائد تھے ان جیسی عظیم خانقاہ برصغیر میں کوئی نہیں، سب ان کا فیض ہے پیر بھی بڑے تھے محدث بھی بڑے تھے سیاستدان بھی بڑے تھے وہ کہاں سے آئے ؟ کالج سے، نہیں دارالعلوم دیوبند سے ! تمام سیاسی بزرگ جتنے بھی تھے تمام سیاسی پیر جتنے بھی تھے جنہوں نے قربانیاں دیں اور آپ کی خاطر قربانیاں دیں ہماری خاطر وہ سب کے سب مدرسے کا فیض ہے ! اس لیے کفر کی پہلی کوشش یہ ہے کہ دینی مدرسوں کو ختم کر دو ! جب دینی مدرسہ ختم ہوگا تو اس وقت کی قیادت مزید دس سال زندہ رہے گی بیس سال رہے گی پھر ان کی نسلیں آجائیں گی زیادہ سے زیادہ وہ بیس سال گزاریں گی چالیس سال بعد قیادت نہ تبلیغی جماعت کو ملے گی ، نہ جمعیۃ علماء اسلام کو ملے گی ، نہ ختم نبوت والوں کو ملے گی تو ''مدرسہ'' اصل چیز ہے میری بات سمجھ میں آرہی ہے یا نہیں سمجھ میں آرہی ؟ تو دیکھو دینی مدارس سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے ! !

کالج اور یونیورسٹیوں کی پیداوار :

کالج یونیورسٹیوں سے اپنی نسلوں کو بچاؤ یہ برباد کررہی ہیں آپ کی نسلوں کو، یہ جو امریکی لیڈر رہے جس کا بیان سنایا ہے یہ کہاں سے نکلا ہے ؟ کالج سے ! نیتن یاہو کہاں سے نکلا ہے ؟ کالج سے ! مدرسہ سے پڑھا ہے اس نے ؟ نہیں کالج سے پڑھا ہے ، بس اپنے یہودی مدرسے سے جڑا رہا یہ جو بائیڈن ہے اور پیوٹن ہے روس کا ، اور چین کے لیڈر یہ سب ہمارے آپ کے دشمن ہیں ! چین ہمارا وفادار نہیں ہے، اپنے مفادات کی وجہ سے ہر کوئی وفادار ہو جاتا ہے ہم بھی مفاد کی وجہ سے ان سے دوستی کر لیتے ہیں، توڑ لیتے ہیں، وہ ایک عالمی سیاست کا تقاضا ہے وہ الگ چیز ہے، لیکن یہ کوئی مدرسے سے نکلے ہوئے ہیں ؟ یہ سب کالج یونیورسٹیوں کے پیداوار ہیں جو پوری دنیا میں خون ریزی کررہے ہیں جو بم مار مار کر اب تک تین کروڑ آدمیوں کو ستر اسی سال میں قتل کر چکے ہیں جن میں بڑی تعداد تقریباً دو کروڑ کے قریب صرف مسلمانوں کی ہے ! ! باقی کافر تو یہ خونخوار درندے ہیں اور ان کا نام لینے والے اسلامی ملکوں کے مسلمان لیڈر ہمارے اور آپ کے رہبر نہیں ہو سکتے، اگر انہیں رہبر بنالیا تو تباہی کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ! !

وقت مختصر ہے اتنی باتیں بھی اگر سمجھ میں آ گئیں اور آپ نے اور ہم نے ان پر عمل کر لیا تو یہ میری نجات کا بھی ذریعہ بنے گی اور آپ کی نجات کا بھی ذریعہ بنے گی اِنْ شَاءَ اللّٰہ

اللہ تعالیٰ اس پڑھنے پڑھانے کو قبول فرمائے ان مدارس کی حفاظت فرمائے اہل حق کی حفاظت فرمائے اور غزہ میں شام میں جہاں جہاں مجاہدین برسرِ پیکار ہیں اللہ ان کی مدد و نصرت فرمائے ان کو غلبہ عطاء فرمائے ثابت قدم فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور ان کا ساتھ نصیب فرمائے آمین ! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(مطبوعہ ماہنامہ انوارِ مدینہ مارچ ۲۰۲۵ء)

اسلام .... ایک مکمل ضابطہ حیات

﴿ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ﴾

اسلام صرف عبادت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ تمام مذہبی ، تمدنی ، اخلاقی ، سیاسی ضرورتوں کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے، جو لوگ کہ زمانۂ موجودہ کی کشمکش میں حصہ لینے سے کنارہ کرتے ہیں اور صرف حجروں میں بیٹھے رہنے کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کے لیے کافی سمجھتے ہیں وہ اسلام کے پاک وصاف دامن پر ایک دھبا لگاتے ہیں ! ان کے فرائض صرف نماز، روزہ میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ اسلام کی عزت برقرار رکھنے اور اسلام کی شوکت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ان پر ہے ! ! !

خطبہ صدارت سالانہ اجلاس دوم جمعیۃ علماءِ ہند ۲۱ر نومبر ۱۹۲۰ء

بحوالہ تذکرہ شیخ الہندؒ ص ۳۶۶

اتباعِ سنت اور ذکر اللہ کی کثرت

﴿ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ﴾

میرے بزرگو ! اصل ترقی رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے اگر آپ دامنِ رسول اللہ کو چھوڑتے ہیں اور آپ کی اتباع سے منہ موڑتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ آپ سے نہیں ہے، وعدوں کا مدار ایمان اور عمل صالح ہے۔ اسلام صرف نام لینے کی چیز نہیں عمل کرنے کی چیز ہے اسلام پر عمل کیجئے اسلام بھی محفوظ رہے گا اور آپ بھی زندہ ہو جائیں گے !

میرے بزرگو ! اللہ کے ذکر سے غفلت نہ برتو جہاں تک ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کرو یہی ذریعہ نجات ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَا مِنْ شَيْئٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ذکر سے بڑھ کوئی چیز عذاب سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ (او کما قال ﷺ) یعنی اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں !

یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ جو بھی اچھا کام کرو گے سامنے آئے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ . وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴾ یعنی ذرّہ برابر خیر بھی سامنے آئے گا اور اگر ذرّہ برابر شر ہو گا تو وہ بھی سامنے آئے گا بس اللہ کے ذکر کی مشق یہاں تک بڑھاؤ کہ مرنے کے وقت بے اختیار اللہ کا ذکر جاری ہو جائے !

(خطبہ صدارت اجلاس سورت جمعیۃ علماء ہند ۲۴ ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ/ ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء)

تصوف کیا ہے ؟

﴿ قطب الاقطاب حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ ﴾

اسلام میں صرف ریاضتوں کا نام تصوف نہیں ہے ! یہ دوسرے مذہب والے بھی کرتے ہیں ! دراصل رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کے بتلائے ہوئے عقائد دل سے تسلیم کرنے کے بعد تصوف کا درجہ آتا ہے پھر اگر کوئی مسلمان حسنِ عبادت میں کامیابی حاصل کرے تو اس نے اسلامی تصوف حاصل کرلیا ! ! !

" حسنِ عبادت " کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کے وقت یہ تصور قائم رہے کہ " (گویا) میں خدا کو دیکھ رہا ہوں " یا "خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے"

" اَلْاِحْسَانُ " اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ [1]

بس یہی تصوف کی روح ہے ! اور اس کا جسم اتباعِ سنت ہے !

[1] مشكوة المصابيح كتاب الايمان رقم الحديث ٢

(بحوالہ ماہنامہ انوار مدینہ فروری ۲۰۲۱ء)

سیاسیات اور جہادیات

مسلمانوں بالخصوص علماء اور طلباء کے
مطالعہ کے لیے چند اہم مشہور کتابیں

تصانیف شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ

(۱) نقشِ حیات (خودنوشت سوانح حیات)
(۲) مکتوبات شیخ الاسلامؒ چار جلد (۵۸۲ مکتوبات کا عظیم ذخیرہ)
(۳) شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی ڈائری
(۴) سفرنامہ شیخ الہندؒ (حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ)
(۵) خطباتِ صدارت (۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۵۶ء تک مختلف مقامات پر دیے گئے گیارہ خطبات)

تصانیف مورخِ ملت حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ

(۱) سیرتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ
(۲) صحابہ کرامؓ کا عہدِ زریں اور مثالی حکومتیں
(۳) علماءِ ہند کا شاندار ماضی
(۴) علماءِ حق اور اُن کے مجاہدانہ کارنامے
(۵) جمعیۃ العلماء کیا ہے ؟
(۶) اسلام کیا اور اسلامی فکر کیا ہے ؟
(۷) اسیرانِ ''مالٹا''
(۸) تحریکِ ریشمی رومال
(۹) شواہدِ تقدس
(۱۰) تاریخ اسلام

تصانیف و دروس محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ

(۱) مقالاتِ حامدیہ.....۷ حصے (زیرِ طبع) (۲) درسِ حدیث.........۷ حصے (زیرِ طبع)

تصانیف جناب سید طفیل احمد صاحب منگلوری (علیگ)

(۱) مسلمانوں کا روشن مستقبل
(۲) حکومت خوداختیاری

مکتبۃ الحامد

متصل جامعہ مدنیہ جدید، محمد آباد، ۱۹ کلومیٹر، شارع رائیونڈ، لاہور، پاکستان
+92 333 4249301 - +92 333 4249302, jamiamadniajadeed@gmail.com